ان من الشعر لحکمۃ وان من البیان لسحرا

خانوادۂ اعجاز بیانی کا چشم و چراغ نازو انداز مجاز و حقیقت کا سبز باغ
دکنی خیالات کا پھولا پھلا چمن موسوم بہ

تحفۂ دکن
۱۳۱۴ھ ۱۸۹۷ء

یعنی

دیوان ڈاکٹر مائل

نتیجۂ فکر رسائے افصح الفصحا ابلغ البلغا افتخار الحکما ملک الشعرا جناب ڈاکٹر
احمد حسین خان مائل آغائی ابوالعلائی سیول سرجن دواخانہ ضلع نلگنڈہ
شاگرد رشید حضرت جعفی مرحوم و مغفور ملازم سرکار آصف جاہ خلد اللہ ملکہ

مطبع مفید عام آگرہ میں باہتمام محمد قادر علیخان صوفی چھپا

ضرب المثل رہے گا محبت میں میرا نام
آئیں گے میرے بعد فقط نوحہ خوانِ عشق

(حافظ محمد ولایت اللہ)

****

PDF By : Miskeen Mazhar Ali Khan

Cell NO : 00966590510687

Facebook Group «خاکۂ حلم» Link:

https://www.facebook.com/groups/1752899681599082/

یا فتاح

دیباچہ
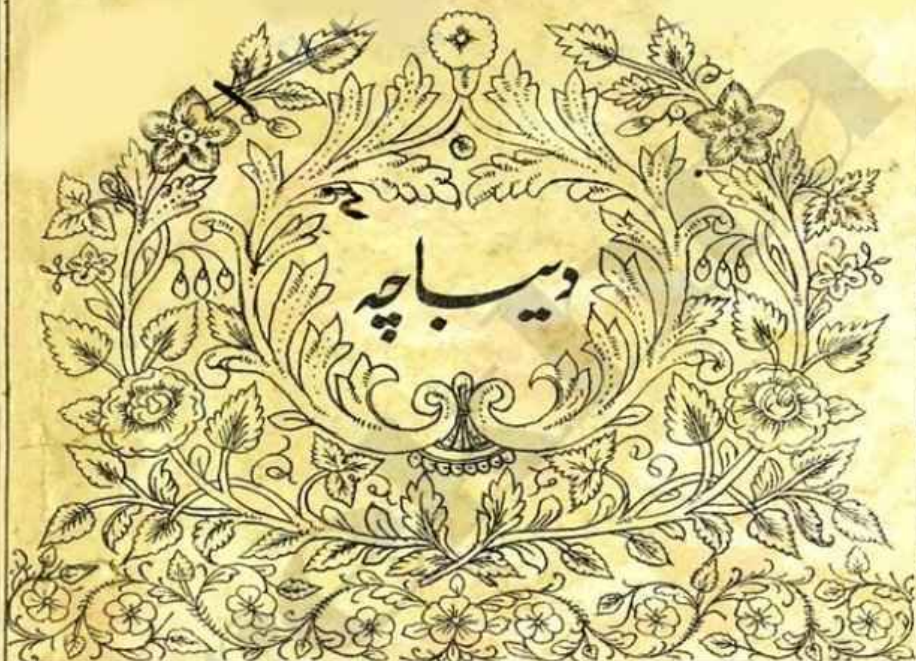
بسم اللہ الرحمن الرحیم

سخن آفرین نے سخن مین وہ اثر دیا کہ ساری خدائی کا رنگ اسی سے پھوٹ نکلا - بات اگرچہ بات ہے مگر سب کچھ اسی کے ہاتھ ہے کہ بات ہی آفرینندۂ کائنات ہے - یہ کافری جملہ نہین غلو نہین - مبالغہ نہین - وہم کی بلند پروازی نہین - شاعرانہ تعلی نہین - ذرا ٹھہرو ابھی نہ الجھو سوچو سمجھو کہ خالقِ کل مخلوقات نے جس وقت تک اپنی پاک زبان سے لفظ کن نہ کہا اور جب تک قدرت مین بسی ہوئی حکمت مین ڈوبی ہوئی زمزمہ کن کی صحت بخش ہوا - لاکھون شوخیون کے ساتھ جسکی ہر ہر شوخی سے آفرینش کی روح پھونکنے والے کروڑون کرشمے ٹپک رہے تھے - اٹھلا کر نہ چلی - اداس بے رونق نیستی کا حسرت بھرا دل پامال نہوا - اور ہونہار چلبلی ہستی کا منھ مارے خوشی کے لال لال نہوا - اس بات کا یقین دل کو گدگدا رہا ہے کہ نوائے کن کے ساتھ ہی صدائے فیکون بلند ہوئی اور اس صدا مین لہراتی ہوئی میری بھی آواز تھی - مین

ازل کا بہلکنڑ ہون مجھے بالکل یاد نہین کہ مین نے کن کی آواز موزون سنی یا ناموزون - اگر ناظرین اجازت دین تو اپنی خطا انگیز نسیان آمیز خلقت سے آستینین چڑہا کر دو دو باتین کرتا ہون - ہائین اتنی بے ادبی - حکیم اور ایسی باتین - کیا اسوقت فرشتون کا سایہ دیوانہ بنا رہا ہی دنیا مین لاکھون آدمی سایہ جن و پری کے قائل ہین مگر فرشتون کا سایہ کبھی نہین سنا تھا - (بڑے غور کے بعد) ہان ہان اب سمجھا - یہہ گلدستۂ نازک خیالی کی ایک رنگین پنکھڑی ہے جسکو اُن فرشتون کا سایہ معطر کر رہا ہے جو خلقتِ آدم کے وقت اللہ میان پر اعتراض کر بیٹھے اور یون کہا کہ اِس خاکی کے سر پر خلافت کا نورانی تاج رکھکر ہم نورانیون کو نیچا نہ دکھا - ہم بعد تیرے سب سے جلیل ہین ہمکو سب مین ذلیل نہ کر - اِس مٹی کی مورت کے سامنے ہمارے روشن سرونکو جھکنے نہ دے - معترض قانون قدرت سے ناواقف اور اسرار آلہی کے ضابطون سے بیخبر تھے کچھ لحاظ نہوا محکمۂ کبریائی کی تجویز بحال رہی - اب غضب کا سامنا ہے - ہائے کیا کہون کہ اس وقت مجھے کیا خیال آیا - اُمنگ بھرا دل تڑاق سے ٹوٹ گیا - ہمت کے پانون جنکی ثابت قدمی کا نقّان عرش پر جھنڈا گاڑنے والا تھا - دفعتاً تھرتھرانے لگے - ایک چیخ مار کر ہائے مین گرا - اسوقت کوئی اللہ والا ہے کہ مجھکو سنبھال سکے - یا حقیقت محمدی المدد وہ تیری ہی رحمت بھری ذات ہے کن کے سر پر بھی جسکا ہاتھ ہے - اب تو ہی سنبھالے تو سنبھلون گا ورنہ بھکے ہوئے انداز سے اوندھے منھ اس طرح گرونگا کہ صدائے صور اسرافیل قیامت کو ساتھ لیکر میری بغلونمین ہاتھ دیکر اوٹھائی بھی تو اوٹھنا معلوم اے ناظرین باتمکین یہ ساری شوخی میری نافہمی کی تھی جو آفرینش کے کلیجے مین کانپتے ہوئے ہاتھون سے چٹکیان لینے کو چلی تھی - راز کبریائی نے آنکھین نکالکر وہ ڈانٹ بتائی کہ شوخی کی ساری شیخی کر کری ہوگئی - اگر اسوقت سببِ آفرینش موجودات - باعثِ ایجاد مخلوقات لولاک لما خلقت الافلاک کی شان دکھانے والا ما عرفناک حق معرفتک کی بانسری بجانے والا میرا ہاتھ پکڑ کر نہ کھینچ لیتا اور اپنی رحمت بھری عربی کملی نہ اُڑہا دیتا تو مین کہین کا نہ رہتا -

قطعہ

یا محمد رحمتہ للعالمین	نفع پہنچا سب کو تیری ذات سے
ہو گیے محتاج محشر مین غنی	تیرے صدقے سے تیری خیرات سے

مائل تو اور نعت گوئی خدا کا نام لے - بس درود شریف پڑھ اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آل محمد واصحاب محمد وازواج محمد وبارک وسلم ہان اب اصل مطلب تو سنا کچھ بیان تو کر کہ صدائے کن موزون تھی یا ناموزون - اے پوچھنے والو ذرا ٹھہرو - مجھے دم لینے دو - پسینہ پونچھنے دو دل سے ابھی گھبراہٹ نہین گئی - دیکھو کس طرح اچھل رہا ہے عرق انفعال کی ننھی ننھی بوندین ماتھے پر چمک رہی ہین - رنگ فق ہے مگر سنبھالے ہوئے ہون (چند منٹ کے بعد) الٰہی کیا کرون بھولا ہوا سبق یاد نہین آتا - کوئی پیارا ہاتھ غیب کا پردہ بھی نہین اٹھاتا مجبور ہو کر ظن المومنین خیرا کا وظیفہ دل ہی دل مین پڑھکر اپنی ہی عقل سے دیکھتا ہون کہ جب صدائے کن وہان قدرت سے نکلی موزون تھی یا ناموزون - یہ سوال سنکر عقل بھی چکراتی رہی - بات بات پر کفر کا فتوی لکھنے والے علماء کے خوف سے گھبراتی رہی - خدا جانے پھر کیا خیال آیا جھوم کر پکار اٹھی کہ صدائے کن موزون تھی - دلیل یہ کہ ناموزون آواز سے موزون آواز مین اثر کا زیادہ ہونا قرین قیاس ہے اور قابل تسلیم - مگر یہ نہین معلوم کہ وزن کس ڈھب کا تھا اسکا انداز کیا تھا - اگرچہ کلام مجید مین بعض آیتین مطابق قاعدۂ عروض موزون ہین مگر سخن شناس سخن آفرین کو شاعر کا خطاب نہین دیتے - جانکر پہچانکر چشم پوشی کرتے ہین اور بے ادبی سمجھتے ہین بلکہ شعر کی تعریف سے کلام قدیم الٰہی کو گو وہ موزون ہو چھانٹ کر علیحدہ کر دیتے ہین - ہم بھی مجبوراً سخن آفرین کی ذات سے شاعری کی صفت کو علیحدہ سمجھکر دور سے سلام کرتے ہین اور اسی کے خلیفہ کے ہاتھ پر جسکی یہ تعریف ہے خلق آدم علی صورۃ الرحمن بوسہ دیکر شاعری سیکھتے ہین کہ سب سے پہلے خلیفۃ اللہ ہی نے شعر کہا ہے بقول صائب ؎

آنکہ اول شعر گفت آدم صفی اللہ بود	طبع موزون حجت فرزندی آدم بود

مولوی جامی قدس سرہ السامی کچھ اور ہی ارشاد فرماتے ہین ؎

شاعری رمزیست از پیغمبری		جاہلانش کفر خوانند از خری	

مولانا نظامی علیہ الرحمتہ کا طنطنہ کچھ اور ہی ہے ؎

پیش و پس قلب صفِ کبریا		پس شعرا آمدہ پیش انبیا	

فتامل

التماس بجناب سخن شناس

کس بشنود یا نشنود من گفتگوئے میکنم - کوئی سنے یا نہ سنے کوئی مانے یا نہ مانے جو کچھ میرے دل مین ہے جو کچھ میرے دماغ مین ہے کالی کالی روشنائی کے ذریعہ سے سفید سفید کاغذ پر سطرون کی بیلون مین لفظون کے بوٹون مین بھر دیتا ہون - اچھے بُرے کے سمجھنے والے - کھوٹے کھرے کے پرکھنے والے سخن شناس علم دوست نوجوانانِ دکن اسپر چمکتا ہوا خوشبودار روغن لگاکر اپنے دماغون کے نازک نازک مہین مہین پردون مین رکھہ چھوڑین اور ایک مدت تک مخالف و [illegible] فقیر کے سوال و جواب رد و قدح معقول و نامعقول اعتراضات کو سنجیدہ نگاہی سے دیکھتے رہین اور اس امر کی کوشش کرتے رہین کہ نتیجہ تعریف کے قابل تسلی بخش پیدا ہو - زبان حیدرآباد کی سنہری کرسی بھی ہندوستان کے عالیشان دربار مین اُس صف مین جگہ پائے جہان دہلی و لکھنو کی مطلا مذہب کرسیان اپنی چمک کے دامنِ ہوا کو طلائی ورق بناتی ہین - اُردو[1] شاہجہان آنجہانی کے زمانے مین چار عنصرون کے میل جول سے جنکے نام - ہندی - فارسی - عربی - ترکی ہین - ایسی پیاری صورت لیکر لشکر مین پیدا ہوئی کہ لاکھون دل لوٹ پوٹ ہو گیے - رفتہ رفتہ اسکی حسن کی وہ دھوم مچی کہ شاہی حکومت نے لشکری قوت سے چھین کر قلعہ مین داخل کرلیا - اگرچہ یہہ آفتابِ ہند تاب برجِ شاہی مین چھپ گیا مگر اسکی آڑی ترچھی سیدھی کرنین پھوٹ نکلین - کوہ ہمالیہ سے راس کماری تک مختلف رنگون کا چمکتا ہوا ایسا خوبصورت جال بچھایا کہ لاکھون مرغ سخن سنج

[1] بعض محققین یہہ کہتے ہین کہ جلال الدین اکبر ہی کے زمانے مین اُردو کا تخم اپنی نشو و نما کی قوت مٹھی مین لیے ہوئے موجود تھا - شاہجہان کے زمانے تک پھول پھلکے اچھا خاصا شجر بنگیا -

پھنسکر پھڑپھڑانے لگے اور آج تک پھڑپھڑا رہے ہین ۔صیاد اُردو شکار زبانِ حال سے یہی کہنے لگا
کہ جو کوئی میری بولی سیکھے گا قید سے رہائی پاے گا - ان اسیرون مین لکھنو ایسا مرغ زیرک تھا کہ بات
مین سے بات نکال لی اور اصل مطلب کو سے اُڑا - ایک مدت تک صیاد کی میٹھی میٹھی باتین
سنکر پھڑ کتا رہا اور خود بھی چہچہاتا رہا - آہستہ آہستہ جب اسکی بولی مین صیاد کی بولی کا مزا آیا اور خود
گرفتار کرنے والا مزے مزے کی باتین سنکر مسکرا مسکرا کے داد دینے لگا تو اسنے بھی پرون کو
جنبش دی - اگلا عہد و پیمان یاد دلا کر قید سے رہائی پائی چمن آزادی کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھائی
آزاد کیا ہوا کہ ہندوستان جنت نشان کی اونچی پھولون بھری ڈالی پر بیٹھکر ایسی ایسی زمزمہ سنجیان
کین کہ تمام ہندوستان پھڑک اُٹھا -

خوش نوایانِ دہلی کو رشک آیا - نکتہ چینی پر کمرین باندہین - اعتراض کرنے کو آستینین چڑہائین
لکھنو کب دبنے والا تھا خم ٹھوک کر کلہ بکلہ مقابلہ کرنے لگا - تذکیر و تانیث کا اختلافی جوہر رکھنے
والی تلوارین کھنچ گئین اور نئے نئے محاورون کی گھن گرج تو پین دنادن دنا چلنے لگین اس زمانے مین
اودہ کا شاہی ستارہ چمک رہا تھا اور اُس کا نورانی اثر اہل لکھنو کی ہمتین بڑہا رہا تھا - اہل دہلی مجبور
ہو گیے لوہا مان گیے - طرفین کے بہادرون نے کچھ سوچ سمجھکر صلح کر لی - جسکے قبضہ مین جتنا ملک
آیا باقی رہا - شاباش لکھنو کیا کہنا ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند ٭ جب تک تو نے اپنے
نام کا خطبہ نہین پڑہا یا سکہ نہین چلا یا دم نہین لیا - تیری فوج کے بہادر افسرون کا معزز خطاب
جنکے سینون پر فتحمندی کے تمغے چمک رہے ہین جنکی تلوارون کی تمام ہندوستان مین دہاک ہے
نہ اسٹار آف انڈیا ہے - نہ کے - سی - وغیرہ وغیرہ - بلکہ الشعراء تلامیذ الرحمن ہے - جب تک
شاعرون کے دل و دماغ خون نہین ہوے - فصاحت و بلاغت کی کچی کلیان رنگین ہو کر
نہین کھلین - شاعری ہی نے اُردو کے قالب مین روح پھونکی - شاعرون ہی نے اس شاہد طناز
کو زر و زیور پہنا کر آراستہ کیا - خدا ان نازک خیال عالی دماغون کو شاعری کے سواے اور کمال
بھی عطا کرے تا شاعری ہی ذریعہ معاش نہ ٹھہرے اور دوسرے اہل ہنر انکو خوشامدی سائل کا

خطاب نہ دین[۱] - یہ حضرات امراے سخن ناشناس کے درباروں مین قصیدے لیے لیکر نہ
دوڑین - مین نے بھی اس راہ مین چندروز قدم فرسائی کی ایک دو ٹھوکرین کھا کر سنبھل گیا
جی تو چاہتا ہے یہان کچھ آپ بیتی لکھون اور دوسرے ہم فنون کو متنبہ کرون مگر ملکی ہمدردی
اجازت نہین دیتی - کسی عالیشان امیر کی پیشانی پر کلنگ کا ٹیکا لگانا بدنفسی کج خلقی نہین
ہے تو اور کیا ہے - افسوس نسیم خیال کا خوشبو آمیز جھونکا کہان سے کہان چلا گیا مین کیا لکھ
رہا تھا - کیا لکھنے لگا - دکن کے علم دوست نوجوانون کو چھوڑ کر بہت دور نکل آیا مگر شاہد مدعا مسکرا
مسکرا کر کنکھیون سے اُنھین کو دیکھ رہا ہے اور اپنی سُریلی آواز سے یہی کہہ رہا ہے کہ تم بھی حضرت
قدر قدرت فلک شوکت ظل اللہ میر **محبوب علی بادشاہ نظام الملک آصف جاہ**
خلد اللہ ملکہ کے سایۂ عروج آگین مین حیدرآباد کی زبان کو دہلی و لکھنؤ کی زبان سے ملا دو - دکنی
کو اُردو بنا دو - جس طرح اہل لکھنؤ نے ایک حد تک اہل دہلی کی تقلید کی اسیطرح تم بھی فصحاے دہلی و
لکھنؤ کی تقلید کرو اور ایسے ایسے پُر اثر نغمے سناؤ کہ تمام ملکِ ہند وجد کرنے لگے - اہل دہلی و
لکھنؤ بھی کلیجے پکڑ کر لوٹ جائین اور ایک دن ایسا آئے کہ بادشاہِ سخن دان و سخن سنج تمکو صلون سے
مالا مال کر دے پھر ہمالیہ کی شمالی چوٹی سے ہندوستان کے جنوبی راس تک تمہارا ہی پھریرا
اُڑتا ہوا نظر آئیگا - تمہارے عزت افزا نام کی توپین جابجا قلعون پر دغینگی تمہارے ملک کا
نیا سکہ کھنکتا ہوا چوطرف چلیگا - دکن کے رہنے والو شاید تم نہین جانتے کہ اُردو شاعری کا باوا
آدم کون تھا اور وہ کہان پیدا ہوا سنو مجھسے سنو جب خدای آسمان وزمین نے دکن کی خاک سے
حضرت **ولی دکنی** نور اللہ مرقدہ کو پیدا کیا تو فرشتگانِ آسمان سخن کو یہ حکم دیا کہ بخشش گاہ ازلی
سے اُردو نظم کا نیا بیش بہا خلعت لیکر دکن جائین اور **ولی** دکنی کو پہنا کر سارے ہند مین پھرائین
اور یہ ندا کر دین کہ اُردو شاعری کا باوا آدم یہی ہے -
اے نوجوانانِ دکن غور تو کرو کہ نظم اُردو کہان سے نکلی اور اسکی نسل کہان پھیلی - زمانے کی رفتار

[۱] اگر تقدیر نے ایک آدھ سخن سنج کا ہاتھ پکڑ کر ترقی کے زینے پر چڑھا دیا ہو تو اُسکو النادر کالمعدوم سمجھنا چاہیے -

بلا کی تفرقہ انداز ہے اسکی چالون کو نظر مین رکھکر انصاف سے لکھو کہ ہندوستان کی شاعری دکن ہی
کی شاعری کا خوبصورت بچہ ہے یا نہین - اگر تم جاہل و کاہل نہوتے جو فخر کہ دہلی و لکھنو کو حاصل
ہے وہ تمکو حاصل ہوتا - جو دولت کہ ہند مین لُٹ رہی ہے وہ تمہاری ٹھوکرون مین ہوتی - اگر
میراث پدری تمہارے ہاتھ آتی تمام شعراے ہند تمہارے ہی دست نگر ہوتے اور تمہارے ہی
کلام کو ڈھونڈ ڈھونڈکر سر پر رکھتے - لیکن افسوس زمانے نے ایسا پلٹا کھایا کہ سب کچھ برعکس ہوگیا
تم میٹھی نیند سوتے ہی رہے اب بھی جاگو - آنکھین کھولو - دیکھو وہ گرد اڑ رہی ہے - وہ درا کی آواز آرہی
ہے وہ قافلہ یوسف کو لیے ہوے چلا جا رہا ہے کیا غضب ہے کہ تم قدم نہین بڑھاتے - بھائیو اُٹھو
کمرین باندھو - دوڑو - جھپٹو - ہم یہہ نہین کہتے کہ قافلہ سے یوسف کو چھین لو - یہہ ممکن ہی نہین
کہ وہ تین سو برس سے اسکی حفاظت کر رہا ہے اور اسکے حسن روز افزون سے اپنی آنکھین سینک
رہا ہے - تم بھی اُسمین علم و لیاقت سے خلق و مروت سے جاکر ملو اور حصہ لو اُسمین جو شریف ہونگے
وہ تمکو بزرگ یادگار سمجھکر ادب سے ملینگے - ساتھ رکھینگے جس منزل پر اُترینگے اپنے برابر بٹھائینگے
تم بھی اُن کو عزت کی نگاہون سے دیکھو غرور نہ کرو اگر بات مین بات پیدا ہو اور کچھ بحث چھڑ جایے
تو نہایت نرمی سے سمجھاکر جواب دو - وہ غصہ کی آگ سے گرم ہو جائین تو تم بھی لال نہو جاؤ کہ گرم
لوہے کو گرم لوہا نہین توڑتا بلکہ سرد لوہا ہی توڑتا ہے اگر کوئی بد خلق - کینہ باز - نافہم - حاسد
تیور بدلکر آستینین چڑہاے تو تم مسکراکر ٹال دو - کہ رفتہ رفتہ خود زمانہ اُسکو سمجھا دیگا - ایک
لایق تذکرہ نگار دہلوی کے قلم سے بے ساختہ چند سطرین جو نکلی ہین بعض اہل ہند کا طعن آمیز
منھ بند کرنے کے لیے اور اہل دکن کی ہمتین بڑھانے کے لیے کافی ہین - تذکرہ آب حیات مین
جناب آزاد دہلوی شاگرد جناب ذوق مرحوم دہلوی ولی دکنی کے مقدس سر پر اولیت کا تاج
رکھکر قلمرو اُردو مین تخت شاہی پر بٹھاکر سچے موتی کا بڑا قیمتی ہار جو الفاظ و معانی کی آب و تاب دکھاتا
ہوا آب حیات کے صفحون مین چمک چمک کر جان ڈال رہا ہے - بڑے ادب سے نذر دے
رہے ہین - اور اس امر کا صاف صاف اقرار کر رہے ہین کہ شعر و شاعری مین ولی نے دکن ہی سے

فیض پایا ہے۔ اگر کسی کو شک آیے۔ جناب آزاد دہلوی کی عبارت جسکی نقل ذیل مین درج
کیجاتی ہے آنکھین کھولکر پڑہے وھو ھذا۔

"وہ شاعر قدرت کے دیوان مین ایکسے ایک مضمون نیا ہے مگر یہ لطیفہ بھی کچھ کم نہین کہ شاعر یکا
چراغ تو دکن مین روشن ہوا اور ستارے اسکے دلی کے اُفق سے طلوع ہوا کرین اُس عہد کی حالت
اور بہا شا زبان کو خیال کرتا ہون تو سوچتا رہجاتا ہون کہ یہ صاحب اس زبانِ اُردو یعنی ولی کی
انشای ہندی مین ایک صنعت کا نمونہ دے گیا اور اپنے پیچھے آنے والون کے واسطے ایک نئی
سڑک کی داغ بیل ڈالتا گیا۔ کیا اُسے معلوم تھا کہ اس طرح یہ سڑک ہموار ہوگی۔ اسپر دکانین تعمیر
ہونگی۔ لالٹینون کی روشنی ہوگی۔ اہل سلیقہ دکاندار جوہر فروشی کرینگے اور اردوی معلی اُس کا
خطاب ہوگا" اے شعراے دکن دیکھو کہ اُردو کس کے فیض ہنر سے اُردوی معلی بنی۔ کیا
تمہاری رگون مین غیرت کا خون نہین ہے کیا تمہارے خون مین عزت کا جوش نہین ہے۔
کب تک خاموش رہوگے متفق ہوکر کوشش کرو اور اپنے دل وہ ماغ کا جوہر دکھاؤ۔ بے مجھے
تمہارے حوصلون سے تمہاری اُمنگون سے تمہاری روز افزون لیاقتون سے امید ہے
کہ تم بھی ایک دن حیدرآباد دکن کو قید تقلید سے اُسی طرح آزاد کر لوگے جس طرح غیرت مند
عالی ہمت اہلِ لکھنو نے لکھنو کو آزاد کر لیا۔

اے سخن سنجانِ دکن کیا ایک حد تک اُردو کی تقلید مشکل ہے۔ نہین ہرگز نہین۔ تم مستعد تو
ہو کر دیکھو۔ شوق چاہیے۔ ہمت چاہیے۔ اتفاق چاہیے ۵

بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد	اگر خارے بود گلدستہ گردد
توجہ اگر ہو تو اُردو ہے کیا چیز	کہ رازِ خدا آدمی جانتا ہے

خاک پاے سخنورانِ فاضل احمد حسین مائل ایک حد تک فصحاء دہلی و لکھنو کی تقلید کر کے
نظیر اُدبیلاً تحفہ دکن اُن آنکھون کے سامنے پیش کرتا ہے جو نظرون نظرون مین عیب دیتی

ملہ مائل ایک حد تک مقلد ہے مگر لکیر کا فقیر نہین۔

تول لیتی ہین - سیکڑون نکتہ چین نگاہین جو اپنا فرض منصبی ادا کرنے کو کاغذون پر دوڑ دوڑ کے
تھک تھک کر گر پڑی تھین رشک وحسد کے سہارے سے سنبھل سنبھل کر اُٹھنے والی ہین ان کو بیکار
رہنے دینا اچھا نہین - مین نے کہا لاؤ کوئی ایسا مشغلہ پیدا کر دون کہ بہت سے قمری اور شمسی
دورے اسی مین گزر جائین - کچھ گمان ہے کچھ یقین ہے کہ ہزارون بری نگاہون سے
دیکھین گے - بعض اہل حسد دیکھہ دیکھکر جلینگے - اعتراض کرنے والے اعتراض کرینگے مگر علم
دوست انصاف پسند سخن شناس پکار اُٹھین گے کہ دعوی بادلیل ہے مائل کی تقلید کچھ ایجاد سے
کم نہین - تحفۂ دکن کا ورق ورق دیکھکر زبان سے اقرار کرنا یا دل ہی دل مین قایل ہونا تو
اور بات ہے آج تک ایک دو اخبارون مین دو چار گلدستون مین دس بیس غزلین جو چھپین
سیکڑون دل و دماغ اثر پذیر ہوئے ہند و دکن کے چند منصف مزاج سخن شناسون نے جن معزز
خطابات سے کہ مائل کو مخاطب کیا ہے - اگر جوا لکھون تو ایک صفحہ بھر جائے مگر یہان ان کا
لکھنا مین پسند نہین کرتا - ہان بعض حضرات نے جو اور طرح سے مخاطب کیا ہے مسکراتا ہوا اُسکا اظہار
کرتا ہون - کسی صاحب نے یون مہربانی کی ہے کہ "تم دکنی ہو اُردو دانی کا دعویٰ نہ کرو - ہمارے
اُستاد کا کلام لاجواب ہے تم جوابی غزلین نہ لکھو" کسی کرمفرما نے یون کرم فرمائی کی ہے "اب اے او
حیدرآبادی پہلے ہمسے مقابلہ کر پھر ہمارے اُستاد کے کلام کا جواب لکھہ" ایسی حسد بھری تحریر کا جواب
کسی اُستاد کے اس شعر مین کوٹ کوٹ کر بھر دیا گیا ہے سمجھنے والے سمجھ لین ؎

چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے ستمگاری مین	کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری مین

اگر معترض ہندی ہے ہوا کرے - مجھے تو اس بات کا فخر ہے کہ مین دکنی ہون اور اُردو شاعری
کا باوا آدم بھی دکنی ہی تھا - ہان ہندیونکو بھی مین بڑی عزت کی نگاہون سے دیکھتا ہون - اسکے
دو سبب ہین عام اور خاص پہلا سبب تو یہ کہ وہان اکثر اہل کمال پیدا ہوئے - ہر اہل کمال
کی عزت کرنی واجب ہے دوسرا خاص سبب یہ کہ میر اُستاد فخر ہندوستان خواجہ آتش
کے گھرانے کا چراغ مولانا وحید کا نام روشن کرنے والا حضرت شمیم کی آنکھون کا تارا

ہند ہی سے رونق بخش دکن ہوا تھا جسکا ادنی دکنی شاگرد عندلیبانِ ہندوستان کے برابر زمزمہ سنجی کرتا ہے۔ جسکا نام نامی لینے سے پہلے گلاب سے کلی کرنے کو جی چاہتا ہے افسوس ہین پچھ حق شاگردی ادا نہ کرسکا کہ رشک سلیمان سا وجی اُستادی حضرت محمد سرفراز علی وصفی اعلے اللہ مقامہ فی اعلی علیین تین ہی برس مین مجھے طاق کرکے جنت کو سدہارے اتنی قلیل مدت مین مجھ سے کج مج زبان کو ایسے ایسے نکتے بتاے اور وہ باتین سکہائین جو دس بارا برس مین بھی دوسرے باکمال نہین سکہا سکتے۔ اس بیان کو ناظرین مبالغہ نہ سمجھین دوسرے ماہرانِ فن کی شاگردی و اُستادی کے زمانہ پر نظر ڈالین اور اندازہ کرین تو معلوم ہوجائیگا کہ ایسا اُستاد جسنے معرکہ آرا شاگردون کو قلیل عرصہ مین تیار کیا۔ آج تک نہ کسی کو ملا ہے نہ ملیگا شاگرد کی زبانِ قلم اپنے اُستاد کی تعریف مین عمر بھر بہی چلے تو اربابِ معانی کے ہاتہون سے اسکو بھی صلہ ملے گا۔ (اور یہی ملنا بھی چاہیے) کہ ایک دن کی بھی تعلیم کا حق ادا نہین کیا۔ عوام یہی کہین گے ارے بھی اسنے جو کچھ لکہا ہے قابل اعتبار نہین۔ شاگرد اپنے اُستاد کی تعریف نہ کرے گا تو کیا مذمت کریگا۔ ہان یہہ دیکھو کہ زمانے کے سخن شناس کیا کہتے ہین۔ پھر ان سخن شناسون مین کسی اُستاد مسلم الثبوت کو منتخب کرکے غور کرو کہ وہ حضرت وصفی مرحوم کی شاعری کو کن نگاہون سے دیکہتا ہے اسکے ساتھ یہہ بہی خیال رہے کہ وہ تعریف موہنہ دیکہے کی نہو۔ حالتِ زندگی مین اگر کوئی کسی کی تعریف کرے تو زیادہ قابل اعتبار نہین۔ سچی تعریف تو وہی ہے جو مرنے کے بعد بیگانون کی زبانون سے نکلکر ہوا مین گونجتی پھرے۔ کانون کے پردون پر لہرا کر دماغون مین پہنچ جاے اور دلون مین اپنا گھر بناے۔ مائل بھی اپنے اُستاد کی تعریف مین ایسا ہی معقول ثبوت پیش کرتا ہے ملاحظہ فرماے۔ جناب مرزا قربان علی بیگ صاحب سالک دہلوی مرحوم و مغفور سخن دان سخن فہم سخن شناس اُستاد مسلم الثبوت تھے جنکے سیکڑون شاگرد اب بھی دکن مین موجود ہین۔ میرے اُستاد مرحوم سے برسون ہم چشمی اور ہم بزمی رہی۔ جب اُستاد کا انتقال ہوا تو جناب سالک صاحب کے دلی خیالات

زبانِ قلم سے ٹپک پڑے قطعہ ذیل کلیات سالک مطبوعہ اکمل المطابع دہلی مین مرقوم ہے جسکا جی چاہے ملاحظہ فرمایے۔

تاریخ وفات عندلیبِ چمنستانِ سخنوری محمد سرفراز علی وصفی

اُٹھ گیا دنیا سے یارب کونسا روشن بیان	فرطِ غم سے کیون نظر آنے لگا عالم سیاہ
کیون ٹپکتا ہے لہو اہلِ جہان کی آنکھ سے	کیون ہوا جاتا ہے دل کا حال سینہ مین تباہ
اس بزرگی پر تیرا اہلِ ہنر سے یہ سلوک	واہ واہ اے آسمانِ کینہ پرور واہ واہ
زینت افزای شبستانِ سخن ہی جب نہین	کس طرح بیرونقی ہر گوشہ مین پایے نہ راہ
آج ویران ہو گئی اقلیم معنی گستری	آج بستانِ سخن مین ہے خزان کی پایگاہ
سنکر اربابِ عزا کے نالہ و فریاد کو	آسمان فرش زمین سے مانگنے کو ہے پناہ

دیکھکر منہ اہلِ ماتم کا کہا سالک نے سال
سرفراز ملک معنی وصفی مرحوم آہ
۹۵ ۱۲ھ

اس وقت مرحوم و مغفور کی مقدس تصویر اور ایک خاص شفقت اُستادی میرے دل و دماغ کو بے تازیانہ و بید اس انداز سے تعلیم دے رہی ہے کہ بے اختیار آنکھون سے ماتمی آنسو ٹپک کر ڈاڑھی پر سے بہتے ہوئے قمیص پر گر رہے ہین - اے مرگِ ناگہانی تیرا بُرا ہو کہ تو نے میرے شفیق اُستاد کو دم واپسین مجھسے ایک دو باتین کرنے کی مہلت نہ دی - اسی کا افسوس کیا کرون بڑا غم تو یہ ہے کہ حضرت کے پاک جنازے کو کاندھا بھی دینے نہ پایا - ہای جب خبر مرگ سنکر روتا ہوا دوڑا مرحوم کے اقربا کو ایک نئی قبر کے ارد گرد بے اختیار روتے دیکھا اگر شرع مانع نہوتی تو مزار استاد کو مین ضرور سجدہ کرتا۔

٭ سخن فہمون سے پوشیدہ نہین کہ چوتھے اور پانچوین شعر کے لفظون سے کیسے معنے ٹپک رہے ہین اور سالک صاحب صاف صاف کس بات کا اقرار کر رہے ہین۔

اے ناظرین اگرچہ اس دیباچہ مین ایک دو فقرون پر کہین کہین خودستائی کی میلی نقاب پڑی ہوئی ہے مگر میرا مدعا خودستائی نہین کسی کی فرمایش اور کسی کے بیان کا اظہار ہے - خودستائی کس مُنھ سے کرون کہ ہیچ ہون ہیچمدان ہون - ہیچ میرز ہون - میرا کلام کلامِ بشر ہے - ہر بشر کے کلام مین کچھ نہ کچھ خطا ہونی چاہیے اور تو کیا کھون خودستائی اُن سخنورون کو مبارک جنکا یہ دعوی ہے کہ ہمارا کلام غلطیون سے پاک اور خطاؤن سے بری ہے - شاید وہ اس قول کو بھولے ہوے ہین الانسان مرکب من الخطاء والنسیان مین انسان ہون میری رگ رگ مین خطائین بھری ہوئی ہین - خطا کی تو جوہرِ انسانیت دکھایا - غرور کیا تو عزازیلی تمغہ پایا - آلٰہی اپنی کبریائی کا صدقہ مجھے غرور نہ دے - آلٰہی تجھ سے یہی التجا ہے کہ میرے کلام مین کچھ نہ کچھ غلطی رہجایے کہ بڑے بڑے اُستادون کا کلام غلطی سے پاک نہین پھر میرا کلام کیون خطاؤن سے بری رہے -

خاکسار

مائل

❧ ✱ ☙
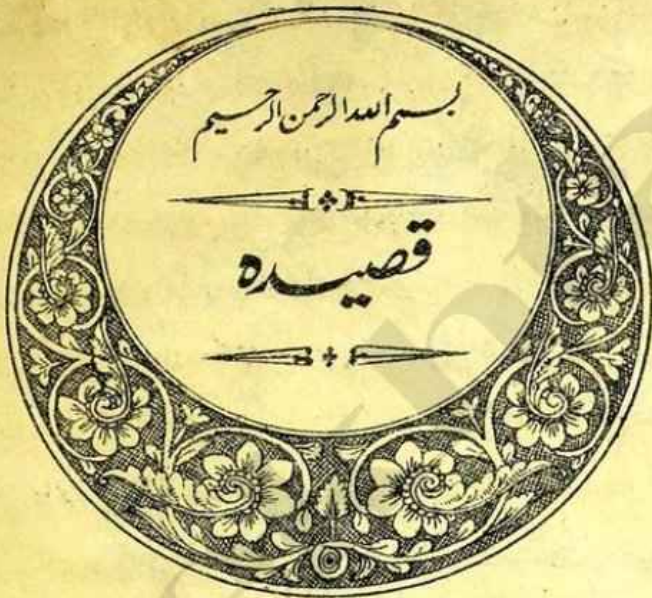
چمکا ہے کیون نور اسقدر - روشن ہین جس سے بام و در - جسپر فدا نورِ سحر - جس سی خجل شمس و قمر
ہے کس کی آمد کا اثر - ہوتا ہے کون اب جلوہ گر - ہر گھر تجلی کا ہے گھر - ہر جا ہے موسی کی نظر
ہر نخل قدِ حور ہے - ہر شاخ برقِ طور ہے - شفاف ہر انگور ہے - بے می ہر اک مسرور ہے
جو شے قریب و دور ہے - آئینۂ بلّور ہے - پھیلا ہوا اک نور ہے - زیر قدم بالائے سر
مستانہ چلتی ہے صبا - ہے موجِ می موجِ ہوا - ہے بوی گل مستی فزا - ہے شاخِ گل محوِ ادا
قمری ہے سرگرمِ نوا - ہین بلبلین نغمہ سرا - پھولون کی رنگین ہے قبا - غنچونکی مٹھی مین ہے زر
کہتے ہین شیخ و برہمن - سب کا جدا ہے بانکپن - کپڑونکی ہے اترافہ پھبن - ہے خوبرو ہر مرد و زن
آنکھین ہین غنچہ دہن - سیمین ذقن شیرین سخن - نازک بدن گل پیرہن - شفاف تن آئینہ بر
منھ دیکھنے اس شوخ کا بیچین ہر کوئی ہوا - گل شاخِ گل سے گر پڑا - بلبل ہوئی گل سے خفا
خورشید سے بگڑی ضیا - آئینہ سے روٹھی صفا - پتھر سے لعل بے بہا - دریا سے مرجان و گہر
نظارہ آنکھون سے خجل - آنکھین کہین جائین نہ مل - ارمانِ جان مین جان گسل - ٹٹتے ہین ہو کر متصل
سینہ سے جان مضمحل - نور آنکھ سے - عارض سے تل - رگ سے لہو قالب سے گل - پہلو سے دل دل سے جگر

دیکھی جھلک وہ چارسو - اُترے دلون سے ماہرو - بنکر رقیبِ جنگ جو - کرتے ہین ٹیڑہی گفتگو
سینہ سے رُک کر آرزو - گوہر سے جلکر آبرو - سبزے سے کہچکر آبجو - شاخون سے گرکر برگ و بر
کفر اب نہ کیون بیدم رہے - یہہ کیون نہ مٹی مین ملے - صورت نہ کیون اُسکی چھپے - اب کیون نہ اُسکا ٹکڑ
لو یا برہنہ دوڑ کے - آیا ہے لڑنے کے لیے - گردون ہلال و مہر کر - باندھے ہوئی تیغ و سپر
کیا کیا دکہاتے ہین چمک - تارِ نظر پتلی پلک - سطحِ زمین سقفِ فلک - جن و پری حور و ملک
واقف نہ تھے ہم آج تک - اے غیر حق تا چل تو سرک - حق کی تجلی کی جھلک - آتی ہے اب سبکو نظر
ہاتو مین غلمان لیکے دف - اِستادہ ہوکر صف بصف - کہتے ہین آدم کا خلف - اک لعل ہے باقی خذف
آتا ہے لو قرآن بکف - فخرِ رسولانِ سلف - جو لامکان کے اُس طرف - تھا عرشِ اعظم کے اُدہر
جب لاتعین لا ہوا - رنگِ تعین جمگیا - اک غیب سے پردا اُٹھا - نقشہ محمدؐ کا کہنچا
جسپر مصور ہے فدا - ہان وہ مصور کون تھا - خود ہی احد احمد بنا - کیون خم نہو سجدے کو سر
یہ راز غیب الغیب تہا - خود سے جو خود پنہان رہا - ہے کنز مخفی اسکی جا - سرِ علن اسکی قبا
گھونگٹ جو چہرے سے اُٹھا - بے ساختہ حُسنِ خدا - آئینہ اِسکا بنگیا - خود ہے وہ خود مین جلوہ گر
کیا رنگ ہے کیا ڈہنگ ہے - کیا شوخ ہے کیا شنگ ہے - کتنا یہ خوش آہنگ ہے - داؤدجی دلتنگ ہے
عرش اسکا اک اورنگ ہے - جس سے سلیمان دنگ ہے - مٹی مین گویا سنگ ہے - پڑہتے ہین لو کلمہ حجر
پوشاک گلگون تن کی ہے - کیا باس پیراہن کی ہے - جو جو کلی دامن کی ہے - کچی کلی گلشن کی ہے
جو خاک ہر برزن کی ہے - افشان رُخِ روشن کی ہے - یثرب مین ضو یمن کی ہے - تابان ہین قصر و بام و در
معشوق کی آواز سے - عاشق کے سوز و ساز سے - ہر ہر محب کے راز سے - محبوب کے ہر ناز سے
ہر بیدلِ جانباز سے - ہر شاہدِ طناز سے - ہر شوخ کے انداز سے - پیدا ہے قدرت کا اثر
ادراک نے دانائی سے - دانائی نے بینائی سے - بینائی نے ہرجائی سے - ہرجائی نے رسوائی سے
رسوائی نے سودائی سے - سودائی نے تنہائی سے - تنہائی نے یکتائی سے - سیکھا ہے وحدت کا ہنر
خورشید نے تنویر سے - تنویر نے تصویر سے - تصویر نے تاثیر سے - تاثیر نے تقریر سے

تقریر نے تحریر سے - تحریر نے تدبیر سے - تدبیر نے تقدیر سے - پائی ہے نورانی سحر
حورین برائے آمنہ - پہنچی ہین جائے آمنہ - لطف خدای آمنہ - حاجت روای آمنہ
ہو شہ گدای آمنہ - آیا ہمای آمنہ - کسکو سوای آمنہ - رب نے دیا ایسا پسر
ظاہر ہوا اُمی لقب - ظاہر ہوا کل کا سبب - ظاہر ہوا عالی حسب - ظاہر ہوا دالا نسب
ظاہر ہوا مہ طرب - ظاہر ہوا ماہ عرب - ظاہر ہوا محبوب رب - وحدت طلب خیر البشر
پیدا ہوا شاہِ شہان رونق دہِ کون و مکان - زینت فزای دو جہان - عقدہ کشای کُن فکان
سر نہان عین عیان - فخر زبان رطب اللسان - روحِ روان آرامِ جان - جسکا ہی میرے دل مین گھر
غیب آشیان پیدا ہوا - وحدت نشان پیدا ہوا - کثرت مکان پیدا ہوا - راحت رسان پیدا ہوا
شیرین بیان پیدا ہوا - شیرین زبان پیدا ہوا - شیرین دہان پیدا ہوا - پیدا ہوا رشک قمر
عاشق ہوے سب مہ لقا - عاشق ہوے سب دلربا - عاشق ہوے سب اتقیا - عاشق ہوے سب اصفیا
عاشق ہوے سب اولیا - عاشق ہوے سب انبیا - عاشق ہوا خود ہی خدا - دل دیدیا منھ دیکھکر
کیا چیز ہین حور و پری - کیا ہین بتانِ آذری - کیا مال زہرہ مشتری - اسکا خدا ہی مشتری
کوئی کرے گر خودسری - غمزے لیے عشوہ گری - کچھ کر کے فن دلبری - لینگے دل و جان و جگر
کیا نرگسِ مخمور ہی - جامِ مئی انگور ہی - کیا چہرہ مسرور ہے - جو حُسن سے معمور ہے
کیا گردن پُر نور ہے - اک کوزہ بلور ہے - قد رشک قد حور ہی - جس سے قیامت کو ہی ڈر
کیا فہم کیا ادراک ہی - کیا جامہ کیا پوشاک ہی - کیا چست کیا چالاک ہی - کیا شوخ کیا سفاک ہی
کیا آنکھ ہی کیا ناک ہی - کیسا شہ لولاک ہی - دل پاک ہی منھ پاک ہی - بے عیب ہے یہ با ہنر
وہ گیسوی عنبر فشان - ہی شمع ایمن کا دہوان - موسیٰ کی آنکھین ہین کمان - آئین نظارہ کو بہان
اسکا بدن ہے مثلِ جان - کیا ہو لطافت کا بیان - ایسا ہی وہ نازک میان ٹپکا ادہر سے ہو ادہر
مژگان دراز و کج ادا - آنکھین سیاہ و پرضیا - جبین درم دید خدا - مازاغ کا سرمہ لگا
ہی قاب قوسین اور کیا - ہان غور سے دیکھو ذرا - جب دو کمان ہون ایکجا - اک دایرہ آئے نظر

اس جا دوئی معیوب ہے - یکتائی اس جا خوب ہے - حاجب یہان محجوب ہی - کاتب یہان مکتوب ہے - راغب یہان مرغوب ہے - طالب یہان مطلوب ہے - اس جا محب محبوب ہے - جا ہو جدہر دیکھو اُدہر

مارو مجھے رفتار سے - زندہ کرو گفتار سے - مین دور ہون سرکار سے - مین دور ہون دربار سے - محروم ہون دیدار سے - شکوہ کرون کیا یار سے - بڑ جائی ای جان پیار سے - مائل پہ اک ترچھی نظر

دیگر

باغ مین خندۂ گل - شاخ پہ بلبل کا ہے غل - مست ہین گل پیتے ہین مُل - آتی ہے آوازِ بہار - دلبایانہ ہے - کیا رنگ ہی - مستانہ ہے - کیا ڈہنگ ہی - گلشن مین عروسانہ ہی اندازِ بہار

بال سنبل نے سنوارے - گلون نے قہقہے مارے - کیے نرگس نے اشارے کہ ہین آنکھین مری شوخ - واہ کیا خوب - ہے مرغوب - ہے مطلوب - ہے محبوب - یہی عشوہ یہی غمزہ یہی نازِ بہار

بربط و چنگ و دف و نای کی - ہر پیڑ سے - ہر شاخ سے - ہر پھول سے - ہر پتے سے آتی ہے صدا - عندلیبانِ چمن - مرغِ خوش الحانِ چمن - زمزمہ سنجانِ چمن - چہیڑتے ہین سازِ بہار

کہڑکیان کھولکے فردوس کی - حورون نے جو دیکھا - تو کہا واہ - کہ دنیا مین تماشا ہی عجیب - کونسا باغ ہے - کس باغ کا یہ پھول ہی - کس پھول کی یہ بو ہے - جو ہے شیفتہ پروازِ بہار

مست ہین مرغِ سحر - جھومتی ہے شاخِ شجر - ہمکو نہین کچھ بھی خبر - دہوم یہ کیسی ہے مچی - غنچے باغو نہین جو چٹکے - تو صدا آئی صدا آئی - کہ اب کھلتا ہے اب کھلتا ہی سب رازِ بہار

لامکان سے - چمنِ خلد سے - افلاک سے - کرسی سے - سرِ عرش سے - ہاتف سے یہ آتی ہی ندا - یہ مہینا ہے - یہہ تاریخ - یہہ دن ہے - یہہ پہر ہے - یہہ گھڑی ہے - یہی ساعت ہے سرافرازِ بہار

آج ہوتا ہی عیان - گنجِ نہان - شاہِ شہان - جلوہ دہ کون و مکان - مہرِ جہان - ماہِ ربیع - نورِ ربِ فخرِ عرب - عین خدائی کا سبب - احمدِ بے میم لقب صاحبِ اعجازِ بہار

توہی بیچون ہے محمدؐ - الف اللہ کا ترا قد - نہ پا عرش کی مسند - شبِ معراج بچھی - تیری عظمت کی نہین حد - تو احد سے بنا احمدؐ - یہ کرشمہ ہے ترا شاہدِ طنازِ بہار

مائلِ خستہ جگر کو ہے جدائی مین ضرر - رحم کی اب کیجے نظر ہند سے بلوا ہے جلد
ہر گلی کوچے مین یثرب کے پھرون - وان ہی رہون - وان ہی مرون قبر مین آیا کرے آواز بہا

ترجیع بند

مری جان احمد مجتبیٰ - ترا حسن ازل سے ہے چلبلا
نہ تو ذاتِ بحت مین چھپ سکا نہ صفت مین کہ ہوا احد
کھلا رنگ منھ پہ جو اسم کا - گلِ میم صورتِ بو اڑا
تری لامکان مین بند ہی ہوا - تو احد ہوا تو احد ہوا

بلغ العلیٰ بکماله
کشف الدجی بجماله
حسنت جمیع خصاله
صلوا علیه وآله

یہہ بتا مجھے فلکِ کہن - تو بنا ہے شام سے کیون دلہن
کہ زمین بھی کہتی ہے جانِ من - کھلا رنگ منھ پہ چمن چمن
تیری چال مین بھی ہے بانکپن - ذرا اورتن ذرا اورتن
تیرے گھر جو آئین شہِ زمن - تو سنا دے انکو بھی سخن

بلغ العلیٰ بکماله
کشف الدجی بجماله
حسنت جمیع خصاله
صلوا علیه وآله

شبِ وصل وصل سے باخبر ہوا محوِ خواب جو وہ قمر
اترے جبرئیل بزور پر - کہ براق لاے زمین پر
اسے چھوڑ کر وہ قریب در گیے خواب گہ مین جگا کر
اٹھے نیند سے جو شہِ بشر کھا یون فرشتہ نے جھوم کر

بلغ العلیٰ بکماله
کشف الدجی بجماله
حسنت جمیع خصاله
صلوا علیه وآله

وہ براق جسپہ پڑی تھی جل - جسے بے پیے تھا سرور مل
چڑھے آگے اسپہ شہ رسل - وہ اڑا بصورتِ بوی گل
کیا اس نے طے جو ہوا کا پل تو فلک پہ بجنے لگے دہل
تھے جلو مین شہ کے فرشتے کل - تھا حور بور کی عوض یہ غل

بلغ العلیٰ بکماله
کشف الدجی بجماله
حسنت جمیع خصاله
صلوا علیه واله

کھلے مثلِ چشم جنان کے در - نکل آئین حورین برہنہ سر
سر و پا کی کچھ نہ رہی خبر - لگین ڈھونڈھتے وہ ادہر ادہر
رخِ پاک پر جو پڑی نظر - تو عجب طرح کا ہوا اثر
وہ گرین پکڑ کے دل و جگر - کہا گرتے گرتے پکار کر

بلغ العلیٰ بکماله — کشف الدجیٰ بجماله
حسنت جمیع خصاله — صلوا علیه وآله

وہ نگاہ جسمیں نئی ادا - وہ ادا ہی جسمیں نیا مزا
ہیں شہید اسکے سب انبیا ہیں قتیل اسکے سب اولیا
وہ مزا کہ جو ہے کرشمہ زا - وہ کرشمہ جسپہ خدا فدا
اُسے دیکھتے ہی یہ غل کیا - لب ہر نبیؐ نے جدا جدا

بلغ العلیٰ بکماله — کشف الدجیٰ بجماله
حسنت جمیع خصاله — صلوا علیه وآله

گئے سدرہ تک جو شہِ امم - مع جاہ و دبدبہ و حشم
چلا اسکے آگے وہ ذی ہمم - تھا عروج نور کا دمبدم
گئے جبرئیل وہیں پہ تھم - کہ ادب سے بڑھ نہ سکے قدم
لیا عرش پر بھی نہ اُس نے دم کہا عرشیوں نے یہ تب بہم

بلغ العلیٰ بکماله — کشف الدجیٰ بجماله
حسنت جمیع خصاله — صلوا علیه وآله

ہوے جبکہ داخلِ لامکان - نظر آیا خالقِ کن فکان
یہ مثال ٹھیک نہیں بیان کہ ہیں جسم و جاں میں دوئی نہاں
جو گئے قریب شہِ زمان - ہوا وصل صورتِ جسم و جان
نہ دوئی وہاں نہ کوئی وہاں - کہ ہے لاشریک لہٗ وہاں

بلغ العلیٰ بکماله — کشف الدجیٰ بجماله
حسنت جمیع خصاله — صلوا علیه وآله

یہ عجیب شب ہے عجب سماں کہ ہے شاد خالقِ انس و جاں
ہیں فلک پہ سعدی نکتہ داں ہے زمیں پہ مائلِ خوش بیاں
مرے گھر سے تا درِ لامکاں کئی مجلسیں ہیں یہاں وہاں
کئی پردے گرچہ ہیں درمیاں وہ پڑھیں وہاں میں پڑھوں یہاں

بلغ العلیٰ بکماله — کشف الدجیٰ بجماله
حسنت جمیع خصاله — صلوا علیه وآله

یہ دیوان مولوی محمد عبد الواجد بن محمد عبد العلی دالرین وا
بن ردولی کے مطالعہ میں رہ چکا ہے اکثر اونکے اعتراض
اور حواشی قابل دید ہیں۔

ان من الشعر لحکمۃ وان من البیان لسحرا

خانوادۂ اعجاز بیانی کا چشم و چراغ نازو انداز مجاز و حقیقت کا سبز باغ
دکنی خیالات کا پھولا پھلا چمن موسوم بہ

تحفۂ دکن

سنہ ۱۳۱۴ھ سنہ ۱۸۹۷ء

یعنی

دیوانِ ڈاکٹر مائل

نتیجۂ فکر عرش پیمائے افصح الفصحا ابلغ البلغا افتخار الحکما ملک الشعرا جناب ڈاکٹر
احمد حسین صاحب مائل آغائی ابو العلائی سیول سرجن دواخانہ ضلع نلگنڈہ
شاگرد رشید حضرت وصفی مرحوم و مغفور ملازم سرکار آصف جاہ خلد اللہ ملکہ

مطبع مفید عام آگرہ میں باہتمام محمد قادر علیخان صوفی چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ع [1]

الٰہی لاالہ کا راز ہو لطفِ رقم میرا ۔۔۔ کہ انگشتِ شہادت بنکے اُٹھتا ہے قلم میرا

ہوا تفسیرِ اسمِ اعظم انداز رقم میرا ۔۔۔ بجا ہے کیون نہ کوسِ رازدانی یہ قلم میرا

وہ بندہ ہون خدا کی راہ مین نکلا ہے دم میرا ۔۔۔ لحد مین حور آنکھون سے لگاتی ہے قدم میرا

حرم مین دیر مین دل مین رگِ گردن مین این مین ۔۔۔ خدا میرا خدا میرا صنم میرا صنم میرا

کھلا سب بھید تیرا جب چلا راہِ حقیقت مین ۔۔۔ بنا لوحِ طلسمِ کنفکان نقش قدم میرا

فرشتے سجدہ کرتے ہین تو حورین پیار کرتی ہین ۔۔۔ مرے قالب مین کیسی شان سے آیا ہی دم میرا

کھلے گر بھید تو بانگِ اذان ناقوس سے نکلے ۔۔۔ اُٹھے پردہ تو بیت اللہ بنے بیت الصنم میرا

زہے قسمت ترا محکوم ہو کر سب کا حاکم ہون ۔۔۔ حلب میرا ارم میرا عرب میرا عجم میرا

[1] مسودہ کی تمام بیاضون پر سنہ لکھا ہوا ہے ہمنے کہا لاؤ اسکو بھی لکھدین یہ ضائع کیون ہو کہ اس سے طبیعت کا اُتار چڑھاؤ معلوم ہوتا ہے ع سے مراد عمر مصنف ہے جو ہندسہ کہ اسکے نیچے سے لگا ہوا ہے یہ بتا رہا ہے کہ جب شاعر اس غزل کی فکر مین مصروف تھا تو اسکی عمر کا کونسا برس اپنے دن پورے کر رہا تھا۔

تیرے قربان جاؤن تو اٹھا دے ڈھونڈ کر مجھکو
ترے ہی راستے مین دل گرا - تیری قسم میرا

الٰہی تیری رحمت سے مجھے پورا بھروسا ہے
تصور مین محمد ہی کے نکلے گا یہہ دم میرا

دکھائے سیر ہر عالم - ہوا گر تیرے کوچے کی
اڑے ہے تخت سلیمان کی طرح نقش قدم میرا

سنا ہے تجھپہ جو مرتا ہے - وہ ہرگز نہین مرتا
بھرون اتنا مین دم تیرا نکل ہی جائے دم میرا

لگی جب بہا گئے آتش پرستی حق پرستی سے
ہو تاج کیانی - جام جم - تخت عجم میرا

جلا کر اشتیاق دید نے برہم کیا مجھکو
نہان دود چراغ طور مین ہی پیچ و خم میرا

زہے قسمت خوشا طالع جو ایجان تیری کام آئے
یہہ سر میرا یہہ تن میرا یہہ دل میرا یہہ دم میرا

نہ مین مردہ نہ مین زندہ فنا کیسی بقا کیسی
عدم مین میری ہستی - میری ہستی مین عدم میرا

۲	جو ہے معبود عالم کا وہ ہے معشوق مائل کا خدا تو جسکو سمجھا - ہے وہ اے زاہد صنم میرا	۱۶

ازل مین نور یکتائی ہوا رنگ رقم میرا
کھڑا تھا بنکے حرف اول اللہ قلم میرا

گذر ہو اس طرح تیری گلی مین اے صنم میرا
کہ شغل لیکے خود ڈھونڈین خضر نقش قدم میرا

سلیمانی و جمشیدی - تری بخشش کی غمزے ہین
جو چمکے بخت میرا - تخت میرا جام جم میرا

کچھ ایسی عاجزی سے مین خدا کے سامنے رویا
بہت دل مین جلی - منہ دیکھکر شمع حرم میرا

مرا دل سنکہ بنکر گر پکارے وجد آئے گا
گرے گا جا کے بیت اللہ پر بیت الصنم میرا

گداؤن کو ترے فاقے ہین بہتر سیر خوری سے
مری ہی بدنمائی ہو جو بڑھ جائے شکم میرا

وہ ہون منصور اسرافیل گویا دار ہین میری
انا الحق کا اٹھے غل صور مین آئے جو دم میرا

تجھے ہے ناز صورت پر - مجھے ہے فخر سیرت پر
فزون ہے حسن گر تیرا نہین ہی عشق کم میرا

مرے آرام کا طالب - مری تکلیف پر راغب
کرم وہ بھی کرم تیرا - ستم وہ بھی ستم میرا

بلاوا جب تیرا آئے پھڑک کر جبکہ دم جائے
مجھے اپنا نہ ہو کچھ غم مگر سب کو ہو غم میرا

خودی مین بیخودی ہے - بیخودی مین ہی خودی پنہان
حقیقت مین ہے راہ معرفت یہ پیچ و خم میرا

درِ جنت پہ بھیڑ عمل ہے برات آئی ہے دولہا کی
جنان کیا ہے جنان کیا ہے۔ جہنم کیا جہنم کیا
لکھی ہیچ لبِ احمدؐ تو جان بخشونکو جان بخشی
نہو جب تک اشارہ مین نہ کچھ بولون نہ کچھ لکھون

تمہاری یاد مین کس دہوم سے نکلا ہی دم میرا
کرم تیرا کرم تیرا۔ ستم میرا ستم میرا
مسیحا آفرین ہے خامۂ مریم شکم میرا
بیان تیرا دہن میرا زبان تیری قلم میرا

٣

نہ کیون اتراؤن مین جب خود بدولت یہ کہین مائل
کہ دل تیرا ہے دل میرا کہ دم تیرا ہے دم میرا

٢٠

٣ع

ہوے غش دیکھکر معجز بیان نورِ رقم میرا
انا الحق کا مچاے کیون نہ غل طرزِ رقم میرا
خدا کی جلوہ گہ مین ایک تصویرِ خیالی ہون
رسول اللہ کا بیمار ہون تاثیر تو دیکھو
قناعت کے مزے لون روز پتھر پیٹ پر باندھون
مجھے مغفور کہتا ہے۔ مجھے مقہور کہتا ہے
وہ ہون آہوے وحدت جو دوڑا دشتِ کثرت سے
ہوا مین تجھ مین جب ہالک۔ بنا ہر چیز کا مالک
اگر راہِ خدا مین ہیچو دانہ چو طرف دوڑون
تصدق جاؤن تم بہی لامکان سے سامنے آؤ
نہو کیون داغِ دل کی قدر یارب عالم ہو مین
کرون گا فیصلہ تیری مدد سے حق و باطل کا
جو آنکھین بند ہون یارب محمدؐ ہی کا منھ دیکھون
مٹا شرکِ خفی جب سے تمیز کفر و دین چھوڑی
گناہون کو مرے لکھکر فرشتے عمر بھر روے

بھیڑ کا غذ دشت امین برق امین ہے قلم میرا
ترشح کردار سے منصور کی نکلا قلم میرا
نہ تن میرا نہ جان میری نہ دل میرا نہ دم میرا
ہوئی پیدا رسولی رنگ جب لایا ورم میرا
نکالے تا نہ اپنے پانو باہر یہ شکم میرا
کرم کس کا کرم تیرا۔ ستم کس کا۔ ستم میرا
پسند آیا مرے صیاد کو اندازِ رم میرا
ملک میرے فلک میرے عرب میرا عجم میرا
نہ چھوڑے جادۂ دل کو کبھی نقشِ قدم میرا
تڑپا ہے مین تمہین کو ڈہونڈنے نکلا ہی دم میرا
ترا چہرا مرا اسکہ ترا کلمہ درم میرا
الٰہی محکمہ ہو بتکدہ سے تا حرم میرا
چلے سید ہا مدینے کی طرف نکلے جو دم میرا
مری آنکھوں مین پھرتا ہے خدا انکر صنم میرا
قیامت مین جو کھولا تو عملنامہ تھا نم میرا

یہی ہین گوشے نشین میری - مرو نین تجھپہ جتنے جے
مرے اللہ مین مردہ ہون گو مجھ مین ہے دم میرا

بلندی بھی بلندی زینۂ عشق حقیقی کی پ پ
گرون تو آستانِ لامکان پر ہو قدم میرا

الٰہی میرا رتبہ کم اگر ہوا حمقون مین ہو
خداوند احکیمو نمین بڑہے جاہ و حشم میرا

تیرے محبوب کا سایہ مرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر
رہے خوش دین و دنیا مین شہ عالی ہمم میرا

۱۳	توجہ حضرتِ آغا مدظلہ العالی سے پاؤن نزع مین مائل مرے مرشد کرین میری مدد نکلے جو دم میرا	۴

ع

تصورِ وقتِ مرگ آیا یہ کس جان بخشِ عالم کا
حیاتِ جاودان بنتا ہے رشتہ ٹوٹکر دم کا

کیا منکر کو قائل پاکی خلاقِ عالم کا
گریبانِ قلم مین تار ہے دامانِ مریم کا

رقم ہو وصف کیونکر باعثِ ایجادِ عالم کا
خدا کا نور آیا ہے بدلکر بھیس آدم کا

نہوتا کوئی بھی پیدا نہ ہوتے گر نبی پیدا
اسی تصویر سے خاکا اُٹھایا دونون عالم کا

ہو تو چاہے ملے مجھسے گدا کو بھی سلیمانی
ابھی پیدا ہو۔ ہر ناخن پہ میرے نقشِ خاتم کا

الٰہی گرنے والے کو اگر تو آبرو بخشے
گُہر بنجائے گوشِ گل تک آکر قطرہ شبنم کا

عبادت ہو تو ایسی ہو کہ پریان خاک سے نکلین
جہان سجدہ کرین پیدا وہین ہو نقشِ خاتم کا

ہوا خواہون نے دہوکے سے قدم رکہا جو دوزخ مین
تو پنکہا بنگیا پھولون کا ہر شعلہ جہنم کا

تمہارے اُمتی نے جب جلایا قُم باذنی سے
چھپا جا کر فلک پر معجزہ عیسیِٰ مریم کا

ثنا خوانِ محمد ہون زبان مین دے اثر یارب
اگر تہو کون تو بجھ جائے ابھی شعلہ جہنم کا

ہمین بس اشک ہم عشقِ نبی مین رو کے پی لینگے
مبارک زایرو تمکو ہو پانی چاہِ زمزم کا

لپٹکر سیکڑون بوسے لیے نعلینِ حضرت کے
شبِ معراج یون ارمان نکلا عرشِ اعظم کا

۲۵	اُسی شاہ دو عالم کا گدا ہون مین جی ای مائل جھکا سر آستان پر جسکے ابراہیمِ ادہم کا	۵

ع

ہے ایکہی رنگ نورِ مطلق و نورِ مقید کا
خدا کو اُسنے دیکھا جسنے منہ دیکھا محمد کا

ہے اک چھوٹا سا ذرہ شمس وہ بھی خاک مرقد کا
نکل آیا تڑپ کر۔ دیکھتے ہی منھ محمد کا
ید بیضا۔ عصا جنپر کلیم اللہ نازان تھے
جبین عرش اعظم فرش پا انداز ہے تیرا
خدا کی شان معشوقی کا جوبن ہی نرالا ہے
خزانے شش جہت مین جسقدر ہین سب نظر آئین
جو قبل از حمد پہلا حرف اسم ذات کا آیا
تجھی کو سجدہ کرتا ہے مدینہ ہو کہ مکہ ہو
ہوا جب آپ ہی اپنا تمنائی تماشائی
جو سب کی انتہا ٹھہری وہ تیری ابتدا ٹھہری
اڑے ہے اژدہا گر رے وہ جال مین تیری ہی زلفونکے
ملاپ ایسا تو ہو مین عاشق و معشوق کو صدقے
بتون کو کر دیا کعبے سے باہر۔ آکے کعبے مین
تبرک کی طرح بٹ جائے ٹکڑے ہو کے امت مین
بڑھا تا لامکان اُترا زمین پر آن واحد مین
امین اسکو کہا قبل از رسالت کافرون نے بھی
لگا کر سرمہ چشم مغفرت کو کر دیا روشن
بلایا ہمرہ نعلین تجھکو عرش اعظم پر
رکھا نام اُسکا سورج آسمان نے لیکے دامن مین
خدا کے نام کا نقطہ نبی کا خال عارض ہے
ثنا کیا ختم ہو تیری فقط ہین نو ورق اسمین

ہوا اک چھوٹا سا شمسہ چرخ کس کا پاک گنبد کا
احد کا دل نمایان ہے نہین کچھ میم احمد کا
الف تھا ایک نقطہ ایک کس کا تیری ابجد کا
لگاؤن کس جگہ مین گاؤ تکیہ تیری مسند کا
محمد اُسکا عاشق ہے وہ عاشق ہے محمد کا
اگر اُلٹا کے دیکھین ایک گوشہ تیری مسند کا
تصدق جاؤن مین پورا ہوا تب نام احمد کا
تو قبلہ اپنے کعبے کا تو کعبہ اپنے معبد کا
تجھے پہنایا جامہ نور مطلق نے مقید کا
بنا کل انبیا کا علم مضمون تیری ابجد کا
کھلے بازو جو میرے طائر روح مقید کا
احد کا چہرہ احمد مین احد مین چہرہ احمد کا
دکھایا نفع و نقصان یون درآمد کا برآمد کا
غلاف کہنہ ہے یہ چرخ اخضر تیرے گنبد کا
عجب اُس بحر عرفان مین تھا عالم جزر کا مد کا
لڑکپن سے چلن سیدھا تھا اُس محراب وجد کا
اثر یہ ہے تیرے نور نظر کی خاک مشہد کا
مری جان یہ بھی اک انداز تھا تیری خوشامد کا
جھڑا جب گل کوئی وقت سحر اُس شمع مرقد کا
خدا سے ایک درجہ کم ہے رتبہ آپکے خد کا
رسالہ اور کتنا ہے بڑا چرخ زبرجد کا

برآئے خاک مقصد گر نہ حُبِ چار یاری ہو / بنا ہے چار ہی حرفوں سے دیکھو لفظ مقصد کا
یہ سب چالاکیاں ہیں دستِ معشوقِ حقیقی کی / تیرے دل کی طرح گم ہو گیا سایہ تیرے قد کا

۶ — قیامت میں قیامت کا مزا دیجائیگا مائل / خدا کا بخشنا اور مسکرا دینا محمد ﷺ کا — ۲۲

ع

رسولِ پاک وہ پتلا ہے تو نورِ مجرد کا / کہ نخلِ الاخضر نارا بنا سایہ تیرے قد کا
شعاعِ مہر میں ٹوٹے ہوئے کچھ تار جھالر کے / مہ کامل ہے اک چھوٹا سا بوٹا تیری مسند کا
حسین ایسا جو ہو تو رونمائی ایسی ملتی ہے / خدا نے دل دیا اپنا جو منہ دیکھا محمد کا
شبِ اسریٰ ملا قوسین او ادنیٰ کے پردے میں / ازل میں دو ہوا تھا دایرہ نورِ مجرد کا
محمد رحمۃٌ للعالمین تو ہے کہ محشر میں / تیرے ہی ہاتھ میں گلدستہ ہوگا سب کے مقصد کا
زمیں سے آسماں تک نور اردوی معلا ہے / بنا مہرِ فلک قبضہ مری تیغِ مہند کا
دکھائیگا ہنر کیا۔ کہکشاں و مہرِ تاباں سے / فلک کیوں پھر رہا ہے ہاتھ میں لیکر چھڑی گد کا
لگا آنے پسینہ حُسن کی اتنی بڑھی گرمی / خدا منہ پونچھتا ہے لیکے رومال اس ہی قد کا
زہے قسمت زہے طالع زہے تقدیر اُمت کی / وسیلہ ہے۔ بھروسا ہے۔ سہارا ہے محمد کا
امیدِ وصل میں کیا کیا تڑپتی ہیں پھڑکتی ہیں / شبِ معراج حوریں دیکھکر انداز احمد کا
چلے کعبے سے بت۔ دوشِ نبی پر جب علی آئے / رسول اللہ کے کاندھے پہ تھا جوڑ۔ اللہ کے ید کا
کوئی پوچھے جو مجھسے کیا احد ظاہر میں احمد ہے / نہ نکلے گا زباں سے ہاں کے بدلے لفظ شاید کا
بنے صغریٰ جو میری معصیت کبریٰ تری رحمت / قیامت میں نتیجہ ایک ہی ہو نیک کا بد کا
کتابِ پاک قدرت میں بیاضِ صبحِ وحدت میں / خدا نے جائے بسم اللہ لکھا مصرع ترے قد کا
مسیحا بولتی تصویر ہے لبہائے لعلیں کی / خضر چلتا ہوا سایہ تیرے تاجِ زمرد کا
ترا وہ نیند سے مستانہ اٹھنا لیکے انگڑائی / سرِ عارض وہ لہرانا تری زلفِ معقد کا
نگاہیں انبیا کی چار جانب بن گئیں جھالر / دلِ ہر ہر ولی ایک ایک بوٹا تیری مسند کا

گیا تو لامکان تک پانون دوشِ غوثؓ پر رکھکر | تری ہی نردبان کاندھا تری فرزند ارشد کا

پھڑک جانا احد کا دیکھکر وہ نور کی صورت | وہ دل مین چٹکیاں لینا نگاہِ نازِ احمد کا

جو محشر مین شفاعت کے لیے تو نے کمر باندھی | بڑی حسرت سے ہر ہر نیک منہ تکنے لگا بد کا

حجاب اچھا ملا دنیا مین معشوقِ حقیقی کو | خدا کے منہ کا پردا بنگیا سایہ ترے قد کا

۷

لیا ہر ہر نے بوسہ اُسنے اے مائل جو خود چوما
لگا کر لعل لب رتبہ بڑھایا سنگِ اسود کا

۱۷

۲۲ ع

کرگئی کام نگاہِ بتِ پرفن کیسا | کوئی دیکھے تو کلیجے مین ہے روزن کیسا

کالی پوشاک مین چمکا رخِ روشن کیسا | دیکھکر چھپ گیا جلوۂ ایمن کیسا

گدگداتی ہے کوئی حور تیرے کشتے کو | ورنہ یہ شور ہنسی کا تہِ مدفن کیسا

شعلۂ حسن جلا دے نہ مصور کو کہین | رنگ لایا تیری تصویر کا روغن کیسا

عرس کیون کرتے ہین احباب کو سوجھی کیا ہے | ہمتو سوتے ہین یہ میلا سرِ مدفن کیسا

وہ ترے پاس ہے تو ڈھونڈھنے کعبے کو چلا | دیکھ جلوہ ہے قریبِ رگِ گردن کیسا

واہ کیا خوب مرے دل کو کھلونا سمجھے | مین جوانی کے تصدق یہ لڑکپن کیسا

چلدیا ہاتھ سے دل۔ آنکھ سے جب آنکھ لڑی | کام کرتی ہے ستمگر تیری چتون کیسا

تم سمجھتے ہی نہین میرے اشارے کیا خوب | مسکرانا یہ جھکائے ہوئے گردن کیسا

روشنی اُسکی روپہلی تو سنہری اسکی | چاند سورج کے چراغون مین یہ روغن کیسا

چبھگیا ہائے مرے دل مین یہ نیت کا انا | ہے نکیلا تیرا اُبھرا ہوا جوبن کیسا

کہکے منصور انا الحق۔ جو سرِ دار چڑھے ہے | رہ گیا دیکھکے منہ جلوۂ ایمن کیسا

رو کے افلاس مین کس چیز سے آنکھین پونچھون | یان پھٹنے کو قبا ہی نہین دامن کیسا

خوبصورت ہے جو سب مین وہ خدا ہے میرا | ہان تمہارا ہے خدا شیخ و برہمن کیسا

سینے والے نے بھی کیا تنگ سیئے مین کپڑے | دیکے محرم سے نکلتا ہے وہ جوبن کیسا

تجھکو دیکھا تو نگاہین ہوئین چکنی چکنی ملدیا منھ پہ ترے حسن نے روغن کیسا

جہانک کر دیکھنے کیون جاؤن وہان ای مائل
دل مین سوراخ ہے دیوار کا روزن کیسا

۸ — ۱۶

۲۴ع

یہہ کہتے ہین کیا آپ ہمین دل نہین ملتا
ملتا ہے مگر آپکے قابل نہین ملتا

کیون غیر کے ساتھ آئے ہو ماتحق نہین ملتا
تم اور کہین جاؤ یہان دل نہین ملتا

مجنون نے جولی سانس تو آواز یہہ آئی
جسمین مری لیلی ہے وہ محمل نہین ملتا

تو مجھسے ملا تیری نظر میری نظر سے
یہہ کیا کہ مرے دل سے ترا دل نہین ملتا

داورکو سر حشر بہت غور سے دیکھا
وہ تجھسے تو اے حور شمائل نہین ملتا

انسان کی صورت ہی پر انسان نہین وہ
نخوت سے جو اٹھکر سر محفل نہین ملتا

وہ وصل مین یہ کہتے ہین سینہ سے دباکر
تو پھر یہ کہیگا کہ ترا دل نہین ملتا

منظور نہین مجھکو ملاقات عدو کی
اس سعی سے کیا آپکو حاصل نہین ملتا

کیا مار کے مجھکو وہ چھپا دل مین کسی کے
حیران ہے پولس بھی کہ قاتل نہین ملتا

سب کو ہے خوشی عید کی غم ہے تو مجھے ہے
سو بار کہا اس سے گلے مل نہین ملتا

کیا داورِ محشر کے وہ دامن مین چھپا ہے
کہتے ہین فرشتے ترا قاتل نہین ملتا

غیرون سے چھڑا کے اُسے اور ہمسے ملایے
ایسا کوئی اِس شہر مین عامل نہین ملتا

حورون سے پسِ دفن ہو کیا وصل کا موقع
پانی تو نہانے لبِ مقتل نہین ملتا

کیا آپنے رکھا ہے کلیجے مین چھپاکر
میرا دل مضطر دلِ بسمل نہین ملتا

کیا کہتے ہین داور سے وہ محشر مین سنو تو
کیون شکل دکھاتا ہے تجھے دل نہین ملتا

ملتا ہے وہ دل جسمین پھیرت رہتے ہین مائل
جس دل مین خدا رہتا ہے وہ دل نہین ملتا

۹ — ۱۸

۲۵ع

جلاتا ہے دلونکو عشق اُس بیدین وایمان کا دہوان بنکر نکلتا ہے عقیدہ ہر مسلمان کا

کفِ شوق زلیخا بنگیا ہر صفحہ دیوان کا
گریبانِ قلم مین چاک ہے یوسف کے دامان کا

لیا ہے اس پری نے ہاتھ مین دل جن و انسان کا
خطوطِ دست ہین یا نقش ہی مُہرِ سلیمان کا

مبارک ہو نظارہ اے زلیخا ماہِ کنعان کا
ترا سوراخ دل روزن بنا دیوارِ زندان کا

اشارہ کس طرح ہو بام پر آئے تو کیا حاصل
کہ میری ہی طرف رہتا ہی منھ انکے نگہبان کا

خجل ہین دل ہی دل مین ذکر اب تک لا نہین سکتے
ہم انکے جورِ پنہان کا وہ اپنے عشقِ پنہان کا

گمانِ بے دہانی اُنکی باتون سے ہوا باطل
کلید گفتگو نے قفل کھولا گنجِ پنہان کا

سنا ہے آج وہ پہلے پہل گھر سے نکلتے ہین
خدا حافظ کہ پہلے فیصلہ ہوگا نگہبان کا

لڑا کر آنکھ شرمانا اشارون کو سمجھ جانا
دمِ نظارہ جھکنا وہ کسی برگشتہ مژگان کا

عدو ہے دل مرا مین اسکا دشمن ہو نہین سکتا
غضب تو ہے یہی یہہ دوست ہے اُس آفتِ جان کا

حنا کا بوجھ بھی اُٹھتا نہین ان گوری ہاتون سے
بنا ہے دستِ نازک لال ہوکر پنجہ مرجان کا

قدا اُسپر سکھائی تجھکو ایسی گفتگو جسنے
مزا بان مین نہین کا ہے نہین مین ہے مزا ہان کا

تری تیغِ دو دم نے گر تواضع سے جھکایا سر
تو فوارہ اُٹھا تعظیم کو خون شہیدان کا

کمان سے آرہے ہو کسنے کھینچا تھا دمِ رخصت
کہ مجھکو بدگمان کرتا ہے گوشہ پھٹکے دامان کا

سرِ محفل عدو کو دیکے حقہ جان لی میری
لحد پر سائبان ہوگا دھوان ظالم کی قلیان کا

دلِ پر داغ کے آگے ارم کا ذکر تو یہ کر
کہ اک برگِ خزان دیدہ ہے وہ میری گلستان کا

ازل گزرا ابد گزرا ہوا محشر کا دن پورا
مگر پہلا پہر گھٹنے نہ پایا روزِ ہجران کا

۱۰	چلو دروازہ تک مائل کہ دستک دیکے ٹھہرا ہے خریدار آپکے دل کا خریدار آپکی جان کا	۲۴۳

۹۶

تیرے بوسون مین اب مزا نہ رہا
ان مین پہلے جو لطف تھا نہ رہا

کب یہ دل جنائے خدا نہ رہا
لامکان سے کبھی جدا نہ رہا

ایک معشوق سیکڑون عاشق
عشق بازی مین بھی مزا نہ رہا

لپٹا قاتل رگِ گلو ہو کر
مثلِ خنجر کھچا ہوا نہ رہا

سارے گھر مین لٹا دیا شبِ ہجر
دل بغل مین دبا ہوا نہ رہا

کہتے ہو ذبح کرکے شکوہ کر
اب گلہ کیا کرون گلا نہ رہا

بنگیا دل سمٹکے پہلو مین
دردِ اعضا مین جابجا نہ رہا

دار نے کی جو بیعتِ منصور
اسکے لب پر وہی ترا نہ رہا

لیکے دل مسکرا کے کہتے ہین
اب یہ میرا ہے آپکا نہ رہا

اٹھو جاؤ چلو جنابِ مسیح
دردِ دل قابلِ دوا نہ رہا

غیر کے بھیس مین وہ آئے ہین
اب نظارے مین بھی مزا نہ رہا

عشق نے دل مرا نچوڑ لیا
ایک قطرہ بھی خون کا نہ رہا

لگ گئی آنکھ کو نظر کسکی
اسمین پہلے جو سحر تھا نہ رہا

اے نزاکت مدد نہ کر انکی
دو قدم اب غریب جا نہ رہا

ہوگیے وہ وصال سے خوگر
شبِ اول جو خوف تھا نہ رہا

گھر ہے اسکا رگِ گلو کے قریب
اپنے بندے سے وہ جدا نہ رہا

لین بلائین ازل کے دن اتنی
کہ ابد مین بھی درد شا نہ رہا

حصے غیرونکے گھر۔ دروغ دروغ
دھیان میرا۔ بجا بجا نہ رہا

شب کو قلقل مین کیف یا ہو تھا
راگ شیشہ کا صوفیا نہ رہا

منھ سے منصور کے نکل ہی پڑا
بھید تیرا چھپا ہوا نہ رہا

نہ کیا تو نے میرے دل کو پسند
اب یہ کمبخت کام کا نہ رہا

سر کٹا کر نمازِ عشق پڑھی
ہوکے دو محو یک دوگانہ رہا

۱۱	قبر مائل پہ روز محشر تک ابرِ رحمت کا شامیانہ رہا	۱۶

ع ۲

عشاق کا مجمع تری ڈولی کے قرین تھا
اسپر بجز انبوہ نظر پردہ نہین تھا

سر خم کیے گردن پہ مری خنجر کین تھا
کیون سجدہ نہ کرتا کوئی شہ رگ سے قرین تھا

پیغام زبانی سے مرا دل نہوا خوش
قاصد کے بیان مین وہ لب و لہجہ نہین تھا

تم قید مرے دل مین ہو زندان مین تھے یوسف
ہان فرق یہی ہے یہہ گمان ہے وہ یقین تھا

اب دل مرے پہلو مین بنایا ہے خدا نے
پہلے یہہ سلیمان کی انگوٹھی کا نگین تھا

میت پہ مری آپکے دو اشک نہ ٹپکے
کیا کیا نہ گمان تھا مجھے کیا کیا نہ یقین تھا

ہنگام قناعت دلِ مردہ ہوا زندہ
مضمون قمِ اعجازِ لبِ نانِ جوین تھا

کیا آئی تھین حورین ترے گھر رات کو مہمان
کل خواب مین اُجڑا ہوا فردوس برین تھا

وان انکو یہی فکر کہ مر جائے کہین جلد
یان اور ہی کچھ دھیان دمِ بازپسین تھا

اک سجدہ ازل مین جو کیا دل نے کہا بس
بت بنکے بغل مین تو یہی دشمنِ دین تھا

نہلایا رقیبون نے اجازت سے جو تیری
مردہ بھی دمِ غسل مرا چین بہ جبین تھا

کیا سامنے تم آئے تھے ہمنے نہین دیکھا
آنکھون مین تمہاری کوئی انجن تو نہین تھا

شادی کا جو پیغام عزیزون نے سنایا
گھبرا کے لگے رونے کہ دل اور کہین تھا

نکلا پھر دل غیر شب وصل کہان سے
ظالم گرہِ بندِ قبا مین تو نہین تھا

وہ روئے جو لاشہ پہ کہا روح نے میری
کیون روتے ہو اللہ کو منظور یونہین تھا

۱۲

کس بت کو دیا دل یہ تو اللہ کا تھا نام
مائل کفِ صانع کے یہہ خاتم کا نگین تھا

۱۹

ع ۳۲

یہ میرا تن ہے پیراہن کسی کا
مری رگ رگ مین ہے مسکن کسی کا

کفن اپنا ہو پیراہن کسی کا
ہمارے منھ پہ ہو دامن کسی کا

وہ گستاخی مری وہ حیرت انکی
وہ پہلی شب وہ بھولاپن کسی کا

خبردار اے جنون ہے مجھ مین کوئی
مرے دامن مین ہے دامن کسی کا

نہین جلتا چراغ اُنکے مکان مین ۔ ملا جب سے دلِ روشن کسی کا
وہ پیارا منھ وہ گورا رنگ آہا ۔ وہ گدرایا ہوا جوبن کسی کا
کٹے کیونکر بھر ساون کا مہینا ۔ نہ وہ جھولے نہ وہ گلشن کسی کا
سوالِ وصل کو وہ کھیل سمجھے ۔ ذرا دیکھو تو بھولا پن کسی کا
اگر تم قم کہو تو ملکے اُٹھے ۔ تنِ بے سر سرِ بے تن کسی کا
ہٹا کر سب کو یک بوسہ تو لے لے ۔ کھلا ہے منھ تہِ مدفن کسی کا
جھکایا سر تو نکلا عید کا چاند ۔ مہِ نو ہے خمِ گردن کسی کا
دبائے سے نہین دبتا شبِ وصل ۔ وہ ہے ابھرا ہوا جوبن کسی کا
مراقب ہو کے دیکھا اُسکا جلوہ ۔ جھکی گردن ہوا درشن کسی کا
مرا دل ڈھونڈھتا ہے ناچ کیوقت ۔ اِسی چکر مین ہے دامن کسی کا
شباب آتے ہی آگے بڑھکر آیا ۔ کیا استقبال کو جوبن کسی کا
جو دیکھون آئینہ خود کو نہ دیکھون ۔ نظر مین ہے رخِ روشن کسی کا
مدینے کو چلین دونون نگاہین ۔ پھرا ہے منھ تہِ مدفن کسی کا
نہان حسنِ خدا ہے تجھ مین اے بت ۔ ترے جوبن مین ہے جوبن کسی کا

۱۴	قیامت تک رہیگا یاد مائل وہ ہنسنا پھیر کر چتون کسی کا	۱۳

ربع

یہ دو شکار ہین اے ناوکِ نظر لینا ۔ گرے جو دل تو اچھلتا ہوا جگر لینا
قریب وعدۂ فردا جو ہو نکھر لینا ۔ قیامت آئے تو اے جان بناؤ کر لینا
یہ کہہ رہے ہین تصور مین دیکھنے والے ۔ مزے کی چیز ہے آنکھون کو بند کر لینا
لپٹکے غیر سے کہتے ہین دیکھکر مجھکو ۔ دُکھے جو دل تو کلیجے پہ ہاتھ دھر لینا
یہ قتلِ عام کا موقع ہے دم نہ لے قاتل ۔ اگر نگاہ تھکے خنجرِ کمر لینا

نہ دن کو چین نہ راتون کو نیند بھوک نہ پیاس
ہنسی نہین ہے حسینون سے اُنس کرلینا

لگے جو چلنے وہ اٹکھیلیون سے دل نے کہا
بڑہا کے ہاتھ لچکتی ہوئی کمر لینا

وہ ہنسکے کہتے ہین نیند آرہی ہی سونے دو
تمام رات کا بدلا دمِ سحر لینا

شبِ وصال یہ سدِ سکندری کیسی
حضور بیچ کا تکیہ سرہانے دہر لینا

مین اپنے دل کے تصدق نظر سے کہتا ہے
ادا ہو جسمین اُسی کو پسند کر لینا

پکارتا ہے مرا دل سنبھلکے قتل کرو
یہ بیگنہ کا لہو ہے نہ ہاتھ بھر لینا

جنان سے جھانکتی ہے حور گوشوارے کو
یہی ہے دُہن کہ ترے کان کا گہر لینا

جو نامہ لیکے چلا نامہ بر تو دل نے کہا
ملے نہ گھر مین تو ہمسایہ مین خبر لینا

۱۴	دکن مین بھی تو ہزارون حسین ہین مائل جو سب مین شوخ ہو اُسکو پسند کرلینا	۱۸

۲۳ع

اگر ہو پردہ نشین سینے دل کا گھر لینا
جو اسمین ہو کوئی رخنہ تو بند کرلینا

دل ایک بات مین اک بات مین جگر لینا
ملون جو راہ مین دو بات مجھسے کر لینا

پرو رہے ہو جو تم بال بال مین موتی
کہان کا قصد ہے بیٹھو تو پھر سنور لینا

کہان چھپاؤن الٰہی مین خانۂ دل کو
یہ مشورہ ہے بتون مین خدا کا گھر لینا

نئی ادا سے وہ کرتے ہین ذکر رخصت کا
ابھی ہے رات اُجالا جو ہو تو مر لینا

نہ پوچھ ہمسے دل اچھا ہے یا جگر اچھا
پڑے ہین سامنے دونون پسند کر لینا

ستو حسینون کو لازم ہے آدمیت بھی
کوئی مزاج جو پوچھے سلام کر لینا

ابھی سے اے دلِ بیتاب کیون تڑپتا ہی
تمام رات ہے جی بھر کے پیار کر لینا

کہا شباب نے جب انکا منھ چمکنے لگا
اس آئینہ کے لیے ایک دل کا گھر لینا

وہ نیم مستی و سُستی وہ حال صبحِ وصال
جماہی آتے ہی وہ منھ پہ ہاتھ دہر لینا

دکھا نہ پیسکے مجھکو مرا دلِ پُر خون ؛
اسی کا نام ہے مہندی تو ہاتھ بھر لینا

ہماری موت کا تم حال سنکے خوش تو ہوئے
شب وصال یہ کہتی ہین شوخیان اُنکی
ملا کے دونون نگاہین بنا کے یک قینچی
ہمارے ہاتھ کو تکیہ پہ رشک آتا ہے
پڑھے تھے عشق کے معنے ہی لڑکپن مین
وہ صبح وصل وہ رخصت کا وقت ہائے نہ پوچھ

کسی نے جھوٹ اُڑائی تو خبر لینا
جو نیند آئے تو آنکھون مین سرمہ بھر لینا
کسی کے بند قبا کی گرہ کتر لینا
شب وصال سے اسکو بھی زیر سر لینا
جوان ہوکے حسینون کو پیار کر لینا
وہ میری آہ - وہ تیرا سلام کر لینا

۱۵

اگر خیال ہے مائل اُڑا کے لانے کا
جہان وہ جائین وہین جا کے تم بھی گھر لینا

۱۸

بہرع

تجھکو تحفہ تیرے ہی قاتل ملا
ملک حسن و عشق کا حاصل ملا
کام آئی اسکی مغرورانہ چال
کچھ تو سمجھا مجھکو جو تعظیم دی
کی خدا سے عاشقانہ گفتگو
ہے دیت انداز شرم فطرتی
کیا ملا مجھکو تمہاری یاد مین
میرا کیا احسان تیرے حسن پر
نزع مین آیا ہے ابلیس لعین
بڑھ گئی الفت زبردستی کے بعد
میرا چلانا کہ مین تو لٹ گیا
جستجو ہونے لگی جب بعد قتل
ہاتھ سے تو ہاتھ اے جان مل چکا

موتیون مین تولنے کا دل ملا
مجھکو تیرا تجھکو میرا دل ملا
جس جگہ ٹھوکر لگی یک دل ملا
مجھسے وہ اُٹھکر سرِ محفل ملا
کس قدر گستاخ مجھکو دل ملا
آنکھ تو بسمل سے اے قاتل ملا
سوز دل کے ساتھ دردِ دل ملا
تیرے ہی زلفون سے تجھکو دل ملا
راہزن مجھکو سر منزل ملا
ہاتھا پائی ہوکے دل سے دل ملا
اُن کا اترانا کہ مجھکو دل ملا
میری آنکھون مین مرا قاتل ملا
آنکھہ سے آنکھ اور دل سے دل ملا

بند کین آنکھین تو وہ آیا نظر
اِس ادا سے وہ گلے ملکر گیا
مین جو کعبے سے مدینے کو چلا
اور مجھکو کیا ملا سرکار سے

لو اندھیرے مین مہ کامل ملا
مجھکو میرے دل کے اندر دل ملا
جائے محمل صاحبِ محمل ملا
تھوڑا تھوڑا سب کو دردِ دل ملا

۱۶

کھتے ہین خلوت مین وہ لگ کر گلے
جس پہ ہم مائل تھے وہ مائل ملا

۱۶

۳ع

چوری سے دو گھڑی جو نظارے ہوئے تو کیا
بوسہ دہی کا لطف ملا حسن بڑھ گیا
بے پردہ منھ دکھا کے مرے ہوش اُڑا دو تم
مجھکو کڑھا کڑھا کے وہ مارینگے جان سے
اے جان مقابلہ مرے ہاتو نے کب ہوا
الفت کا لطف کیا جو بغل ہی نہ گرم ہو
تاثیر دے دعا مین خدا ہے یہی دعا
بوسہ ندے وہ مجھکو تو مین اُسکو دل ندون
تم سو گئے پھیل پھیل کے پھولون کی سیج پر
سینہ ملا کے سینہ سے دل مین جگہ کرو
کب کھیلنے پکڑ کے ہوا مین سے لائے وہ
اے جان ہے تیری زلف پریشان کا حسن اور
آنکھین کھلی ہی ہون تو وہی سامنے رہے
لاکھون مزے ملین مرے لب سے اگر ملین
یک بوسہ اور لونگا عرق منھ سے پونچھکر

چلمن تو بیچ مین ہے اشارے ہوئے تو کیا
رخسار لال لال تمھارے ہوئے تو کیا
پردے کی آڑ سے جو نظارے ہوئے تو کیا
دلبر ہوئے تو کیا مرے پیارے ہوئے تو کیا
جوبن ترے اُبھر کے کرارے ہوئے تو کیا
وہ دل مین رہنے والے ہمارے ہوئے تو کیا
او پنجے جو دو تون ہاتھ ہمارے ہوئے تو کیا
اس گورے ہاتھ سے جو اشارے ہوئے تو کیا
فرقت مین ہم جو گور کنارے ہوئے تو کیا
پھرتے ہو جو بتون کو اُبھارے ہوئے تو کیا
جگنو جو آہ دل کے شرارے ہوئے تو کیا
حورونکے بال ہین جو سنوارے ہوئے تو کیا
آنکھون کو بند کر کے نظارے ہوئے تو کیا
وہ گورے گال آنکھ کے تارے ہوئے تو کیا
وہ آب آب شرم کے مارے ہوئے تو کیا

۱۷	مائل نہو وصال تو کیا عشق کا مزا معشوق دور سے وہ ہمارے ہوے تو کیا	۹

۴ع

لُٹ گیا توشہ سرِ منزل مرا — چھن گیا ڈیوڑھی مین تری دل مرا

رات کو جس بت نے لیا دل مرا — صبح کو نکلا وہی قاتل مرا

جانتے ہین وہ مجھے مین کون ہون — نام ہے فہرست مین داخل مرا

پہول وہی ہے جو ہمیسر چڑہے — یار کے جوڑے مین رہے دل مرا

کھنے لگے جب ہوا سورج غروب — بہاگ گیا مدِ مقابل مرا

چیز بہت چھوٹی ہے قیمت بڑی — مول کوئی لے نہ سکا دل مرا

جسم بھی ہے جان کی صورت عزیز — خود مری لیلیٰ ہے یہ محمل مرا

لوٹ لیا۔ چہین لیا۔ لے لیا — مال مرا۔ دین مرا۔ دل مرا

۱۸	شب جو ہوی کہنے لگے دلمین وہ آج کہان رہ گیا مائل مرا ؞	۲۷

۵ع

ہمارے دل پہ ہے قبضہ کسی کافر کی چتون کا — خدا کے گھر پہ ہے پھر انگاہِ سامری فن کا

یہ مڑنا تیری گردن کا یہ پہرنا تیری چتون کا — سرِ محفل کلیجا ال رہا ہے دوست دشمن کا

اڑہا ہے کیون نہ ہوش انگڑائی لینا یارِ پُرفن کا — کہ ہے گھیرے ہوے جوبن کو حلقہ برق ایمن کا

تجھے منظور ہو درشن جو اپنے روی روشن کا — ستمگر آئینہ بنجا ہے جلوہ دشتِ ایمن کا

مزا ہو لیکے خصت مین جو اُٹھون تو نہ اُٹھنے دی — انگوٹھا پا نو کا تیرے ہو گوشہ میرے دامن کا

جو اپچھلے تو شفق ہو گر پڑے تو لعل بنجایے — غضب کی شوخیان کرتا ہے قطرہ خون گردن کا

سرِ بازار ترا پائیگا رستہ چلنے والون کو — یہ اُٹھنا تیری چلمن کا یہ چھپنا تیری چلمن کا

ہمارا منھ ہو اور تیرے دہانِ تنگ کا بوسہ — ہمارا ہاتھ ہو اور خم تری گوری سی گردن کا

یہ کس سیارہ کی رفتار ہے وہ بھی تو چکرائے — دکھا دو رقص مین تم فلسفی کو دورِ دامن کا

وہ لاکھون سنتون سے میرا کہنا دیکھ تو مجھکو
وہ لاکھون شوخیون سے جھک کے اٹھنا تیری چتون کا

کرے گا قتل مجھکو تیرا بعدِ وصل شرمانا
گلا کاٹے گا میرا خم تیری گوری سی گردن کا

کچھ ایسے فتنے پیدا ہون کہ مٹ جائے قیامت بھی
قیامت مین کہلے گر کوئی گوشہ تیرے دامن کا

ملا کر اپنے رخ سے جسکو حور آئینہ مین دیکھے
تمہاری سیج کا وہ پھول ہو یا میرے مدفن کا

اُٹھا کر گورے گورے ہاتھ انگڑائی تھین لیتے
ہوا ہے جب سے گشتہ ایک عالم دونون جوبن کا

پھر گردش کرکے پھینکیگی جہنم مین کہ جنت مین
فلاخن ہے زمین اور مین ہون اک پتھر فلاخن کا

الٰہی تیری ہر صنعت سے لاکھون صنعتین نکلین
رہا خرمن بکف اک ایک دانہ تیرے خرمن کا

مصور وہ مصور وصل کے نقشے مین جو کھینچے
بکھرنا دونون زلفون کا ابھرنا دونون جوبن کا

کچھ اس انداز سے کانٹا چبھے سینہ مین رگ رگ کر
بنے بلبل کے دل مین چاک یارب گل کی دامن کا

مرا جلوہ رہیگا بتکدہ مین بعد مردن بھی
بنیگا رشتۂ جان تار زنارِ برہمن کا

کسی کو تو اگر دیکھے تجھے مین ہی نظر آؤن
رہے گھونگٹ مین تیرے چاک ایجان میری دامن کا

چھپائے کیون نہ تو سب سے کہ ہے چوری کا گر میٹھا
وہ میرا خواب مین آنا وہ لٹنا تیرے جوبن کا

نہ فکرین تھین نہ دھندا تھا بہت بیفکر بندہ تھا
جو سچ پوچھو زمانہ سب سے اچھا تھا لڑکپن کا

جھلک دیکھی کچھ ایسی گر پڑین اُس پر مری نظرین
ہر رستہ دو طرف سے بند دروازے کے روزن کا

خفا ہوتے ہو کیون جوڑا کھلا گر رہا تا پائی مین
یہ گوری پیٹھ پر لوٹیگا بوسہ لیکے گردن کا

کلیجے سے لگا لیتا ہے اُسکو وقتِ آرائش
تیرے دل سے توڑا ہے آئینہ اچھا ہے آہن کا

زمین ٹاپون سے اُڑ اُڑ کر بنیگے گوسالہ نہ چلا یے
کہ سحرِ سامری ہے نقش تیرے سم توسن کا

۱۹	مزا دیتا ہے مائل کو تیرا سینہ ترا چہرا یہ کچھ کافر جوانی کا - وہ کچھ ہوئے لڑکپن کا	۳۴

وع

اک آفت ہے وہ بعدِ وصل جھکنا تیری چتون کا
پھر اُسپر ہے قیامت خم تری گوری سی گردن کا

مری آنکھون کا دشمن ہے یہ اُٹھنا تیری چلمن کا
جلا دیگا مری نظرونکو شعلہ روے روشن کا

خدا کے سامنے دل چھینتا ہی دوست دشمن کا — قیامت مین قیامت ہے اشارہ اُسکی چتون کا

کلیم اللہ بنے جادو نگاہِ سامری فن کا — خدا سے بھی کرے باتین اشارہ تیری چتون کا

وہ بوچھولونکے ہارونکی وہ ٹھنڈی چھانو تارونکی — وہ پچھلی رات کا اُٹھنا - وہ لُٹنا تیرے جوبن کا

تصدق جاون اک اک بال مین لٹکینگے سو سو دل — جو کالی زلف مین ہو خم تری گوری سی گردن کا

مرا لاشہ ہوا تھا دفن کسکے پاک ہاتون سے — فرشتہ بنگیا پروانہ میری شمع مدفن کا

کمر تیری لچک کر ہر قدم پر کیون نہ سیدہی ہو — کہ پیچھے بوجھہ جوڑے کا ہی - آگے بار جوبن کا

وہ تیرا رقص آفت ہی وہ ٹھوکر پھر قیامت ہے — پھر اُٹھنا ہاتھ کا پھر وہ لچکنا گوری گردن کا

لڑکپن وہ لڑکپن جسمین آمد ہو جوانی کی — جوانی وہ جوانی خاتمہ جسپر لڑکپن کا

غضب ڈہاتی ہے لالی گوری گوری رنگ مین تیرے — اثر بھی شوخیان کرتا ہے کیا کیا آکیسجن کا

تعجب کیا جہروکون سے اگر دست دعا نکلین — ہوا مین لیچلا تجھکو ترارا تیرے توسن کا

وہ سبزی ہو دل کی آئے جنت اسکی سایہ مین — خداوندا پہلے پہولے یہ دانہ میرے خرمن کا

جو محوِ یار ہو لبیک وہ کہتا ہوا دوڑے — اذان ہو یا کوئی ناقوس چلائے برہمن کا

جو بُت کے حسن کا شعلہ نہ گھبرانا نہ شرمانا — خدا کے ہاتھ ہے جلنا نہ جلنا تیری چلمن کا

نہوگی ایسی رونق حاجیون سے کعبۃ اللہ مین — نگاہونسے عجب عالم ہے دروازے کے روزن کا

خدایا نحن اقرب کہکے تو بھی پھنسگیا اسمین — الٰہی جال بھی کیا جال ہی، گہاے گردن کا

یہ وہی قلعہ ہستی اگر توڑین تو مین جانون — جو توپون سے اُڑا دین ایکدم مین قلعہ آہن کا

ازل مین کسکا جلوہ تھا ابد مین کس کا جلوہ ہے — وہی گل ہین وہی بوٹے وہی ہی رنگ گلشن کا

جو تو مانے دکھا دون آئینہ خانے مین لیجا کر — مرے ہاتونسے کچھ دیکر ابہرنا تیرے جوبن کا

ہوئین سب تیلیان برقِ تجلی آتشِ رخ سے — وہی موسیٰ سنے جلنا جو دیکھے تیری چلمن کا

وہ خنجر ہاتھ مین لین قتل کو یا اسکو لچکائین — کرے جب کام خود نازک کلائی تیغ آہن کا

وہان تنکا یہان انکی نظر دو تون اک آفت مین — وہ زیور ناک کے روزن کا ہے یہ دل کے روزن کا

۲۰

وہ گڑیون کی عوض اب اور ہی کچھ کہیل کہیلنگے
مرا ہر شعر مثلِ برق جب چمکا تو مینہ برسا
مٹین دنیا کی سب رسمین مگر اک رسم رہجائے
قیامت مین خدا کو دیکھکر پایا تو کیا پایا
وہ طایر ہون جو شوقِ دید مین نالے کرون شبگو
سرِ تربت کہو تم قم باذنی لیکے میرا نام
ہلایا مُردونکو حُسن کے سکمے میری نگاہون نے
کوئی ہتیار کیون باندہے کوئی تلوار کیون باندہے
یہ سینا ہے کہ شانِ دلبری مجھکو دکہانا ہی
طلب کرتا ہے بوسہ وہ بہی کس سی عکس سے اپنے

۱۴

مٹایا رنگ سب کا فر جوانی نے لڑکپن کا
بنا بادل کا ٹکڑا رنگ اُڑکر ہر میرے دشمن کا
پسند آیا ہے سبکو گو دبہرنا تیرے جوبن کا
مزا - وہ بہی مزا کسکا - اُسی کافر کے درشن کا
چراغِ طور خود جگنو بنے میرے نشیمن کا
پکاریگا تمہارے بعد خود گنبد بھی مدفن کا
پہڑکتا ہے آنکھون مین اُبہرنا دونون جوبن کا
رہے جہکتی نظر مین جبکہ جوہر تیغِ آہن کا
گرہ کی شکل مین ہی دل بکف رشتہ بہی سوزن کا
جوانی مین تجھے یہ کہیل کیا سوجہا لڑکپن کا

بجا مجھے مہرِ سپہرِ شاعری کہتے ہین سب مائل
کہ سارے ہند مین سکہ ہے مجھسے روشن نام دکہن کا

اع

جاتے ہین کسکو دیکھنے موسیٰ کو کیا ہوا
جو دل مین بہید تھا وہ زبان پر آنا ہوا
دیوانے کس دلہن کے ہین بہولونکو کیا ہوا
سمجھے یہہ التجا ہے ہمارے وصال کی
کسکی برات جاتی ہی کوچے سے آپکے
کیا نذر دون غریب ہون مفلس ہون اے حضور
ہنس بولکر گزار دو تہوڑی سی رات ہے
وہ ہین اُدہر تو مین ہون اِدہر حسرتین ہین گرد
ذرون پہ مہر - مہر پہ ذرے نثار ہین

صورت مین ہی اُنہین کی خدا تو چھپا ہوا
آدم کی مشتِ خاک مین ہی کچھہ ملا ہوا
دامن ہی چاک چاک گریبان پہٹا ہوا
وہ ہنس پڑے بلند جو دستِ دعا ہوا
ہی جاے سر جنازہ پہ سہرا بندہا ہوا
دل بھی پہٹا ہوا ہے جگر بھی پہٹا ہوا
کیون ہو اُداس کام جو ہونیکا تھا ہوا
چپ چاپ بیچ مین ہے مرا دل پڑا ہوا
ہر چیز مین ہے کون الٰہی چھپا ہوا

بیٹھا جو دور وہ ہمہ تن شوخیان بنا / آیا جو پاس سر سے قدم تک حیا ہوا

مین نے پڑہی نماز وضو کر کے خون سے / دو ہو کے گر پڑا تو دوگانہ ادا ہوا

تن تن کے دیکھتا ہی شلوکا پہنکے وہ / بوتام کی جگہ ہے مرا دل لگا ہوا

۲۱

مائل خدا سے مانگنے کی خو نہین گئی
پیدا ہماری قبر سے دستِ دعا ہوا

۱۷

اسع

موسیٰ کو ملگیا یدِ بیضا تو کیا ہوا / وہ ایک داغ ہے مری دل سے گرا ہوا

مین کیون وہان گیا یہ مرا حال کیا ہوا / آنکھون مین اشک ہاتھ مین دل ہے بجھا ہوا

بوسہ لیا رقیب کے آگے تو کیا ہوا / غصہ نہ کہا خفا نہو جو کچھ ہوا ہوا

شانِ خدا ہے یان جو بت آیا خدا ہوا / دل سے سبے لامکان کا ڈانڈا ملا ہوا

یوسف اُدہر اُداس زلیخا اِدہر اُداس / دامن وہان یہان ہے کلیجا پھٹا ہوا

ہو جائین ہم جو دفن تو پھر اختیار ہے / ہنستے ہو کیون ابھی تو ہی مردہ پڑا ہوا

کرتا ہے پھیل پھیل کے عارض سے چٹیر چہا / سرمہ نہین یہ دل ہے کسی کا پسا ہوا

گردن ڈہکیگی یون ہی جھکیگی جو دمبدم / کیون سرنگون ہو کام جو دنیا کا تہا ہوا

بدظن ہین اقربا کہ ہے دل کس کا ہاتھ مین / کہتے ہین وہ کہ راستہ مین تہا پڑا ہوا

کرتا ہون روز جا کے عدو کا طواف مین / تو جسکے دل مین ہے وہ مرا مدعا ہوا

کہتے ہین عشق و حسن زلیخا کے کان مین / کیون تجھسے بہاگے جاتے ہین یوسف کو کیا ہوا

جوبن ہین یا کہین سے چرا لائے ہو دو دل / ہی ایک اِدہر تو ایک اُدہر ہے چھپا ہوا

لوحِ طلسمِ حسن کے ہین اعضا مرے حروف / اٹھا مین نقش بنکے جو تجھسے جدا ہوا

شرما کے وقتِ وصل ہوے وہ عرق عرق / بستر پہ ہے پسینہ کا پتلا بنا ہوا

تاثیر ہے گرہ مین۔ گرہ اسکے ہاتھ مین / کیا نالۂ عدو تیرا بندِ قبا ہوا

کھیلو ٹپک کے توڑ دو رستے مین پھیکدو / دل ہے مرا ازل سے کھلونا بنا ہوا

۲۰	مائل کہان تھے رات کو بیڑے کہان چکھے ہونٹھونپہ آپکے ہے جو لاکھا جما ہوا	۲۲

وع

کچھ نشان پڑ گئے رنگ اُڑ گیا رخسارون کا
اُن کا چہرا متحمل نہین نظارون کا

وعظ سنکر بھی دُکھا دل نہ طلبگارون کا
بات گھر کی نہین ہنگامہ ہے بازارون کا

خون رونا تو قیامت ہے وفادارون کا
مینہ برستا ہے گلی مین تری انگارون کا

عشق ادہر حسن اُدہر مجھپہ ہے دونون کی نظر
اک مرے سر پہ ہے احسان دو سرکارون کا

رحمتِ حق سے تو پوچھو کہ ہے کسکی عاشق
بیگنہ وہ ہین - یہ مجمع ہے گنہگارون کا

بلبلو آتشِ گل شاخ کو گر شمع بنائے
نام گلزار مین گل گیر ہو منقارون کا

می فروشون کی دکانون مین نہین می کا حساب
یہ بھی چھوٹا سا عملنامہ ہے میخوارون کا

یک قدم بڑہکے خضر پیچھے ہٹے چار قدم
کوچۂ عشق مین کیا فرش ہے انگارون کا

چال دولہن کی چلی رحمتِ حق محشر مین
اسکا گھونگٹ ہے عملنامہ گنہگارون کا

صاف ہر خون کے قطرے مین ہے صورت تیری
کوئی دل چیرکے دیکھے تیرے بیمارون کا

دو گرے پیکے یہان - چار لڑے پیکے وہان
عبرت انگیز عجب حال ہے میخوارون کا

کٹ گئے ایک دو سطرون مین ہزارون کے گلے
کیا قلم مین بھی تیرے کاٹ ہے تلوارون کا

دیکھ مشاطہ کہین شانہ دلون مین نہ چبھے
بال بیکا نہو زلفون کے گرفتارون کا

ہاتھ تیرا نہ پڑا میرے گلے مین نہ سہی
مجھپہ سایہ تو پڑے گا تری دیوارون کا

دہوم قدرت کی مچے حشر مین یارب کریم
حور بنجائے گنہ تیرے گنہگارون کا

غصہ یک بات پہ آیا ہے مسیحا کو مرے
آج اللہ نگہبان ہے بیمارون کا

تیری تصویر پہ گرتا ہے بلائین لینے
رنگ اُڑ رہتا ہے جو یوسف کے خریدارون کا

دل مین آنکھونسے چھپنا - آنکھ مین نظرونسے چھپنا
یار کے حسن مین کیا میل تھا نظارون کا

بوسہ دیکر جو وہ شرمائین مہک جائے ہوا
رنگ بو ہو کے اُڑے پہول سے رخسارون کا

۲۳

قدر اک ایک منٹ کی ہے مجھے ای مائل
جسکی قیمت نہین وہ وقت ہے بیکارون کا

۱۵

۳۹ع

کیون شوق بڑھگیا رمضان مین سنگار کا ۔۔۔ روزہ نہ ٹوٹ جاے کسی روزہ دار کا

اُنکا وہ شوخیون سے پھڑکنا پلنگ پر ۔۔۔ وہ چھاتیون پہ لوٹنا پھولون کے ہار کا

×

حور آئے خلد سے تو بٹھاؤن کہان اُسے ۔۔۔ آراستہ ہوا ایک تو کونا مزار کا

شیشون نے طرز اُڑا ہائی رکوع و قیام کی ۔۔۔ کیا انمین ہے لہو کسی پرہیزگار کا

۱۰

کیون غش ہوے کلیم تجلاے طور پر ۔۔۔ وہ اک چراغ تھا مرے دل کے مزار کا

بعد فنا بھی صاف نہین دل رقیب سے ۔۔۔ گنبد کھڑا ہوا ہے لحد پر غبار کا

کثرت کا رنگ شاہدِ وحدت کا ہے بناؤ ۔۔۔ وہ ایک ہی ہے نام ہے ہژدہ ہزار کا

ناقوس بنکے پوچھنے جاون اگر مزاج ۔۔۔ بت بھی کہینگے شکر ہے پروردگار کا

دولہا کی یہ برات ہے رسمین ادا کرو ۔۔۔ در پر جنازہ آیا ہے اک جان نثار کا

کیا کیا تڑپ تڑپ کے سرافیل گر پڑے ۔۔۔ دم آگیا جو صور مین مجھ بیقرار کا

سرمہ کے ساتھ پھیل کے کیا وہ بھی مٹ گیا ۔۔۔ کیون نام تک نہین تری آنکھون مین پیار کا

کیا رات سے کسی کی نظر لگ گئی اُسے ۔۔۔ اچھا نہین مزاج دلِ بیقرار کا

آنکھین مری فقیر ہوئین شوقِ دید مین ۔۔۔ تسمہ کمر مین ہے نگہِ انتظار کا

لوٹون مزے جو بازی شطرنج جیت لون ۔۔۔ اس کھیل مین تو وعدہ ہے بوس و کنار کا

۲۴

اللہ مرا غفور محمد مرے شفیع
مائل کو خوف کچھ نہین روزِ شمار کا

۱۸

۷ع

تنگ ہو کر دل مرا تیرا دہن ہو جائیگا ۔۔۔ درد جو سینہ مین ہے لطفِ سخن ہو جائیگا

ملکے شب کو پھر جدا وہ گلبدن ہو جائیگا ۔۔۔ کچھ مزا آگر فراقِ روح و تن ہو جائیگا

حسن اُسکا مجھپہ گر پرتو فگن ہو جائیگا ۔۔۔ وصل مین روشن ہر اک عضوِ بدن ہو جائیگا

کل سرِ محفل لڑائی ہو گی حسن و عشق مین
چاک میرا دل تمھارا پیرہن ہوجائیگا

وہ یہ کہکر ڈالتے ہین خاک میری لاش پر
خوردہ ہوئیگی اگر میلا کفن ہوجائیگا

پھول جائینگے خوشی سے آج میرے ہاتھ پانو
گر لپٹ جاؤگے تم دُہرا بدن ہوجائیگا

حشر کے بازار مین بے پردہ آئیگا جو تو
رنگ یوسف اُڑکے تیرا پیرہن ہوجائیگا

کج کلاہی زیب دیتی ہے ذرا تنکر چلو
بانکپن ہین اور پیدا بانکپن ہوجائیگا

باہر آئینگے جو دونون تاڑ جائینگے تمام
رازِ خلوت کا چراغِ انجمن ہوجائیگا

بحرِ وحدت مین ڈبو کر گر نچوڑین دلکو ہم
ایک اک قطرے سے دریا موجزن ہوجائیگا

سانولے ہم ہین - نہین شک - آپ گوری ہین بجا
ہم جو چھو لینگے تو کیا میلا بدن ہوجائیگا

آپکی آنکھونکے آگے سامری کیا چیز ہے
یہہ کرین جادو تو گوسالہ ہرن ہوجائیگا

کچھ مزا آنے تو دو ڈر وصل کا جانے تو دو
اس طرح چپٹے گا وہ جزوِ بدن ہوجائیگا

گدگداتا ہے عدو - منھ تنگ ہے غنچے کی طرح
قہقہا مارو نہ تم ٹکڑے دہن ہوجائیگا

چوس کر تیری زبان پاؤنگا عمرِ جاودان
چشمۂ آبِ بقا میرا دہن ہوجائیگا

باندہ رکھوگے اگر گیسو مین اپنے رات بھر
خونِ دل کا سوکھکر مشکِ ختن ہوجائیگا

وہ مری فریاد سے مطلب سمجھ جائینگے کچھ
نالہ منھ تک آکے اندازِ سخن ہوجائیگا

۱۷	اور کچھ پڑھ مائلِ خوش فکر فرماتے ہین سب لکھنؤ اب حیدرآبادِ دکن ہوجائیگا	۲۵

۳ع

مصر مین شوق ہے یوسف کو خود آرائی کا
آئینہ چاہے ہے یعقوب کی بینائی کا

چوریان کرتا ہے جلوہ تیری رعنائی کا
دل ہر اک بندِ قبا مین ہے تماشائی کا

دلِ عشاق چراغون کے عوض جلتے ہین
حال روشن ہے تیری انجمن آرائی کا

ہالہ ان ہاتونکا - یہ چاندسی پیاری صورت
ہمنے دیکھا ہے تماشا تیری انگڑائی کا

ہے یہی جرم مرا - مین نہ ہوا دیوانہ
جو سزا ہے سو عوض ہے مری دانائی کا

محو دیدار کے رستے مین اڑینگے پرزے
کیا کروگے جو تمہاری ہی تمنا نکلے
سر دم قتل نہ اٹھا قدم قاتل سے
موت آئی جو خضر کو تو دوبارہ جیتے
خاک اڑ ہائی تو بنا چرخ بگولا اٹھکر
حرم و دیر مین ہے دلمین ہے یا شہ رگ مین
اسنے کیا غیر کو بھیجا ہے عیادت کے لیے
دو کلس نور کے اک چاند کے ہالے مین چھپے
واہ حیرت مین نزاکت ہے نزاکت مین بہار
دیکھو دیکھو یہہ نہ بل کہاے - کمر نازک ہے
اپنے ہی چہرہ کا اسمین نظر آتا ہے جو نور

آج دیکھینگے تماشا - وہ تماشائی کا
توڑتے کیون ہو کہ یہہ دل ہے تمنائی کا
عمر گھٹتے ہی بڑہا شوق جبین سائی کا
امتحان کرتے ہین وہ اپنی مسیحائی کا
اک نشان ہے یہہ فلک بادیہ پیمائی کا
آج مجھکو ہے تجسس کسی ہرجائی کا
کس لیے غل ہے سرہانے مرے - موت آئی کا
عکس پڑتا ہے بچھون پر تیری انگڑائی کا
رنگ بو ہو کے اڑا ہا تیرے تماشائی کا
نیند سے اٹھتے ہی کیون قصد ہو انگڑائی کا
ہنستے ہین دیکھ کے منہ اپنے تماشائی کا

۲۶

پوچھا گیا ہے کہ ہین کون جناب مائل
وہ تو اک نام ہے ای جان ترے سودائی کا

۲۳

جلوہ آئینہ نما ہے تیری یکتائی کا
مجھمین یہ رنگ ہے کس شوخی یکتائی کا
اس طرح آؤ کہ جسطرح کسی پر دل آئے
سر محفل مری تعظیم کو فتنے اٹھے
گھس گیا سنگ در یار مرے سجدون سے
خیر ہو سیکڑون آئینہ دل ٹوٹینگے
نازکر ناز ترے ناز پہ ہے ناز مجھے
دل یہ کہتا ہے تڑپ - صبر یہ کہتا ہے ٹھہر

بع

کسکو دیکھون کہ یہ موقع ہے خود آرائی کا
لامکان نام ہوا ہے مری تنہائی کا
ڈر نہین اسمین کسی طرح کی رسوائی کا
ہے نیا ڈھنگ تیری انجمن آرائی کا
جمگیا نقش مری ناصیہ فرسائی کا
کہیل وہ کہیلتے - بیٹھے ہین خود آرائی کا
میری تنہائی ہے پر تو تیری یکتائی کا
لطف ملتا ہے تپش کا نہ شکیبائی کا

حشر ہے۔ بیٹھ رہو لیجان ذرا بچکے چلو
ہاتھ جوبن کو نہ لگ جائے تماشائی کا

دیر مین نالۂ ناقوس حرم مین ہی اذان
دونون جلوون مین ہے مضمون تیری یکتائی کا

جا بجا ڈہونڈہتی پہرتی ہے یہ اچھی صورت
ڈہنگ ہے میری نظر مین کسی ہرجائی کا

نہ کیا سجدہ جو آدم کو تو سمجھا کیا خاک
وہ صلہ تھا تیری برسون کی جبین سائی کا

اے دلِ زار اس انداز سے تو آج تڑپ
کہ ترے ضعف پہ دہوکا ہو توانائی کا

مجھسے شرما کے نہ آنکھون پہ رکھو دونون ہاتھ
نور عینک سے فزون ہوتا ہی بینائی کا

کیا ہوا چست جو ہونیکے عوض سُست ہوئے
وصل کے بعد یہ کیون قصہ ہی انگڑائی کا

حُسن نے آگ لگا دی جو اٹھی مُنہ سے نقاب
سرخ ہے تار نظر انکے تماشائی کا

پردہ گر مین وہ خود کرتے ہین خود کو سجدے
نام مشہور ہی کیون میری جبین سائی کا

کششِ حسن کو اللہ سلامت رکھے
رنگ خود اُڑ کے پلٹتا ہے تماشائی کا

ہاتھ دونون جو اُٹھے اور نمودار ہوے
تیرے جوبن پہ ہی احسان تیری انگڑائی کا

دل مین تم آکے مری جان کرو خوب بناؤ
لطف ہے آئینہ خانے مین خود آرائی کا

آپ ہی بیچتے ہین آپ ہی لیتے ہین وہ مول
قیمت اک ہاتھ مین دل اک مین تماشائی کا

شوخیان کہتی ہین جسدم وہ اٹھاتے ہین نقاب
جیب مین ڈال لو دل لیکے تماشائی کا

۲۷

میرے لاشے کو تکلف سے اُٹھانا مائل
کشتۂ ناز ہون اک محو خود آرائی کا

۱۳۷

۳۳ع

حضرت دل یہ تو کہئے جا کے فرمائینگے کیا
مین نے مانا تم بلاؤ گے۔ وہ آجائینگے کیا

پیار کرنے کی سزا ہم اور کچھ پائینگے کیا
دل سے تو اترے نگاہون سے بھی گر جائینگے کیا

ہای ناکامی کہ دشمن سے بھی لیتا ہون صلاح
پوچھتا ہون غیر سے وہ دم مین آجائینگے کیا

دوست میرے کس بہروسے پر گئے ہین انکے پاس
وہ تو خود بہکے ہوئے ہین انکو سمجھائینگے کیا

دوش تک برسون۔ کمر تک کل۔ قدم تک آج ہین
تیرے گیسو تیرے قامت سے بھی بڑھ جائینگے کیا

آج باتون سے عیان ہی کچھ خودی کچھ بیخودی
ہم تو کھوئے جاتے ہین مطلب وہ پاجائینگے کیا

پوچھتے کیا ہین کہ تیری اور کیا ہے آرزو
بندہ پرور یہہ تو کہیے سنکے شرمائینگے کیا

معرکہ پہلا ہے۔ قد چھوٹا ہے۔ ننھے ہاتھ ہین
بھیڑ جانبازون کی دیکھینگے تو گھبرائینگے کیا

ہچکیان یون بے سبب آتین نہین یادش بخیر
صبح سے دل پوچھتا ہے آج وہ آئینگے کیا

تم گلے ملکر جو کہتے ہو کہ اب حد سے نہ بڑھ
ہاتھ تو گردن مین ہین۔ ہم پانو پھیلائینگے کیا

گھر کے دھندے نہین کبھی ہین بزمِ دشمن مین کبھی
انکو فرصت ہی نہین آئینگے کیا جائینگے کیا

حُسن کہتا ہے نہین ہم خوگرِ بے پردگی
مُنھ دکھا کر حشر مین پھر آپ چھپ جائینگے کیا

۲۸	یک فرنگن پر بہت مائل ہین مائل اندنون ہند سے حضرت بھی لندن کو چلے جائینگے کیا	۲۳

ع

راضی ہوئے وصال جو وہ فتنہ گر ہوا
نالون نے دی صدا کہ ہمارا اثر ہوا

پیری مین دل کو عشق بتِ سیمبر ہوا
سوکھے ہوئے درخت مین پیدا ثمر ہوا

آنکھون مین سحر بات مین پیدا اثر ہوا
جب وہ ہوئے جوان تو لوگون کو ڈر ہوا

دل سے خفا خفا ہو۔ یہ عادت ہے خلاف
جھگڑا حضورات کو کس بات پر ہوا

سینے مین میرے آگ لگا دی جو عشق نے
دل کا مزار شعلۂ داغِ جگر ہوا

نشہ ہوا جو دور تو وہ آئے گود مین
اُترا جو سر سے جن تو پری کا گذر ہوا

اُس نے جو دونون پہلوؤن پر ہاتھ رکھدے
قربان دل جگر یہ تو دل پر جگر ہوا

سمجھا کے مجھکو آنکھ مری پوچھنے لگا
رد یا جو مین تو یار کا رومال تر ہوا

چتون سے ملگیا دلِ گمگشتہ کا پتا
کہتی ہے موہنی کہ فریبِ نظر ہوا

بیہوش کرکے مجھکو لگاتے ہین دلمین آگ
یہ وہ معاملہ ہے کہ جو طور پر ہوا

پہلو سے غیر کے وہ تڑپکر نکل پڑے
موقع پہ آج نالۂ دل کارگر ہوا

کہتے ہو کیون دعا تیری محروم آئیگی
بابِ قبول کیا مرے دشمن کا گھر ہوا

اعضا تمام حسن کے سانچے مین ڈھلگئے
پتلی ہوئی کمر تو دہن مختصر ہوا

کرتی ہین سحر نیم نگاہی کی شوخیان
دل گر پڑا تڑپ کے اشارہ اگر ہوا

گھبرا کے وہ لپٹ گیئے رستے مین غیر سے
نالہ کیا جو مین نے تو الٹا اثر ہوا

بانٹا مرے خدا نے ازل مین سبھونکو عشق
کچھ بچکے رہگیا سو دلِ نوحہ گر ہوا

جھوٹی خبر پہ کیا تجھے آنے لگی ہنسی
فرہاد خندہ زن جو ترا زخمِ سر ہوا

سینہ پہ ہاتھ رکھکے مجھے دیکھکر کہا
قدرت خدا کی آپکا بھی دل مین گھر ہوا

آنکھو نمین نیند۔ نیند مین مستی وصال کی
سمجھے وہ آدھی رات جو وقتِ سحر ہوا

قسمت کا پیچ و تاب مرے سوزِ دل مین ہے
اُٹھا دہوان جو سر تو دستارِ سر ہوا

مین لیچلا ثواب شہادت کا قبر مین
میرا ہی خون بہا مرا زادِ سفر ہوا

بے پردگی نے حسن کو پردے ہی مین رکھا
اچھا ہوا جو منھ پہ ہجومِ نظر ہوا

۲۹	مائل تیری فغان مین قیامت کا ہے اثر ہاتون سے دل کو تھام کے وہ بیخبر ہوا	۱۳

بیتاب ہنستے ہنستے مرا بخیہ گر ہوا ۲ع
دیوار قہقہا لبِ زخمِ جگر ہوا

کروٹ بدلکے وہ جو ادہر سے ادہر ہوا
کہنے لگی دعا کہ قریب اثر ہوا

جی مین یہ ہے کہ پڑھکے دعا دلپہ دم کرون
کسکی نظر لگی ہے جو یون بے خبر ہوا

پہنچے خدا کے سامنے تاثیر مانگنے
کل شب کو لامکان مرے نالونکا گھر ہوا

گنجایش اُنکے منھ مین قسم کھانیکی نہین
اچھا ہوا دہن جو بہت مختصر ہوا

سینہ پہ بوجھ پڑکے نہ رکجائے دم کہین
جوبن لگے اُبھرنے تو انکو بھی ڈر ہوا

مارا ہے اُس کمان سے جسمین نہین ہے تیر
انگڑائی لیکے کہتے ہین وقتِ سحر ہوا

ہین جا بجا پھٹے ہوئے گوشے نقاب کے
تو پردہ پوشِ حسن ترا پردہ در ہوا

شیشہ جھکا جو بزم مین جامِ بلور پہ
مارے حجاب کے وہ پسینہ سے تر ہوا

تو یہ کھڑی ہے در پہ جو فریاد کے لیے	پھر میکدہ بھی کیا کسی قاضی کا گھر ہوا
صدقے خرام پر جو ہوا مین جگہہ جگہہ	بدظن قدم قدم پہ وہ نازک کمر ہوا
تارِ نگاہ جلگئے گرمی سے حسن کی	اُٹھا دھوان جو منھ پہ ہجوم نظر ہوا

۳۰	بلواتے ہین علاج کے حیلے سے وہ مجھے احمد حسین جب سے کہ مین ڈاکٹر ہوا	۱۲

ع ۲۷

معشوق بہت ہین اُنھین غمزا نہین آتا	میری تو نظر مین کوئی تمسا نہین آتا
یان غیر تو کیا دھیان بھی انکا نہین آتا	آنکھو نہین رہو تم کوئی اس جا نہین آتا
فردوس مین حورون سے نہ بہلیگا مرا دل	ہان حسن ہے پر ناز تمہارا نہین آتا
اے جان دلِ نادان کو مرے تو نے کیا کیا	بیتاب تو ہوتا ہے سنبھلنا نہین آتا
ہمراہ کئی آدمی رہتے ہین کرون کیا	اے حسرتِ دل وہ تو اکیلا نہین آتا
بیمار کی حالت جو سنی ہنسکے وہ بولے	پھر شکر ہے منھ تک جو کلیجا نہین آتا
بازو نہ مرے باندہ ابھی آنکھ کھلی ہے	صیاد برا ہے مجھے اُڑنا نہین آتا
بیتابی دل درد جگر ساتھ ہین دونون	عاشق ترے کوچے مین اکیلا نہین آتا
دل چھینا اور گالیان دے دیکے مکرنا	اس عمر مین ای جان تجھے کیا کیا نہین آتا
رنجور محبت سے وہ رہتے ہین بہت دور	بیمار کے نزدیک مسیحا نہین آتا
صدقے ترے انداز کے قربان ادا کے	دل لینا تجھے آتا ہے دینا نہین آتا

۳۱	مائل سے یہ کہتا ہے وہ بس جانے دو گھر کو غل کان مین کیا مرغ سحر کا نہین آتا	۱۸

ع ۲۹

کہتی ہے مرے دور مین کیا کام قضا کا	جھگڑا ملک الموت سے ہے آنکی ادا کا
کچھ اور ارادہ ہے تیرے دزد حنا کا	ڈر ہے نہ پڑے خانۂ دل مین مرے ڈاکا
خلوت مین رہے نام نہ کچھ شرم و حیا کا	دروازہ جو ہو بند کھلے بند قبا کا

جانا یہ قیامت ہے کسی ہوش ربا کا
اک ہاتھ مین دل ایک مین دامن ہے قبا کا

لو ہو گیے وان پردہ جلا شرم و حیا کا
گرمی جو ہوی کہولدیا بند قبا کا

جب حسن کی سرکار مین بٹنے لگے عہدے
اس بت کی نگاہون کو ملا کام قضا کا

تو جسکو ستاتا ہے وہ پہرتا ہے تیرا دم
کیا تیری جفا مین ہے اثر میری وفا کا

کب باب اجابت پہ گیے غیر کے نالے
پہرا تو ازل سے ہے وہان میری دعا کا

تنہا سا تو قامت ہے بڑے جاتے ہین گیسو
ہے عمر خضر طول تری زلف رسا کا

لو جامہ تلاشی جو ہوئی دل نکل آیا
حل ہو گیا عقدہ گرہ بند قبا کا

اچھا ہوا بیخود جو ہوا طالب دیدار
مطلب نکل آیا نگہ ہوش ربا کا

یک جلد مین ہین گو نظر آتے ہین جدا سب
بیوجہ شکنجہ یہ نہین ارض و سما کا

پہنی ہے یہ پوشاک ہری لال پری نے
ہے ظاہر و باطن مین جدا رنگ حنا کا

کچھ سوچ کے مین بیٹھہ گیا تیری گلی مین
اک بھید ہون ایجان ترے نقش کف پا کا

اس درد محبت کا برا ہو تو بہلا ہو
ہوتا ہے اثر کچھ نہ دوا کا نہ دعا کا

چوری کا بیان دل ہے وہ گھبرا کے نہ کہدے
تم ہاتھ سے منہ بند کرو جیب قبا کا

کہدونگا نکیرین سے کچھ اور نہ پوچھو
امت مین محمد کی ہون بندہ ہون خدا کا

۳۲

مائل جو زبان پر ہے تری نعرهٔ یاہو
صد شکر کہ اب شوق ہوا ذکر خدا کا

16

۴۰ع

پری کسی نے رکھا نام جب شعور آیا
جو مین نے حور کہا اور بھی غرور آیا

کبھی حرم مین گیا گاہ سوی طور آیا
تجھے کو ڈھونڈھتے مین جا کے دور دور آیا

جو پا لیا اسے تنہا کچھ اور ہی سوجھی
پری کو دیکھتے ہی سر پہ جن ضرور آیا

جو شوق دید مین ہم مر مٹے ہوس نکلی
فرشتہ قبر مین لیکر چراغ طور آیا

سلام اے ہوس زیست رخصت اے دنیا
گیا شباب عناصر مین اب فتور آیا

شبِ وصال ہے دونون کا ارغوانی رنگ
جہکا جو شیشۂ مے جام پر سرور آیا

فدای شان کریمی کہ حشر و جنت مین
قصور مند گیا اور بے قصور آیا

کہا پکار کے دربان نے کوئی حاضر ہے
قریب پردۂ در مین جو ناصبور آیا

یہ رسم آپکے دربار مین نرالی ہے
جو خود کو بھولکے آیا وہ بے قصور آیا

گیے جو حشر مین ہم سب کی انگلیان اٹھین
وہ مضطرب وہ پریشان وہ ناصبور آیا

دعا فضول - زلیخا کا کب شباب مٹا
تلاش مین دلِ یوسف کی جا کے دور آیا

جلا دو منھ مرا گرمی سے بوسہ بازی کی
پکارا تمکو تو ہونٹھو نپہ نامِ حور آیا

سنور کے عکس سے کہتے ہین سجدہ کر مجھکو
وہ خود کو بھول گیے اس قدر غرور آیا

شہید حسن بتان پر خدا کی رحمت ہے
فرشتہ قبر مین آیا تو بنکے حور آیا

بہار نشہ صہباے وصل تو دیکھو
پھر آنکھ لال ہوی دل مین پھر سرور آیا

۳۳

چلے ہین کعبہ کو بتخانہ چھوڑ کر مائل
خدا کا شکر کہ حضرت کو اب شعور آیا

۲۵

۳۴ع

صدمہ اٹھائیے کیون یہ ہمارے عذاب کا
مرقد جدا سنے دلِ پراضطراب کا

سوزِ نالے سے جلگیا برقع حجاب کا
ذرے لگے دکھانے جمال آفتاب کا

ہے دہیان اسکو قیس کی چشمِ پُرآب کا
لیلی کو چاہیے کوئی محمل حباب کا

موقوف کیون ہے رات سے پینا شراب کا
گل کر دیا ہے کسنے چراغ آفتاب کا

لو چھپ رہا ہے زلف مین عارض جناب کا
ہوتا ہے سنبلے مین غروب آفتاب کا

رہ رہکے دل تڑپتا ہے پہلو مین شام سے
تم تھمکے آ رہا ہے مزا اضطراب کا

یوسف کے واسطے جو زلیخا لٹی تو کیا
یوسف نے بھی دیا ہے خزانہ شباب کا

آہا وہ لطف ہم بغلی وہ شبِ وصال
وہ لیٹنا سمٹکے کسی باحجاب کا

موسی کے ہوش اڑ گیے وہ تماشا نظر پڑا
ٹوٹا طلسم جبکہ سوال و جواب کا

وعدہ کیا ہے رات کو آئینگا یار نے
مضمون لڑ نہ جائے زلیخا کے خواب کا

میرا اغیار بنکے جو سرمہ لپیٹ گیا
تلوے سے اُسنے ملدیا دیدہ رکاب کا

نازک وہ ہین کہ بیٹھ گیے تھام کر جگر
سینے پہ ہین نے پھول جو مارا گلاب کا

تیری کمر کو جب سے لچکتا ہوا نصیب
میری نظر کو لطف ملا پیچ و تاب کا

بے گنتی بوسے لینگے تیرے دونون گال کے
دینگے جواب یون ستمِ بیحساب کا

بیچینیون سے دل کی قیامت ہے آشکار
بنتا ہے نفخ صور اثر اضطراب کا

عارض پہ خط نمود ہوا ہم تڑپ گئے
بلبل کے دلمین چبھ گیا کانٹا گلاب کا

بن ٹھنکے دشمنون سے مرے پھیر لو نگاہ
سرمہ لگا تو آنکھ مین تم انقلاب کا

کردونگا آہ سے تہ و بالا فلک کو مین
اُڑ جائیگا ہوا سے ورق آفتاب کا

دس بوسے لیکے دو جو کہا بول اُٹھا وہ شوخ
دعویٰ ہے آپکو ابھی منھ پر حساب کا

تم لیکے ہاتھ مین دلِ صد چاک کو مرے
کیون سونگھتے ہو پھول نہین یہ گلاب کا

سینے عضو رکیسے ہین یہ دل جلے ہوئے
با تو نمین عاشقون کی مزا ہے کباب کا

پردے مین آنکھ کے ہے کوئی بت چھپا ہوا
تارِ نظر ہے بند کسی کے نقاب کا

ہم دل کی بات کہہ نسکے رعبِ حسن سے
مطلب رہا کتاب کے اندر کتاب کا

ہنسو نہ بجلیان کہ ابھی لوٹ جاؤگے
زیور مین بھی اثر ہے مرے اضطراب کا

۱۷	مجھکو سناؤ اور غزل اس زمین مین تم مائل جواب دو سخنِ لاجواب کا	۳۷

۳۷ع

بے پردگی نے لطف بڑھایا حجاب کا
دل مین چھپے وہ بند جو ٹوٹا نقاب کا

مارا ہوا ہے یار سراپا حجاب کا
مدفن ہو لامکان دلِ خانہ خراب کا

میری بغل مین لپٹتے ہی وہ تڑپ گئے
شوخی پہ اُنکی عکس پڑا اضطراب کا

وہ مسکرا کے پوچھتے ہین معنے وصال
کیا دلمین گدگداتا ہے موسم شباب کا

اللہ بھی جمیل ہے بت بھی جمیل ہین
تسکین وہ دے کہ وقت سحر تیرے ساتھ جاے
آتی ہے اُس سے میرے دلِ خون شدہ کی بو
دامن سے منھ وہ ڈھانپتے ہین مجھکو دیکھکر
نقاش نے جگر مرے پہلو مین چھوڑ دی
جلسہ کہان ہے۔ در پہ وہ بگھی کھڑی ہے کیون
کرتا ہون آہ۔ کاتبِ اعمال ہوشیار
بندِ قبا مین باندھلیا لیکے دل مرا
ممکن نہین کہ حشر کے دن چپ رہین کلیم
بوسے تمہارے ہونٹھ کے اور وہ بھی مفت لے
کعبے کے یک طواف مین دو فرض ادا ہوے
ساقی بھی اُڑاتا ہے محفل مین سب کے ہوش

حسن بتان ہے نام خدا کے حجاب کا
پہلو سے دل تو دل سے مزا اضطراب کا
وہ پھول سیج پر جو دھرا ہے گلاب کا
ہے چودھوین کے چاند پہ ٹکڑا سحاب کا
نقشہ نہ کھچ سکا دلِ پر اضطراب کا
ہان ہان سمجھ چکا مین ارادہ جناب کا
اُڑ ہی جائیگا ہوا سے یہ کاغذ حساب کا
سینہ پہ اُسکے پھول کھلا ہے گلاب کا
لپکا پڑا ہوا ہے سوال و جواب کا
بدلو ہمارے دل سے پیالہ شراب کا
مولد ہے وہ مکانِ خدا بو تراب کا
رندون کو برق طور ہے شیشہ شراب کا

۳۵

یارب چڑھے ہے جو حشر مین احمد براق پر
مائل کی چشم شوق ہو حلقہ رکاب کا

۳۷

۳۶

آنکھو نمین۔ سحر۔ سحر مین رنگ انقلاب کا
رستہ مین دل ملا کسی خانہ خراب کا
پردہ کرو تو اور نظارے کا ہو مزا
ہم تم مزے سے وصل کے ہو جائین بیخبر
کچھ مجھسے پوچھکر مرا دل اور بھڑک گیا
آنکھین کرو نہ بند تصور مین غیر کے
دل میرا خط مین دیکھکے گھبرا نہ جاؤ تم

اُستاد سامری ہے زمانہ شباب کا
کچھ اُنکی چال مین ہے اثر اضطراب کا
میری نگاہ تار بنیگی نقاب کا
جاگین تو اسطرح کہ اُٹھے لطف خواب کا
لا تقنطوا نے لطف بڑھایا جواب کا
تم وقت وصل دو مجھے دھوکا نہ خواب کا
مین نے ٹکٹ یہ بھیجا ہے خط کے جواب کا

بجلی ہوا مین۔ دہوپ مین مچھلی۔ بغلین دل
جلوہ جدا جدا ہے مرے اضطراب کا

قطعہ ہفت خلوت

اللہ رے شوق یوسف ثانی کے واسطے
بنوایا ہمنے ایک مکان ہفت باب کا

کمرا ہر ایک پاک مصفا سجا ہوا
سامان ساتوین مین رکہا انتخاب کا

غیرت فزاے آئینہ دیوار و بام و در
تہا رنگ خشت و سنگ مین در خوش آب کا

چھٹکی تہی چاندنی وہ سفیدی پہری نہ تھی
چونے مین حل ہوا تھا ورق ماہتاب کا

جب بن چکا مکان تو ہم انکو ساتھ لاے
برجِ اسد مین آیا قدم آفتاب کا

آتے ہی گھر مین خندۂ دندان نما کیا
چھڑکاؤ صحن مین ہوا موتی کی آب کا

دولہن کی چال چلتے تھے کچھ شوخیان بہی تہین
مٹھی مین دل تو چٹکی مین گوشہ نقاب کا

ٹکڑے جو ہو رہی تہی لچکتی ہوئی کمر
گیسو دکہا رہے تھے سفر پیچ و تاب کا

دو گام چلکے تہک گئے۔ تہک کر ٹہر گیے
پانے لگی طبیعت اثر انقلاب کا

مین نے کہا بڑہاؤ قدم جلد اے حضور
بولے وہ مجھ مین رنگ نہین اضطراب کا

نازک ہون سر سے تا بقدم کیون نہ دم چڑہے
پھر بوجھ گورے سینہ پہ عہدِ شباب کا

آگے جو وہ بڑہے تو بڑی منتون کے ساتھ
وہ میری التجا کہ یہ گھر ہے جناب کا

داخل ہوا جو پہلے ہی کمرے مین وہ نگار
باقی رہا نہ خوف کسی شیخ و شاب کا

ہر ہر قدم پہ خلوتِ اول مین تہا یہ نقش
بلبل کے ساتھ پہول کھچا تہا گلاب کا

تہے دوسری مین سروِ گلستان کہڑے ہوے
قمری نے طوق پہنا تہا رنج و عذاب کا

نکلا ہوا تہا تیسری مین چودہوین کا چاند
جلوہ چکور دیکھتے تھے ماہتاب کا

چوتھی مین جلتی شمع کے نقشے کھنچے ہوے
پروانے لے رہے تہے سبق اضطراب کا

تہا پانچوین مین حضرتِ مجنون کا مدرسہ
لیلی کا منھ جواب خدا کی کتاب کا

موسی اچھٹی مین طور کے اوپر کہڑے ہوے
پردہ اٹھا رہے تہے رخ برق تاب کا

ہم دونون کی تھی ساتوین مین شکل یون بہم
جس سے عیان معاملہ عہدِ شباب کا

سیخِ کباب تھی سرِ مجمر دھری ہوی
پیمانہ پر جھکا ہوا شیشہ شراب کا

کچھ دل کا ذوق و شوق تھا نقش و نگار مین
مطلب عیان تھا عاشقِ خانہ خراب کا

اب کشمکش شروع ہوئی حسن و عشق مین
گردن جھکالی بند جو ٹوٹا نقاب کا

اسکی نزاکت اسکے لیے مانعِ گریز
تھا بہا گنا محال بتِ لاجواب کا

گستاخیان جو کین تو ہوا وہ عرق عرق
شبنم مین پھول ڈوب گیا تھا گلاب کا

چاندی کے قفل مین جو لگی آہنی کلید
پڑہنے لگا خوشی سے عمل فتح باب کا

بے پردگی نے شرم کا پردا اُٹھا دیا
اب نام بے حجاب ہے اُس باحجاب کا

کیونکر کریگا قصۂ یوسف سے ہمسری
افسانہ یہ نہین کسی عصمت مآب کا

۲۳۶

پیغمبری وہان تھی ولایت بھی یان نہین
ہے اُسمین اِسمین فرق ثواب و عذاب کا

۱۵

ع ۲۹

اشارہ ہے سرِ محفل کسی کا
ہمارے ہاتھ مین ہے دل کسی کا

ہوا جینا بہت مشکل کسی کا
کسی سے پھر گیا ہے دل کسی کا

وہ شرمانا سرِ محفل کسی کا
وہ بوسہ لیکے دینا دل کسی کا

جسے دیکھا اُسی پر مر رہا ہے
کوئی کشتہ کوئی بسمل کسی کا

جو پہنچا اسکے در پر اُڑ گئے ہوش
لُٹا توشہ سرِ منزل کسی کا

خبر ہے گرم میرے دشمنون مین
کہ ٹھنڈا ہو گیا بسمل کسی کا

وہ کہتے ہین کرون کیا قدر اسکی
کہ بے مانگے ملا ہے دل کسی کا

ترے نالون کا اے مجنون برا ہو
مع ناقہ گرا محمل کسی کا

کھنچی ہے آپکی تصویر اسیر
کلیجے سے لگا لو دل کسی کا

یہ کیا کہتی ہے آکر نزع مین حور
مجھے ملجاے یہ بسمل کسی کا

نہ پوچھو کیا ہے دونون ٹھیون مین	کلیجا ہے کسی کا دل کسی کا
گرے بیہوش ہوکر ایک پر ایک	جو منھ دیکھے بھری محفل کسی کا
نہ ڈالو ہاتھ گردن مین عدو کی	گلا کاٹو سر محفل کسی کا
وہ پیچھے ہٹکے کہنا ہم نہ لینگے	وہ آگے بڑھکے دینا دل کسی کا

۳۷	اگر مرجائین ہم اُسکی بلا سے وہ بے پروا نہین مائل کسی کا	۱۵

یہ کیا غضب ہے وہ کہہ رہے ہین جو ہو اذیت گلا نہ کرنا
تڑپتے رہنا پھڑکتے رہنا دوا نہ کرنا دعا نہ کرنا
عدو سے وعدہ ہی تم نہ کرنا اگر کیا تو وفا نہ کرنا
ہمارے منھ مین بھری ہوئی ہے زبان کسی کو دیا نہ کرنا
حضور آئے ہو بعد مدت زبان پہ لاؤ نہ حرف رخصت
نکال لون کچھ تو دل کی حسرت ابھی قیامت بپا نہ کرنا
نظر تمہاری ہے پاک لیکن تماشہ بینون کو کیا کروگے
کہ یہ زمانہ بہت برا ہے گلی گلی تم پھرا نہ کرنا
نہ ٹوٹ جاے کہین مرا دل کہ تو گرفتار ہون ابھی مین
وفا کرون تو جفا نہ کرنا دعا کرون تو دغا نہ کرنا
جو کوئی نامحرم آگے آیا حجاب وشوخی کا لطف پایا
حیا پکاری نگہ نہ کرنا۔ نگہ پکاری حیا نہ کرنا
کچھ اور بڑھ تیر نالۂ دل کہ لامکان عرش کے اُدھر ہے
اگرچہ ہے دور کا نشانہ اُڑا ہی دینا خطا نہ کرنا
وہ اپنے گھر مین ہم اپنے گھر مین مگر ہے دونون کے دل مین رستہ

کسی کو اسکا پتا نہ دیتا تو آشکار اے خدا نہ کرنا
کلیم کا ذکر سن لیا ہے مرا ابھی دل بھرا بھرا رہا ہے
تجھے مین جب تک یہان نہ دیکھون الٰہی محشر بپا نہ کرنا
وہین رہو جس جگہ کٹی شب کیا ہے غیرت نے وار بے ڈھب
ہمارے گھر مین قدم نہ رکھنا ہمارے دل مین رہا نہ کرنا
مین اُنکی اس خامشی کے صدقے۔ ہین اسمین پہلو مزے مزے کے
ادا ہے کانون پہ ہاتھ دہرنا حیا ہے سنکر سنا نہ کرنا
نکل کے خلوت سے ہو کے رسوا جو سوئی زندان کسی کو بہیجا
خیال کرنے لگی زلیخا یہ بھا۔ نہ کرنا وہ بھا۔ نہ کرنا
کہین سے دعوت جو آئے تمکو یہ چھوڑ کر جاؤ گھر مین مجھکو
قبا کی صورت لپٹ گیا ہون بدلکے کپڑے جدا نہ کرنا
یہ شوخیان بولین گدگدا کر۔ کھڑے ہو چپ کیون ہنر دکھاؤ
کہا نزاکت نے مسکرا کر نظر لگے گی ادا نہ کرنا
نہین ہے مائل یہ شوق اچھا کہان کی آفت کدہر کا جھگڑا
تم اپنا دل ہو کہ اُن کا بوسہ لیا نہ کرنا دیا نہ کرنا

۱۶ ۳۸

۳۹

کوئی کہتا ہے ترے پاس سے کل جاؤنگا
ہے دوپٹے کا بیان سینہ سے ڈہل جاؤنگا
داورِ حشر نے کس سوختہ دل کو بخشا
ہر جگہ تو ہے دکھادے یہین جلوہ مجھکو
ہون وہ لاغر جو گرا تم پہ بتا تارِ لباس
آپ کیون توکے تلوار ڈراتے ہین مجھے
دل مین بھی قید کرے گا تو نکل جاؤنگا
چکنے چکنے ترے جوبن ہین پہسل جاؤنگا
خلد کہتا ہے جہنم سے بدل جاؤنگا
اے خدا طور نہین ہون جو مین جل جاؤنگا
تم دوپٹا جو سنبھالو تو سنبھل جاؤنگا
غیر کا دل تو نہین ہون جو دہل جاؤنگا

کیا تکبر ہے کہ کہتا ہے کسی بت کا شباب
مین جو ڈھل جاؤنگا سانچے ہی مین ڈھل جاؤنگا

آپکے منھ سے نکل آئے اگر بسم اللہ
لامکان سے بھی گردون کا تو سنبھل جاؤنگا

حشر مین برق نظر آئیگی بالائے صراط
مین دکھاتا ہوا اگر حسن عمل جاؤنگا

شمع نے آگ لگا دی تو پتنگا بولا
کیا خبر تھی کہ تیری گود مین جل جاؤنگا

دل لگی کی مری - کیون فکر ہوی قتل کے بعد
تم سلامت رہو حورون مین بہل جاؤنگا

ڈوب جائیگا جہان چھیڑ کے مجھکو نہ رلا
بنکے مین نوح کا تنور ابل جاؤنگا

جب کہا جھانک نہ پردے سے - یہ بولا وہ شوخ
تیرا ارمان نہین ہون جو نکل جاؤنگا

لاش اُٹھے نغمۂ کُن ہو جو شریکِ ماتم
سنکے مین زمزمۂ روزِ ازل جاؤنگا

خواب مین جا کے اڑاؤنگا مزے چوری سے
آنکھ کھلجائیگی اسکی تو نکل جاؤنگا

۱۷	رنگ کہتا ہے جوانی مین کسی کا مائل چشمۂ حسن حقیقی ہون اُبل جاؤنگا	۳۹

کیا مین دل دینے کے اقرار سے ٹل جاؤنگا
آپکی آنکھ نہین ہون جو بدل جاؤنگا

رحم آیا نہ تجلی کو نہ موسیٰ کو لحاظ
طور کہتا رہا جل جاؤنگا جل جاؤنگا

کیون مرے واسطے گھبرائے ہوے اُٹھتے ہو
آپکی گود مین گرتے ہی سنبھل جاؤنگا

اے خدا بندۂ مضطر کو جہنم مین نہ ڈال
مین وہ سیماب ہون جو اُڑ کے نکل جاؤنگا

نصف قامت کا ہے فوٹو نہین لگتا مراجی
پوری تصویر جو بھیجو گے بہل جاؤنگا

مین اشارون مین یہہ کہتا ہون کرونگا نالے
وہ کنایون مین یہہ کہتے ہین دہل جاؤنگا

مجھسے لاغر پہ نہ رکھ ہاتھ تسلی کے لیئے
مین نظر ہون ابھی عینک سے نکل جاؤنگا

برق چمکی تو کہا کیون - کہ نہ جا صحن مین تو
کیا ہون ننّھا سا ترا دل جو دہل جاؤنگا

جوش کثرت کا بیان ہے کہ ہون وحدت کا ظہور
آپ اپنے پہ گرونگا جو اُبل جاؤنگا

چھوڑ دونگا لبِ رنگین کو ترے چوس کے مین
تو نہ گھبرا ترا کیا لعل نگل جاؤنگا

کام جب تک کہ نہو آنکھ نہ کھلنے پائے
یار کے خواب مین کچھ پڑھکے عمل جاؤنگا

لاگ کی آگ جو محشر مین بھڑک اُٹھیگی
بنکے دوزخ مین رقیبون کو نگل جاؤنگا

تذکرہ ایمن و موسیٰ کا سنا ہے کہ نہین
تجھکو بے پردہ کرونگا جو مچل جاؤنگا

سیر ہو تیغ جو محفل مین رقیبو نے چلے
دم کسی کا تو نہین ہون جو نکل جاؤنگا

وعدہ کرتا ہون دغا کاٹ لو سر حاضر ہے
آپکی ناف نہین ہون جو مین ٹل جاؤنگا

منھ سنبھالو یہ کسے کہتے ہو گھر سے نکلو
کیا تمنا ہون کسی کی جو نکل جاؤنگا

۴۰

مائل اور برق جمالون کا نظارا کیا خوب
بندگی عرض ہے پھنک جاؤنگا جل جاؤنگا

16

ہع

ہوش مین آنا ہی بُرا ہو گیا
سر ترے زانو سے جدا ہو گیا

یار جوان ہوتے ہی کیا ہو گیا
جانِ ادا شانِ خدا ہو گیا

مجھسے جو وہ ملکے جدا ہو گیا
شوق فزون ذوق سوا ہو گیا

اے بتِ کافر تیری کیا بات ہے
سجدہ لیا اور خدا ہو گیا

دستِ تسلی سے تسلی نہین
ہاے مرے دل تجھے کیا ہو گیا

باغ مین آیا تھا وہ گل سیر کو
دیکھتے ہی مجھکو ہوا ہو گیا

دل بھی نہین دل کا مرض بھی نہین
درد جو تھا صرف دوا ہو گیا

کوئی پری کہنے لگا کوئی حور
نام جوانی مین بڑا ہو گیا

پھر گیا دل میرا اُسی کی طرف
قبلہ جو تھا قبلہ نما ہو گیا

خواب سے تم اُٹھکے پریشان ہو کیون
کون گلے ملکے جدا ہو گیا

یون بھی لڑکپن تیرا کچھ کم نہ تھا
عہد جوانی تو بلا ہو گیا

یار مزے کی تو یہی چیز ہے
وصل مین کیون حال بُرا ہو گیا

خود کو جو کھویا تو مٹی بندگی
خود کو جو پایا تو خدا ہو گیا

پہر کہو دبتی ہوئی آواز سے
مجہکو تو یہہ وصل بلا ہو گیا

تیرے ستم مین ہے محبت کی بو
رنگِ جفا رنگِ وفا ہو گیا

۴۱

کہتے ہین مائل سے شبِ وصل وہ
کیون نہین سوتے تمہین کیا ہو گیا

۱۹

ہ۳ع

دیدۂ دل جب مرا دا ہو گیا
جب پہ نظر کی وہ خدا ہو گیا

طور پہ جو نور تھا کیا ہو گیا
حسن ترا عشق مرا ہو گیا

آپ مین آنا ہی برا ہو گیا
ہمسے خدا ملکے جدا ہو گیا

دل بھی دیا جان بھی دی عشق مین
قرض ادا فرض ادا ہو گیا

کسکی نظر لگ گئی کیون سست ہے
اے دلِ مضطر تجھے کیا ہو گیا

اُسنے مجھے آپ ہی بوسہ دیا
آپ ہی پھر مجھسے خفا ہو گیا

دیکھکے منھ اپنا وہ بیخود ہوے
آئینہ بھی ہوش ربا ہو گیا

سر مین کسی کے تھی دھمک شامِ وصل
صبح کو جی اور برا ہو گیا

دیکھکے شیشہ کا قیام و رکوع
دستِ سبو دستِ دعا ہو گیا

دل مرا گھل گھل کے مسیحا بنا
دکھ مرا بڑھ بڑھکے دوا ہو گیا

وصل مین ہم شرم کے قائل نہین
نام تیری ضد کا حیا ہو گیا

دل مین جو آئے وہ مع پیرہن
تارِ نفس بندِ قبا ہو گیا

غیر کا بھی نام بتا دیجئے
مین تو بھلا تھا سو برا ہو گیا

حضرتِ دل کیون ہمین یہ پشیمان
قبلۂ عالم تمہین کیا ہو گیا

ذات جو پوچھی تو نہین نام کچھ
نام جو پوچھا تو خدا ہو گیا

پیار سے کہنا وہ ترا یاد ہے
تجھکو دیا دل مجھے کیا ہو گیا

پھر تو کہو رکھکے مرے منھہ پہ ہاتھ
جا تری صورت سے خفا ہو گیا

منھ تہ مرقد ہے مدینے کی سمت — مرتے ہی ہین قبلہ نما ہو گیا

۴۲ — لوٹ گیے راگ کی محفل ہین کیون / حضرت مائل تمہین کیا ہو گیا — ۲٦

ربع

ابھی کم سن ہین سمجھے یہ بھی کوئی ظرف ہے گل کا — وہ خود ہی جوڑنے بیٹھے کھلونا توڑ کر دل کا

لحد سے اُٹھکے یارب کیون نہ جی گبھرائے مائل کا — یہ مجمع حشر کا مجمع نہین یاران یکدل کا

تڑپتا ہے یہ لیکر نام اک زہرہ شمائل کا — بُری دہن ہے بُرے گن ہین خدا حافظ مرے دلکا

چمن ہین آئے ہولی کھیلنے جہرمٹ حسینونکے — گلون کے قمقمونین رنگ ہے خونِ عنادل کا

کروڑون شوخیان وہ ساتھ لیکر آینوالے ہین — نگہہ پیغام لائی ہے کہ گھر خالی کرو دل کا

ہمین دیر و حرم کی کشمکش نے ذبح کر ڈالا — ہماری جان نکلی فرق بنکر حق و باطل کا

تجھے بھی یاد ہوگا - کچھ مجھے تو یاد ہے کافر — وہ تیرا منھ پہ منھ رکھنا وہ دل مین ڈالنا دل کا

جو دم ٹوٹے جمالِ لیلی مستور ظاہر ہو — سیا ہے قیس نے تارِ نفس سے پردہ محمل کا

چمن مین لیلی و مجنون کی الفت رنگ لائی ہے — رگِ گل کی کھلین فصدین لہو نکلا عنادل کا

مسلمان ہو کہ ہندو ہو وہ کافر ہو کہ مومن ہو — مرے دل کی جو کہدے بات قایل اُسکی ہین دل کا

سنبھل اُٹھے جو گرتے گرتے - سب ہنسنے لگے ہمپر — ہماری لغزشِ پا قہقہہ ہے اہلِ محفل کا

وہان غم ہے وہان ارمان وہان حسرت وہان حسن تمنا — وہ بت کرتا ہے راتونکو حساب اک ایک کے دل کا

وفا پر اپنی اپنی جہوٹی سچی قسمین کہاتے ہین — اِدہر مین ہون اُدہر وہ بیچ مین قرآن ہے دل کا

وہان موباف کھلتا ہے یہان زنجیر کھلتی ہے — ملا ہے سلسلہ زلفِ مسلسل سے سلاسل کا

تصور ہی تصور ہو تو - پہنچون عالمِ ھُو تک — جو آنکھین بند ہون رستہ نظر آجاے منزل کا

۴۳ — مزے سے وصل کے بیہوش ہوتا ہون جو اے مائل / دعائین پڑہکے دم کرتا ہے مجھپر مدعا دل کا — ۲۱

کیا استادہ خیمہ لامکان پر حضرتِ دل کا — ربع — نہین بہرتا دو عالم سے بھی کونا اُنکی محفل کا

وہان سے خالی ہاتھ آئے ہین منھ اُترا ہی بل کا
نہ لائے ایک کوڑی بہی کھلونا بیچکر دل کا

ہوئی جنبش ملا جب نور کچھ اسکے شمائل کا
نفخت فیہ کی کل پہرتی ہے پُتلا چلا گِل کا

جو دیکھا دور سے اسکو اُڑا ہا رنگ اہل محفل کا
کہا ہر ایک نے منہہ مین وہ چور آیا مرے دل کا

یہن اس ناتجربہ کاری کے صدقے پہر کہو ہنسکر
نہین آتا مجھے اے جان دلمین ڈالنا دل کا

سوالِ وصل سنکر پیار سے کوسا جو لیلی نے
کفن کے واسطے مجنون نے مانگا پردہ محمل کا

زبان کب وصل مین چوسی ملا سینہ سے کب سینہ
لبو مین ہی لبونکا شوق مطلب دلمین ہے دل کا

مرا پہلو ہے خالی ایک ایک آپسمین بدظن ہے
جو دل چوری گیا رنگ اُڑگیا ارباب محفل کا

اُنہین جسوقت سے دیکھا ہی میری جان کہتا ہی
اُڑا کر انکو لے آؤ تقاضا ہے یہی دل کا

مری شہ رگ کے نزدیک اُسنے دیکھا کسکی صورت کو
کہ صوفی کی طرح سے وجد مین خنجر ہے قاتل کا

کہا اُسنے اُٹھو جاؤ سدہارو میرے بستر سے
شہادت اسکو نیند آئی جو تکیہ ملگیا دل کا

جُھکے گر صور شادی اُسکی میری دہوم سے ہوگی
اُٹھونگا منھ پہ سہرا باندہکر دامانِ قاتل کا

لپٹ اسطرح سینہ سے کہ سارا مطلب آجائے
مرے دلمین تیرے دل کا۔ ترے دلمین مرے دل کا

پکارے حور و غلمان مین جو سوئے پل صراط آیا
چلے آؤ چلے آؤ یہی رستہ ہے منزل کا

زوال آیا ہے اسکے میرے حسن و عشق مین باہم
وہان رنگت اُڑی منھ کی یہان مطلب اُڑا دل کا

جلا کرتی ہو شب بہر گود مین پروانے کو لیکر
ستی ہونا نہین موقوف ہوتا شمعِ محفل کا

الٰہی کون جھولا جھولنے آیا ہے گلشن مین
کہ ہر اک نخل کے سایہ مین اک گہوارہ ہی دل کا

یہ ٹنس کھیلنا ہے یا کسی کی جان لینا ہے
کہ بیاٹ اک ہاتھ مین ہی اور اک مین گیند ہے دل کا

نہین آتین تڑاب خواب مین بہی صحبتین اگلی
کہان وہ لطف وہ مجمع کہان یارانِ یکدل کا

بہرا دل مین ترے مثلِ غبار شیشۂ ساعت
مرا اتنا سفر جتنا احاطہ میری منزل کا

۴۴	نہ مانا میر اکہنا عاشقی کو کھیل سمجھے تھے تڑپتے کیون ہو اے مائل کہو کیا حال ہے دل کا	۱٦

ع ۲۶

کھینچکر فتنۂ رفتار جو خنجر آیا
روز محشر بھی ہتیلی مین لیئے سر آیا

سیکھکر چشم کی شوخی دلِ مضطر آیا
باز بنکر تیرے کوچے سے کبوتر آیا

لبِ منزل جو تھکا اپنے ہی پانون پہ گرا
تا قدم میری خوشامد کو مرا سر آیا

آنکھ کے عکس نے صہبا مین پری پیدا کی
روپ بدلا جو تیرے سامنے ساغر آیا

حشر مین مجھپہ عمل کون پڑھکر پھونکا
شکر بنکر ترا شکوہ مرے لب پر آیا

مشک اڑاتے ہوے پھرتے ہین ہوا کے جھونکے
کون کھولے ہوئے گیسوی معنبر آیا

دل دکھانے کے لیے دی ہے مجھے پھر گالی
پھر مرے شیشہ کا سر توڑنے پتھر آیا

کھولکر زلفِ مسلسل کو پڑھی اسنے نماز
گھر مین اللہ کے بھی جال بچھا کر آیا

بام سے یار نے ترشا ہوا ناخن پھینکا
عید کا چاند فلک پر سے زمین پر آیا

جو مسیحا کو ملا وہ تیری ٹھوکر کو ملا
مال یہ دونون کے حصے مین برابر آیا

سایہ کو دیکھکے دوڑے وہ کھلونا لانے
دل مین سمجھے مرا ہمخو مرا ہمسر آیا

بار ہا مثلِ کمر انکی کلائی لچکی
نازکی بڑھ گئی جب ہاتھ مین خنجر آیا

محوِ آئینۂ عارض کا جنازہ جو چلا
غل اٹھا ڈاک پہ تابوتِ سکندر آیا

چال نے اسکی قیامت مین کیا اور بناؤ
دو قدم چلتے ہی محشر تہ محشر آیا

نشۂ زیست لحد مین بھی اترتا ہی نہین
جب فرشتون نے اٹھایا مجھے چکر آیا

۴۵

اک غزل اور اسی بحر مین پڑھ اے مائل
شعر سنتے تیرے ساجد سا سخنور آیا

۲۰

ع ۲۷

اپنے چہرے کو وہ گھونگٹ مین چھپا کر آیا
چال دولہن کی چلا جب سرِ محشر آیا

باتین ہم دونون کی سننے کو ستمگر آیا
پیش دربان جو گیا مین وہ پسِ در آیا

ذبح کرتے ہین لہو دیکھکے ڈرتے بھی ہین وہ
مجھسے کہتے ہین سنبھالو مجھے چکر آیا

پھینک کر ساغرِ مے آئینۂ رخ چوما
دورِ جمشید گیا عہدِ سکندر آیا

آئینہ رکھکے مقابل وہ مجھے دکھلانا — ہنسکے پھر پوچھنا دل آپ کا کسپر آیا
دیکھتا کون ہے اب ناچ دکھاتے ہو کسے — آپکے ساتھ زمانے کو بھی چکر آیا
رخنہ کرنے کے بھی قابل نہیں کیا دل میرا — ہائے کیوں سرمہ کا دنبالہ مٹا کر آیا
میرا قاتل ہی قیامت میں بنا ہے داور — خون بہا مانگتے ہی بھیس بدلکر آیا
یہہ تقاضا ہے کہ دل بھیجدو خط میں رکھکر — نامہ پر نامہ کبوتر پہ کبوتر آیا
میرے میخانہ میں ہے کیف شباب و پیری — شیشہ جھکتا ہوا تنتا ہوا ساغر آیا
میری گم گشتہ نشانی حجرا لاسود ہے — دل ازل میں تھا یہاں بنکے یہ پتھر آیا
خط میں دیکھے جو اشارے تو ہنسی رک نکلی — اور ہی انکو گمان زیر و زبر پر آیا
حرم و دیر میں سو بار گدا یا نہ گیا — کسی گھر سے کبھی ٹکڑا نہ میسر آیا
ناچ دیکھا جو ترا ہوش اڑے زہرا کے — تیری پشواز کے مانند اُسے چکر آیا
دل کو دیکھا مرے۔ آنکھوں پہ لگا کر عینک — ٹوپیاں بازنے پہنیں جو کبوتر آیا
نغمہ ہر تار سے نکلا کہ مبارک ہو وصال — جب مری بیٹھ کے نیچے ترا بستر آیا
سینہ سینہ پہ جو رکھا تو مرا دل پھڑکا — گدگدا انکے لیے شیشہ کو پتھر آیا
دل عجب ڈھنگ سے مانگا کہ گلے ملکے کہا — عید کے روز بھی حصہ نہ مرے گھر آیا
حسنِ احمد نے مگر میم کا پردہ اُلٹا — اے خدا تیری خدائی کو جو چکر آیا

۴۶	آپ فردوس میں فرمائیں ادھر آ مائل میں کروں عرض کہ یا ساقیِ کوثر آیا	۲۴

ع۳

خواہاں سب اسکی دید کے وہ تیری دید کا — میری نظر کا تار بنا چاند عید کا
زنار سے مجھسے کہتا ہے حبل الورید کا — ہے دین و کفر بھید قریب و بعید کا
وہ بن سنور کے آبیٹھے ہیں موقع ہے دید کا — دن حشر کا نہیں ہے۔ یہ ہے روز عید کا
یارب مری خودی میں رہے: بیخودی کا حال — ہو لطف یک نظارہ میں دونوں کی دید کا

یوسف کا ذکر یار کے آگے خدا کی شان
دفنا نے لیچلا ہے مجھے بعدِ قتل وہ
وہ گورا ہاتھ اور یہ گردن خدا کی شان
پھینکو نقاب پہاڑ کے سبزہ عیان ہوا
برسون کا درد - دل سے لہو ہو کے بہگیا
دیکھو تو واعظو نسے اُلجھتا ہون کس طرح
کامل ہین عاشقی مین ہمارے دل وجگر
زاہد یہان ہے دلمین جو کاغذ مین ہی وہان
کھیلو گے روزِ حشر بھی ہولی کسی سے کیا
ظالم نے جسکو دیکھہ لیا لال کر دیا
موسیٰ نہین ہو نہین نہ کرو لنترانیان
مارے وہ مار پیر کہ شیطان بھاگ جاے
ہے روشنی مزار مین سو آفتاب کی
وہ جسکے گھر چلے تو مہکتے ہوئے چلے
اُس ور یہ کہا کے بیچ جو آہ عدد ہو قفل
وہ مرد مرد ہی نہین عورت سے جو ڈرے
دونون کے دل کی آہ ٹلیفون کا ہے تار
مرشد کے اختیار مین ہے قبض وبسط قلب
میری نظر مین ہے تیرے چہرے کا خال و خط

سکہ نہ چل سکیگا یہان زر خرید کا
کاندہے پہ حور کے ہے جنازہ شہید کا
آیا گلے لگانے مجھے چاند عید کا
کاتب کو انتظار ہے خط کی رسید کا
شیشہ سے گر پڑا عرق اگلی کشید کا
پوچھو تو پہر ادب ہے کلام مجید کا
شبلی کا اک مرید ہے اک بایزید کا
پہلو مین ہے جواب کلام مجید کا
شیشہ مین بھر رکھا ہے لہو کیون شہید کا
تار نگہہ پہ رنگ ہے خونِ شہید کا
پردہ اُٹھا دو بیچ سے گفت وشنید کا
دیکھے نہ کچھ خدا کے سوا دل مرید کا
چہرہ چمک رہا ہے کسی کے شہید کا
کیا عطر مین لسا ہوا جوڑا ہے عید کا
نالہ ہمارا کام کرے گا کلید کا
اللہ نہ منھ دکھاے مجھے زن مرید کا
ہے اسمین لطف دور سے گفت وشنید کا
مُٹھی مین پیر بھینچ کے رہا دل مرید کا
ہے یاد لفظ لفظ کلام مجید کا

۴۷	مائل نہین ہے خوف جہنم سے کچھ مجھے مین دوست ہون حسینؑ کا دشمن یزید کا	۲۰

ع۲

آیا ہے دل کی آنکھ مین پیغام دید کا | بھیجا ہے لامکان سے حصہ یہ عید کا

یارب بڑا مزا ہو جو دوزخ کے ساتھ ساتھ | نعرہ کرے بہشت بھی ھل من مزید کا

باتین کرے نظر سے نظر اور دل سے دل | موقع نہو جو شرم سے گفت و شنید کا

دیوار خلد پھاند کر آئے مزار مین | منھ دیکھلے جو حور تمہارے شہید کا

مین کیا بتاؤن کیا وہ سمجھتا ہے پیر کو | دل چیر کر تو دیکھ عقیدہ مرید کا

کوٹھے پہ آؤ بات کرو ہوش اڑا کے جاؤ | ہے لطف کوہ طور پہ گفت و شنید کا

وہ دوزخی ہین جن سے خدا اپنا منھ چھپائے | وہ جنتی ہین جنسے کہ وعدہ ہے دید کا

مطلب کی بات کی تو مری بات کاٹ دی | باتونسے کام لیتے ہین قطع و برید کا

کتا جو پالتے ہو تو دیکھو بچے رہو | اک زہر ہے لعاب دہن اس پلید کا

یوسف سا گر جوان ملے سب ہون لوٹ پوٹ | بڑھیا کے دل مین بھی ہو ارادہ خرید کا

ہر ایک گام پر ہوا گر پیر دستگیر | لاکھون تجلیون سے بھرے دل مرید کا

کثرت سے لیچلا سو وحدت کشان کشان | ڈورا گلے مین ڈالکے حبل الورید کا

کہاتا ہے ایک - ایک کو - تو دیکھ غور سے | یہ ساری کائنات ہے توشہ فرید کا

کیون کوئی بدگمان ہو جو ہم تم گلے ملین | حیلہ ہے دو طرف بھی ملاقاتِ عید کا

بوسہ لیا جو مین نے وہ یون کوسنے لگے | اللہ مزا چکھائے عذابِ شدید کا

خلوت کا در کھلا تو ہوا انکا رنگ فق | شرمائے حال دیکھکے قفل و کلید کا

آسان کیا ہے - مر کے بکھیڑ ونسے چھوٹنا | دشوار کیا ہے - خوف عذابِ شدید کا

اللہ کا نام گرچہ سمیع و کلیم ہے | معراج ہی مین لطف تھا گفت و شنید کا

ہے جو ہر کمال خدا شکل پیر کی | آئینۂ جمالِ خدا دل مرید کا

۴۸

مائل گئے خدا کی ملاقات کو رسول
معراج کی وہ رات نہ تھی دن تھا عید کا

۲۴

سوع

کیون نہ تڑپے راستہ مین خاک پتھر زیرِ پا
قتل ہو نگے فتنہاے روزِ محشر زیرِ پا
لوکٹرا ہے تنکے وہ دل کو دبا کر زیرِ پا
آپ اپنی ٹھوکرین کہائین جوانی جب گئی
لیکے رخصت وہ اُٹھا۔ تلوے سے لپٹا دامِ ا
پا تو رکہا جس دل و دیدہ مین پُرزے اُڑ گئے
اونچے اونچے اسلیے کپڑے پہنتا ہے وہ شوخ
قتل ہوتا ہون وہ نکلے ہین تماشا دیکھنے
ہون وہ عاشق دیتے ہین معشوق نظرون پر جگہ
وادیِ الفت مین جو کانٹے ہین ایسے تیز ہین
وہ کہروا ناچ وہ زرین ٹوپی کی چمک
خاک مین جب ملگئے تو شان و شوکت مٹگئی
تیرے نقشِ پا پہ جب رکہون قدم آنکہین ملون
مین جو آنکہو نمین چلا اسکی تو پلکون مین رکا
وہ قیامت مین جو تربت سے اُٹھی تو یون اُٹھے
دل مرا تلوے کے نیچے غیر کا دل ہاتھ مین
پھر چکا اگلے زمانے مین سرون پر آسمان
اسطرح سے بہاگتے کیون ہو مجھے تم دیکھکر
میرے تلوون کے لہو سے لال ہے جنگل کی خاک
برق ایمن ہے شرر بنکر چھپی ہر سنگ مین
ہاتھ رکھکر آنکھ پر۔ چوری سے کی دل پر نظر

دل کی بیتابی سے نقشِ پا ہے مضطر زیرِ پا
تم نگار رکھو کوئی چھوٹا سا خنجر زیرِ پا
آسمان پر ہے دماغ اللہ کا گھر زیرِ پا
اس قدر گردن جھکی آیا مرا سر زیرِ پا
ساتھ ساتھ اُس شوخ کے چلتا ہے ساغر زیرِ پا
تیرے تلوے کی لکیرین ہین کہ خنجر زیرِ پا
وقت رخصت تا نہ روکے دامن آکر زیرِ پا
حشر یان بالاے سر ہے وان ہے محشر زیرِ پا
مین جہان جاتا ہون رکھدیتے ہین خنجر زیرِ پا
سر سے نکلے موی سر کی طرح چبھکر زیرِ پا
مہر محشر سر پہ ہے اور شورِ محشر زیرِ پا
بادشہ ہو یا گدا دونون برابر زیرِ پا
سر سے آجائین اُتر کر دیدۂ تر زیرِ پا
چند خنجر سر پہ ہین اور چند خنجر زیرِ پا
کوہکن کے سر پہ تیشہ ہو تو پتھر زیرِ پا
ہاے وہ ساغر ہتیلی پر یہ ساغر زیرِ پا
اس زمانے مین زمین کھاتی ہے چکر زیرِ پا
مین تصدق گر پڑو گے دامن آکر زیرِ پا
خون روے آبلے کانٹون سے ملکر زیرِ پا
مثلِ موسیٰ ہوش اُڑین آئے جو پتھر زیرِ پا
باز کے سر پر ہے ٹوپی اور کبوتر زیرِ پا

دوش سے اُترو فرشتو ورنہ پٹکونگا تمہین آسمان و آب گریہ دونون مارینگے مجھے	یاد رکھوین نہین رہنے کا دیگر زیرِ پا سر پہ وہ اُلٹا جہاز اور یہ سمند زیرِ پا

۴۹	تلوے سہلانے لگا مین غش جو آیا بعدِ وصل ہاتھ چلتے ہی رہے مائل کے شب بھر زیرِ پا	۱۴

	۱۳ع	
راہ مین قتل ہوا عاشقِ نالان کسکا		وہ پڑا ہے سرِ بے تن - تنِ بیجان کسکا
جلوۂ طور ہے عکسِ رخِ تابان کسکا		مہرِ محشر ہے چراغِ تہِ دامان کسکا
وہ بہی ہے - تیغ بہی ہے - چرخ بہی ہے - موت بہی		یا الٰہی یہ مرے سر پہ ہے احسان کسکا
روے کیون چیخ کے اسطرح پسِ پردہ حضور		حال کہتا تھا اشارون سے نگہبان کسکا
کہین ناقوس کا ہے شور کہین بانگِ اذان		ذکر کرتے ہین یہ کفار و مسلمان کسکا
بوے میرے دلِ صد چاک کو وہ ٹھکرا کر		پھٹکے رستے مین پڑا ہے یہ گریبان کسکا
واہ ہر جادۂ پرپیچ ہے دستارِ خضر		جوشِ وحشت نے دکہایا یہ بیابان کسکا
مسکراتے ہو جو تم دیکھکے مٹھی اپنی		دل اُٹھا لاے ہو رستے سے مری جان کسکا
پہلے قایل ہی نہ تھے - وصل سے اب خوش ہو تم		تم سے پابندِ حیا پر یہ ہے احسان کسکا
ایسے شیشہ مین یہ جن مجھکو تو امید نہ تھی		دلِ نازک مین ترے عشق ہے پنہان کسکا
کیون ہے بیچین گلے کسکو لگایا تو نے		رہگیا پہ جھٹکے ترے دل مین یہ ارمان کسکا
دیکھ واعظ سرِ خم بیٹھکے پیتا ہون شراب		یہ پری کسکی ہے یہ تختِ سلیمان کسکا
بیٹھے ہین سیکڑون دل بیچنے والے در پر		آج منہہ دیکھکے اُٹھے ہو مری جان کسکا

۵۰	تمنے مائل کو تو چوری سے نہین زہر دیا گہر سے نکلا ہے جنازہ یہ مری جان کسکا	۱۳

	۱۳ع	
اے جنون بزم ہے شادی کی بیابان کسکا		میرے سہرے مین یہ ہے تارِ گریبان کسکا
بیخودی مین نظر آیا رخِ تابان کسکا		تمنے منہہ دیکھہ لیا موسیِ عمران کسکا

جب دمِ قتل کہا حور نظر آتی ہے
کہتے ہین کان مین جھک کر یہ ہے احسان کسکا

منھ پہ منھ رکھتے ہی کیون ہاتھ گلے مین ڈالا
وہ تو ارمان ہمارا تھا یہ ارمان کسکا

غیر کو کسنے لکھا خط یہ لفافہ دیکھو
کون راقم ہے یہ ہے نام مری جان کسکا

حکم ہے حور جو آئے تو پکڑ کر لانا
آج پھرا ہے سرِ گنج شہیدان کسکا

داورِ حشر سے پوچھون جو ہمین ملجایئے
تو خدا سب کا وہ غارتگرِ ایمان کسکا

سر پٹک کر کوئی روتا ہے درِ دولت پر
سچ بتا دو یہ ہے نکلا ہوا ارمان کسکا

تم سنور بنکے پھرے کسکی نظر مین شب کو
آئینہ خانہ بنا دیدۂ حیران کسکا

ہان غلط جھوٹ سب آثار ہم آغوشی غیر
کسکو نیند آتی ہے گیسو ہے پریشان کسکا

ھاتاپائی نے عجب وصل کا نقشہ کھینچا
کیا کہون پہلے لٹکتا تھا گریبان کسکا

وہ ہی دوزخ مین جو ڈالے جسے کہتے ہین غفور
ہائے کچھ کرکے بھروسہ کرے انسان کسکا

۵۱ — کیا تمہین فکر نہین کچھ مرضِ مائل کی
منھ ذرا سا نکل آیا ہے مری جان کسکا — ۱۹

وع

گتھ گیا اُسکی نظر سے دلِ مضطر اپنا
آج شہباز سے لڑتا ہے کبوتر اپنا

لامکان دور نہین کوی رگِ گردن سے
اس گلی مین جو گئے ہمکو ملا گھر اپنا

ہم یہ سمجھین کہ ملی قیمتِ یوسف ہمکو
کھوٹے دامون ہی جو بک جائے مقدر اپنا

جب تلک آنکھونسے نہ دیکھینگے اُسے دل
گر لٹے بھی تو قیامت مین سے لٹے گھر اپنا

دلمین جب ہجر کی شب درد اُٹھا ٹیس اُٹھی
سمجھے ہم آئے ہین وہ بھیس بدلکر اپنا

لامکان آئے کہان آئے کہانسے چلکر
وہ یہان بھی تو نہین ہائے مقدر اپنا

وہ ہنسے بام پہ دشمن سے دھوان دلسے اُٹھا
بجلیان طور پہ چمکین تو جلا گھر اپنا

وہ قیامت کو بھی سمجھا کہ مرا نام ہے یہ
قد نکالا جو قیامت کے برابر اپنا

اشک چمکیگا مری آنکھ سے جب ٹپکیگا
سایہ ڈالیگی یتیمی سے گوہر اپنا

قبر سے اُٹھتے ہی دیکھین تو اسکو دیکھین — یار کے گھر کی ہو انگنائی مین محشر اپنا

وصل کے وقت گئے خواب مین وہ دشمن کے — عین موقع پہ جدائی یہ مقدر اپنا

دھوپ مین طایرِ دل سایہ کرے سائے پر — ہو تیرے ہاتھ کی چھتری پہ کبوتر اپنا

دین و دنیا کو جوان ہوتے ہی وہ بہول گئے — نام تک یاد نہین اُن کو برابر اپنا

بوسہ ہر صبح وہ دین نیند سے اُٹھتے اُٹھتے — روز سکہ یہ پڑے اُنکے لبو نپر اپنا

کہولکر بندِ قبا سیج پہ سو جائے آپ — یک طرف ہم ہی بچھا لیتے ہین بستر اپنا

حور سے بیاہ اگر ہو تو نئی رسم سے ہو — آج مقتل مین ہو سہرا سرِ خنجر اپنا

دستِ غیب ایسا ہے ملتا ہے نیا دل ہر روز — اُٹھکے وہ جھاڑتے ہین صبح جو بستر اپنا

ہم تو سو بار کرینگے دمِ دیدار سلام — وہ بھی تو ہاتھ رکھین اپنی جبین پر اپنا

۵۲

نسخہ لکھتے ہو تو مائل تم اسی پر لکھدو
کہ وہ دل مانگتے ہین ہاتھ دکھا کر اپنا

۱۴

۲۹ع

دیا جو دل تو کھا روح نے جتا دینا — تڑپ کے یہ جو پکارے گلا دبا دینا

پیام وصل کا دیتا ہے مجھکو پھڑکا کر — مرے اشارونپہ تیرا یہ مسکرا دینا

جو اسکو نامہ لکھا میری آنکھ نے یہ کہا — ٹکٹ کی طرح مجھے خط پہ تم لگا دینا

مباحثہ مین کلیجا ہی توڑ لیتا ہے — کسی کا ہوتے ہی قایل وہ مسکرا دینا

مین گھر سے نکلا ہون پہلے پہل گدائی کو — خبر نہین ہے ابھی کس طرح دعا دینا

تڑپ تڑپ کے سپے دید مین جو مر جاؤن — نقاب کہو لکے منھ پر مرے اُڑھا دینا

وہ دیکے کہتے ہین تصویر دل مین رکھ اِسکو — خدا کے گھر مین یہ فوٹو مرا لگا دینا

زبانِ خنجرِ قاتل کی شوخیان دیکھو — مرے لہو سے تقاضا یہ ہے مزا دینا

بگڑ گئے جو کہا مین نے اِسکے معنے کیا — سزا رقیب کو دینا مجھے مزا دینا

بنا بنا کے خدا بھی تو بیچتا نہین دل — تمہین کہو کہ نئے دل کہان سے لا دینا

مجھی سے وصل مجھی سے حجاب مین صدقے — نقاب اُٹھا کے تجھے طور پر بیٹھا دینا
دیا جوبین نے دل اپنا وہ لے چلے چپ چاپ — پلٹ کے یہ بھی نہ پوچھا کہ تمکو کیا دینا
یہ شوق کہتا ہے کعبہ ہو یا کلیسا ہو — خدا ملے تو گلے سے گلا ملا دینا

۵۳ — لڑائی حضرتِ مائل سے ہے اگر منظور
نظر نظر سے زبان سے زبان لڑا دینا — ۴۴

۴ع

پہنی محرم یار نے جوبن نکلنے جب لگا — لو سنو کپڑون سے رو کا حسن اُبلنے جب لگا
غل اُٹھا منکا مری گردن کا ڈہلنے جب لگا — چیخ کر وہ روئے میرا دم نکلنے جب لگا
اسکو مسمیرزم سمجھے دشمنانِ حسن و عشق — آپکی آنکھون کا جادو ہم پہ چلنے جب لگا
دے دہوان دہون دے۔ دہوان دہون دلکو بیٹھایا نے — زلف سے گر کر ہمارا دل مچلنے جب لگا
مین بہی تربت سے اُٹھا اُٹھتے ہی دادر کی نقاب — آنکھ میری کہل گئی سورج نکلنے جب لگا
دوستونکی کچھ نہ خاطر اقربا کا کچھ نہ دہیان — بیوفائی سب کی دنیا سے چلنے جب لگا
عالمِ ظاہر مین گر کر نقشۂ آدم بنا — عالمِ باطن مین حسن اُسکا اُبلنے جب لگا
اُسکا سنگِ آستان لایا اُٹھا کر چارہ گر — دل میرا سینہ مین دو دو ہاتھ اُچھلنے جب لگا
اُبھرے جوبن سے ہوئے دل رہرو نکے پاش پاش — گرز دو تانے ہوئے وہ تنکے چلنے جب لگا
میری نظرونسے تیری نظرین بہت جھک کر ملین — کوئی ارمان وقت پر دل سے نکلنے جب لگا
میرے گرد آئے پتنگے جانکر فانوس و شمع — پیرہن مین عشق کی گرمی سے جلنے جب لگا
واہ وہ بیچ دبیچ تیری آہا وہ چھب تختی تیری — اور جوبن ٹر گیا جوبن نکلنے جب لگا
آنکھون آنکھو نہین وہ کہنا جلیئے کچھ کام ہے — مین کسی کی بزم مین زانو بدلنے جب لگا
کس نگاہِ یاس سے ابلیس نے دیکھا مجھے — نزع مین نامِ خدا مُنھ سے نکلنے جب لگا
حال پر میرے وہ بت روئی تو کیون روئین نہ دوست — موم کی کیا اصل ہے پتھر پگلنے جب لگا
ہاتھ بھی جلنے لگے تو پہر اسے رکھون کہان — دل کو سینہ سے نکالا سینہ جلنے جب لگا

لال ہوکر گال دونون بنگئے جنت کے پھول
گورا گورا رنگ غصہ سے بدلنے جب لگا

غش جو آیا بیکے مرزا نو پہ رویا پیار سے
پھر - پڑے تیور پہ بل - عاشق سنبھلنے جب لگا

میرے جتنے دوست ہین آئے تماشا دیکھنے
میرا دشمن تیری آنکھونسے نکلنے جب لگا

گبر سمجھے غیب سے آتشکدہ پیدا ہوا
حسن کی آتش سے میرا دیدہ جلنے جب لگا

مین نے رستے مین بچھایا اپنی ہی آنکھونکا فرش
لڑ جھگڑ کر وہ مرے گھر سے نکلنے جب لگا

آگئے سینہ پہ چڑھکر رو کے تو دو حباب
حسن کا چشمہ جوانی مین اُبلنے جب لگا

مین وہ بد ہون میرا ماتم کرتے ہین نیکونکے دل
اہلِ جنت روئے مین دوزخ مین جلنے جب لگا

شاہدِ وحدت کا مُنھ دیکھا تو کثرت مٹ گئی
چاند تارے چھپ گئے سورج نکلنے جب لگا

دی صدا مین نے مرا دل لے مگر مجھکو سنبھال
گورا گورا ہاتھ پردے سے نکلنے جب لگا

پی گیا آنسو تو نکلا ہو کے ٹکڑے دل مرا
لعل اُگلنے مین لگا موتی نکلنے جب لگا

تازیانہ بنکے چمکی اُسپہ بوسہ کی صدا
میرے پہلو سے تڑپکر وہ نکلنے جب لگا

ٹیس اُٹھی - جان کانپی - درد اُٹھا - دم رُکا
بیٹھکر دل مین کلیجا میرا ملنے جب لگا

ہنسکے جو سویا - پڑے مجھپر اُسی کے ہاتھ پانو
نیند مین آیا مزا - کروٹ بدلنے جب لگا

وہ یہ سمجھے رو رہا ہے اسکا دل آٹھون پہر
میری ہر ہر سانس سے پانی نکلنے جب لگا

تیری تصویر خیالی دل مین ہے آنکھون مین ہی
پیچلا تجھکو تیرے گھر سے نکلنے جب لگا

تھین نگاہین محوِ نظارہ تو دل بیچین تھا
گر پڑین مائل نگاہین دل سنبھلنے جب لگا

۲۲	میرے پاس آنے لگے مائل حسینونکے پیام نام میرا اُنکے دفتر سے نکلنے جب لگا	۵۴

بنایا پتلا جو ماو طین کا اُتارا نقشہ جو اک حسین کا
یہ حال تہا صورت آفرین کا مچایا غل خود ہی آفرین کا
ہوا جو پیوند مین زمین کا تو مال کھویا کسی حسین کا

کہ دل چرا تی ہے مجھ حزین کا کفن مین ہے ہاتھ حورِ عین کا
ہماری وحشت کے سلسلہ پر گمان محبت کا ہے برابر
ملا ہے دامن سے جیب اگر تو جیب سے چاک آستین کا
خدا ہی جانے کہ ہون کہان کا نہ مین یہان کا نہ مین وہان کا
نہ لامکان کا نہ مین مکان کا نہ آسمان کا نہ مین زمین کا
یہ حال کیا ہے ذرا تو کہئے کہ عارض و لب ہین پھیکے پھیکے
لیئے تصور مین کسنے بوسے جو رنگ اڑ رہا ہے کہین کہین کا
کرون وہ فریاد عاشقانہ سنے نہ جسکو کبھی زمانہ
لگے اگر دل پہ تازیانہ تمہاری آوازِ شرمگین کا
نشان سجدہ ہوا منور چمک گیا مرتے ہی مقدر
کہ حورِ عین نے کفن ہٹا کر لیا ہے بوسہ مری جبین کا
وہ چھپکے پردے مین چپ ہین دیکھو جناب دل کچھ تم انسے پوچھو
گلہ تو پہلے حجاب کا ہو پھر اُنکی آوازِ شرمگین کا
کھلا جو وحشت کا رنگ منھ پر جنون پکارا یہ سر پہ چڑھکر
رہے گا لیلی کے دل کے اندر یہ چاک مجنون کی آستین کا
الٰہی دل پر نہ آفت آئے نظر کسی پر نہ پڑنے پائے
ہماری آنکھون مین چبھ نہ جائے اُبھر کے جوبن کسی حسین کا
ڈبو دون مے مین جو محتسب کو تباہ کشتی مے نہ کیون ہو
یہ زہد و تقوے کا تار بیڑہ وجہاز وہ آبِ آتشین کا
کسی کو چھوڑا نہ مین نے شب بھر تو صبح کو موت آئی سر پہ
رہا جو کچھ لطف وصل بجکر مزا بنا دقتِ واپسین کا

پہرائون تم آنکھ مین جو آؤ مگر نہ تمکو کبھی خبر ہو
کہ جس طرح سے فلاسفہ کو پہرا رہا ہے کرہ زمین کا
اگر ہوا سے اُٹہا دوپٹا تو میری آنکھون پہ ہاتھ رکھا
عجیب انداز سے چھپایا جو کہل گیا سینہ نازنین کا
وہ یون کے لب سے لب ملا کر چلو بلاتا ہے تمکو داور
اُٹھون لحد سے جو صبح محشر تو منھ پہ منھ ہو کسی حسین کا
کمال اپنا اگر دکہادے تو سب کو خاموش وہ بنادے
جو گائے زہر اگلا بٹہادے اشارہ اُس چشم سرمگین کا
تمہین کہون چاند کا جو ٹکڑا تو دونون عارض کو پہر کہون کیا
ادہر بھی ہے چاند چودہوین کا اُدہر بھی ہے چاند چودہوین کا
تسلی دیکر ہوا وہ مضطر کہ ہٹگیا خود ہی تہرتہرا کر
مرے تڑپتے ہوئے جگر پر جو ہاتھ تہا یار نازنین کا
یہ شور دیر و حرم مین کیسا فغان ناقوس کیا اذان کیا
کہا جو مین نے دکہادے چہرا تو غل مچایا نہین نہین کا
اگر دون مین اسطرح تجہکو سجدا دم عبادت ہو نقش پیدا
مری جبین پر ترے قدم کا ترے قدم پر مری جبین کا
حیا کچھ اسمین چھپی ہوئی تہی جو رہگئی منھ مین بات آدہی
نہین ہے یہ طرز گفتگو کی اثر ہے آواز شرمگین کا

نہین ہے اسکا کوئی مقابل طواف کرتا ہے اسکا ہر دل
ہمیشہ سورج کے گرد مائل پہرے نہ کیون یہہ کرہ زمین کا

۱۹ ۵۵

بلند ہو شور آفرین کا حجاب اُٹھ جائے کفر و دین کا	مرع	جو کام لو دل سے دوربین کا پتا ملے صورت آفرین کا

جو نالہ یہ چوگان ہو مجھ حزین کا تو گیند ہو یہ کرہ زمین کا
فلک پہ ہو ڈھیر ماہ وطبین کا کہین ہرکارکا کہین نگین کا

کیا تھا انکار کیون جھڑک کر سزا کہ تونے دی ستمگر
نہین ہے بوسہ کا داغ لب پر نشان ہے یہ نہین نہین کا

ہوا جو بے پردہ پیش موسیٰ تو کہہ لیا منہ یہ ہاتھ اپنا
دکھایا کب اسنے پورا جلوہ نقاب تھا رخ پہ آستین کا

جو مینے اسکی زبان چوسی تو میرے ہونٹھ نسی کہکے بولی
وہ طعنے دیگی جو دیکھ لیگی لحاظ ہے چشم شرمگین کا

ہے کسکا جلوہ مری نظر مین ہر کسکے سجدیکا شوق سرمین
نشان بنتا ہے رہگزر مین کہین قدم کا کہین جبین کا

کدہر ہے ای قیس تیری لیلی تو ہیچ اسکو خبر جنون کی
لگا دے جنگل مین تار برقی نکالکر تار آستین کا

سلام مینے اسے کیا جب ادا سے دیکھا سمجھکے مطلب
برای تعظیم وصل کی شب حجاب اٹھا چشم شرمگین کا

اگر مرون ہاتھ سر پہ رکھکر تو دل مین کچھ سوچ ای ستمگر
اڑھا نہ دے میرے منھ پہ چادر سلام ہے وقت واپسین کا

نکلنے دیگا نہ منھ سے نالا مگر کلیجے کے پار ہوگا
لگا کے دنبالہ دار سرمہ وہ پھیرنا چشم سرمگین کا

جو حج کرونگا تو کیا ملیگا کہ اور ہے ذوق و شوق میرا
مزا ہو کعبے کا پہنچکے پردا جو ہاتھ نکلے کسی حسین کا

تو اے پری یون لپٹ کے سوجا کہ عکس افگن ہے تو فرشتہ
تری جبین پر مری جبین کا مری جبین پر تری جبین کا

خدا کا خوف اقربا کا ہر ڈر وہ کانپنا اپنے دلمین تھر تھر
وہ ڈھانپنا منھ دوپٹا لیکر وہ ہانپنا تجھسی نازنین کا

مری سمجھ مین چھپا ہوا ہے مری نظر مین کھبا ہوا ہے
مرے جگر مین چبھا ہوا ہی اشارہ اُس چشم شرمگین کا

وہ وصل کی شب وہ شوق و ارمان وہ کشمکش اور وہ نہین نہین
وہ پارہ پارہ مرا گریبان لٹکنا وہ چھٹکے آستین کا

تمہارے فوٹو مین بھول کیسا کسی کی یہ کالکا ہی نقشہ
کوئی ٹیلیفون اسمین ہوگا تمہاری آواز شرمگین کا

وہ رنگ وحدت یہ باغ کثرت اسی کی قدرت اسیکی حکمت
وہ اسکا جلوہ یہ میر لصورت کمال ہے صورت آفرین کا

بھرے ہین مجھ مین اسی کی جلوی اٹھے ہوئے ہین خودی کی پردے
مین اسکے آگے وہ میرے آگے ہون آئینہ صورت آفرین کا

۵۷	اسی کے لکھنے کا مین ہون قائل وہی ہے لکھنے کے فن مین کامل اسی کے چومونگا ہاتھ مائل کہ جسنے لکھا یہ خط جبین کا	۱۷

ردیف باے موحدہ

آفتاب آئے چمک کر جو سر جام شراب	۵۸	رند سمجھین کہ ہے صادق سحر جام شراب

سب کے ہاتون پہ تھا شب بھر سفرِ جامِ شراب
ہر خطِ دست بنا رہگزرِ جامِ شراب

دخترِ رز پہ گرین مست پتنگون کی طرح
شمعِ محفل ہو یہ لختِ جگرِ جامِ شراب

تھام لے دستِ سبو آئے جو چلنے مین لچک
خطِ بغداد ہو موئے کمرِ جامِ شراب

طورِ سینا کا گمان ہو خمِ مے پر سب کو
اسطرح ہوش اُڑا دو اثرِ جامِ شراب

ساغرِ مے مین نہین پرتوِ خالِ ساقی
ہے کفِ دخترِ رز مین سپرِ جامِ شراب

خاکِ میخانہ کی بنجاتی قیامت پیکر
ہر قدم پر جو لچکتی کمرِ جامِ شراب

آج مے نوشون کا مجمع ہے کہان اے ساقی
کونسی بزم مین ہے شور و شرِ جامِ شراب

جتنے میخوار ہین ساقی سے گلے ملتے ہین
سحرِ عید بنی ہے خبرِ جامِ شراب

شیشۂ مے سے اُڑا کاگ کبوتر کی طرح
نامہ پہنچانے چلا نامہ برِ جامِ شراب

موجِ صہبا پہ گرا پنبۂ مینا اُڑ کر
ہے مرے سامنے تیغ و سپرِ جامِ شراب

مے پلاتا ہے اگر ڈھانپ لے سینہ ساقی
تیرے جوبن کو لگیگی نظرِ جامِ شراب

آفتاب آکے سکھاتا ہے چلن شبپر کا
رات کو ہوتا ہے اکثر گزرِ جامِ شراب

دستِ ساقی ہین رہے دستِ قدح کش مین رہے
گردنِ شیشۂ صہبا کمرِ جامِ شراب

مست کرتے ہین وہ عالم کو یہی وہ خود مست
لذتِ نغمۂ مطرب اثرِ جامِ شراب

٥٧	کیا غضب ہے کہ ترا ہونٹھ نہ چوسے مائل اور رہو تیرے لبون تک گزرِ جامِ شراب	١٧

۴۴۹

بنگئی برقِ تجلی نظرِ جامِ شراب
خرِ موسی صعقا ہے اثرِ جامِ شراب

موجِ صہبا کی چھری حلق پہ زاہد کے پھری
کیا عدو کش ہے یہ تیغِ کمرِ جامِ شراب

یار یہ پیچ ہے کہ ہے لال پری یک فتنہ
عکس منھ کا ہے ترے فتنہ گرِ جامِ شراب

محتسب تاک مین ہی ہاتھ سے توڑے نہ کہین
آج گدرائے ہوئے ہین ثمرِ جامِ شراب

رمضان ختم ہوا غرۂ شوال آیا
کیا نہو آج بھی لب تک گزرِ جامِ شراب

اُڑ گئے ہوش جو بے پانو کے۔ ہاتو نپہ چلا
قابلِ قدر ہے ساقی ہنرِ جامِ شراب

محتسب چیز ہے کیا بڑہکے لگا ہاتھ بڑہا
اے سبو کھینچ لے تیغِ کمرِ جامِ شراب

منہ پھراتے ہی پھرا جام مین عکسِ عارض
گردشین کرتے ہین شمس و قمرِ جامِ شراب

ہوش اُڑ ہے دیکھتے ہی دخترِ رز کا جوبن
سرِ غم کوئی گرا کوئی سرِ جامِ شراب

قاضی شہر جو چوری سے لگا مَی پینے
محتسب آپ ہوا راہبرِ جامِ شراب

آج میخانہ مین ہے نشو و نما زورون پر
نخلِ مینا مین لگا ہے ثمرِ جامِ شراب

ساقیا ریشِ عسس پر بھی ہون مَی کی بوندین
ڈاڑہی بکھرا کے پرو دے گہرِ جامِ شراب

دیکھکر رال ٹپک پڑتی ہے میخوارونکی
دونون ساقی کے ہین جوبن ثمرِ جامِ شراب

پیکے مَی آخرِ شب چیخ کے رویا زاہد
بانگ دینے لگا مرغِ سحرِ جامِ شراب

سانس میخانہ مین لیتے ہی گرے چکرا کر
بنگیا تارِ نفس رہگذرِ جامِ شراب

شام سے گریہ و زاری ہنرِ شیشۂ مَی
صبح تک خندہ دہانی ہنرِ جامِ شراب

۱۴۳	پھر غزل دیکھکے حاسد ہوا گر داغ بدل توسمجھ لے اُسے مائل سپرِ جامِ شراب	۵۸

سع

نکلی جو روح ہو گئے اجزای تن خراب
اک شمع جلگئی تو ہوی انجمن خراب

کیون ڈالتا ہے خاک کہ ہوگا کفن خراب
مین ہون سفید پوش نہ کر پیرہن خراب

جی مین یہ ہے کہ دل ہی کو سجدے کیا کرون
دیر و حرم مین لوگ ہین اے جانِ من خراب

نازک دلونکا حسن ہے رنگِ شکستگی
پھٹنے سے کب گلون کا ہوا پیرہن خراب

دنیا نے منھ پہ ڈالا ہے پردہ سراب کا
ہوتے ہین دوڑ دوڑ کے تشنہ دہن خراب

ابلیس سے یہ کہتا ہے لعنت کا طوق روز
آدم خراب یا صفت ما و من خراب

کیا خوشنما ہو خضر بڑے گر لباسِ عمر
قد سے جو ہو دراز تو ہو پیرہن خراب

میر اسلام عشق علیہ السلام کو
خسرو ادھر خراب اُدھر کوہکن خراب

یوسف کے حسن نے یہ زلیخا کو دی صدا
لو انگلیاں کٹیں وہ ہوئے طعنہ زن خراب

گر بس چلے تو آپ پھروں اپنے گرد میں
کعبے کو جا کے کون ہولے جانِ من خراب

زخمی ہوا ہے نام کو در پردہ حسن بھی
یوسف کا خونِ گرگ سے ہی پیرہن خراب

وعدہ کیا ہے غیر سے اور وہ بھی وصل کا
کلی کرو حضور ہوا ہے دہن خراب

اے خاک گور دیکھ نہ دھبا لگے کہیں
رکھدوں ابھی اتار کے گر ہو کفن خراب

۱۸	کیسی ہی ہو زمین عجب حل ہے طبع تیز مائل جو بوئیں ہم نہ ہو تخمِ سخن خراب	۵۹

ب ع

کیا روزِ حشر دوں تجھے اے داد گر جواب
اعمال نامہ کا تو ہے پیشانی پر جواب

رک رک کے منہ سے یوں ہی تو دے فتنہ گر جواب
دیتا ہے اور لطف مجھے تیرا ہر جواب

کس سے مثال دوں تیری زلفِ دراز کو
عمرِ طویلِ خضر ہے اک مختصر جواب

مشکل کے وقت دل ہی سے کچھ مشورہ کریں
کیوں دیں کسی کو غیر سے ہم پوچھکر جواب

کرتے ہیں سجدہ نقشِ قدم کو تمام لوگ
ہے خانۂ خدا کا تیری رہگذر جواب

منکر نکیر پوچھتے ہیں ڈانٹ ڈانٹ کر
ہوں منتشر حواس تو کیا دے بشر جواب

خلد و سقر کے بیچ میں ہے کوی عشق یار
ہے پل صراط کا یہ مری رہگذر جواب

کیوں سر جھکا رہا ہے ذرا آنکھ تو ملا
دیگی مرے سوال کا تیری نظر جواب

غصہ میں یوں نہ آؤ کہ غصہ حرام ہے
تم بات ہی سے بات کا دو سوچکر جواب

ذروں کی طرح خاک میں ہیں عاشقوں کے دل
گر تو کرے سوال تو دے رہگذر جواب

میں نے کیا سلام تو چلمن میں چھپ گئے
در پردہ دیگی اب نگہ پردہ در جواب

ہنگامہ حشر کا صفتِ گرد رہ گیا
تیرے خرام کا ہوا فتنہ گر جواب

کیا اپنے بھولے پن سے کہیں دم میں آگئے
ہر بات کا جو دیتے ہو اب سوچکر جواب

کیا ہم کا خاک ہو کے سرِ چرخ جائیگا
یہ زیرِ پا سوال ۔ وہ بالائے سر جواب

لکھا ہے مجھکو ہوگیا تیرا لہو سفید
مین بھی لکھونگا خون سے سر پھوڑ کر جواب

بیہوش کر کے پوچھتے ہو دل کا مدعا
دینا بھی ہے حضور کمین بے خبر جواب

غصہ سے کچھ کہون تو وہ کسطرح چپ رہے
اک بات کا جو شام سے دے تا سحر جواب

۶۰

چتون سے تاڑ جاتے ہین مائل کا مدعا
دل مین ادہر سوال ہے لب پر ادہر جواب

۱۸

ع

دیتا ہے جب خدا کو بت فتنہ گر جواب
محشر کو چٹکیو نمین اڑاتا ہے ہر جواب

ہے لنترانی وارنی راز حسن و عشق
کچھ مختصر سوال تو کچھ مختصر جواب

چکرائین سب کے سب وہ بتاؤ نمین جوڑ توڑ
دے دشمنون کو مجھسے ذرا پوچھکر جواب

مجھکو زمین نے سنگ فلاخن بنا دیا
ہے گردش فلک کا مری رہگزر جواب

غیرون سے ملگئی وہ نگاہ پیامبر
یان کا سوال دان ہے ادہر کا ادہر جواب

سنکر سوال وصل کہا شوخیون نے ہان
چلا اُٹھی حیا کہ دیا ہو لکر جواب

یہہ نامہ و پیام ہین آثار دوستی
خط آیا ڈاک پر تو گیا تار پر جواب

گھبرا رہا ہون دیکھکے ہنگامہ حشر کا
کل دونگا اے خدا تجھے مین سوچکر جواب

لے جا بجاے نامہ مرے جذب شوق کو
لے آؤ نمین کو اُن سے نہ لا نامہ بر جواب

یاد ش بخیر تکے وہ ڈرنا سوال وصل
دینا وہ مسکرا کے وہ منھ پھیر کر جواب

خط مین لکھا ہے آپنے کہ دل اپنا بھیجدو
پہلے سے تو نکال لے اے نامہ بر جواب

اے آہ دل سوال کیا صوفیانہ کیا
دیتے ہین آنکے وجد مین دلوار و در جواب

آیا ہے خط سبز جوانی کی ڈاک پر
کاتب کو کیا لکھے گا تو اے فتنہ گر جواب

مرنے کیلیے بناؤ شب وصل بہانیان
تار نگاہ کا تو ہے موے کمر جواب

بکھرے ہین بال مست ہین آنکھین جھکا ہے سر
دیتے نمین ملا کے نظر سے نظر جواب

تیغ کے شہید ناز کو پرسش کا خوف کیا
دے گا مزا مین لب زخم جگر جواب

وان سر جھکا ہے شرم سے ادہریان ہی یہ خیال
دیگا بڑے مزے کا ب مجھے سوچکر جواب

٦١

مائل وہ تام وصل پہ ہان کہکے ہنس پڑے
اس سے یہ ہے غرض کہ دیا ہو لکر جواب

٢٦

بیع

گر پڑیگا ذرہ ذرہ کی نظر سے آفتاب
توجو اختر سے قمر ہوگا قمر سے آفتاب

حُسن عالم سوز ہے نکلے ہین وہ ہو کر جوان
لامکا نمین چھپ نجاے انکی ڈر سے آفتاب

اِسطرف داغِ سویدا اِسطرف داغِ فراق
چاند نکلا ہے مرے دل سے جگر سے آفتاب

تند ہے شیشہ مین صہبا۔ دن سے اُٹھجائیگا کاگ
تاج پہنیگا ہوا مین اپنے سر سے آفتاب

سوتے ہین خلوت مین وہ پڑتی ہی کچھ کچھ روشنی
جھانکتا ہے یار کو سوراخِ در سے آفتاب

دیکھلے شاہ دکن کا گر کمر بندِ زری
کھولدے پٹکا شعاعون کا کمر سے آفتاب

غیر سے شب بھر جدا مجھسے رہے دن بھر الگ
اُسکے گھر سے چاند نکلا میرے گھر سے آفتاب

وہ یہ کہتے ہین کہ نکلی دہوپ بس چھوڑو مجھے
آگیا بنکر مرا دشمن کدہر سے آفتاب

ان حسینون کو خدا رکھے سلامت حشر تک
بنگیا روزِ ازل انکے ہی گھر سے آفتاب

آج قتلِ عام کا بیڑا اُٹھاے گا کوئی
خنجرِ مریخ باندہیگا کمر سے آفتاب

جزو و کل ہو کرانا کہدے اگر دکھلائے جذب
خاک کا ذرہ ادہر سے اور اُدہر سے آفتاب

حُسن ہے اُبلا ہوا زلفین ہین بل کھائی ہوی
کیون نہ لے اُنکی بلائین چرخ پر سے آفتاب

کھُل گیا ہمسایہ مین چوری سے آنا یار کا
وہ اِدہر سے صبح کو نکلا اُدہر سے آفتاب

پیستا افلاک کو اٹکھیلیون کی چال سے
مانگ لیتا گر لچک تیری کمر سے آفتاب

مین بھی دیکھونگا کرینگے ابنِ مریم کیا علاج
پیشِ عیسیٰ کانپتا ہے اُنکے ڈر سے آفتاب

یار کی چوٹی کی جمعیت شعاعون مین نہین
کیون پریشان ہو نہ اپنے موی سر سے آفتاب

وہ محمدؐ ہے محمدؐ ہے محمدؐ ہے مرا
چھینکے لایا نور جسکی رہگزر سے آفتاب

دو توکیا ہین لاکھ ٹکڑے ہون جو وہ اُنگلی ہلے
کانپتا ہے حالتِ شق القمر سے آفتاب

کیا بلندی سے نظر آئی مدینے کی زمین
ہر سجدہ جھک رہا ہے دوپہر سے آفتاب

کس کا یہ گشتہ ہے یارب اسکا دھڑ کیا ہو گیا
لوٹتا پھرتا ہے کیون دنیا مین سر سے آفتاب

دیکھئے تو ہاتھو نہین پنکھے اے خدا حورونکو بھیج
جب سوا نیزے پہ آئے چرخ پر سے آفتاب

ڈھونڈھتا ہون اسکو دلمین اُٹھکے آدھی راتکو
روز جسکی راہ مین چلتا ہے سر سے آفتاب

کی پرافشانی تو روشن ہو گیا سارا قفس
مین وہ طائر ہون کہ نکلا بال و پر سے آفتاب

مہر خطِ استوا پر ہے کہ ہے رسی پہ نٹ
بنکے بازیگر نکل آیا کدھر سے آفتاب

ہون وہ ذرہ مشرق و مغرب مری مٹھی مین ہے
چھپ کے جائیگا کہان مری نظر سے آفتاب

۶۲	ہے یہ وعدہ شام کو آئینگے تڑکے جائینگے ڈوب کر نکلیگا مائل میرے گھر سے آفتاب	۱۸

ردیف باے فارسی

ع ۲۱

لن ترانی کیون نقاب اُٹھائے منھ پر سے آپ
آپ سے ڈرتے ہین سب چھپتے ہین کس کے ڈر سے آپ

چال مین کچھ بڑھ گئے ہنگامۂ محشر سے آپ
کسکے گھر کو جائینگے آتے ہین کسکے گھر سے آپ

گریہ می نوشی یہ خودبینی قیامت تک رہی
جام لینگے جم سے ہم آئینہ اسکندر سے آپ

دل ہین آنکھو نہین کلیجے مین چھپا لون آپکو
کچھ بھی تو فرمائیے چھپتے ہین کسکے ڈر سے آپ

پوچھتے ہو مجھسے کیون ہے صاحبِ دل کون کون
لوٹنے کس کس کا گھر نکلے ہین اپنے گھر سے آپ

لطف کیا نالش کا پھر جب پیار سے وہ یہ کہین
کیجئے میری سفارش داورِ محشر سے آپ

آپ ناظر آپ منظور آپ ہی اپنی نظر
کسکی صورت دیکھنے نکلے ہین اپنے گھر سے آپ

ہاے یہ لوہے کا ٹکڑا۔ ہاے یہ ننھے سے ہاتھ
آج کس کس کا گلا کاٹینگے اس خنجر سے آپ

یہ مرے نزدیک ہے وہ آپکے نزدیک ہے
کیون خجل ہوتے ہین ذکرِ شیشہ و ساغر سے آپ

چاک دل سے جھانکئے دنیا ادھر ہے دین اُدھر
دیکھئے سب کا تماشا اس شگافِ در سے آپ

سب کو بخشئے یا نہ بخشئے اُسکی مرضی اُسکا دل
بحث کیون کرتے ہین اتنی داورِ محشر سے آپ

دیکھئے آئینہ بن ٹھنکر۔ یہان چلتا ہے دور
کم نہین سامان مین جم سے ہم اسکندر سے آپ

بیچ مین دیوار ہے دروازہ ہے پردا بھی ہے
کسطرح دیکھینگے منھ باہر سے ہم اندر ہو آپ

جب گلا کٹنے لگا نکلی صدا سے دور باش
کون ہے نزدیک شہ رگ پوچھئے خنجر سے آپ

عجز ہمکو ہو مبارک اور نخوت آپ کو
سر کے چلکر آئینگے ہم مارئیے ٹھوکر سے آپ

خواب مین آکر وہ یون پوچھین تو اسکا کیا جواب
دیکھتے ہین کس کا منھ ہم اُٹھتے ہین جب بستر سے آپ

گر ملین جھک کر ملین۔ اُٹھکر ملین۔ تنکر ملین
غیر ہے ہم سے۔ آپ سے ہم۔ داورِ محشر سے آپ

۱۷	کہتے ہو مائل مرے جوبن کا دیوانہ ہوا مارئے دیوانہ آئے تو اِسی پتھر سے آپ	۶۳
	ردیف تاے قرشت	

سوع

یاد آجائے جو شاہِ دوسرا کی صورت
طور پر دیکھنے جائینگے خدا کی صورت

اچھے کاغذ پہ کھنچی ہوش ربا کی صورت
لو خدا ہی مین ہے محبوبِ خدا کی صورت

میری آنکھون مین محمد کا بھرا ہے جلوہ
نظر آتی ہی نہین ماوشما کی صورت

نام پوچھو تو کہین سب کہ محمد ہین وہ
اور صورت کو جو دیکھو تو خدا کی صورت

شوق بڑھ جائے تو ہو جاون نظر سے غائب
مین چلا جاون مدینے کو ہوا کی صورت

دل ہو مقبول مرے دل مین جو تو چٹکی لے
درد پہلو مین اُٹھے دستِ دعا کی صورت

یا رسولِ عربی آنکھ مین پتلی کے عوض
جلوہ گر ہو تیرے نقشِ کفِ پا کی صورت

جب کبھی دھوپ مین سلطانِ نبوت نکلا
سایۂ ابر رہا سر پہ ہما کی صورت

راہِ یثرب مین اگر قافلہ سے چھوٹون بھی
سب سے مین آگے رہون بانگِ درا کی صورت

جس سے چہرا نظر آیے وہ حجاب اچھا ہے
پردہ منھ پر ہو تیرے دستِ دعا کی صورت

بطنِ مادر سے رہی قبلۂ عالم کی تلاش
دل تڑپتا ہے مرا قبلہ نما کی صورت

گر مرون تجھپہ تو ہاتھ آئے حیاتِ جاوید
جلوہ گر نقشِ فنا مین ہو بقا کی صورت

چو طرف احمدِ بے میم کا جلوہ دیکھو
ہے اِسی آئینہ خانے مین خدا کی صورت

اپنے بیمارون مین تو نام جو لکھلے میرا
درد کو گھول کے پی جاوٗن دوا کی صورت

پردہ اُٹھا شبِ معراج تو باہر نکلی
کسکی صورت شہ لولاک لما کی صورت

چومئے شوق سے نعلین یہ دل کہتا ہے
لوٹئے پا تو یہ داماںِ قبا کی صورت

نعمتِ غیب سے بھر دے مرے دل کی جھولی
مائل آیا ہے تیرے در پہ گدا کی صورت

۶۴	ردیف تائے ہندی	۲۲

سمجھکے حور بڑے ناز سے لگائی چوٹ
جو اُس نے آئینہ دیکھا تو خود ہی کھائی چوٹ

نظر لڑی جو نظر سے تو دل پر آئی چوٹ
گرے کلیم سرِ طور ایسی کھائی چوٹ

لبو نپہ بنگئی مسّی جو دلپر آئی چوٹ
جگہہ یہ لگکے لگی کرنے خود نمائی چوٹ

بڑے دماغ سے مارا نظر نے جب مارا
بڑے غرور سے آئی جو دلپر آئی چوٹ

کسی کا طور پہ نکلا ہے ہاتھ پردے سے
بڑا مزا ہو کرے گر تری کلائی چوٹ

یہ دوڑ دھوپ لڑکپن کی یک قیامت ہے
کہ ٹھوکرون سے قیامت نے خوب کھائی چوٹ

ابھی اُٹھی نہ تھی نیچی نگاہ ظالم کی
تڑپ کے دل نے کہا وہ جگر پہ آئی چوٹ

جو آئے حشر مین وہ سب کو مارتے آئے
جدہر نگاہ پھری چوٹ پر لگائی چوٹ

جو دل کا آئینہ مل ملکے ہمنے صاف کیا
پھسل پھسل کے تمہاری نظر نے کھائی چوٹ

کلف نہین ہے نشان ہے یہ چاند ماری کا
ہمارے چاند نے لو چاند پر لگائی چوٹ

غش آرہا ہے مجھے ذکر لنترانی سے
لگی ہے دل پہ مرے لو سُنی سنائی چوٹ

رکینگے کیا کفِ گستاخ دستِ رنگین سے
کہین نہ کھائے تیرا پنجۂ حنائی چوٹ

دل و جگر کو بتا کر وہ لوٹنا میرا
وہ پوچھنا ترا کس کس جگہہ پر آئی چوٹ

مریضِ ہجر یہ سمجھا جو چمکی چرخ پہ برق
یہ آگ سیکنے لائی شبِ جدائی چوٹ

اُٹھے تڑپکے۔ اُٹھے تو گرے۔ گرے تو مرے
پھڑک کے رہگئے وہ چوٹ پر لگائی چوٹ

پڑگئی آہ جو میری کہلین گے بندِ قبا
شبِ وصال گرگئی گرہ کشائی چوٹ

گراہون خلد سے لنکامین پہلے طورپہ لبعد
جہان جہان مین گیا ساتھ ساتھ آئی چوٹ

وہ جہانتک جہانک کے لڑتے ہین مجہسے یہہ کہکر
جو ہمنے وار کیا تمنے کیون بچائی چوٹ

جو درد دل مین اُٹھا اُنکی یاد کچھ آئی
دکہاتی ہے اثر جذبِ کہربائی چوٹ

اُٹھا اُٹھا کے دلِ مضطرب نے دے ٹپکا
گرا گرا کے مجھے چوٹ پر لگائی چوٹ

نگاہِ شوخ سے جسدم نگاہِ شوق لڑی
بڑا ہی لطف رہا یہ گئی وہ آئی چوٹ

۶۵	لگائی اُسنے جو ٹھوکر تو جی اُٹھا مائل نکلے جان پہر آئی کچھ ایسی کہائی چوٹ	۷
	ردیف تاے مثلثہ	

۳ع

مین ہی مطلوب خود ہون تو ہے عبث
آج سے تیری جستجو ہے عبث

سادگی مین ہے لاکہہ لاکہہ بناؤ
آئنہ تیرے روبرو ہے عبث

مجہکو دونون سے کچھ مزا نہ ملا
دل عبث دل کی آرزو ہے عبث

باد۔آب۔آگ۔خاک۔گردِ روح
زشت رویون مین خوبرو ہے عبث

طورِ موسیٰ ہین ذرّہ ذرّہ مین
کب ترا جلوہ چارسو ہے عبث

لپٹے ہین خواب مین وہ دشمن سے
ہاتھریان زینتِ گلو ہے عبث

۶۶	داہ مائل خودی مین ذکر انا ؛ چپ رہو تم یہ گفتگو ہے عبث	۱۰
	ردیف جیم تازی	

۱ع

آپ اپنے گھر سے آئے کہ دشمن کے گھر سے آج
فرمائیے تو چاند یہ نکلا کدہر سے آج

اُٹھے جو میرے ہاتھ وہ دل تہام کر گرے
غش آگیا کسی کو دعا کے اثر سے آج

بیچینیان ہین انمین مگر شوخیان نہین
دیتی ہین بجلیان بھی تمہاری نظر سے آج

دل نے کہا تڑپ کے جو وان نامہ بر چلا
تو خط مین رکھکے باندہ دے مجھکو گھر سے آج

روتے ہین پھوٹ پھوٹ کے وہ میری لاش پر
میت کو غسل دیتے ہین آبِ گہر سے آج

پہلو مین جو دھرا تھا وہ کل نذر کر چکا
پھر مانگتے ہو لاؤن مین دل کس کے گھر سے آج

شوخی پہ وان گھمنڈ یہان اضطراب پر
دل کا مقابلہ ہے کسی کی نظر سے آج

یہ کیا لگی اُنہین کے جگر پر اُنہین کی چوٹ
بیٹھین ہین وہ آپ ہی اپنی نظر سے آج

کیون تمنے تیغ باندہ رکھی ہے لہو بھری
لپٹی ہوئی ہے لال پری کیون کمر سے آج

٦٧

مائل کو بھی تمنے پڑھی کونسی دعا
ہوتے ہین خود بخود جو اشارے اُدھر سے آج

١٦

٤ع

دل جاتا ہے۔ دم جاتا ہے۔ وہ جاتے ہین گھر آج
ہے ہجر کی آفت کی مصیبت کی سحر آج

ہنگامہ ہے کچھ متصل روزنِ در آج
نکلیگی تہڑکتی ہوی کافر کی نظر آج

مضطر ہون ادہر مین وہ تڑپتے ہین اُدہر آج
منہ دیکھکے رونا ہے دعاؤن کا اثر آج

انگڑائی کی شوخی بھی نزاکت کا ہے اظہار
وہ ہاتھ اُٹھائینگے تو لچکیگی کمر آج

مین نزع مین ہون دور رہو تم پہ نہ چھا جائے
رگ رگ سے نکلتا ہے مرا دردِ جگر آج

مین حشر مین روتا ہون تو ہنستے ہین گنہگار
دشمن ہے جہنم کا مرا دیدۂ تر آج

کہتا تھا جگر جان گئی جان گئی کل
چلاتا ہے دل ہائے جگر ہائے جگر آج

بخشش کی جو خواہش ہے گنہگار ہو زاہد
لے ڈال دے چہرے پہ مرا دامنِ تر آج

یہ آنکھ نہ تھی کل بھی لڑائی تھی کسی سے
دل مین تو مرے چبھ گئی ظالم کی نظر آج

ناکامی دل مین ترے صدقے ترے قربان
پھر آنکھ چرانا ہے دعاؤن سے اثر آج

تو غیر کو جھانکے تو مرا منھ نظر آئے
لگ جائے ترے دل مین مرا روزنِ در آج

وہ روتے ہین مین روتا ہون دل روتا ہے میرا
رخصت کی سحر ہے کہ قیامت کی سحر آج

کچھ کہنے کو مین بیٹھا ہون کچھ سوچتے ہین وہ
بھر دے مرے اللہ مرے منھ مین اثر آج

شرمائی ہوئی بات یہ گھبرائی ہوئی سانس
یہ حُسن یہ جوبن یہ جوانی یہ اُمنگین

کل تک نہ رہے گود مین آجاؤ اگر آج
دین اور مزا دم مین تم آجاؤ اگر آج

۶۸	ہر حرف مین تاثیر ہے ہر لفظ مین تسخیر مائل مری باتون سے ٹپکتا ہے اثر آج	۱۲

۹ع

میری طرح سے تو بھی رہے بیقرار آج
ہو میرے دل کی آہ ترے دل کے پار آج

جاتا ہے سب کے خواب مین بے پردہ یار آج
کمبخت ہے وہی جو رہا ہوشیار آج

کیون پھینکتے ہو کھود کے میرا مزار آج
کس دن کا تم نکال رہے ہو غبار آج

اسکا سبب کہون تو ابھی کہوے جاؤ گے
کل جو نگاہ شوخ تھی ہے شرمسار آج

لائینگی شب کو رنگ مری بیقراریان
لوٹیگی صحن مین نگہِ انتظار آج

سب کو بلا بلا کے دکھا صورت اے خدا
اُٹھتے ہین قبر سے تیرے امیدوار آج

جاتے ہی وہ گلی مین عدو کی جھٹک نہ دین
دامن کے ساتھ ساتھ ہے میرا غبار آج

اے دل خدا کا نام تو لے اس مزے کیساتھ
وہ بت کہے کہ یون ہی سبھی مجھے پکار آج

قابو مین آچکے ہو کہان بچکے جاؤ گے
چلتا ہے ہر طرح سے مرا اختیار آج

مجھسے بگڑ گئے تو رقیبون کی بنگئی
غیرو نمین بٹ رہا ہے مرا اعتبار آج

جلو نمین خلو تو نمین خیالو نمین خواب مین
پہنچی کہان کہان نگہ انتظار آج

۶۹	مائل ہے پل صراط پہ چلنے کا جب مزا وہ بت کہے تو گود مین لیکر اُتار آج	۱۲

ردیف جیم فارسی

۳ع

گھر جاتے ہین پھر آتے ہین کچھ جھوٹ ہی کچھ سچ
وہ ایسی قسم کھاتے ہین کچھ جھوٹ ہی کچھ سچ

دل جاتا ہے وہ آتے ہین کچھ جھوٹ ہی کچھ سچ
کچھ کھوتے ہین کچھ پاتے ہین کچھ جھوٹ ہی کچھ سچ

مین کہتا ہون بیمار ہون اور مرتا ہون تم پر
وہ سنکے یہ فرماتے ہین کچھ جھوٹ ہی کچھ سچ

گھونگٹ نہین اُٹھتا - نہین اُٹھتا - نہین اُٹھتا
موسی سے وہ شرماتے ہین کچھ جھوٹ ہی کچھ سچ

تلوار سے بازار مین کرتے ہین مجھے قتل
پھر روتے ہوئے جاتے ہین کچھ جھوٹ ہی کچھ سچ

پہلو مین ہے دل لب پہ صدا ہاے گیا دل
کسطرح وہ لیجاتے ہین کچھ جھوٹ ہی کچھ سچ

چھپتی سے ہے جو اخبار مین تعریف ہماری
دشمن اُسے سمجھاتے ہین کچھ جھوٹ ہی کچھ سچ

خوگر جو ہوئے رنج کے تو رنج ہے راحت
ہم ایسی سزا پاتے ہین کچھ جھوٹ ہی کچھ سچ

مین نے جو لکھا تم ہو پری مین ہون سلیمان
خط پڑھکے وہ فرماتے ہین کچھ جھوٹ ہی کچھ سچ

دیتے ہین شبِ وصل زبان منھ مین ہمارے
ہر وقت پہ شرماتے ہین کچھ جھوٹ ہی کچھ سچ

داور کو عملنامہ سناتے ہین فرشتے
اور ہم اُسے سمجھاتے ہین کچھ جھوٹ ہی کچھ سچ

۷۰	آجاتے ہین جب حضرتِ مائل کے وہ دم مین دل دیکے چلے جاتے ہین کچھ جھوٹ ہی کچھ سچ	۱۹

ردیف حاے حطی

۱۷۱

وہ تار - تار جو آواز دے فغان کی طرح
وہ ساز - ساز جو باتین کرے زبان کی طرح

نہین وہ آہ جو چھا جاے آسمان کی طرح
یہ لامکان پہ رہے سقف لامکان کی طرح

تری طرح تیری تصویر کھیلتی ہے شکار
نظر ہے تیر کی صورت بھوین کمان کی طرح

کرون جہان کو جو نالون سے درہم و برہم
کرہ زمین کا پھرے سر پہ آسمان کی طرح

وہ دل جو سینہ مین تھا - ہاے آج اشک کے ساتھ
گرا ہے آنکھ سے بیمار ناتوان کی طرح

ہم اس طرح سے چلے صیدگاہِ الفت مین
کہ جھک کے ملگیا سر پانو سے کمان کی طرح

جلاے دل کو وہ کافر تو میرے دل کا دھوان
رہیگا حدِ نظر تک آسمان کی طرح

وہ اس ادا سے چلے پیش منکران جزا
قیامت آہی گئی مرگِ ناگہان کی طرح

ملا کے سینہ جو سینہ سے دل کا پوچھا حال
نفس کے تار کو جنبش ہوئی زبان کی طرح

عجب نہین ہے جو اہلِ زمین فلک پہ چڑھین
کھڑا ہوا ہے مرا نالہ نردبان کی طرح

مناسنا کے کیا تھا دم سحر راضی
اذان کی آئی صدا مرگِ ناگہان کی طرح

کرینگے شکوہ نکیرین کا قیامت مین
دہانِ گور سے نکلینگے ہم بیان کی طرح

جو دھوپ مین بھی چلون مین تو چھانو ہی مین رہون
کھڑی ہے موت مرے سر پہ سائبان کی طرح

پتا نہ اسکا ملا پھر رہا تو جسس دل مین
ترا مکان بھی غائب ہے لامکان کی طرح

بغل مین دل نہین اک طائر تجلی ہے
مین نخل طور پہ لٹکونگا آشیان کی طرح

تڑاپ تڑپ کے نہ آ منھ تک اے دلِ مضطر
کبھی تو دانت مین آجائیگا زبان کی طرح

ہمارے دلکے جو ارمان ہین وہ سب ہین چور
یہ جوبن آپکا لوٹینگے کاروان کی طرح

مین تیر کھا کے تڑپتا ہون کاتبِ اعمال
لٹک نہ جائین مرے دوش پر کمان کی طرح

١٨	وہ دن کی طرح سے شب کو جدا نہین رہتے لپٹ کے سوتے ہین مائل سے جسم و جانکی طرح	١٧

ردیف خاے معجمہ

١٩

ہے سر سے قدم تک وہ بتِ ماہ لقا شوخ
دل شوخ نظر شوخ صدا شوخ ادا شوخ

بوٹا سا جو قد تھا تو نکا ہون مین حیا تھی
جب بڑھنے لگی عمر تو وہ ہونے لگا شوخ

اٹکھیلیون سے چلتی ہے جب چلتی ہے ظالم
ہے تیری طرح تیرے محلہ کی ہوا شوخ

ملتا ہے مزا مجھکو کرون کیون نہ تقاضا
ہے اسکا غضب شوخ ستم شوخ جفا شوخ

وہ منھ مین یہ کہتا ہے بڑے ہے میرے حیا او
مین دل مین یہ کہتا ہون کہ ہو کانِ حیا شوخ

ہو ساز کوئی یا مرا ٹوٹا ہوا دل ہو
باجا وہی اچھا ہے کہ ہو جسکی صدا شوخ

منھ چومونگا اُسکا بھی تیرے منھ کیطرح مین
نام اُسکا بتا جسنے ترا نام رکھا شوخ

ملتے نہین اعضا سے ترے حور کے اعضا
یہ خاک ہے یہ آب ہے۔ یہ آتش۔ یہ ہوا شوخ

راضی جو ہوا وصل کو وہ دل نے صدا دی
لو مانگیا مانگیا مانگیا شوخ

وہ کہتے ہین مین جانِ حیا کانِ حیا ہون
مین کہتا ہون اک نام ہے ان سبکے سوا شوخ

کانون مین تیرے اور چمکنے لگے موتی
ہاتھون مین تیرے اور ہوا رنگِ حنا شوخ

کیون یاد ہے کل خواب مین بے پردہ ہوا کون
قربان گیا تم نہ تھے تمسا کوئی تھا شوخ

اُس بت کے غضب مین بھی قیامت کی ادا ہے
غصے سے جو منھ لال ہوا اور ہوا شوخ

تو دیتا ہے بھیک اور تیرے جو ستے ہین ہاتھ
ہین تیری طرح سے تیرے کوچے کے گدا شوخ

سوچو تو جوان ہوتے ہی کیا کیا نکرے گا
دیکھو تو ابھی سے ہے وہ بت نامِ خدا شوخ

گانا بھی غضب کا ہے بتانا بھی غضب کا
ہر تان نہ کیون جان لے اُسکا ہو گلا شوخ

دم دیکے چلا ناز سے دل لیکے ہمارا
سفاک دغاباز بڑا شوخ بڑا شوخ

۴۷	جل جل کے عدو کہتے ہین یون رشک کے مارے معشوق جو مائل کو ملا بھی تو ملا شوخ	۱۶

ردیف دال مہملہ

۱۳۱ع

کب اُسے دیکھ سکے خلقِ خدا میرے بعد
خواب مین بھی وہ کسی کے نہ گیا میرے بعد

دل کسی نے بھی کسی کو نہ دیا میرے بعد
کہ وفا سے ہین خفا اہلِ وفا میرے بعد

بول اُٹھو گے نہ رہا ناز اُٹھانے والا
تم مجھے یاد کروگے بخدا میرے بعد

ایک دن بھی نہ مہ و مہر شفق مین ڈوبے
گورے ہاتھون مین لگائی نہ حنا میرے بعد

لو ہوا منصب عشاق نصیب معشوق
صبر آموز ہوئی خلقِ خدا میرے بعد

شوخیان ہاے مرے ساتھ ملین مٹی مین
بنگیا سر سے قدم تک وہ حیا میرے بعد

مرگیا مین تو اُسے لاش پہ لاے احباب
ہاتھ آئی ہے مرے دُکھ کی دوا میرے بعد

دیکھکر اسکو ازل ہی مین ہوا مین بیہوش
لطف دیدار کا موسیٰ کو ملا میرے بعد

دل وہ لیتا ہی نہین ہاتھ مین مہندی ملکر
چوری کرتا ہی نہین وزدِ حنا میرے بعد

جان نثار و نہین دل افگار و نہین غمخوار و نہین
اُس پری کو کوئی مجھسا نہ ملا میرے بعد

اے مری جان گرہ بنکے لگی ہے مری جان
کوئی کھولے نہ تیرے بندِ قبا میرے بعد

نہ کہین چاند سا چہرا ہو غبار آلودہ
قبر پر آ کے نہ یون خاک اُڑا میرے بعد

لال منھ کر کے دکھاتے لب لعلین وہ کسے
پان کا رنگ نہ ہونٹون پہ جما میرے بعد

کون کہویگا یہ موباف تیرے گیسو کا
کسکے سر جائیگی زلفون کی بلا میرے بعد

حوصلہ جور کشی کا جو کسی مین نہ رہا
واپس افلاک کو دی اُسنے جفا میرے بعد

۳۷	کیون نہ اترائے مری لاش کفن کے اندر مائل اُس بت نے مرا نام لیا میرے بعد	16

۳۸

مکانِ خدا ہے مکانِ محمدؐ
نشانِ خدا ہے نشانِ محمدؐ

خدا کا بیان ہے بیانِ محمدؐ
خدا کی زبان ہے زبانِ محمدؐ

محمدؐ مرا کون جانِ خدائی
خدا ہے مرا کون جانِ محمدؐ

مبارک ہو زاہد تجھے فرش مسجد
مرا سر ہو اور آستانِ محمدؐ

جو لین سانس جل جائے ساری خدائی
وہ ہین دل جلے عاشقانِ محمدؐ

چمکتے ہین توحید کے چاند تارے
سرِ عرش ہی آسمانِ محمدؐ

مسیحا کی ہے دوڑ جو تھے فلک تک
ہین ساتون فلک نردبانِ محمدؐ

سنو سنکے سجدہ پہ سجدہ کرو تم
کہے گر کوئی داستانِ محمدؐ

وہ مکّہ وہ اصحاب وہ روزِ ہجرت
مدینے چلا کاروانِ محمدؐ

خدا کی زبان میرے منھ مین نہین ہی
بیان پھر ہو کس طرح شانِ محمدؐ

وہ معراج کی شب وہ دعوت مزے کی
خدا آپ تھا میزبانِ محمدؐ

قیامت کے جھگڑے سے ہمکو غرض کیا
الٰہی سنا داستانِ محمدؐ

حسینؑ و حسنؑ کے مین قربان جاؤن
یہ قلبِ محمدؐ وہ جانِ محمدؐ

محمدؐ سے وصفِ خدا سن چکے ہم
خدا سے سنینگے بیانِ محمدؐ

خدا کو نہ کر قید تو لا مکان مین
کہ ہے لا مکان پر مکانِ محمدؐ

۴۷	خبردار مائل کو کافر نہ کہنا وہ ہے خادمِ خاندانِ محمد	۲۰

۴ع

بیٹھے جو ندر لینے کو سرکارِ نقشبند — دل لیکے مین چلا سوے دربارِ نقشبند

مین نقشبندیونکا اک ادنی غلام ہون — تم مجھکو بیچ لو سرِ بازارِ نقشبند

توحید کی شراب کے متوالے نشہ باز — بے جام و بادہ مست ہین میخوارِ نقشبند

لاہوت جسکا نام ہے وہ گھر ہے آپکا — دیوار لامکان کی ہے دیوارِ نقشبند

کوڑی سے کچھ زیادہ نہین مشتری کی قدر — خورشید ایک سکّہ بازارِ نقشبند

بیخود ہوے تو ساری خطائین ہوئین معاف — اللہ کیا کریم ہے سرکارِ نقشبند

عشاق کے دلونکا بہت مول بڑھگیا — جس روز سے کہ گرم ہے بازارِ نقشبند

پھیلے نہ کیون خلیفۂ اول کی روشنی — ہے جلوہ ریز قلب پر انوارِ نقشبند

انکا دماغ اور ہے انکی نگاہ اور — یوسف کو لین نہ مول خریدارِ نقشبند

جہانکو یہانسے تو نظر آئے جمالِ پاک — سوراخِ دل ہے روزنِ دیوارِ نقشبند

ہی موت ایک سانس ہین اک سانس ہین حیات — مرمر کے زندہ ہوتے ہین بیمارِ نقشبند

کہتا ہے قبلہ کعبہ جسے کعبہ کا غلاف — وہ چیز کیا ہے جبّہ و دستارِ نقشبند

خورشیدِ حشر سے یہ کہو منھ چھپا کے جاے — بیٹھا ہون زیرِ سایۂ دیوارِ نقشبند

آتی ہے جسکے رنگ سے وحدت کی بوی خوش — ہے میر ابو العلا گلِ گلزارِ نقشبند

دستِ خدا ہے سینہ پہ خواجہ کے سامنے — محشر مین دل بکف ہے خریدارِ نقشبند

اللہ کا جمال اسی مین ہے جلوہ گر — آئینۂ جمیل ہے رخسارِ نقشبند

خواجہ بہاء دین ہین آہی کہ تو ہے خود — ہے کون زیرِ جبّہ و دستارِ نقشبند

جس شے پہ آنکھ ڈالیے اللہ کا نقش ہے — پیدا ہین ذرہ ذرہ سے آثارِ نقشبند

اسماے کبریا مین ہوا آج سے شریک — اک اور نام یارِ طرحدارِ نقشبند

۷۵	آغا کے در پہ بیٹھا ہے مائل جھکائے سر آفت زدہ - غریب گنہگار نقشبند	

ردیف ذال معجمہ

ا۷ع

وہ بت پری ہے نکالیں نہ بال و پر تعویذ
ہیں دونوں بازو پہ اُسکے اِدھر اُدھر تعویذ

وہ ہم نہیں جو ہوں دیوانے ایسے کاموں سے
کسے پلاتے ہو پانی میں گھولکر تعویذ

اُٹھیگا پھر نہ کلیجے میں بیٹھا میٹھا درد
اگر لکھے مرے دل پر تری نظر تعویذ

کہاں وہ لوگ کہ جنکے عمل کا شہرہ تھا
کچھ اس زمانے میں رکھتا نہیں اثر تعویذ

پلایا سانپ کو پانی جو من نکال لیا
نہانے بیٹھے ہیں چوٹی سے کھولکر تعویذ

وہاں گیا جو کوئی دل ہی بہو لکر آیا
رکھے ہیں گاڑ کے اُسنے اِدھر اُدھر تعویذ

پسِ فنا بھی محبت کا سلسلہ نہ مٹا
ترے گلے میں ہے اور میری قبر پر تعویذ

یہ بھید ہے کہ نہ مردے ڈریں فرشتوں سے
بنا کے قبر بناتے ہیں قبر پر تعویذ

یہ کیا کہ زلف میں رکھا ہے باندھکر مرا دل
اِسے بھی گھولکے پی جاؤ جانکر تعویذ

جو چاند سے ہیں بدن ہیں وہ چاند تاروں میں
گلو میں ہیکلیں - ہیکل کے تا کمر تعویذ

۷۶	ہوے ہیں حضرتِ مائل بھی دل میں اب قائل کچھ ایسا لکھتی ہے اے جان تری نظر تعویذ	۱۹

ردیف رائے مہملہ

۷۹ع

بلینگے ہونٹھ جب اُنکے اُٹھینگے زندہ ہم ہوکر
صدائے قم باذنی جسم میں آئیگی دم ہوکر

نہ ہم مرتے نہ ہم فریاد کرتے دُہری آفت ہی
کہ سینے میں ہمارے نالہ رکجاتا ہے دم ہوکر

سکھائے لاکھہ گردشمن وہ میرا دل نہ پھیرینگے
ہوا ہے لین دین اُنکے مرے قول و قسم ہوکر

الٰہی سرخرو کر دونوں شرماتے ہیں ملنے کو
وہاں شمشیر جھک کر یاں سرِ تسلیم خم ہوکر

جگہ سینے میں ارمانوں کو دی تھی ہمنے چن چنکر
یہ پھر کیوں بڑھ گئے داخل ہوے تھے پہلے کم ہوکر

ملا ہے خاک مین کون آج اک ہنگامہ برپا ہے
نئے فتنے اٹھاتی ہے زمین چرخِ ستم ہوکر

نہ چھوڑونگا تمہین جب تک نہ لونگا بوسۂ عارض
لپٹ جاؤنگا تمسے گیسوؤنکا پیچ وخم ہوکر

یہ کس خورشید کا پرتو ہے میرا عنصرِ خاکی
کہ ہر اک ذرہ کہتا ہے انا بیت الصنم ہوکر

گھڑی تو دیکھ لیجے آپ کیون بے فکر بیٹھے ہین
غرض یہ ہے کہ کٹے لحظے ہوے مجھپر ستم ہوکر

خدا جانے خدا کے آگے دلمین کس نے چٹکی لی
قیامت مین فرشتون پر گرے بیتاب ہم ہوکر

نہ لپٹو وصل کی شب تم کہ شادی مرگ کا ڈر ہے
بھرا ہے شوق جو دل مین نکلجائیگا دم ہوکر

یہی دل دستِ موسیٰ مین یہی دل دستِ آذر مین
کہین نکلا یدِ بیضا کہین نکلا صنم ہوکر

بڑھونگا کعبۂ مقصود کو کرتا ہوا سجدے
تیری راہِ تجسس مین چلیگا سر قدم ہوکر

قیامت پس گئی وہ اس ادا سے حشر مین آئے
کہ ہر اک فتنہ اُٹھا شوخیِ نقشِ قدم ہوکر

جو دیکھا مین نے دلمین عشق ہی معشوق تھا میرا
یہی کافر خدا کے گھر مین بھی نکلا صنم ہوکر

اگر نکلے زہے قسمت جو رہجاے خوشا طالع
الٰہی کسلیئے روکون کہ دل جاتا ہے غم ہوکر

اگر نامِ محمدؐ لونگا جلتے جلتے دوزخ مین
تو ہر اک شعلہ گل ہو جائیگا رشکِ ارم ہوکر

ہماری زندگانی لفظ کن کا یک کرشمہ ہے
خدا کا حکم آیا خاک کے پتلے مین دم ہوکر

۷۷	بلاتے ہو کہان تم جاؤ مائل اپنا رستہ لو جواب صاف سنکر بیٹھے ہین آزردہ ہم ہوکر	۲۶

۲۷ع

گیا طور پر کب وہ دل سے نکلکر
دکھایا ہے کچھ رنگ صورت بدلکر

جو تڑپے تہِ خاک کروٹ بدلکر
زمین گر پڑی آسمان تک اُچھل کر

وہ محفل سے اُٹھتے ہین زانو بدلکر
لپٹجا تو اے دل بغل سے نکل کر

نکل آئیگا زلف سے دل مچلکر
اُگل دیگی یونس کو مچھلی نگل کر

اُڑا لا تو رستے سے اے شوق اُنکو
ابھی گھر سے نکلے ہین وہ عطر مل کر

گیے حضرتِ عشق کیا خلد مین بھی
کہ بے چادر آتی ہین حورین نکل کر

ذرا منھ پہ منھ رکھکے پوچھو کہونگا
سنبھالا ابھی تو لیا ہے سنبھل کر

وہ کس ناز سے چلتے ہین دیکھا یدل
کمر سے لپٹ جا بغل سے نکل کر

تیرے عکس نے بھی تو آتش لگادی
کہین آئنہ بجھ نہ جاے پگھل کر

کہا دور سے اُنکی خلخال نے قم
مین رستے مین بیٹھا لحد سے نکل کر

دمِ قتل کی اپنے قاتل کی تعظیم
اُٹھے ہم تڑپکر گرا خوان اُچھل کر

وہ بدبخت ہون جب مرا نام آیا
لکھا لوح محفوظ پر خط بدل کر

مری آرزو نے مجھے مار ڈالا
اجل بنگئی دل سے حسرت نکل کر

یہ کس شوخ نے تیر چلمن سے مارا
گرا دل کلیجے پہ دو ہاتھ اُچھل کر

نظر ہے دو پٹے کی جوبن پر اُنکے
کہ ہر بار آتا ہے سینہ پہ ڈھل کر

سر طور موسیٰ نے جب آنکھ کھولی
کہا لن ترانی نے ہان ہان سنبھل کر

یہ فرمایئے ہے کہان کا ارادہ
مجھے دیکھتے کیون ہو زانو بدل کر

مری روح کی مجھسے الفت تو دیکھو
سرانے کھڑی ہے بدن سے نکل کر

دمِ رخصت اسطرح بھرتا ہون آہین
وہ دل تھام لیتے ہین زانو بدل کر

عدو کا جو دھیان آیا دل مین لگی آگ
ہوا خاک شیشہ مین شیطان جل کر

مجھے ذبح کرنے وہ آئے ہین اے دل
چھری چھین تو لے بغل سے نکل کر

شفق ہو لی گردون پہ خورشید ڈوبا
اُگلتا ہے یہ لعل موتی نگل کر

مجھے یاد ہے دیکھکر اُنکو آتے
وہ اُٹھنا پھڑک کر وہ گرنا سنبھل کر

اگر داغ دل سے مری حسرت اُبھرے
کرو ایسے سکہ کو سلپٹ مسل کر

وہ دست آیا آنکھو مین جب لڑ کھڑاتا
نگاہین پکارین سنبھل کر سنبھل کر

یقین ہے کہ مائل نہ کھائے گا دھوکا
پکارو تو آواز اپنی بدل کر ؎

ع۲۷

خلیل آئے تیر اگلستان مین چلکر
اگر آگ مین پھینکے نمرود جلکر

برابر ہے وحدت سے کثرت نکل کر
گری آپ اپنے ہی اوپر اُبل کر

اُٹھون سوزِ دل سے جو محشر مین جلکر
جہنم کو بھی مین نہ اگلون نگل کر

اگر قم کہین سوے مدفن وہ چلکر
دہن چوم لونگا لحد سے نکل کر

قیامت کا یہی دن ہے اک کھیل انکو
وہ محشر کو فتنے سکھاتے ہین چل کر

مزا ہو جو محرم سے محرم کو جہانکے
کہ سینہ پہ بیٹھا ہے جوبن نکل کر

مرا دل غضب ہے ستم ہے بلا ہے
جلاؤ نہ تم جن بنے گا یہ جل کر

ابھی مین تو جیتا ہون جھوٹو نکے صدقے
وہ روتے ہین کیون اسقدر ہاتھ مل کر

شہیدو نسے کیا سن لیا ذکر تیرا
تڑپتی ہین جنت سے حورین نکل کر

وہ مجھسے جو لپٹا مرا دل پکارا
انہین چھوڑ کر تو مجھے ہم بغل کر

پڑے گا نہ چکر یہ سڑکین ہین سیدھی
تم آنکھونمین آؤ نگا ہون پہ چل کر

دکھا کر تیری زلف کہتا ہے یہ دل
وہان جائینگے ہم بغل سے نکل کر

قیامت جو گزری تیری رہگزر سے
چلی خاک رستے کی چہرے پہ مل کر

جو وہ نزع مین آئے صدقے ہوا مین
پھر اگر وا اُنکے مرا دم نکل کر

کہا مین نے کر ذبح وہ ہنسکے بولے
پکڑ لیگا دامن تیرا خون اُچھل کر

جو چاہا کہ ساتھ اُنکے یوسف کو تولون
ترازو مین دونون آنکھین نکل کر

کیا پڑ کے شیشہ پہ ساقی نے کیا دم
پری بنگئی دخترِ رز شب کو جلکر

دمِ گفتگو یا ... بوسی نہ چھوٹی
گرا انکے قدمونپہ مطلب نکل کر

ذرا مجھکو محشر مین چھیڑے تو دوزخ
بجھا دونگا بجھکر جلا دون کا جلکر

گرا اس طرح مجھکو اسے نا توانی
وہ دوڑین یہہ کہکر کہ اُٹھنا سنبھل کر

تیرے حسن نے اس طرح گد گدایا
کہ آئینہ سے گر پڑا عکس اُچھل کر

۷۹ | وہ سوتے ہین لیکر مرے دل کو مائل
بغل ہی مین پہنچا بغل سے نکل کر | ۲۹

بحرعہ

مری جان تصور مین آنا سنبھل کر
سڑک صاف ہے گر پڑو گے پھسل کر

تڑپتا ہے دل آج صورت بدلکر
یہ پہلو مین پارہ بنا ہے پگھل کر

فرشتہ بھی ساقی جو یان آئے چلکر
بطِ مے بنا روغنِ قازل کر

نظر جب پڑی دل پہ بولے وہ جلکر
مرا حسن یان آگیا کیون اُبل کر

یہی کہتی ہے اُنکی آنکھون کی شوخی
کہ ناچینگی دو پتلیان اب نکل کر

گرے پیکے می جب مری گود مین وہ
حیا نے صدا دی کہ ہان ہان سنبھل کر

لگاتا ہے عشق آگ دونون جہانین
جہنم کو آیا ہے شاید نکل کر

مرے دل کو پہلو مین اپنے دبا ے
مسیحا یہ انجیل زیبِ بغل کر

دمِ رخصت ایسا پڑھونگا عمل مین
لپٹ جائینگے وہ بھی زانو بدل کر

مدد عشق کی ہو تو مانند موسیٰ
بنا دون سڑک مین بھی دریا پہ چل کر

نکیرین کو پاس آتے جو دیکھا
مین جنت کو بھاگا لحد سے نکل کر

پھڑک کر کہا عکس نے انسے ایجان
ذرا ہاتھ پھیلا سمجھے ہم بغل کر

مصور بھی تھا شوخ نقشہ وہ کھنچا
دوپٹا کچھ آیا ہے سینہ پہ ڈہل کر

بہت تیز دوڑینگے نالو نکے گھوڑے
ذرا دل کی بگھی مین بیٹھو سنبھل کر

نہ راضی ہوے شب کو وہ روشنی مین
بجھایا چراغون کو مین نے بھی جل کر

وہ مٹھی مین کیا ہے اگر دل نہین ہے
ابھی تو گرا تھا بغل سے نکل کر

تجھے کچھ ہے معلوم یہ عکس کیا ہے
گرا آئنہ پر ترا حسن اُبل کر

مری جان انگیا ذرا کسکے باندھو
کہین بھاگ جاے نہ جوبن نکل کر

حیا قتل کرنے کو تھی وصل کی شب
ہوی درمیان اُنکی شوخی مچل کر

وہ پچتاے چھپ کر بت لامکانین
مرے دل کا ایجان ننہا ساقد ہے
وہ آئے پہرین گرد میری نگاہین
شہیدو نمین خنجر کا بہی نام لکہدو
جو ہر شے کو دیکھا محیط اُسکے تو ہے
نزاکت کے صدقے شرارت کے قربان
زلیخا کی پیری کا کس بل تو دیکھو
ابھی سن ہے کم عکس سے کہہ رہی ہین
اگر وہ سنین تو کہون مین کچھ اُنسے

گیا وان بہی مین بھیس اپنا بدلکر
ذرا اور جھک کر اسے ہم بغل کر
تصدق ہوئین دونون آنکھین نکل کر
پڑا ہے مرا خون چہرے پہ ہل کر
کہان جاے وحدت سے کثرت نکلکر
وہ ہٹ جاتا بڑہکر وہ تھمجا تا چل کر
جوان ہو گئی پہر وہ کروٹ بدل کر
مرے ساتھ کہیں آئنہ سے نکل کر
تڑ پکر پھڑک کر سمجھکر سنبھل کر

۱۵	چھنکر کفن مسکراتے ہو مائل کہان جاتے ہو آج کپڑے بدلکر	۸۰

وہ بیٹھے ہین بغل مین ابر آیا ہے گلستان پر
زلیخا آہ گر کھینچے تو یوسف پر پڑے سایہ
سر بازار چہرے پر کئی ٹھٹے ہین نگاہون کے
اُٹھے جب نشہ مین ہم لڑکھڑاتے ہنسکے وہ بولے
بنے نظارہ بازی بہی تماشا رقص لبسمل کا
قباے یار سے رو رو کے ایدل آنکھ کیون پونچھی
چلے ہین دفن ہم ہونیکو سب چلا کے روتے ہین
خلیل اللہ کے گھر آئے مسافر یان وہ چاند آیا
شب وعدہ نہ آنا پھر مزے کا عذر کر جانا
پتنگون نے جو دیکھا باد تند آتی ہے گل کرنے

ردیف

پری شیشہ مین ناچیگی تو ساغر دست مہمان پر
دھوان اُسکا پریشان ہوکے چمٹ جائے زندان پر
نقابون بر نقاب ہین پڑ رہی ہین روے جانان پر
سنبھل کر پانو رکھو کوئی گرتا بھی ہے مہمان پر
نگاہین عاشقون کی ہو رہی ہین روے جانان پر
اپنے او پر ہے اشک ٹپکا کسکے دامان پر
یہ نوبت بجتی ہے دروازۂ شہر خموشان پر
وہ صدقے اپنے مہمان پر ہین صدقے اپنے مہمان پر
وہ اپنا بوجھ اُٹھا کر ڈالدینا اپنے نسیان پر
پرونکو کھولکر سایہ کیا شمع شبستان پر

چلی ہے تیغ کسکی دلین ہی کٹ کٹ کے گرتے ہین
امنگین غم پہ غم امید پر امیدار مان پر

یہ وہ ہے ظرف جسمین آگ بھی ہے اور دہوان بھی ہے
ادہر پھینکو چلم - رکھدو مرادل لیکے قلیان پر

زبان کو شوخی وعدہ خلافی گد گداتی ہے
ہنسے دیتی ہے انکی ہان - نہین پر - اور نہین ہان پر

کدہر سجدہ کرون یارب تجھے مین یہ بھی دن آیا
وہ اپنی آستین رکھتے ہین میری چشم گریان پر

۲۱	جو وہ ملنے لگا آنکھین تو مائل گھسگیا گھر مین قریب آتے ہی تھوڑی خاک اڑادی انکے دربان پر	۸۱

بڑا ہی وصل مین پردے پہ پردا روی جانان پر
کہ پہلے منھ پہ دامن رکھ لیا پھر ہاتھ دامان پر

نہین ممکن کہ غالب بیگنہ ہون اہل عصیان بھی
ہونگا حشر مین پاسنگ لیکن دست میزان پر

زلیخا جہانک کر اسے عشق اک بوسہ اگر مانگے
رکھے رخسار یوسف روزن دیوار زندان پر

نہ اتنی لنترانی ہے کہ اسے شمع ایمن تو
ہماری بھی نگاہین پڑ چکی ہین ساق جانان پر

تمہارے ساتھ ہی ناچینگے پیراہن کے گل بوٹے
کھڑی ہین رقص کرنیکو یہ پریان دور دامان پر

بغل مین پتلیون نے ہاتھ دے دیکر اٹھایا ہے
نگہ گر گر پڑی چڑھنے لگی جب بام جانان پر

مزا آتا ہے کیا کیا بخشنے والے کو محشر مین
فدا رحمت پہ مین رحمت فدا ہی میرے عصیان پر

لہو لیکا تیرے کشتونکا رخسارونپہ ملتی ہے
ہوا غازے کا دہوکا حور کو خون شہیدان پر

تمہین کہدو کہ دل کیا چیز ہے بھولے ہوئی ہین ہم
یہ گلدستہ کئی دن سے دہرا ہی طاق نسیان پر

ستانا چھیڑنا خوبونکو - یہ عادت ہے بچپن سے
اٹھا کر پھینکدونگا خلد مین حورونکو غلمان پر

جوانی مین کھلیگا حال پیاری پیاری آنکھونکا
کہ خط کے لکھنے سے پہلے ہی مہرین کین ہین عنوان پر

وہ ہولی مین جو آئین عاشقانہ کھیل کھیلینگے
کہ پچکاری سے دلکی رنگ ہم ڈالینگے مہمان پر

قیامت ہے قریب اے خضر کب تک دشت پیمائی
نمازین پڑہئے سجادہ بچھا کر آب حیوان پر

وہ لینگے بوسہ لب نشان رہجائینگے باقی
کرینگے ہم بھی میناکاریان لعل بدخشان پر

جوان ہو کر سما جائینگے وہ ہم مین تو ہم ان مین
کھلیگا حال اپنا رنگ بنکر روی جانان پر

چھپر کھٹ پر بلا لینا انگوٹھا پھر دکھا دینا
بھڑک جانا وہ انکا آپ ہی اپنی نہین ہان پر

مہ کامل نقاب انکی جبین پر شب کو باندہیگا
سمٹ کر آرہیگی چاندنی رخسار تابان پر

سنائی ہم آیت لاتقنطوا شاید رقیبون نے
کہ وہ کل سے بہت اترار ہے ہین اپنے ارمان پر

چمک ہے جو بتون مین نور چہرے سے ٹپکتا ہے
غضب کا رنگ و روغن ہے جوانی ترے سامان پر

مزے یارب اڑاتے خوب ہم راتون کو خلوت مین
فرشتون کی جگہ حورین جو ہوتین دوش انسان پر

۸۲	لحد گم ہے کفن گم ہے مرا لاشہ ہے گم حائل برستی ہے خدا کی اتنی رحمت میرے عصیان پر	۳۰

ع ۲۵

مزے اڑاؤنگا انداز گفتگو ہو کر
رہونگا ہونٹھ پہ بوسہ کی آرزو ہو کر

بنا چکا ہے مجھے عکس شخص تو ہو کر
نہ کیون ہو شش جہت آئینہ روبرو ہو کر

حضور درد جگر کی تو شوخیان دیکھو
کہ دوڑتا ہے مرے جسم مین لہو ہو کر

جو ہر طرف ہے وہی ہے ادہر کچھ اور نہین
لحد مین دیکھا ہے سو بار قبلہ رو ہو کر

غضب یہ ہے کہ حیا مقتضی نہین ہوتی
وہ دل مین آتے ہین دشمن کی آرزو ہو کر

وہ اور وصل کا اقرار کیون نہ اتراؤن
مزے کی بات نکل آئی گفتگو ہو کر

برا ہو دل کا جوانی مین خون رلاتا ہے
ٹپک رہی ہین امنگین مری لہو ہو کر

مجھے جو ہو حرکت جی اٹھین ابھی مردے
کہ صور مین ہون ترا نغمۂ گلو ہو کر

نگاہ لائی ہے پیغام یار چلمن سے
وہ بات ٹھہری ہے پردے مین گفتگو ہو کر

مری نظر ترے عارض کو پیار کرتی ہے
اڑا رہی ہے مزے گیسوؤن کی بو ہو کر

زبان دین وہ رقیبون کو یہ مجال نہین
نگاہبان بنونگا مین گفتگو ہو کر

بنا کے برق نکالونگا انکو پردے سے
غضب مین لاؤنگا موسی کی گفتگو ہو کر

دے شراب مین غوطے عسس کو رندون نے
وہ غرق ہو گیا دردِ تہِ سبو ہو کر

وہ منھ جو دیکھ رہے ہین اٹھے ہین عکس کے ہاتھ
دعائین آئنہ دیتا ہے روبرو ہو کر

نہ بانٹ لین کہین سب لوگ کا تمر مجھکو
چھپے ہین مجھ مین دو عالم کی آرزو ہو کر

یہ رات وصل کی ہے بیچ مین یہ تکیہ کیون
مرے گلے سے لپٹ جا رگ گلو ہو کر

نظر تو شب کو لگا تا رہا مین اے محرم
مسک گئی نہ دم وصل تنگ تو ہو کر

کہڑی ہین نزع مین حورین بلائین لینے کو
بدن سے جان نکلتی ہے خوبرو ہو کر

رکی ہوئی ہے شرارت جو انکی آنکھون مین
کہلیگی عین جوانی مین رنگ رو ہو کر

ردیف مہملہ ۸۳	بیٹھنگے سب مجھسے وہ مائل لڑا کے آنکھ سے آنکھ پیام صلح کا بھیجا ہے جنگ جو ہو کر	۱۹

مزاج نزع مین پوچھا جو روبرو ہو کر
بدن سے جان نکل آئی گفتگو ہو کر

رہا وہ دور قریب رگ گلو ہو کر
چھپا ہوا ہے نگاہون سے روبرو ہو کر

جو وعدہ کرتے ہین وہ جی یہ چاہتا ہے مرا
زبان چوسئے انداز گفتگو ہو کر

سیاہ کاری عالم سے حشر ہے موقوف
کہ صور بند ہوا ہے بہ در گلو ہو کر

حیا سے چشم بکاری نظر بہ شوخ ہوئی
مجھے نکال نہ دے خانہ جنگ تو ہو کر

کبھی مژہ پہ رہا زخم سے کبھی ٹپکا
رگو نمین کہیلتا پہرتا ہے وہ لہو ہو کر

پہنچکے کان کے نزدیک رہ گیا نالہ
لٹک گیا تیری زلف دراز مو ہو کر

خطا معاف ہو یارب یہ شوق کہتا ہے
بلائین یار کی لون تیرے روبرو ہو کر

مزے اڑاتی ہے مٹی بھی مجھ قدح کش کی
صراحی و خم و پیمانہ و سبو ہو کر

دہمک تو کیا ہے جو ہو درد سر نہ چھوڑونگا
بلائین کیون مری لیتے ہو حیلہ جو ہو کر

گلا کٹا مگر اسلام کا ادب نہ مٹا
ہماری لاش پھڑکتی ہے قبلہ رو ہو کر

شب وصال بھی اٹھے درد دل نہ چھوڑ مجھے
مرے ہی سینہ مین رہجا امنگ تو ہو کر

دم سوال رکونگا نہ روز محشر بھی
دہان گور سے نکلا ہون گفتگو ہو کر

فلک کے جور پہ غصہ مجھے اگر آتا
زمانہ رنگ بدلتا مرا لہو ہو کر

چلون وہ چال کہ تو بھی بجھے نہ پہچانے | تجھی سے بات کرون تیری گفتگو ہو کر

وہ میرے جسم مین پتلی کی طرح پھرتے ہین | بنا ہون مین ہمہ تن چشم رو برو ہو کر

یہ کون سے گیا اتری ہوی حسنا تیری | کہ حصے ہو گئے حورون مین آبرو ہو کر

شب فراق جو نیند آئے اور خیال وصال | مجھے جگا دے زلیخا کا خواب تو ہو کر

۸۴	یہ کسنے پان کھلایا جناب مائل کو اکڑتے پھرتے ہین یارو ہمین سرخرو ہو کر	۱۴

۵ ع

ادا سے دیکھا جو سکرا کر تجلی گیا مین قدم بڑہا کر | بغل مین دلکو چھپا چھپا کر نظر کی چوٹین بچا بچا کر

اٹھا بے مجھے نخلخہ سنگھا کر تو رکھ مے زانو پہ سر اٹھا کر | کمان چلا یار منھ دکھا کر کہ ہر چلا ہاے ہوش اڑا کر

یہ ٹھان لی تھی نظر لڑا کر مزے اڑا دنگا گھر مین لا کر | وہ جان لیتے ہین دلمین آکر غضب مین آیا ہون دل لگا کر

نصیحتین تیری سن چکے ہم تجھے ہے ناصح ہمارا کیون غم | جوانی کا ہے ابھی تو عالم کرینگے تو یہ مزے اڑا کر

نہین ہے لینے مین کچھ برائی قبول ہو دل ہے رونمائی | حضور یہ جی مین کیا سمائی کمان چلے آپ منھ دکھا کر

ہوے محبت سے واقف اکثر نکلنے دیتے نہین مین گھر | ادھر وہ بیچین ادھر مین مضطر پڑی ہین آفت مین دل لگا کر

براق کیا تھا وہ اک نظر تھی کہ جیسے آسمان نہ گذری | بچھونے مین اپنے پائی گرمی زمانہ پہ جا کر زمین پہ آکر

بیمارستی کچھ اور رہیگی یہ تندرستی کچھ اور ہوگی | پچھونگی چتی کچھ اور ہوگی وہ لین جو انگڑائی ہاتھ اٹھا کر

خدا کو ہر سر نے یہ صدا دی کہ بت یہ دل لیچلا الٰہی | ہوا وہ بدنام حشر مین بھی جو آ گرا کر چھپا چھپا کر

شکن سے گیسو کے گر پڑا کیا کہ خاک کا ہی نظر سے دیکھا | الٰہی دل ڈہونڈتے ہین کسکا وہ پھر رہے ہین جو سر جھکا کر

یہ نیند آئی ہوئی ہوا ہو سرور کا لطف بھی سوا ہو | مجھے بلالین تو کچھ مزا ہو چلے ہین سونے وہ پی پلا کر

نئی ہے شوخی نئی ادا ہو نیا ہے گھونگٹ نئی حیا ہے | خدا کے وہ سامنے کھڑا ہے ہمارے دامن سے منھ چھپا کر

یہ کیا یہ کیا ہاتھ مین ہے جنبش یہ کیا یہ کیا چال مین ہے گردش | یہ کیا یہ کیا پانو مین ہے لغزش کہان سے آتی ہوئی پلا کر

۸۵	لکھو تو مائل یہ آج کیا ہے۔ نہ وہ ستم ہے نہ وہ جفا ہے مگر سر انکا جھکا ہوا ہے۔ تھکے وہ شاید ستا ستا کر	۱۹

۵۴ع

توکس کا بندہ ہی اے برہمن نہ سر جھکا بتکدے مین جا کر
دلونکو چھینینگے رفتہ رفتہ سبھو نسے آنکھین لڑا لڑا کر
بری بلا ہی شبِ جدائی مصیبت آتی ہی نیند جا کر
ہمین کو دو ہے یہ دل ہمارا گرا ہے پہلو سے تلملا کر
جو پوچھنا ہو کلیم پوچھو ادب سے آہستہ سر جھکا کر
شریر اُسکی نظر ہے ایسی رُلا رہی ہے جلا جلا کر
جو ایک کو خاک مین ملایا اُٹھایا پھر دوسرے کا خاکا
عجیب ہر بات کا قرینہ غریب ہر کام کا طریقہ
بتونکی غفلت مین بھی ادا ہے کہ خواب مین چشم نیم وا ہے
ابھی مین دیتا ہون دل ہے کیا شے طریقہ لینے کا اور کچھ ہی
وفا ہے انداز مین تمہارے نیاز ہے ناز مین تمہارے
حرم ہو کسطرح دل سے بہتر کہ اسمین تو ہی تو اُسمین پتھر
نظر مین پھرتا ہی چہرہ اُنکا کہ رنگ جنکا ہے گورا گورا
اگر یہی بت وہان خدا ہو قسم خدا کی بڑا مزا ہو
نہ کیون ہو فرقت کی رات بھاری کہ جان لیتی ہی بیقراری
یہ چیز کیسی ہی پوچھتے ہین کبھی نظر سے کبھی ادا سے
عدو کا دل اور تمہارا دامن ہوا ہی گستاخ کیون یہ دشمن
اسی سے بدنام ہو رہے تھے اسی سے آنکونکو رو رہے تھے

صنم صنم کیون صنم صنم کیون خدا خدا کر خدا خدا کر
ابھی سے وہ طاق کر رہے ہین نگاہ کو شوخیان سکھا کر
دلِ حزین توڑتا ہے پہلو پلنگ پر سے گرا گرا کر
یہ کیا یہ کیا کسنے دی اجازت کہ لیچلے اپنی گھر اُٹھا کر
جو برق چمکے تو ڈر نہ جانا جواب دینگے وہ مسکرا کر
بنی ہے اک آفتِ زمانہ لگا لگا کر بجھا بجھا کر
مصوری کر رہا ہے گردون نشانِ ہستی مٹا مٹا کر
کہ دل لیا ہے ہنسا ہنسا کر دیا ہی بوسہ رُلا رُلا کر
مین کسطرح اُنکے ساتھ لیٹون وہ سوتے ہین فتنہ کو جگا کر
بڑہا کے ہاتھ اپنا رکھے کیون طلب کرو مُنھ سے مُنھ ملا کر
بتاؤ وہ کون ہی کہ آئے ہو جسکی نظرون مین تم سما کر
مچا رکھی ہی بہونے کیون دہوم سنگِ سہو وہان لگا کر
چلے گئے خواب مین وہ آ کر نکل گئے آنکھ مین سما کر
اسی کو دیکھینگے روزِ محشر ہم اپنی گردن اُٹھا اُٹھا کر
لٹا لٹا کر بٹھا بٹھا کر اُٹھا اُٹھا کر گرا گرا کر
خریدتے ہین وہ دل ہمارا اسے دکھا کر اُسے دکھا کر
جھمک جھمک دو ڈرا ڈرا کر ٹپک ٹپک دو اُٹھا اُٹھا کر
سمجھکے کچھ ہمنے مار ڈالا بغل مین دلکو دبا دبا کر

۸۶	اُبھر رہی ہین کچین جو یا ہم دوپٹے کا ہے خیال ہر دم نظر تو مائل کی پڑ چکی ہے رکھو گے کب تک چھپا چھپا کر	۱۴

ردیف زاے معجمہ

۲۲ع

محشر مین چلتے چلتے کرونگا ادا نماز
پڑہ لونگا پل صراط پہ مائل قضا نماز

سر جائے عمر بہر کی ہو یارب ادا نماز
آئے مری قضا تو پڑہون مین قضا نماز

مانگی نجات ہجر سے تو موت آگئی
روزے گلے پڑے جو چہڑانے گیا نماز

دیکھو کہ پہنس نہ جائین فرشتے بہی جال مین
کیون پڑہ رہے ہو کہولکے زلفِ رسا نماز

ہر اک ستون خانہ شرع شریف ہے
روزہ ہو یا زکوۃ ہو یا حج ہو یا نماز

یہ کیون خمیدہ ہے صفت صاحبِ رکوع
کیا پڑہ رہی ہے دوش پہ زلفِ دوتا نماز

نیت جو باندہ لی تو چلا مین حضور مین
رہبر مری نماز مری رہنما نماز

ساقی قیام سے جو آیا رکوع مین
شیشہ خدا کے خوف سے پڑہتا ہے کیا نماز

اُٹھہ اُٹھکے بیٹھہ بیٹھکے کرتا ہے کیون غرور
زاہد کیون پڑہا ہے نہ تیری ریا نماز

ارکان یاد ہین مجھے اے داورِ جزا
گر حکم ہو تو سامنے پڑہ لون قضا نماز

شیطان بنگیا ہے فرشتہ غرور سے
کیا فایدہ ہوا جو پڑہی جا بجا نماز

لیجاتے ہین مجھے سوے دوزخ کشان کشان
روزے میرے ادہر ہین اُدہر ہے قضا نماز

حق الیقین کا نام عروجِ مقام ہے
پڑہتے ہین اولیا سرِ دوش ہوا نماز

مسجد مین پانچ وقت دعا وہ بہی وصل کی ؛
مائل بتون کے واسطے پڑہتے ہو کیا نماز

۸۷	ردیف سین مہملہ	۲۱

۳۱ع

دل مین ہین کئی داغ برنگِ پرِ طاوس
آیا مرے آئینہ مین زنگِ پرِ طاوس

بن ٹہن کے چلا ہے کوئی طاوس کی صورت
کپڑونکے ہے گل بوٹونمین رنگِ پرِ طاوس

کہتا ہے تڑپکر دل پر داغ ہمارا
ہم رنگ نکالینگے برنگِ پرِ طاوس

شانہ پہ نظر زلف مین شانہ ہے منقش
شہباز کے چنگل مین ہے چنگِ پرِ طاوس

یہ قوسِ قزح کس دلِ پر داغ کی ہے آہ
اسمین ہین کئی رنگ برنگِ پرِ طاوس

ابر آیا ہے پر کہو لگے ناچیگا ہر اک مور
باغو نمین بجینگے دف و چنگ پر طاؤس

نکلے ہو بمشکل دل پر داغ سے میرے
کیون دیکھ سکے قیدِ فرنگ پر طاؤس

کسواسطے رکھتے ہین کتابو نمین اسے لوگ
حرفو نمین تو آتا نہین رنگ پر طاؤس

یارب یہ ہین کس کے دلِ پُر داغ کے ٹکڑے
بازار مین بکتے ہین برنگ پر طاؤس

آہ دل خوش رنگ سے ہے آنکھ کی زینت
سرمہ کی سلائی ہے خدنگ پر طاؤس

وہ کہتے ہین دیگر کف پر داغ مین جو ہے
کیا گول ترا شا ہے یہ سنگ پر طاؤس

اے طایر جان رنگ ہی کیا تیرے پر نکا
رنگِ پرِ طوطی ہے نہ رنگِ پر طاؤس

خونِ دل پُر داغ ٹپکتا ہے مژہ سے
بہتی ہے اسی خار سے گنگ پر طاؤس

وہ مور جو پاوے تو وہ عالم اسے دیکھے
ہر آنکھ سے ہے حلقۂ رنگ پر طاؤس

کُرتی کا جدا تنگ ہے انگیا کا جدا رنگ
جوبن کا نہ کیون نام ہو سنگ پر طاؤس

کیون ہوتا ہے خونِ دل پُر داغ کا پیاسا
نادان کوئی پیتا ہی ہے بنگ پر طاؤس

ہے سینہ پر داغ مین آہون کی نمایش
ہین جمع یہان اہل فرنگ پر طاؤس

شانے سے اُلجھتا ہے کفِ عاشق پر داغ
ٹھہری ہے سر مارے جنگ پر طاؤس

آہِ دلِ پُر داغ د[illegible] ہے ہونٹھ مین آکر
منھ مین لیے پھرتا ہون تفنگ پر طاؤس

کوئی جو مری لاش کو چھیڑے تو لپٹ جاؤن
مین مر کے بھی جیتا ہون برنگ پر طاؤس

۸۸	کیون دیتے ہو مائل دلِ پُر داغ ہمون کو ہولی مین اڑا دینگے یہ رنگ پر طاؤس	۲۱

ردیف شین معجمہ

۴۲۵ع

وہ ہین شوخ بو کے اثر سے خوش وہ ہین دل مین اپنے ہنر سے خوش
جو تھرک گئی تو نظر سے خوش ہو لچک گئی تو کمر سے خوش
کوئی چھوڑ کر جو چلا گیا ہو سنے دیکھکر وہ نظر سے خوش

انہین دل ملا جو بچھونے پر رہے شام تک وہ سحر سے خوش
جو نگاہین راہ مین لڑ گئین چلے دونون راہگزر سے خوش

ہوے وہ بہی اپنی نظر سے خوش ہوا مین بہی اپنی نظر سے خوش
جسے بوسہ کہتے ہین لوگ سب مجھے دو مجھے یہ ہے شے عجب

مرے لب ہین اسکے مزے سے خوش مراجی ہے اسکے اثر سے خوش
تیری دہن الگ مری دہن الگ۔ ترا دل جدا مرا دل جدا

یہ ہے کس سے خوش یہ ہے تجھسے خوش تو ہے کس سے خوش تو ہے زر سے خوش
ہے قدم قدم پہ صدا یہی یہ اکڑ گیی وہ اکھڑ گئی

ہے کمر تمہاری لچک سے خوش ہے لچک تمہاری کمر سے خوش
ملا وقتِ وصل عجب مزا جو تہا خوف دل مین نکل گیا

جو تمام عمر مین یو پہنچئے وہ ہوے فقط اسی ڈر سے خوش
دلِ مضطرب تمہین مانتا اسے لیکے جا اسے لیکے جا

نہ یہ کوہ سے نہ یہ دشت سے نہ یہ باغ سے نہ یہ گہر سے خوش
وہ اچہل پڑا گری جس پہ یہ وہ پہڑک گیا ملی جسکو یہ

کوئی اسکی جہکتی نظر سے خوش کوئی اُسکی پتلی کمر سے خوش
یہان یاس ہے وہان رنج ہے یہان درد ہے وہان داغ ہے

تری یاد کو مین کہان رکہون نہ یہ دل سے خوش نہ جگر سے خوش
مجھے چارون سے جو مزے ملے وہ بگڑ کے بیٹھے ہین رات سے

نہ لبون سے خوش نہ زبان سے خوش نہ گلون سے خوش نہ کمر سے خوش
کہا مین نے یک بہ یک مجھے بوسہ دو جو خوشی ہوا اسکا عوض ہی لو

کہا کیا غرض ہے ہین کام کیا جو ہون ایسے نفع و ضرر سے خوش

ہین قدم قدم پہ قیامتین ہین قیامتون مین نزاکتین
لچک اس سے خوش وہ لچک سے خوش کمر اس سے خوش وہ کمر سے خوش

وہ تیری غرض کوئی دل ملے وہ مری غرض تو نظر پڑے
تیرا ہاتھ پردۂ در سے خوش مری آنکھ روزنِ در سے خوش

ملین گر فرشتے یہ پوچھ لو جو اسے ملا وہ کسے ملا
بخدا خدا سے بشر ہین خوش بخدا خدا ہے بشر سے خوش

جو رقیب آکے یہ دیکھ لے تو حسد سے دل مین نہ کیون جلے
بڑہے آگے ملنے کو لو گلے وہ اُدہر سے خوش ہم ادہر سے خوش

مرے درد و غم پہ جو کی نظر یہی کہہ گیا بتِ فتنہ گر
اِسے کھونہ دے اُسے کم نہ کر یہ ہی دل سے خوش وہ جگر سے خوش

جو بشارت آکے عدو نے دی کہ وہ بگھی ڈیوڑھی پہ آگئی
مری جان تن سے نکل چلی ہوئی ایسی جھوٹی خبر سے خوش

کہین حج ہوا کہین جاترا ترے در پہ مین ہی غمین رہا
پھرے لوگ کعبہ و دیر سے کچھ ادہر سے خوش کچھ اُدہر سے خوش

جو رفیق ہو تو شفیق ہو جو انیس ہو تو جلیس ہو
وہی درد دل کو جو خوش کرے وہی داغ جو ہو جگر سے خوش

گیا مین جو مائلِ خوش بیان کئی اہل ہند سے تھے جمع دان
ہوے پہلے میرے سخن سے خوش ہوئے پھر سخن کے اثر سے خوش

۸۹	ردیف صاد مہملہ	۱۲

جمع ہین در پر تمہارے عام خاص	۱۸۹۶ع	یہ تو فرماؤ ہے کس سے کام خاص
جو کہ تو ام ہے وہ ہے با دام خاص		یون ملین ہم تم ہو سب مین نام خاص

مست ساغر سب ہین مین ہون مست دل
جام سب کے عام میرا جام خاص

گھر لیا اُسنے ہمارے گھر کے پاس
رنگ لائی گردشِ ایام خاص

ہان تمہین بیشک بہت سے کام ہین
لطف ہو گر کام مین ہو کام خاص

کافر و مومن ہین میرے معتقد
ہے مرا اسلام بھی اسلام خاص

نکلے ہین بن ٹھن کے وہ وقتِ غروب
آج اپنے شہر مین ہے شام خاص

چاہیئے سجدے کا پیشانی پہ داغ
مہر کر اللہ کا لیکر نام خاص

آج جا گینگے چھپر کھٹ کے نصیب
آؤ لیٹو تم سے ہے کچھ کام خاص

کاتبِ اعمال کا کھیلو شکار
دوش پر ہین گیسوؤنکے دام خاص

بنگیا عشقِ بتان عشقِ خدا
ہو گیا آغاز کا انجام خاص

کہتے ہین معشوق مائل تمکو سب
یہ لقب ہے خاص یہ ہے نام خاص

۹۰	ردیف ضاد معجمہ	۱۵

۳۳۹

کھڑے ہین موسیٰ اُٹھاؤ پردا دکھاؤ تم آب و تابِ عارض
حجاب کیون ہے کہ خود تجلی بنی ہوئی ہے حجابِ عارض

نہ رُک سکیگی ضیاے عارض جو سو پردہ ہو نقابِ عارض
وہ ہو گی بے پردہ رکھیگے پردا غضب کی چنچل ہے تابِ عارض

چھپا نہ منھ دونون ہاتھ سے یون تڑپتی ہے برق تابِ عارض
لگا نہ دے آگ انگلیون مین یہ گرمیِ اضطرابِ عارض

جو انکو لپٹا کے گال چوما حیا سے آنے لگا پسینہ
ہوئی ہے بوسون کی گرم بھٹی کھنچے نہ کیونکر شرابِ عارض

پری جو دیکھے کہے تڑپ کر جو حور دیکھے کہے پھڑک کر

تمہارا گیسو جوابِ گیسو تمہارا عارض جوابِ عارض
حضور گھونگٹ اُٹھا کے آئیں بڑی چمک کس میں ہے دکھائیں
اُدھر رہے آفتابِ محشر اِدھر رہے آفتابِ عارض
چھپانا کیا ایک کا تھا منظور آج تک ہیں جو چار مشہور
زبور - توریت - مصحف - انجیل پانچویں ہے کتابِ عارض
نہ کیوں ہو دعوے برابری کا وہاں ہے تل یہاں سویدا
یہ نقطۂ انتخاب دل ہے وہ نقطۂ انتخابِ عارض
پڑا ہوں غش میں مجھے سنگھا دو پسینہ چہرے کا زلف کی بو
نہیں ہے کم تخلخے سے مجھکو یہ مشکِ گیسو گلابِ عارض
جو شعلہ رو منھ چھپا کے نکلا دھواں سرِ راہ کچھ کچھ اُٹھا
لگی وہ آتش بنی ہے جلکر نقابِ عارض کبابِ عارض
نہ چھپیو صبحِ وصال دیکھو تم آنکھ سے آنکھ تو ملاؤ
لئے ہیں گن گن کے میں نے بوسے زباں پر ہے حسابِ عارض
کرو نہ غصے سے لال چہرا بھوں میں ڈالو نہ بل خدارا
نہیں مجالِ جلال ابرو نہیں ہے تابِ عتابِ عارض
جو گال پر گال ہم رکھینگے شبِ وصال اسکے ہاتھ اُٹھینگے
طمانچے مارینگے پیار سے وہ بجینگے چنگ و ربابِ عارض
کمر کو گردن کو دست و لب کو وصال میں لطف دے رہا ہے
شباب زانو شباب بازو شباب سینہ شبابِ عارض
جنابِ مائل یہ کو دکِ دل تمہاری الفت میں ہو گا کامل
پڑھاؤ قرآن کے بدلے اسکو بیاضِ گردن کتابِ عارض

۹۱ | ۱۳

کرے اگر حسن بے کشاکش رہیگا کیونکر حجابِ عارض
اِدہر اُدہر ٹوٹ گر گرینگے تمہارے بندِ نقابِ عارض
اُٹھا تو کیا یار منھ سے پردا ہے دُہرے پردے مین تابِ عارض
تری تجلی حجابِ عارض مری غشی ہے نقابِ عارض
جو اُٹھ گیا راستے مین پردا چمک گئی برقِ تابِ عارض
زمین پہ بجلی گرا رہی ہے ہوا سے اُڑ کر نقابِ عارض
ہین مست محوِ جمال اُنکے گلابی ہین دونون گال جنکے
خدا کی قدرت سے بن رہی ہے لہو کی سرخی شرابِ عارض
بناؤ کے بعد منھ جو دہویا تو پھیلی خوشبو تمام گھر مین
مہک رہا ہے وہ مشک گیسو ٹپک رہا ہے گلابِ عارض
یہی ہے اے جانِ روزِ فردا دکھا دے جلوا اُٹھا دے پردا
غروب ہو آفتابِ محشر طلوع ہو آفتابِ عارض
نقاب مین صورت اُنکی چمکی دکھائی دی زیر ابر بجلی
وہ تابِ عارض ہے برقِ عارض حجابِ عارض سحابِ عارض
یہ اُنسے پلٹے وہ انسے پلٹے یہ انسے چمٹے وہ انسے چمٹے
دلونکے پیارے جنابِ گیسو لبونکے پیارے جنابِ عارض
بہار خط قوتِ بصارت ثنائے رخ لذتِ سماعت
دکھا دو لکھکر کتابِ عارض سنا دو پڑہکر کتابِ عارض
منیر جنگ اور بدر عالم سراج ملک اور شمس دولہ
دئے ہین سرکار عشق نے لو مبارک ایسے خطابِ عارض
حضور آئینہ خانہ وہ ہے چلو اُٹھو ہم تمھین دکھا دین

۳۳ع

نظیرِ ابرو شبیہ بینی مثالِ گیسو جواب عارض
لیا ہے جن جن کا دل اُنہین کی نگاہین گھونگٹ پہ آکے بیٹھین

ہے قرض خواہون کی بھیڑ در پر چھپے ہوئے ہین جنابِ عارض
وہ شوق مائل وہ وصل کی شب وہ ذوق مائل وہ چھیڑ بے ڈھب

کسی کا شرما کے سر جھکانا مرا اُٹھانا نقابِ عارض

۹۲	ردیف طاے مہملہ	۱۹

اسع

ٹھوکر سے زندگی کا گمان بسر غلط
محشر قدم قدم پہ سرِ رہگزر غلط

زاہد ملیگی حور تو کیا چھوڑ دے گا تو
یہ پاک دل یہ چشمِ حقیقت نگر غلط

تم چاند ہو تو چاند مین ناک آنکھہ ہین کہان
تعریف یہ تمہاری ہے بیشک مگر غلط

کون اُٹھکے ہاے ہاے کرے وہ بہی نیند کی
فریادِ شب دروغ پھر اِسکا اثر غلط

اسکی کوئی رسید نہین جسکو مانئے
تارِ نگاہ و تارِ نفس کی خبر غلط

چشم و دہان و دست کے سب ہتکھنڈے دروغ
تاثیر اشک و آہ و دعاے سحر غلط

ترچھی نگاہ سے ہے کلیجے پہ زخم جھوٹ
پھر سینہ سے نمایشِ زخمِ جگر غلط

نقشہ نہ کھچ سکے نہ پڑے آنکھہ مین جو عکس
حد کیونکر آسمان ہو کہ ہے خود نظر غلط

ہر ہر سرشک چشم مین خونِ دل افترا
ہر ہر مژہ کی نوک پہ لختِ جگر غلط

وعدہ کے پیچھے پیچھے ہنسی کا ہجوم کیون
ہے یہ قسم خدا کی قسم سر بسر غلط

آنکھہ نسے ٹوٹتے ہین کہین خشت و سنگ بھی
تیر نظر سے روزنِ دیوار و در غلط

اللہ کہان نہین ہے جو دل اِسکا گھر بنے
اللہ کا گھر یہی ہے تو اللہ کا گھر غلط

ہان پانوین ہے خارِ مژہ کی خلش دروغ
ہان آنکھہ کا ہے فرش سرِ رہگزر غلط

لپٹے ہین وہ بغل مین تصور کے مین نثار
یہ فاصلہ یہ راہ یہ دیوار و در غلط

جوتی وہ چال جسمین کہ حلقے کی شکل ہو
تیری گلی مین ضعف سے قدمونپہ سر غلط

عیسیٰ کے تم کا معجزہ ٹھوکر مین الامان
وہ کسقدر صحیح۔ یہ ہے کسقدر غلط

کہنا کسی کو جانِ محبت کی بات ہے
یہ جاننا کہ دل بھی اُسی کا ہے گھر غلط

اخبار کچھ کتاب نہین آسمان کی
کوئی خبر صحیح تو کوئی خبر غلط

ہان مائل ایک حرف بھی سمجھے نہ اسکا ہم
ہان عشق کی کتاب پڑھی عمر بھر غلط

۹۳ ردیف ظائے معجمہ ۷

۱۹ع

سول اُسنے لیا خنجر مائل کا خدا حافظ
اب سر کا خدا حافظ اب دل کا خدا حافظ

فریاد سے مجنون کے ناقے کو لگی آتش
لیلیٰ کا خدا حافظ محمل کا خدا حافظ

جینا ہے محال اسکا چھٹنا ہے محال اسکا
بسمل کا خدا حافظ قاتل کا خدا حافظ

پردہ وہ سرکتا ہے بجلی سی چمکتی ہے
ہاتھ اُنکا نکلتا ہے اب دلکا خدا حافظ

آغاز جوانی ہے یہ بھیک نہ لائے رنگ
کچھ دینے وہ جاتے ہین سائل کا خدا حافظ

ناصح کو نصیحت سے میرا نہ جنون ہوجائے
جن ہے یہ بڑا سرکش عامل کا خدا حافظ

یہ بھیس بدلکر وان جاتے تو ہین راتون کو
عزت نہین بچنے کی مائل کا خدا حافظ

۹۴ ردیف عین مہملہ ۱۴

۲۹ع

کب تک بناؤ دور کر آئینہ شانہ شمع
تجھکو لگائینگے نظر آئینہ شانہ شمع

مژگان و عینک و نظر آئینہ شانہ شمع
آنکھون سے دون وہ لین اگر آئینہ شانہ شمع

کسنے سنور کے محو کیا تھا شبِ ازل
ہے آج تک جو بے خبر آئینہ شانہ شمع

ہم اور ہمارے ساتھ ادہر امید و ذوق و شوق
تم اور تمہارے ساتھ اُدہر آئینہ شانہ شمع

تم کیون بناؤ کرکے چھپو صورتِ دہن
غائب ہون صورتِ کمر آئینہ شانہ شمع

وہ شوق مین سنگار کے آئین تو کیا عجب
بیٹھا ہون سینکے طور پر آئینہ شانہ شمع

یہ کس کا دل یہ کس کا جگر کسکی جان تھی
روتے ہین توڑ پھوڑ کر آئینہ شانہ شمع

گھونگٹ اُٹھا کے مصحفِ رخ سے کرو بنا
قرآن پڑہینگے تا سحر آئینہ شانہ شمع

شب کو وہ بال بال مین موتی پرو دینگے
رکھدینگے سامنے گُھر آئینہ شانہ شمع

جب تک نہو سنگار کوئی جائے کیا مجال
روکے ہوے ہین رہگزر آئینہ شانہ شمع

کل عید ہے بناؤ کرینگے وہ رات بھر
دیکھینگے چاند دیکھکر آئینہ شانہ شمع

خلوت مین وقتِ شام سنورنے کو وہ چلے
ہے ہر قدم پہ راہبر آئینہ شانہ شمع

یہ آگ آگ - اور وہ روشن - وہ چاک چاک
ہین نالہ و دل و جگر آئینہ شانہ شمع

چھوڑینگے وہ بناو جو مائل ہمارے بعد
روئینگے پھوٹ پھوٹ کر آئینہ شانہ شمع

۹۵ ردیف غین معجمہ ۱۵

اسع

آسمان - بجلی - مہِ انور دھوان تھی چراغ
ہم تماشا ہین کہ ہے سر پر دھوان تھی چراغ

زلف و ناف و رخ انور دھوان تھی چراغ
دیکھئے گھونگٹ کے ہے اندر دھوان تھی چراغ

ہجر کی شب مجھپہ ہی گر کر نہ مجھکو پھونکدے
اضطراب دل سے ہے مضطر دھوان تھی چراغ

داغ دل دودِ جگر تارِ نفس ہین جلوہ ریز
ہے ہمارے جسم کے اندر دھوان تھی چراغ

تم جو آؤ باغ مین تو باغ کو روشن کرے
گل - زر گل - رنگ گل بنکر دھوان تھی چراغ

پھیلی ہے تاریکی عصیان نظر تو کیونکر آئے
چاہئے یارب سرِ محشر دھوان تھی چراغ

کلبۂ تاریک مین تو ہم غریبو نکے نہ آ
جا وہان جس جا ہے اے صرصر دھوان تھی چراغ

ہے نظر مین روشنی لیکر ترا دل ڈھونڈتا
کہار ہے ہین آنکھ مین چکر دھوان تھی چراغ

سرمہ و چشم و نگاہِ ناز ما بین مژہ
ہے تہ خنجر سیہ خنجر دھوان تھی چراغ

پھر رہا ہے مضطرب کیون گرد فانوس اے پتنگ
لیکے مرجا زیر بالِ و پر دھوان تھی چراغ

روشنی قبرون پہ کیون شہر خموشا نین نہین
رات آئی چاہیئے گھر گھر دھوان تھی چراغ

سنگ و آتش کے سوا کوئی نہین پوچھے جو کسے		دیر و کعبہ مین بھی ہے بہتر دھوان بتی چراغ
کیون نہ جل جاؤن فلک سر پر زمین ہے زیرِ پا		ہیچ مین ~~میرا~~ میرا تن لاغر دھوان بتی چراغ
ہم اندھیرے مین پڑے ہین اس اُجالے کو سلام		کسلئے ہے قبر کے اوپر[۵۱] دھوان بتی چراغ

۹۶	آہ لب پر سانس مین سوزش جگر مین آبلہ جاتے ہین مائلؔ وہان لیکر دھوان بتی چراغ	۱۶

روی تابان - مانگ - موی سر دھوان بتی چراغ	اع	کیا نہین انسان کی گردن پر دھوان بتی چراغ
کچھ نہ پوچھو زاہدونکے باطن و ظاہر کا حال		ہے اندھیرا گھر مین اور باہر دھوان بتی چراغ
دود افغان و رگِ جان و سویدا دل مین ہے		بند ہے قندیل کے اندر دھوان بتی چراغ
طور پر جا کر چراغِ طور کیون دیکھے کوئی		کیا مکانو مین نہین بہتر دھوان بتی چراغ
ہو موافق کیونکر اے پروانے سایہ گستری		ہے مخالف زیرِ بال و پر دھوان بتی چراغ
کانپتا ہے ہاتھ تاثیرِ دلِ بیتاب سے		مین کرون روشن تو ہو مضطر دھوان بتی چراغ
صورتِ بخشش دکھا دین کاغذ و سطر و حروف		ہو عملنامہ سرِ محشر دھوان بتی چراغ
خضر ہے بحری مسافر کا منارِ روشنی		ہے جہازونکے لیے رہبر دھوان بتی چراغ
کیا ضرورت روشنی کی بیخودی کی بزم مین		زلف ساقی موج مے ساغر دھوان بتی چراغ
شعلہ رویونکے مقابل رنگ جمتا ہی نہین		اُڑ نہ جاے بزم سے بنکر دھوان بتی چراغ
کس سلیقہ سے ہے روشن محفلِ ارض و سما		آسمان پر چاند ہے گھر گھر دھوان بتی چراغ
صبح تک کرتے رہے روشن دلونسے ہمسری		شام سے روشن نفس ہو کر دھوان بتی چراغ
عشق کی گرمی نے پہونچا دیے پردے مین مجھے		میری چادر - مین - مرا بستر دھوان بتی چراغ
زلف و رخسار و نظر ہین دشمنِ ایمان و دین		لوٹتے نکلے ہین وہ لیکر دھوان بتی چراغ

۵۱ اُردو مین پہ - پر - اوپر - تینون مستعمل ہین مگر بعض کوتاہ اندیش اُردو کی وسعت کے دشمن اول و آخر کو بے سوچے سمجھے متروک کہتے ہین - ایسی نامعقول باتونکا مائلؔ مقلد نہین -

مین وہ طائر ہون جو ہون کم خرچ اور بالانشین
ایک جگنو یان ہے اور گہر گہر دہوان بتی چراغ

شب کو مائل وقتِ آرایش مصاحب تھے یہی
پہول سرمہ آئنہ زیور دہوان بتی چراغ

۹۷	ردیف فا	۱۹

جنبش مین زلف پرشکن ایک اسطرف ایک اسطرف
گردش مین چشم سحرفن ایک اسطرف ایک اسطرف

عارض پہ زلف پرشکن ایک اسطرف ایک اسطرف
ہین آج دو سورج گہن ایک اسطرف ایک اسطرف

مطلب اشارون سے کہا مین ان اشارونکے فدا
آنکھین بھی ہین گرم سخن ایک اسطرف ایک اسطرف

جسدم سکندر مرگیا حالِ تہی دستی کہلا
تھے ہاتھ بیرونِ کفن ایک اسطرف ایک اسطرف

جائیگا دو ہوکر یہ دل آدھا ادِھر آدھا اُدھر
کہنچیگی زلفِ پرشکن ایک اسطرف ایک اسطرف

غیرون سے کہیل کھیلو نہ تم کردینگے رسوا حشر مین
ہین دو فرشتے جانِ من ایک اسطرف ایک اسطرف

عارض پہ سمٹے خود بخود زلفونکے گہونگروالے بال
ہے نافۂ مشکِ ختن ایک اسطرف ایک اسطرف

شیرین کا خواہان حشر مین خسرو بھی ہے فرہاد بھی
کہینچینگے دونون پیرہن ایک اسطرف ایک اسطرف

گہونگہٹ جو گالون سے اُٹھا تارِ نظارہ جلگیا
سورج تھے دو جلوہ فگن ایک اسطرف ایک اسطرف

قاتل ادِہر جراح اُدہر مین نیم بسمل خاک پر
اک تیرکش اک تیغ زن ایک اسطرف ایک اسطرف

آنکھونکے اندر جاے غیر آنکھونکے اوپر ہے نقاب
خلوت مین ہین دو انجمن ایک اسطرف ایک اسطرف

وہ ہاتا پائی سے ہنسے کی بستر پہ ٹوٹے اور گرے
بازو کے دونون نورتن ایک اسطرف ایک اسطرف

پیش خدا روز جزا مین بھی ہون چپ قاتل بھی چپ
گویا کہڑے ہین بے دہن ایک اسطرف ایک اسطرف

رخسار پر خط کا نشان گل پر ہوا سبزہ عیان
ہین دونون عارض دو چمن ایک اسطرف ایک اسطرف

کافر بھی ہون مومن بھی ہون جلنا بھی ہے گڑنا بھی ہے
کہنچینگے شیخ و برہمن ایک اسطرف ایک اسطرف

گہبرا نہ جائین دل جگر ہے بند تربت مین ہوا
پنکہے ہون دو نزدِ کفن ایک اسطرف ایک اسطرف

یارب اٹھون جب قبر سے دو بت ہین ہمدم مرے
غارتگرِ ہندو دکن ایک اسطرف ایک اسطرف

کہتے ہین انمول اسکو سب کہتے ہین کچھ گول اسکو سب
کیا چیز ہے ایجانِ من ایک اسطرف ایک اسطرف

جنت کی حورین آئی ہین مائل دبانے میرے پانو
بیٹھی ہین نزدیکِ کفن ایک اسطرف ایک اسطرف

بیٹھے دبانے کو

۹۸	ردیف قاف	۱۵

۲۴ع

کوئی حسین ہے مختار کار خانۂ عشق
کہ لامکان ہی کی چوکھٹ ہی آستانۂ عشق

نگاہین ڈھونڈ رہی ہین دلِ یگانۂ عشق
اشارے پوچھ رہے ہین کہان ہی خانۂ عشق

پھرینگے حشر مین گردِ دلِ یگانۂ عشق
کرینگے پیش خدا ہم طواف خانۂ عشق

نئی صدا ہو نئے ہونٹھ ہون نیا لہجہ
نئی زبان سے کہون گر کہون فسانۂ عشق

جو مولوی ہین وہ لکھینگے کفر کے فتوے
سناؤن صورتِ منصور اگر ترانۂ عشق

اگر لگے تو لگے چوٹ میرے نالے کی
اگر پڑے تو پڑے دل پہ تازیانۂ عشق

جو ڈالدین اسے پتھر پہ بھی پہلے پھولے
درخت طور بنے سبز ہو کے دانۂ عشق

تمھین کہو جو لٹا دین تو کون خالی ہو
خزانہ حسن کا افزون ہے یا خزانۂ عشق

وہ رات آئے کہ سر تیرا لیکے بازو پر
تجھے سلاؤن بیان کر کے مین فسانۂ عشق

وہ در تک آتے نہین در سے ہم نہین اُٹھتے
اُدھر بہانۂ حسن اور ادھر بہانۂ عشق

سکھائی کسنے یہ رفتار میرے نالے کو
کمر کی طرح لچکتا ہے تازیانۂ عشق

کسی کو پیار کرے گا شباب مین تو بھی
ترے بھی گھر مین جلیگا چراغ خانۂ عشق

جو خوش نویس ملے کوئی دینگے دل اپنا
ہم اس کتاب مین لکھوائینگے فسانۂ عشق

گئے ہین وہ مری محفل مین بھولکر رومال
یہ جا نماز بچھا کر پڑھون دوگانۂ عشق

کسی کے حسن نے کافر بنا دیا مائل
لگا کے قشقۂ دردِ شرابخانۂ عشق

٩٩ ردیف کاف تازی ١١

ع ٣٠

سرِّ ظاہر سرِّ باطن جسم و جان غوثِ پاک
شکل بیچون شان بیچون شکل و شان غوثِ پاک

بے نشان کا ہے نشان نام و نشان غوثِ پاک
لامکان کہتے ہین جسکو ہے مکانِ غوثِ پاک

جو خدا کی ہے زبان وہ ہے محمدؐ کی زبان
جو محمدؐ کی زبان وہ ہو زبانِ غوثِ پاک

پردہای چشم مین ہے جلوہ گر مثلِ نظر
آنکھ مین ہے سایۂ موی میانِ غوثِ پاک

ایک موسیٰؑ اُسپہ بیخود - اُسپہ بیخود سیکڑون
طور سے بہتر ہے سنگِ آستانِ غوثِ پاک

جو دلومین انکے ہے اُنکے خزانومین نہین
بادشاہو نسے ہین بہتر خادمانِ غوثِ پاک

فقرہ فقرہ مین نَفَختُ فِیہِ مِن رُّوحِی کا بہید
جان کیا ہے نکتۂ راز بیانِ غوثِ پاک

حاجیو تمکو مبارک بوسۂ سنگِ سیاہ
جا کے مین چومونگا سنگِ آستانِ غوثِ پاک

قم باذن اللہ مین اور قم باذنی مین ہے فرق
وہ مسیحا کا بیان یہ ہے بیانِ غوثِ پاک

سب یہ کہتے ہین فنا سب کو ہے اور اسکو بقا
ہے بقا کیا چیز عمرِ جاودانِ غوثِ پاک

نزع کا جب وقت آئے یا محمدؐ یا خدا
منھ رہے مائل کا سوے آستانِ غوثِ پاک

١٠٠ ردیف کاف فارسی ١٨

ع ٢٣

آ لگی کمان سے اُس نگہ سحر فن مین آگ
جہانکا تو ہر رو نکلے لگی پیرہن مین آگ

سوزِ نہان سے ہو گئی پیدا سخن مین آگ
وقتِ بیان لبونپہ ہین شعلے دہن مین آگ

تمسے بغل ہے گرم دل پر محن مین آگ
چوسون اگر زبان تو لگا دو دہن مین آگ

ہے حسن کی چمک سے تیرے پیرہن مین آگ
منھ سے نقاب اُٹھے تو لگے انجمن مین آگ

آنسو تھمے نہ بعد فنا سوزِ دل گیا
دیکھو کہ ہے جنازہ مین پانی کفن مین آگ

کیا میرے گھر گئی مری آہِ شرر فشان
بکھری ہوئی پڑی ہے جو راہِ وطن مین آگ

عشق آپکا اگر نہ جلائے پسِ فنا
دوزخ سے مین سمیٹ کے بہر لون کفن مین آگ

روتا ہون لوٹ لوٹ کے گرمِ فغان بھی ہون
ہے تن پہ خاک آنکھہ مین پانی دہن مین آگ

کھنچی جو مین نے آہ رقیبو نکے گھر جلے
بھڑکی ہے آشیانۂ زاغ و زغن مین آگ

وہ بزم مین ہین روتے ہین عشاق چوطرف
پانی ہے گرد انجمن اور انجمن مین آگ

باغِ خلیل دیکھکے نمرود جل گیا
تہا آگ مین چمن کہ نہان تھی چمن مین آگ

ہے اُنکی جلتی زلف مین موباف سرخ رنگ
اژدر ہوا مین اُڑتا ہے لیکر دہن مین آگ

مٹی پڑی تو سوزِ محبت نہ کم ہوا
میرے کفن پہ خاک ہے میرے کفن مین آگ

بوسہ جو حورِ خلد کا لین تمکو چھوڑکر
دوزخ سے اُڑکے آئے ہمارے دہن مین آگ

کرتا ہون سوزِ عشق سے آہین پسِ فنا
باہر مرے کفن کے ہوا ہے کفن مین آگ

چلمن کے پاس جلتی ہے دو بجلیون مین چوٹ
یان آہ مین وہان نگہِ سحر فن مین آگ

میرے عدو سے ہنسکے رکھا میرے دل پہ ہاتھ
تسکین وہ اُسنے دی کہ لگی تن بدن مین آگ

مائل پتنگ بنکے چلے بزم مین تمام
برقع اُتارتے ہی لگی انجمن مین آگ

۱۶	ردیف لام	۱۰۱

ربع

کہتا ہے یہی ہمسے ہمارا جرسِ دل
دنیا مین نہین کوئی بھی فریادرسِ دل

جانبازی کی جانبازی تماشے کا تماشا
دل رقص کنان آگے ہے قاتل کے پسِ دل

ہمکو ہے یہی خوف رہِ عشق ہے بیہڑ
ٹھوکر نہ کہین کہائے ہمارا فرسِ دل

سو جائیگی اب لیلیِ جان محملِ تن مین
جہونکے مجھے دیتی ہے صدای جرسِ دل

تو دم مجھے دیتا ہے یہ دم بھرتا ہے تیرا
بیوجہ نہین آمد و رفتِ نفسِ دل

کس درجہ ہوسناک ہے یہ زیست ہماری
تن کو ہوسِ جان ہے تو جان کو ہوسِ دل

غیر آئے تو آئے ابھی وسعت تو بڑی ہے
گھبراتے ہو کسواسطے چھپ جاؤ پسِ دل

تو مجھسے رکا ہے تو مرا دم بھی رکا ہے
سینے مین ہوی بند ہوائے نفسِ دل

تم ظلم تو کرتے ہو کچھ انجام کی سوچو
محشر مین تو ہوگا کوئی فریادرسِ دل

پھر قافلۂ درد و مصیبت کی ہے آمد
پھر کان مین آتی ہے صدای جرسِ دل

کیا کوچۂ گیسو کی نگہبانی ہے منظور
پھرتا ہے جو راتو نکو ہمارا عسسِ دل

مرجائینگے پر وصل کی رہجائیگی خواہش
ہم آپ ہٹینگے نہ ہٹیگی ہوسِ دل

کھلتے نہین آپسمین گرہ رکھتے ہین دونون
ایک رشتۂ جان دوسرا تارِ نفسِ دل

دلکو مرے اُس ترک نے جو رنگ کیا ہے
دو زخم جیب و راست ہین دو پیش و پسِ دل

دم بھرتا ہے تیرا تو ٹپک پڑتے ہین آنسو
کرتا ہو نہین اشکو نپہ شمارِ نفسِ دل

۱۰۲	کیا حضرتِ مائل یہی رہبر ہے تمہارا باندہے ہوے ہاتونکو جو چلتے ہو پسِ دل	۷

۱۹ع

سیکھا ہنرِ عشق لڑکپن مین مرا دل
کمسن تھا مگر طاق تھا اس فن مین مرا دل

کیا حور کوئی آکے چرا لیگئی اسکو
یارب نظر آتا نہین مدفن مین مرا دل

خیاط نے جسوقت سیئے یار کے کپڑے
تھا جاے گرہ رشتۂ سوزن مین مرا دل

فریاد و فغان آہ و بکا نالہ و زاری
ظالم نہ سکھا طاق ہے ہر فن مین مرا دل

یارب تو اُسے نالۂ ناقوس عطا کر
اس بت نے دیا دستِ برہمن مین مرا دل

دیکھینگے تو چھینینگے حسینانِ دغاباز
لیجاؤ چھپائے ہوے دامن مین مرا دل

۱۰۳	مائل انہین دل دیکے لیا کرتا تھا بوسے وہ کھیلتے تھے لیکے لڑکپن مین مرا دل	۱۵

۳ع

کیسا مجھے دیا مرے پروردگار دل
آفت رسیدہ رنج زدہ بیقرار دل

قابو مین اب نہین مرے پروردگار دل
تو اسکو بھیجدے جسے کرتا ہے پیار دل

دے مجھکو جیا تنکر مرے پروردگار دل
بے چین دل جلا ہوا دل بیقرار دل

لو وہ شکار کھیلکے نکلے ہین بزم سے
مٹھی مین ایک زلف مین ہین تین چار دل

کب تک اُچھل اُچھل کے گھڑی جیب سے گرے
اتنا نہ بیقرار ہوا ہے بیقرار دل

ہون دونون پہلوؤن مین ادہر حور تم ادہر
اُسوقت دیکھنا کسے کرتا ہے پیار دل

کھولی جو اُسنے زلف نہانے کیواسطے
نکلے ہر اک شکن سے تڑپ کر ہزار دل

یوسف ع کے پیچھے پیچھے زلیخا کا تھا یہ غل
تو بھاگتا ہے کیون تجھے کرتا ہے پیار دل

ہان پہر کہو بگڑ کے اسے ہمسے کام کیا
ہان کس طرح کہ کھائیگا اک روز مار دل

آئی صدا یہ غیب سے رکھنا سنبھل کے پانو
جب طور پر چڑھا مرا امیدوار دل

تنتے ہوے اکڑتے ہوے جاتے ہو کہان
لاکھون بچھے ہوے ہین سرِ رہگذار دل

مین کیا کہون نصیب سے کیا کیا ملا مجھے
خونبار چشم خستہ جگر بیقرار دل

مرکر بھی مین نے دی نہ امانت حضور کی
آئی تھی حور مانگنے زیرِ مزار دل

پوشیدہ مجھ مین ہے نہ کہین چوٹ کھائے وہ
مجھکو گرا سنبھال کے اے بیقرار دل

۱۹	مائل نہین ہے نام میرا دل فروش ہے تیری گلی مین بیچنے آیا ہون یار دل	۱۰۴

سوع

ایسا نہ دے عدو کو بھی پروردگار دل
مغموم دل ستم زدہ دل اشکبار دل

مانگے جو کوئی ایک تو دون تین چار دل
اللہ ایک دل کے بنا دے ہزار دل

اُس بت کو پہنچکے دے مرے پروردگار دل
مغرور دل فریفتہ دل شرمسار دل

کس کس پہ مین پڑھون شبِ فرقت مین فاتحہ
سو مردہ جسم تو نکلا بنا ہے مزار دل

دو چار کھُل گئین گرہین انکی زلف کی
دس بیس لوٹتے ہین سر رہگذار دل

شوخی مین شرم شرم مین ہے خوف وصل کا
آہستہ کہتے ہین کہ ہے ناکردہ کار دل

ملکر جو کوئی سونگھے تو بو آئے پہول کی
ایسا تو دے مجھے مرے پروردگار دل

قربان جاؤن ہو جو تلاقی مزے کی ہو
تو مجھکو پیار کر تجھے کرتا ہے پیار دل

دیکھا جدہر ادہر ہوے دو تین لوٹ پوٹ
اک تیر مارتے ہی گرے تین چار دل

تو اور تیرے ساتھ تیری چلبلی نظر
بھڑکے نہ آگ لاگ کی میدانِ حشر مین
وہ ہاتھ - ہاتھ جو ترے نقشے مین کھینچدے
نکلا ہون رونمائی تیری لیکے قبر سے
کی زیدنے خطا تو عمر کو ملی سزا
کہدون جو صاف صاف ابھی کھوئے جاؤگے
نکلی بلائین لینے کو پردے سے برقِ طور
ظالم وہ تیر آنکھہ اُٹھا کر نہ دیکھتا
کیسی لچک دکھائی کمر نے دمِ خرام

مین اور میرے ساتھ مرا بیقرار دل
ہے ایک اک حسین کا امیدوار دل
اونچی سی گات - شوخ نظر - شرمسار دل
پژمردہ جان دریدہ - جگر - بیقرار دل
دیکھا جو آنکھہ نے تو ہوا بیقرار دل
کسکے شکار آپ ہین کسکا شکار دل
اس شان سے تڑپکے گرا بیقرار دل
وہ میری التماس کہ ہے بیقرار دل
کیسی لٹک سے لیکے چلی زلفِ یار دل

مائل ازل کے دن مجھے کیون آگیا پسند
مغموم دل فریفتہ دل سوگوار دل

۱۰۵	ردیف میم	۲۴

۳۴۱

ہو گئے مضطر دیکھتے ہی وہ ہلتی زلفین پھرتی نظر ہم
دیتے ہین دل اک آفت جان کو تھامے ہوئے ہاتو ن سے جگر ہم
غیر کو گر وہ پیار کرینگے اپنے لہو مین ہونگے تر ہم
ڈال ہی دینگے اُنکے قدم پر کاٹ کر اپنے ہاتھ سے سر ہم
صلح ہوئی تو نالے کھینچے یون کرتے ہین سب کو خبر ہم
پیٹتے ہین سینے کا ڈھنڈورا دیتے ہین دل ہار دگر ہم
اور بلینگے چھوڑ نہ دینگے سنکے صدائے مرغِ سحر ہم
حلقہ دونون ہاتھ کا اپنے ڈال رکھینگے گردِ کمر ہم
دل کے اندر طور کے اوپر چشم صنم مین عین حرم مین

تیری ہی صورت تیری ہی مورت پوجنے جائین تجھکو کدہرہم
راز پچھپے تو آغاز اچھا بھید کہلے تو انجام اچھا
مثل سکندر بھیس بدلکر جاتے ہین بنکر نامہ برہم
اندازہ گو کر ہی چکے ہین آجاتی ہے مٹھی مین یھ
آج مگر بے پردہ کرینگے دیکھینگے پتلی سی کمر ہم
لاتے ہی کچھ رنگ جوانی آنکھ سے یون کین آنکھ نے باتین
آؤ دکھائین سب کو گھاتین شعبدہ گر تم جادو گر ہم
کتنی ہین زلفین شکین کس لین کوئی جوڑا ے ہاتھ کمر مین
پھیل کے سوڈور کیا تمسکو گشت کرینگے گرد کمر ہم
لطف بڑا ہوا اور مزا ہوا اُسکے عوض گر آپ کو پائین
بیٹھکے اپنے گھر کے اندر ڈھونڈر ہے ہین یار کا گھر ہم
تمکو نزاکت اور خدا دے ہمکو لذت اور خدا دے
پائنچے تم چٹکی سے اُٹھالو تھامے ہوئے چلتے ہین کمر ہم
اُٹھا جوبن جھکتی گردن دبتی باتین رکتی گھاتین
ہاے نہ کیون سو جان سے فدا ہون ان چارون پر آٹھ پہر ہم
سایہ بنکر ساتھ چلینگے ساتھ پھرینگے ساتھ رہینگے
اپنے گھر مین غیر کے دل مین جاؤ جدہر تم آئین اُدہر ہم
جلد تم اُٹھو دوڑ کے آؤ ہمکو تھامو ہمکو سنبھالو
گرتے ہین مثل اشک زمین پر اُٹھتے ہین شکل درد جگر ہم
سب سے چھڑا کر لائے اُڑا کر کیا نہ رکھینگے دل مین چھپا کر
رہنے بسنے چلنے پھرنے تمکو خدا کا دینگے گھر ہم

منھ جو کھلے گا رنج بڑھیگا ہمسے نہ بولو ہمکو نہ چھیڑو
کاہیدہ تن آزردہ جان آشفتہ دل خستہ جگر ہم
یہہ تو چھپر کھٹ چھوٹا سا ہے پہلو مین تم سوؤگے کیونکر
آڈ لٹا لین سینے پر ہم تمکو سُلا لین چھاتی پر ہم
رنج گر آیا ہو تو بہلا دے پیار بڑھا دے ہمسے ملا دے
اُنکی نگہ سے تو گر تو چکے ہین جائین نہ یارب دل سے اُتر ہم
دیکھکے اُنکا جوبن اُبھرا مین نے کہا یہ مال ہے اچھا
بولے وہ کیا تم لوٹ ہی لوگے گود مین یون آجائین اگر ہم
ٹھہری ہے باہم لطف کی بازی پہلے جو پائے جیت اُسی کی
وصل کی شب سے ڈھونڈ رہے ہین دل وہ ہمارا اُنکی کمر ہم
روز نئے دل لائین کہان سے ایسے تحفے پائین کہان سے
چاٹ پڑی ہے تمکو دلونکی لوٹنے جائین کسکا گھر ہم
غیر کے گھر مین اُنکو دیکھا خاک مین جاے ایسا نظارہ
ہاتھ مین کمبخت آنہین سکتا توڑتے ورنہ تارِ نظر ہم
نشو نما پائی ہے دکن مین قدر ہماری کیونکر ہو گی
گھر کی مرغی دال برابر کسکو دکھائین اپنا ہنر ہم

۱۴	کیون نہ کرے دیوانہ کسی کو شرم کی عادت حسن کی شوخی ہوگیے مائل دیکھکے مائل اُٹھتا جوبن جھکتی نظر ہم	۱۰۶

دونون عالم دل سے باہر ہین فقط ہو دل مین تم ہم تمہارے دل کے اندر ہون ہماری دل مین تم خود کو مین سجدے کرونگا دل مین تم ہو دل مین تم	۳ع	ساری خلقت راہ مین ہو اور ہو منزل مین تم یون ہمارے ساتھ بیٹھو اس بھری محفل مین تم مین ہی مومن مین ہی کافر مین ہی کعبہ مین ہی بُت

ہمسے پوچھو غیر کی محفل مین بیتابی کا حال
تمکو کیا معلوم کب تڑپے کسی محفل مین تم

کسقدر تمسے محبت ہے مجھے خود دیکھ لو
اپنی آنکھین ڈالدو اک روز میرے دل مین تم

مین جہان جاتا ہون آتے ہو وہان مجھکو نظر
راہ مین تم گھر مین تم خلوت مین تم محفل مین تم

دیکھتے کیا ہو کرو حورو نپہ بھی اک وار آج
اپنی شوخی ڈالدو بیتابیٔ بسمل مین تم

مین وہ مجنون ہون کہ ہر ذرہ مین ہے جلوہ مرا
میری صورت دیکھ لو گردِ پسِ محمل مین تم

قبر مین پاس آؤ دل لیجاؤ اے حورانِ خلد
راہ مین سب لوٹتے ہین لوٹ لو منزل مین تم

دیکھنے تمکو ترستی ہے مری جانِ حزین
تمکو فرصت ہو تو یکدن آکے جاؤ دل مین تم

ہمکو تکلیفین مبارک اور تمکو راحتین
کوہ پر ہم گھر مین تم جنگل مین ہم محمل مین تم

دوستو جائے جنازہ جیسے جاتی ہے برات
دھوم سے لیجاؤ مجھکو کوچۂ قاتل مین تم

ٹکڑے ٹکڑے کرکے مجھکو دیکھ لو ہے مجھ مین کون
ہاتھ مین تم پاؤن مین تم آنکھ مین تم دل مین تم

وصل کا نقشہ کچھ ایسا ہے کہ دونون ایک ہین
سچ تو کہدو تم مین ہے مائل کہ ہو مائل مین تم

۲۰	ردیف نون	۱۰۷

۹ع

تو اُڑا کر مجھکو لیچل اے صبا بغداد مین
چہرۂ محبوبِ سبحانیؓ دکھا بغداد مین

کیون نہ اپنا سر جھکائین اولیا بغداد مین
جلوہ گر ہے جانشینِ مصطفیٰ بغداد مین

عاشقو دیدار کا لو تو مزا بغداد مین
شکل محبوبی دکھاتا ہے خدا بغداد مین

ہے الف اللہ کا ہر موجِ ہوا بغداد مین
جلوہ اسمِ ذات کا ہے جابجا بغداد مین

یہ چمن محبوبؓ کا ہے اور وہ باغِ حبیبؐ
روز آتی ہے مدینے کی ہوا بغداد مین

کچھ نہ پوچھو ہر قدم پر کیا نظر آیا مجھے
دونون آنکھین بند کرکے جب چلا بغداد مین

ہے وہی محبوب اللہ کا ہمارا دستگیر
جو چڑھا بالائے دوشِ اولیا بغداد مین

اتنی تلوارین چلین ترچھی نگاہونسی تری
ہون ہمارے دل کے ٹکڑے جابجا بغداد مین

کیون کرون جا کر در جنت پہ رضوان کو سلام
خلد مین جو ملنے والا تھا ملا بغداد مین

گر تمناے زیارت مجھکو لیکر جائیگی
بیٹھ جاؤنگا برنگِ نقشِ پا بغداد مین

چند سانسین ملگئی تھین اکین غوث پاک کی
بارک اللہ کیا معطر ہے ہوا بغداد مین

ہو کے بیخود اسطرح سجدے پہ مین سجدا کرون
نقش ہو میری جبین کا جابجا بغداد مین

بعد مردن جان و تن کی اسطرح تقسیم ہو
روح یثرب مین رہے لاشہ مرا بغداد مین

وہ بھی دن آئے مرا اللہ پوچھے مجھسے یون
تو بہت خوش ہے تجھے کیا ملگیا بغداد مین

گھر جو آیا چور اُسکو نعمتِ باطن ملی
کیا عجب گر ہو ولی دزدِ حنا بغداد مین

اے خدا مین بھی ترے محبوب کا دیوانہ ہون
گو دکن مین ہون مگر ہے دل مرا بغداد مین

وان کسی مُردے کو لیجائین تو وہ جیکر اُٹھے
روح عالم کی ہے جتنی ہے ہوا بغداد مین

ایک چکر گر لگائین غوث کے روضے کے گرد
منکر و نکو بھی نظر آئے خدا بغداد مین

مین چلا تھا دیکھنے محبوبِ سبحانی کی شکل
کیا تماشا ہے خدا مجھکو ملا بغداد مین

۱۰۸

لطف ہو اس فرش پر گر پا تو رکھین غوث پاک
چلکے مائل ہند سے آنکھین بچھا بغداد مین

۱۴۳

اسکی آنکھونکے یہ اشارے ہین
واہ جتنے دل ہین وہ سب ہمارے ہین

آپ جسوقت گھر سدھارے ہین
گھونسے پہلو مین دل نے مارے ہین

عین خود بینی یہ مراقبہ ہے
آپ ہین اپنے ہی نظارے ہین

عہد طفلی شباب اور پیری
توسن عمر کے ترارے ہین

سکر انا انگوٹھا دکھلاتا
اپنے مطلب کے سب اشارے ہین

جس طرف منھ پھرا گری بجلی
دونون کانون مین گوشوارے ہین

کوئی چٹکی دلون مین لیتا ہے
آج بیچین لوگ سارے ہین

ق

تم وہان ٹھہر دیا یہان آؤ
فائدے ہر طرح ہمارے ہین

دور جب تک کہ ہو تصور ہے
پاس جب تک کہ ہو نظارے ہین

بے سبب گدگداتے ہو تم کب
یہ بھی دل لینے کے اشارے ہین

کس نے سانچے مین تمکو ڈہالا ہے
جتنے اعضا ہین پیارے پیارے ہین

کوئی دم دیکھے انکو بھی لیجاے
ہمکو دم دیکے وہ سدہارے ہین

۱۰۹

جاتے جاتے کہا یہ مائل سے
آئینگے پھر کہ ہم تمہارے ہین

۱۱

رع

تمکو معلوم جوانی کا مزا ہے کہ نہین
خواب ہی مین کبھی کچھ کام ہوا ہو کہ نہین

اے بتو سجدہ جو لیتے ہو خطا ہے کہ نہین
تمکو پیدا کیا جسنے وہ خدا ہے کہ نہین

بیقراری مری سنکر وہ تڑپ جائین تو کیا
دل معشوق مین عاشق کی بھی جا ہو کہ نہین

ہمسے اقرار یہ تھا تمسے نہ شرمائینگے
آج پھر نیم نگاہی مین حیا ہے کہ نہین

تم جدہر جاتے ہو یہ بھی تو ادہر پھرتا ہے
دل بیتاب مرا قبلہ نما ہے کہ نہین

سامنے میرے رقیبون کو بھلا کہہ اٹھنا
کہئیے انصاف سے خود آپ برا ہے کہ نہین

سن مری بات تو کر خود ہی کو سجدا واعظ
مجھسے کہدے کہ ترے دل مین خدا ہو کہ نہین

مین نے مانا کہ سر شام تم آؤگے یہان
پوچہ لو دل سے کہ اسکی بھی رضا ہو کہ نہین

غیر کیون کرتا ہے جانبازی کا دعوی مجھسے
کبھی مقتل مین تماشے کو گیا ہے کہ نہین

مجھسے کیا پوچھتے ہو کسکو ملون جسکی سے
کسی کمبخت کا دل تمکو ملا ہے کہ نہین

۱۱۰

کیا عجب اسپہ جو قربان ہوا اے مائل
شمع پر بزم مین پروانہ فدا ہے کہ نہین

۲۳

ع

بہت ڈہونڈا نہ پایا سیکڑون لاکھون ہزارون مین
مری جان تجھسا دلدار و نہین مجھسا جان نثارون مین

جو آیا ذکر برق طور کا امیدوارون مین
کہا ہنسکر کہ وہ بھی ہے ہمارے بیقرارون مین

سنور بنکر سر محشر اگر آؤ گے یاروں مین
برنگ بو سما جائینگے ہم پھولونکے ہاروں مین

صبا نے شوخیاں کین کیا تری ڈولی کے پردے سے
کئی دل لوٹتے ہین دونوں جانب رہگزاروں مین

تری رحمت کے ہین صدقے یہ کب تقدیر سے باہر تھا
مزا ہے حور بنکر گر نکیرین آئین مزاروں مین

زلیخا عاشق یوسف تھی یوسف تجھپہ عاشق ہے
وہ اُنکے جان نثاروں مین یہ تیرے جان نثاروں مین

نہ پہنچا کعبۂ مقصود تک کتنا ہوا لبیک
مری تقدیر کا چکر ہے شاید رہگزاروں مین

وہ وقت وصل کھلکر پڑ بجلی تھی آپ کیوں پھر کے
الجھکر رہگئی زلف رسا پھولوں کے ہاروں مین

ازل کے دن پسند آیا جو فن سامری اُنکو
تو جادو بھر دیا خالق نے آنکھوں کے اشاروں مین

چھپایا کیوں حیا کر تم نے صبح وصل دل میرا
کہاں سے آگیا یہ پھول تازہ باسی ہاروں مین

تڑپتے ہین کرن پھول اُس پری کی بجلیاں بنکر
اثر پیدا ہوا بیٹھا جو آکر بیقراروں مین

جو بعد قتل میری بیگناہی ہو گئی ثابت
مرا جلاد بھی رونے کو آیا سوگواروں مین

عدو کے دل کے ٹکڑے ہین ہماری دیکھ پرزے ہین
وہاں موتی کے ہاروں مین یہاں اشکوں کے تاروں مین

جو صبح وصل اُتارو گے یہ تحفہ کسکو بھیجو گے
پری کی جان ہے دل حور کا پھولونکے ہاروں مین

ادھر تو میت اُٹھتی ہے اُدھر تعریف ہوتی ہے
ہماری خوبیاں وہ گن رہے ہین سوگواروں مین

یہی بنت العنب خلد برین مین بھی مزا دیگی
پری یہ حور بنکر جائیگی پرہیزگاروں مین

کسی کو سر چڑھا کر کیا ہمین دل سے اُتارا ہے
ہماری آنکھ کیوں نیچی ہوئی جاتی ہے یاروں مین

دم آخر بر آیا کونسا مطلب کہ دم میرا
بنا ہے معنئ لا تقنطوا امیدواروں مین

پڑا ہے جامۂ یوسف پہ عکس اشک زلیخا کا
نئے موتی پروئے عشق نے دامن کے تاروں مین

یہ کیسی تعزیت ہے روح کو تکلیف ہوتی ہے
مرے دشمن سے ہنسکر رونے بیٹھے سوگواروں مین

تجھی کو ڈھونڈتا پھرتا ہوں مین ہر رنگ مین ملکر
مکاں مین لامکاں مین آسمانوں مین مزاروں مین

کوئی بات آگئی کیا یاد وہ بھی مرنے والے کی
مریجاں روتے روتے ہنس پڑی کیوں سوگواروں مین

پری بیٹھے ہو کیا مائل یہ کیسی بیوقوفی ہے

۱۱۱	بدلکر بھیس آئی مغفرت ہم بادہ خوارونین	۲۰

ع۲

مرا ہاتھ اُسکے جوبن سے یہ کہتا ہے اشارونین
ترسے مین طالبونمین تو مرے امیدوارونین

ہمین یک باوفا مین ڈہونڈلو تم بھی ہزارونمین
دل افگارونمین بیمارونمین غمخوارونمین یارونمین

جئے جیکر مزے لوٹے۔ مرے مرکر مزے لوٹے
کہ پریان تمہین سکتا نہین تو حورین ہین مزارونمین

بدلتی جاتی ہین بچپنے سے شوخیان اُنکی
مرا دل بنگئے وہ بیٹھتے ہی بیقرارونمین

دلہن ہر وقت بنتے ہین نکھرتے ہین سنورتے ہین
لدے رہتے ہین وہ تو راتدن پھولونکے ہارونمین

گڑینگے ہم جہان مر دے وہان کے پیچ اُٹھینگے
ہماری حسرتین بہر جائینگی سب کے مزارونمین

مبارک ہو جوانی آپکو کیا کیا سکھاتی ہے
جفائین ہین کنایونمین وفائین ہین اشارونمین

زبانِ خامشی سے وہ مری نیت کا سمجھانا
وہ انکا بیٹھکر آنسو بہانا سوگوارونمین

کرامت عشق نے کس دن دکھائی حسنِ یوسف کو
زلیخا کی چھپی رسوائی کب دامن کے تارونمین

تمہارا اضطرابِ دل کر رہا ہے شوخیان کیا کیا
تغافل مین تامل مین کنایونمین اشارونمین

پہنکر زیورگل چھپگئے وہ سر سے پانون تک
مگر ہین چہاتیان اُبھری ہوئی ہیولونکے ہارونمین

یہ کس میخوار کی ٹوٹی ہوی توبہ کے ٹکڑے ہین
نماز پنجگانہ بنگئے پرہیزگارونمین

دکھاتی ہے تماشا برقِ ایمن طور مین چھپکر
شرارے شوخیان کرتے ہین کیا کیا کوہسارونمین

چھپا کر کچھہ دکھاتے ہین نرالا چلبلا پن ہے
دوپٹا ڈہلکے شانے سے گرا آئے جو یارونمین

سپند و برق و سیماب اُسطرف دل اسطرف میرا
خدا حافظ کہ ہوتی ہے لڑائی بیقرارونمین

جو توڑے رات کو بندِ قبا جوشِ جوانی نے
چھپالین گوری گوری چہاتیان ہیولونکے ہارونمین

یہ کیسا کھیل ہے عمرونکے بدلے دلکے ٹکڑے ہین
نئی شطرنج ظالم نے بچھائی جان نثارونمین

بناؤ اچھا نہین تیجے کا دن ہی کیا کہینگے لوگ
دُشمن بنکر نہ آؤ تم ہمارے سوگوارونمین

یہ مسّی لو یہ گزک لو یہ گلوری لو یہ حقہ لو
ہنسو بولو نہ روٹھو آؤ بیٹھو جان نثارونمین

١٤	وہ میرا نام لیکر رو رہے ہین سوگوار روئین	١١٢

	ع١٩	
آدمی ہین کہ یہ سیارے ہین		لوگ گردش مین جولیون سارے ہین
تیرے ہی جزو بدن سارے ہین		اے زمین چرخ کے جو مارے ہین
چارون عنصر مرے گہوارے ہین		جھونکے دیتی ہے مجھے بیتابی
شش جہت کے یہین نظارے ہین		دل مین تم آکے تماشا دیکھو
آج پھر بڑھکے قدم مارے ہین		مدداے عشق کہ ہے عرش کا قصد
عین بیہوشی مین نظارے ہین		چشم دل حضرت موسیٰ کی ہو وا
جھوٹی قسمین بھی شکر پارے ہین		اور تم کہاؤ مزے سے لیکر
اب فقط دور کے نظارے ہین		پاس تھے پاس تھا جبتک انکو
دونون آنکھین مری انارے ہین		ماجرا دیدۂ پرنم کا نہ پوچھ
منھہ چھپا لو بھی تو نظارے ہین		میری عینک ہے تمہارا یہ حجاب
چاندکی گود مین دو تارے ہین		رخ ہے پرنور تو آنکھین روشن
کسقدر صاف وہ رخسارے ہین		لو پھسل جاتا ہے بوسونکا مزا
انہین دو باتون پہ چٹخارے ہین	تمام	ہے خدا ایک محمد ہین رسول

٨	دیر و کعبہ مین ہمین ہین مائل ہر جگہ اپنے ہی نظارے ہین	١١٣

	ع١	
زلف خالی نظر آتی ہے دلِ زار کہان		کھوکے آیا ہے نشانی مری ای یار کہان
مرغ تصویر کو ہے طاقتِ گفتار کہان		کوئی حیرتگہِ عالم مین زبان کیا کھولے
گھر کہان ہے ترا رہتا ہے تو ای یار کہان		دل مین ڈھونڈون کہ کلیجے مین کہ آنکھون مین تجھے
دیکھ بیٹھے ہین ترے طالبِ دیدار کہان		چرخ سے کرتے ہین ہوٹونکا نظارہ عیسیٰ
چھوڑ کر جاؤن تجھے اے دلِ بیمار کہان		حکم انکا ہے اگر آتے ہو تنہا آؤ

کھدتے ہی قبر ہوئی راہ جہنم مسدود
پڑگئی نیو کہان بنگئی دیوار کہان

راتدن کیون ہے تجھے مثل قلاخن گردش
ہمکو پہینکیگا اے چرخ ستمگار کہان

۱۱۴ | ۲۲

کیون پرستش نہ کرون سنگ کی سوچو مائل
ہے نشانِ قدمِ احمدِ مختار کہان

ویع

یار پوشیدہ ہے اے حضرتِ موسیٰ دلمین
ڈہونڈہتے ہیکے چراغِ یدِبیضا دلمین

کیا کہون مین کہ یہ کیسا ہے اُجالا دلمین
کھینچتا ہے تری تصویر فرشتہ دلمین

آنکھ لڑتے ہی زبان ہوگئی پیدا دلمین
مین نے اُسکو تو مجھے اُسنے بلایا دلمین

بام سے کہیلتے ہین راستے والونکا شکار
کھولکر زلف رسا جال بچھایا دلمین

آپ ٹھوکر سے تو مردونکو جلادیتے ہین
کیا سمجھتے ہین خدا جانے مسیحا دلمین

جو ہے معشوق مصور ہے وہی عاشق کا
دل تو سینہ مین ہے اور چاہنے والا دلمین

یار پہلو کو مرے چیر کے پچتا تا ہے
نظر آتی ہے تمنا ہی تمنا دلمین

مردمِ چشم نہین مانی و بہزاد سے کم
آنکھ اسپر جو پڑی کہنچ گیا نقشا دلمین

بدگمان اُسکو کیا حسن پرستی نے مری
گر کبھی خواب مین آیا تو ٹٹولا دلمین

نوجوانی بہی تھیٹر ہے پریزادون کا
حسن و عشق آتے دکہا نیکو تماشا دلمین

رنگ مین دو تونکے ہوجاتی ہے لالی پیدا
آنکھ لڑتے ہی خیال آتے ہین کیا کیا دلمین

آئنہ تمکو مبارک ہو صفائی دل کو
سر جہکاتے ہی نظر آتا ہے چہرا دلمین

آنکھ لڑتے ہی کلیجے مین لگی چوٹ پہ چوٹ
ہم سنبہلنے بھی نہ پائے تھے کہ مارا دلمین

لوٹنے دے مجھے تھامے ہوے دل ہاتونسی
گدگداتا ہے ترا وعدۂ فردا دلمین

پوری پوری ابھی چلمن سے نہ نکلی تھی نظر
اُچھلا دو ہاتھ کلیجا کہ وہ مارا دلمین

قد ہے بوٹا سا ابھی باتین ہین بہولی سی ابھی
نہ حیا نیم نگاہی مین نہ کہٹکا دل مین

بزمِ عشاق مین شوخی سے جو وہ آنکھ پہری
ہر طرف شور یہ اُٹھا کہ وہ مارا دلمین

نزع مین بوسہ جو مانگا تو کہا حیرت سے
مرنے والے کے بھی اللہ ہے کیا کیا دلمین

قد تو چھوٹا ہے ارادہ ہے بڑا قاتل کا
مارنے لایا ہے ننہا سا تپنچا دل مین

مجھسے یک کام ہوا رات کو مرضی کی خلاف
بل ہے ابرو مین غضب آنکھ مین غصا دلمین

بوسہ لینے ہی وہ کہنے لگے پیچھے ہٹکر
پیار کرتے ہو خدا جانے ہے کیا کیا دلمین

۱۱۵	کہین مائل وہ قیامت مین نہ ہوجائین خفا چٹکیان لیتا ہے اندیشۂ فردا دل مین	۱۵

ن ع

کوئی بھی مجھسا زمانے مین غمگسار نہین
وہ دل ملا ہے مجھے جو پسند یار نہین

کبھی فلک کو کبھی مجھکو دیکھتا ہے کیون
عدو کو کچھ مری قسمت پہ اختیار نہین

لپٹ گیا ہے مرا دل تمہارے دامن سے
جھٹک نہ دو واسے رستے کا یہ غبار نہین

یہ کس گھمنڈ پہ کہتے ہین ہم سمجھ لینگے
خدا کا بندہ بتو نکا گناہگار نہین

دعا کو دیکھکے تاثیر مسکراتی ہے
کہ اور کچھ مرا مطلب سوائے یار نہین

کبھی جگر مین کبھی دل مین ہے کبھی سر مین
وہ درد مجھکو ملا ہے جسے قرار نہین

ہمارے ساتھ ہوئین دفن حسرتین اتنی
جگہ بدلنے کو کروٹ تہ مزار نہین

وہ میری گود مین دم بھر ٹھہر نہین سکتے
یہ شوخیان ہین کسی عضو کو قرار نہین

الٰہی کس لئے تاثیر صدقے ہوتی ہے
کہ دل کا راز تو نالون سے ہمکنار نہین

کہو نہ دیکھکے آئینہ منھ پہ منھ رکھدے
تمہارا عکس ہے کرنیکا تمکو پیار نہین

مسک گئی جو قبا آگیا انھین غصہ
وہ جوش حسن سے لڑتے پر اختیار نہین

الٰہی دیکھی تھی کب اُسنے میرے دل کی تڑپ
جو آج تک نگہ یار کو قرار نہین

مزا ہو روز جزا وہ جو مجھسے گھبرائین
کہون مین یار ہو تم وہ کہین مین یار نہین

کہان سے یہ تری چتون مین اعتدال آیا
نگاہ شوخ نہین آنکھ شرمسار نہین

چلو جواب دو کس کے ہو منتظر مائل

۱۱۶	یہ روز حشر ہے ہنگامِ انتظار نہین	۱۸

مرع

سنت غرض سماجت کیا کیا نہین ہے ہم مین — اتنی خوشامدین کین آہی گئے وہ دم مین
شانِ خدا کو دیکھا ہر پیکرِ صنم مین — پہنچا جو بتکدے مین داخل ہوا حرم مین
دیگا تیری گواہی بیدم بھی ایکدم مین — مرغِ حنا پڑہیگا کلمہ کفِ صنم مین
دل محو یادِ حق مین جان کوچۂ صنم مین — ہے شمع بتکدے مین فانوس ہے حرم مین
مرنے مین بھی مزا ہے رنگ فنا بقا ہے — معدوم کب ہوئے ہم موجود ہین عدم مین
کہتا ہے عکس انسے کیون گہور تے ہو ہمکو — رکہا نہین خدا نے کچھ فرق تم مین ہم مین
توڑے خلیل کسکو چھوڑے خلیل کسکو — آذر مین ہر صنم ہے آذر ہے ہر صنم مین
تم اور اگر چلو گے ہوگی کمر دو ٹکڑے — دنش بنیں بارکجکی دو چار ہی قدم مین
زلفونسے دل نکلکر عاشق ہوا بھوون پر — قندیل بتکدے کی جلنے لگی حرم مین
ہنگامِ گریہ آئی بیساختہ ہنسی کیون — کسکی خوشی سمائی یارب ہمارے غم مین
رستے مین چلتے پہرتے لاکھون شکار مارے — دل پہڑ پہڑا رہے ہین زلفونکے پیچ و خم مین
اپنے ہی عکس کی جب لین پیار سے بلائین — آئینہ مثلِ طوطی پہڑکا کفِ صنم مین
کیون لوح کا نوشتہ قسمت بنا ہماری — تو جلوہ گر ہوا تھا کیا سینۂ قلم مین
واعظ دکہا دے مجھکو میرے گنہ کہان ہین — دونون جہان سمائے یک گوشۂ کرم مین
تو جسکو چاہے پیسے تو جسکو چاہے مارے — فتنہ تری نظر مین محشر ترے قدم مین
کیون مانگتے ہین زر وہ کیا داغ قلب عاشق — الحب کا نقش بنکر ظاہر ہوا درم مین
جا کر خدا کے گھر مین کی غیر کی پرستش — جو دلکی آرزو تھی بت بنگئی حرم مین

۱۱۷	مجھسے بہم گے معنی سنکر وہ کہہ رہے ہین مین اور میرا مائل کیون آئے اس بہم مین	۱۲

نہین ہے یہ دلِ خانہ خراب پہلو مین — مرع — دہری ہے چیز کوئی لاجواب پہلو مین

وہ شب کو بیٹھے تھے پینے شراب پہلو مین
فلک پہ چاند تھا اور آفتاب پہلو مین

وصال بھی مرے دل کے لئے تپش ٹھہرا
لپٹ گئے تو بنے اضطراب پہلو مین

وہ ذرّہ ہون جو زبان سے مری آنا نکلے
گھسیٹ لیگا مجھے آفتاب پہلو مین

بغل مین بیٹھکے شرمار ہے ہو مین صدقے
تمہین کہو تو یہ کیسا حجاب پہلو مین

ٹھہر ٹھہر دل مضطرب مجھے سنبھلنے دے
وہ بیٹھتے ہین اُٹھا کر نقاب پہلو مین

ہماری آہ سے ٹوٹیگا آسمان یکدن
ہوا کو رہنے نہ دے گا حباب پہلو مین

ہمارے دل کو تمہین نے تو کر دیا بیچین
کہ اضطراب پہ ہے اضطراب پہلو مین

لہو رلا کے جلاتا ہے سوزِ عشق جگر
شراب آنکھ مین ہے اور کباب پہلو مین

الٰہی پڑ گئی کسکی نگاہِ شرم آگین
کہ دل ہوا ہے مرا آب آب پہلو مین

ترے فراق مین بستر پہ شب کو وہ تڑپا
دل و جگر کو ہوا انقلاب پہلو مین

۱۱	مزے اُڑاؤ خدا جانے کل ہو کیا مائل کہ آج ہے وہ سراپا حجاب پہلو مین	۱۱۸

۲۰ع

آرزوئے قتل ہے ہم لائے ہین سر ہاتھ مین
تم پئے تعظیم اُٹھو لیکے خنجر ہاتھ مین

گر ملائے ہاتھ وہ بت روز محشر ہاتھ
نقد دل آہستہ رکھدونگا دکھا کر ہاتھ مین

مسکراتے ہین ہنسے دیتے ہین لوٹی جاتے ہین
کھیلتے ہین عکس سے آئینہ لیکر ہاتھ مین

وہ مجھی کو پھینک کر مارین کہین ایسا نہو
دل مرا جاتے ہی بنجاتا ہے پتھر ہاتھ مین

آؤ بیٹھو پان کھاؤ ناچ دیکھو مے پیئو
رقص کرتی ہے پری شیشہ مین ساغر ہاتھ مین

کوئی خوش ہو یا خفا ہو ہم نہین کرتے سلام
ہے بغل مین ہاتھ اور تصویرِ دلبر ہاتھ مین

مارتے ہین ہاتھ پر وہ ہاتھ اس انداز سے
دل مرا آتا ہے پہلو سے تڑپکر ہاتھ مین

ہین ابھی کمسن کہ کچھ اقرار کچھ انکار ہے
وہ جھٹک دیتے ہین میرا ہاتھ لیکر ہاتھ مین

ایک مین ہے جان میری ایک مین ہے دل مرا
آئے ہین تربت پہ وہ دو پھول لیکر ہاتھ مین

باز چھوڑا ہے عدو نے نامۂ بیچون کیطرح		آسمان پر ہے نظر میری کبوتر ہاتھ مین
۱۱۹	اُمتی اُسکا ہون جسنے چاند کو دو کر دیا کلمہ اے مائل پڑھا کرتے تھے پتھر ہاتھ مین	۱۸

اُٹھاکے چہرے سے اپنے گھونگٹ وہ ایسی شوخی سے چل رہے ہین ۱۲۰
سنبھالنے والے تڑپ رہے ہین - تڑپنے والے سنبھل رہے ہین -
وہ ہمکو ہیانے سے جھانکتے ہین جو ہم سرِ راہ چل رہے ہین -
سواری ٹھہری ہے راستے مین کہار کاندھا بدل رہے ہین -
یہ جوشش گریہ ذرا تو ٹھہرے حباب بنکر فلک نہ تیرے
مزار مین کون رو رہا ہے کنوین جو سارے اُبل رہے ہین
حضور مقتل مین چلکے دیکھو ذرا تو گھر سے نکلکے دیکھو -
کسی جگہہ دل تڑپ رہے ہین کہین کلیجے اُچھل رہے ہین -
ہم اُنسے لپٹے وہ ہمسے چمٹے نہ وہ جھڑکتے نہ ہم سرکتے
پسینہ بن بنکے وصل کی شب دلون کے ارمان نکل رہے ہین
کبھی تو ہے پائنچون پہ چٹکی کبھی دوپٹے پہ ہین نگاہین -
بلا کے ہین ہوشش نشہ مین بھی سنبھال کر کچھ سنبھل رہے ہین
تمہاری شہرت بھی یک بلا ہے زمانہ آفت مین مبتلا ہے -
گھرون مین زندے تڑپ رہے ہین گھرون سے مُردے نکل رہے ہین
سفر سے کون آیا بعدِ مدت الٰہی مانی تھی کس نے منّت -
مزار پر پھول چڑھ رہے ہین چراغ مسجد مین جل رہے ہین
کشش تو در پردہ اُنکی دیکھو ٹھہر گیا اُنکے در پہ جا کر -
جنازہ بڑھتا نہین ہمارا عزیز کاندھا بدل رہے ہین -

بندھا ہوا ہے سفر کا سامان مگر وہ دیتے نہین اجازت
ادہر سے آہین نکل رہی ہین اُدہر سے آنسو نکل رہے ہین

رکھے ہین کانون پہ ہاتھ دونون نہین نہین کا ہے لب پہ نغمہ
وہ ڈر گئے نام وصل سنکر نئی ادا سے مچل رہے ہین

مرے جنازے کو دیکھے کاندہا لگے وہ بے اختیار رونے
تری خدائی کے مین تصدق بتون کے دل بھی پگل رہے ہین

جو نقد دل اُنکا مہر ٹھہرا سمجھ گئے مالدار مجھکو
وہ کہتے ہین اور کچھ بڑہا دو بلا کی ہٹ سے مچل رہے ہین

بری ہے اے دل یہ بیقراری ذرا ٹھہر جا ذرا سنبھل جا
ابھی تو نیند آنکھ مین بھری ہے ابھی تو کروٹ بدل رہے ہین

یہ ہین اشارے ہمین پہ مرنا کسی سے شادی کہین نکرنا
عجیب مطلب کی گفتگو ہے بلا کے پہلو نکل رہے ہین

نہین کوئی وصل مین مکدر بیٹھے ہوے ہین مزے برابر
زبانین لِپ لِپ کے لڑ رہی ہین اگال باہم بدل رہے ہین

کرو گے کب تک عدو کا ماتم چلو اُٹھو سو رہینگے تم ہم
یہ ضد بری ہے یہ ہٹ بری ہے کہ دن جوانی کے ڈہل رہے ہین۔

۱۲۰	ابھی سے مائل نہ کر تقاضا ابھی ہین سولا سنگار باقی ابھی تو اُٹھے ہین وہ نہا کر ابھی تو کپڑے بدل رہے ہین	۱۵

سینہ سینہ پہ ہی خوش ہین جگر و دل دونو ن کیا کہون آج کہ کیا کیا وہ منائینگے مجھے مین یہ کہتا ہون کچین اور جو اُبھرین تو ہو لطف	۱۲۱	یار کے ہاتھ گلے مین ہین حمائل دونو ن جاتے ہین داور محشر کے مقابل دونون دل یہ کہتا ہے کہ ہین کام کے قابل دونون

اٹھگیا کون مری بزم سے ہو کر برہم
مل رہے ہین کفِ افسوس جلاجل دونون

ڈرا نہین رعب ہمین اُنکو حیا ہمکو ادب
سر جھکائے ہوئے بیٹھے ہین مقابل دونون

وہ تپان خون مین مارے خوشی کے بیتاب
سیر ہے لوٹتے ہین قاتل و بسمل دونون

دیکھ لیتے اُسے موسیٰ جو نہوتی تکرار
لن ترانی - ارنی ہو گئین حائل دونون

دیکھکر آئینہ مین اپنے لبِ رنگین کو
کہتے ہین مچھّیان لینے کے ہین قابل دونون

جوش پر حسن جوانی ہے اُبھرتی ہین کچین
سر اُٹھاتی ہین یہ تن تن کے مقابل دونون

جگر و دل کو سکھاتا ہون تڑپنا ہر روز
کاش ہو جائین اسی کام مین کامل دونون

تھک کے ہم بیٹھ گئے کوچۂ جانانکے قریب
سو گئے پانو ہمارے لبِ منزل دونون

اضطرابِ دل لیلی نے سنبھلنے نہ دیا
جھونکے کھاتے ہی رہے ناقہ و محمل دونون

چھین لی نالہ نے تاثیر دعاے زاہد
لڑ پڑے بابِ اجابت کے مقابل دونون

دیکھئے دیکھئے وہ لپکے چلے لپکے چلے
چھین کر ہمسے ہمارے جگر و دل دونون

۱۲۱	نزع مین حسرتِ دیدار ہے ایسی کہ نہ پوچھ پھرتے ہین چار طرف دیدۂ مائل دونون	۲۲

ع

اگرچہ وہ بے پردہ آئے ہوئے ہین
چھپانے کی چیزین چھپائے ہوئے ہین

ترے عشق مین رنگ لائے ہوئے ہین
کلیجے پہ ہم چوٹ کھائے ہوئے ہین

جو اللہ کا بھید پائے ہوئے ہین
وہ اپنے مین اُنکو چھپائے ہوئے ہین

مرا مطلبِ دل جو پائے ہوئے ہین
حیا سے وہ گردن جھکائے ہوئے ہین

اسی مین ہے اے جان تصویر تیری
کلیجے سے دل کو لگائے ہوئے ہین

جو لاشے پر آئے تو ہنسکر وہ بولے
مجھے دیکھکر دم چرائے ہوئے ہین

مرے دل کا حال انکی آنکھونسے پوچھو
نظر سے نظر وہ لڑائے ہوئے ہین

وہین پھینکدے مجھکو اے بیقراری
وہ دشمن کی خلوت مین آئے ہوئے ہین

مٹے ہم تو کیا غم ملے آپ کو ہم
جو کھوئے ہوئے ہین وہ پائے ہوئے ہین

زبانون پہ ہین جنکی خلوت کے چرچے
یہی ہین جو محفل مین آئے ہوئے ہین

ذرا مین بھی دیکھون تو سر سے قدم تک
مرا دل کہان وہ چھپائے ہوئے ہین

مرے قتل کرنے کی ہے فکر گھری
بڑی دیر سے سر جھکائے ہوئے ہین

یہ کہتا ہے در پردہ جوشِ جوانی
ادہر کچھ ادہر کچھ چھپائے ہوئے ہین

مرا دل ہے قربان آنکھون پہ میری
وہ جب سے نظر مین سمائے ہوئے ہین

غریبون کے تم کیون گلے کاٹتے ہو
یہ بندے خدا کے بنائے ہوئے ہین

نکیرین تم جا کے حورون کو بھیجو
نئے گھر مین تنہا ہم آئے ہوئے ہین

مرے سر مین لگ جائین موسیٰ کی آنکھین
کہ وہ منھ سے پردا اٹھائے ہوئے ہین

مجھے تاک جھانک اب مزا دے رہی ہے
وہ ہمسایہ مین کل سے آئے ہوئے ہین

غرض دیر و کعبہ سے کیا عاشقون کو
تری شکل دل پر بنائے ہوئے ہین

حیا کہتی ہے راستے مین ملا دل
ادا کہتی ہے ہم چرائے ہوئے ہین

نکلتے نہ تھے جو کہ خلوت سے باہر
سنور بن کے محفل مین آئے ہوئے ہین

۱۲۲

شہیدون مین مائل کا بھی نام لکھدو
کسی حور سے دل لگائے ہوئے ہین

۱۵

مربع

جدائی وصل مین دیکھو جو بیٹھا یار پہلو مین
وہ نکلین حسرتین دل سے کہنچی دیوار پہلو مین

جو کروٹ لی تو ڈہل آئے گلے کے ہار پہلو مین
وہ گل سوتا ہے پہلو مین کہ ہے گلزار پہلو مین

غضب ہے لیٹنا شرما کے یون اے یار پہلو مین
تو میرے دلکو سینے سے دبا کر مار پہلو مین

جو تجھکو برہمن دیکھے کہے صل علیٰ دل سے
پڑھے تسبیح تیرے نام کی زنار پہلو مین

تاءمل کیون ہے اے قاتل نگہ بھی ہو مژہ بھی ہے
وہ نیزا مار سینے مین یہ برچھی مار پہلو مین

اگر تو گا کے ناچے چٹکیان لینے لگے لاکھون
تری رفتار آنکھو مین تری گفتار پہلو مین

وہ یوسف ہے بغل مین دل زلیخا بنکے لیتا ہے
سمٹکر آگیا تو مصر کا بازار پہلو مین

ملاکر منھ سے منھ ذکر عدو کرنے لگا ظالم
جو یک بوسہ دیا لین چٹکیان سو بار پہلو مین

مسلمان کافر نہین ہون مسلمانو نہین کافر ہون
کہ قرآن سر پہ ۔ بت آنکھو مین ہے ۔ زنار پہلو مین

ہماری شامت آئی ہے ہماری موت آئی ہے
وہ یک یک بات پر بگڑے ہین سو سو بار پہلو مین

جو گستاخی کرونگا ہاتھ میرے کاٹے جائینگے
وہ یون سوئے کہ رکھہ لی پہلے ہی تلوار پہلو مین

زلیخا تو نہ دے قیمت دکھا وہ جذبۂ الفت
کہ یوسف کھنچکے آجائے سر بازار پہلو مین

جلانے دل مرا ظالم نے یون تصویر کھنچوائی
ادہر اغیار پہلو مین اُدہر اغیار پہلو مین

برہمن بت کو پوجے اپنے دلکو ہم کرین سجدہ
کسی کا یار بہتر مین کسی کا یار پہلو مین

۱۷	جو منھ دیکھا تو یک بجلی گرائی دل پہ مائل کے لگا دی آگ ظالم نے دمِ دیدار پہلو مین	۱۲۳

ربع

زلف مین کیون دل جگر اے یار دور ہتے نہین
یک شفاخانے مین کیا بیمار دور ہتے نہین

جب تیری وحدت کا ہو اظہار دور ہتے نہین
یا الٰہی کافر و دیندار دو رہتے نہین

تم عدو سے تو لڑاتے ہو سمجھلو سونچلو
دو مین جب چل جاتی ہے تلوار دور ہتے نہین

غیر کے دلکو نہ رکھہ جوڑے مین میرے دلکے ساتھ
مرغ جنگی یک جگھ اے یار دور ہتے نہین

کیا دماغ انکا ہے کہتے جاتے ہین محشر مین وہ
کیون ہمارے ساتھ خدمتگار دور ہتے نہین

رو کے شیرین نے کہا جب ہو گیا فرہاد سرد
گرم حسن و عشق کے بازار دور ہتے نہین

کیا حیا ہے مانعِ افزایشِ لطفِ وصال
پیٹھہ پر کیون ہاتھ اے دلدار دور ہتے نہین

یک مین تیغ اک مین سپر اب معرکہ ہو کیون نہ سر
ہاتھ خالی آپکے سرکار دور ہتے نہین

آتی جاتی ہے خبر ہر روز حسن و عشق کی
تارِ جان تار نظر بیکار دور ہتے نہین

تو چھپاتا ہے کسے اللہ سے وقتِ نماز
ہاتھ کیا سینے پہ اے دلدار دور ہتے نہین

تو جہیر کھٹ پر تری تصویر ہے دیوار پہ
کب مرے گھر مین پری رخسار دور ہتے نہین

وصل میں آنکھوں پہ میری رکھو نہ گورے ہاتھ
بحث کی تربت میں ایسی ایک تہنک کر چلے پا
دامن مجنون سے کیونکر پردۂ محمل بنے
چھپتی ہے غیروں سے کب خلوت کی یہ اپرہ گی
لیتے ہیں اسکی بلائیں رات دن لیلی کے ہاتھ

چھپ کے عینک میں نظر کے تار دور رہتے نہیں
تو فرشتے بھی دمِ تکرار دو رہتے نہیں
یان کفن کو بھی تو باقی تار دور رہتے نہیں
کیا فرشتے دوش پر اسے یار دور رہتے نہیں
کب کمر تک گیسوِ خمدار دو رہتے نہیں

۱۲۴	بندِ جوشِ حسن سے ٹوٹے نقاب اڑ کر چلی چھپ کے مائل چاند سے رخسار دور رہتے نہیں	۱۶

تم نہیں ہو تو یہ ہے پھر کون مجھ ناشاد میں
حسن ہے حسن آفرین کا حسن آدم زاد میں
بے قصوری بے نوائی بے نصیبی بیکسی
اپنی ملت اپنا مذہب اپنا ایمان اپنا دین
میری نکلے آرزو تو سب کی نکلے آرزو
خاک کے پتلون پہ دن رات ایسی ایسی سختیان
میری جان اتنا غرور اچھا نہیں اچھا نہیں
عینک آنکھوں پر لگی خو تو کمر کا کچھ گیا
ہیں سرِ دوش ہوا پھیلے ہوے زلفوں کے جال
انکا قابو اسپہ ہو اور اسکا قابو انپہ ہو
خوگرِ رنج و بلا و زخم ہی ہیں جو نکے گئے
بیقراروں کو جو آوارہ کیا چکھا مزا
قالبِ آدم میں باہم تین عنصر جب ملے
آرہی ہے میرے سینے سے صدائے زم زم

سوع

روح میں دل میں خیالوں میں نظر میں یاد میں
خود وہ ہے پنہان طلسمِ عالمِ ایجاد میں
اے خدا چمن پھنکے پھر میرے دلِ ناشاد میں
کھوئے پھر روئے کافر بتوں کی یاد میں
دونوں عالم کی امیدیں ہیں مری فریاد میں
کونسا پتھر ہے یارب چرخ کی بنیاد میں
تھا یہی فرعون میں نمرود میں شداد میں
پڑ گیا ہے بال چشمِ مانی و بہزاد میں
اڑتی پریاں بھی پھنسینگی گیسوِ صیاد میں
دل ہے انکے ہاتھ میں وہ ہیں دلِ ناشاد میں
عدل ہے نا منصفی میں داد ہے بیداد میں
ہے تڑپ دل کی نگاہِ خانمان برباد میں
عشق نے آتش لگا دی خاک و آب و باد میں
تم ذرا پوچھو تو دل روتا ہے کس کی یاد میں

بوی جوی شیر ہے خونِ سرِ فرہاد مین		مرحبا رنگِ خیالِ پختہ کاری مرحبا
۲۲	دھیان کس کا آگیا مائل کہو کیا حال ہے سرنگون بیٹھے ہو عشق اسد کسکی یاد مین	۱۲۵

ع ۳۲

آج تھم تمکو مزا آتا ہے اُنکی یاد مین — کوئی شے رہ رہکے چبھتی ہے دلِ ناشاد مین

زندگی کا لطف جب ہے عالمِ ایجاد مین — وصل مین راتین بسر ہون دن مبارکباد مین

بیانڈ باجا کب بجا کوئی ستم ایجاد مین — ملگئین کچھ دل کی آوازین مری فریاد مین

آج بوی غیر آتی ہے تصور سے حضور — ہم تمہاری یاد مین ہین تم ہو کسکی یاد مین

جب وہ مقتل مین چلا جھک کر چلا رک کر چلا — کیا حیا ہے کیا ادا ہے خنجر جلاد مین

ایک کہتا ہے نہین ہے - ایک کہتا ہے کہ ہے — بحث ہوتی ہے کمر پر مانی و بہزاد مین

کرتی ہے گستاخیان منھ چوم کر تاثیر کا — کیا جوانی کی امنگین ہین مری فریاد مین

بیخودی مین جب خدا سے ملکے دی خود کو تو — شور انا الحق کا ہوا شامل مبارکباد مین

اب بھی گر پیدا نہو تاثیر کیا سر پھوڑ لین — بنگیا پیوند گردون دامنِ فریاد مین

وقت آخر اپنا اپنا دین و ایمان اپنے ساتھ — سب خدا کی یاد مین بندہ تمہاری یاد مین

پوچھتا ہے کھینچدون تصویر مین کس چیز پر — لیکے تم یہ دل مرا رکھدو کفِ بہزاد مین

ہم کہان ہین کون ہین ہمکو نہین اپنا خیال — بھول جانیکا مزا آتا ہے تیری یاد مین

ذکر وحدت کا جو آیا ہو گئے خاموش ہم — نام ہے اللہ کا مہرِ لب فریاد مین

وہ ہمارے گھر جو آئے ہم خوشی سے مر گئے — تعزیت بھی ملگئی رسمِ مبارکباد مین

ایک بھی تسما نہین ہے ڈھونڈ کر آیا ہون مین — قاف مین خلدِ برین مین گلشنِ شداد مین

حوصلہ افزا جو ہو یون بھی اسیری کی ہوا — اُڑکے گلشن سے گرونگا خانۂ صیاد مین

خیر خواہِ عشق وہ ہے جان نثار حسن ہے — جنگ ہوگی روزِ محشر داد مین بیداد مین

اُسکو جو کرنا تھا وہ روزِ ازل ہی کر چکا — کام اب کیا ہے خدا بھی ہے کسی کی یاد مین

لخت دل لخت جگر سوز دروں ذوق اثر	ہیں یہی دو چار کلیاں دامن فریاد میں
تیری صورت ہے تیری شوخی ہی تیری یاد ہر	چشم تر میں جان مضطر میں دل ناشاد میں
دل ہمارا تھک گیا لب تھک گئے ہم تھک گئے	اے خدا تاثیر دے تاثیر دے فریاد میں

۱۲۶	جسنے وصفی کو نہ دیکھا ہو وہ ہمکو دیکھ لے تھے ہمیں مائل نہاں اس مصرع اُستاد میں	۱۶

۳ع

مارو بھی تم جلاؤ بھی پھر تم تو کیا کہوں	تمکو خدا کہوں کہ خدا کو خدا کہوں
سمٹیں جو وہ بغل میں سراپا حیا کہوں	جب دل نہیں سمٹتے تو اس دلکو کیا کہوں
بند آنکھ ہو تو نیند کہوں یا حیا کہوں	قربان جاؤں وقت پہ میں اسکو کیا کہوں
داور کے آگے اس بت کافر کو کیا کہوں	دونوں کی ایک شکل ہے کسکو خدا کہوں
یارب کسی کا دل نہ دُکھے میری بات سے	جھڑ جائے یہ زبان جو کسی کو بُرا کہوں
جو چیز دل میں چبھکے نکل آئے لیکے جان	اسکو قضا کہوں کہ تمھاری ادا کہوں
منصور کی طرح مجھے سولی نہ دے کوئی	مقبول خاص و عام ہو گر میں انا کہوں
فرمان پذیر ہوں جو کھو دن کو رات تم	میں دونوں ہاتھ جوڑ کے ہاں سچ بجا کہوں
کیونکر کہوں خدا وہ نہیں قائل خدا	حیران ہوں کہ اُس بت کافر کو کیا کہوں
وقت وصال پوچھتے ہو دل کا حال کیا	اسوقت ہی کہوں کہ میں ہو کر جدا کہوں
منکر نکیر کو مرے مذہب سے کام کیا	عاشق نہیں کسی پہ وہ پھر اُنسے کیا کہوں
ہر بات پر جو کہتے ہو یہ جھوٹ وہ غلط	تم ہی کہو کہ یوں جو کہو تم تو کیا کہوں
یارب نہ پوچھ حشر کے دن درد دل کا حال	تو میرا ہممذاق نہیں تجھسے کیا کہوں
اس رہگزر میں ڈالکے دل چپ کھڑا ہوں میں	پوچھیں وہ کس کا مال تو میں آپکا کہوں
سو بھی ہے کیا کہ حشر میں بھی بک رہا ہوں میں	جو مجھکو بخشدے میں اُسی کو خدا کہوں

منکر نکیر جاتے ہیں مائل مزار سے

۱۲۷	حورونکو مین سلام کھون یا دعا کہون	۱۹

جو ہم کرتے ہین مائل کیا وہ بہکانیکی باتین ہین — یہ معشوقونکو محبوبونکو پھسلانے کی باتین ہین

وہ کہتے ہین کہ تم جیتے رہو دشمن جو مارے بھی — یہ کیا جینے کی باتین ہین یہ مرجانیکی باتین ہین

سوال وصل سنکر پیار بھی آیا ہے غصہ بھی — مزا آنیکی باتین ہین سزا پانے کی باتین ہین

خدا جانے کہ بیہوشی مین کیا کیا بکدیا مین نے — وہ سنکر کہتے ہین یہ ہوش مین آنیکی باتین ہین

بیان جرأتِ اغیار پر غصہ نہ کیون آئے — کرون کیا صبر یہ تو لڑ کے مرجانیکی باتین ہین

خدا کیا لامکانمین ہے اُتر ممبر سے ای واعظ — یہ بہکانیکی باتین ہین کہ سمجھانیکی باتین ہین

سکھائی کسنی مین تجھکو ایسی گفتگو کسنے — تری باتین ہین جتنی دلمین چبھ جانیکی باتین ہین

سوال وصل سنکر کیون جھکالی تمنے آنکھ اپنی — یہ خوش ہونیکی باتین ہین کہ شرمانیکی باتین ہین

نہ کر رندونسے واعظ بحث تو پچھتائیگا یکدن — تری باتین ہین جتنی جوتیان کھانیکی باتین ہین

مرا سر لیکے زانو پر عدو کا ذکر کیون چھیڑا — ستمگر کیا یہ مجھکو ہوش مین لانے کی باتین ہین

نہ پوچھ اے جان دمِ نظارہ یاری کیا کہا مین نے — تری آنکھونسے تیرے دلمین آجانیکی باتین ہین

پیام اسطرح کیون بھیجا - جو تم مانگو وہ مین دونگا — یہ گھر جانیکی - سر جانیکی - مرجانیکی باتین ہین

ہنسے کیون حال سنکر ہفت خلوت کا زلیخا کی — یہ ہنسدینے کی باتین ہین کہ شرمانیکی باتین ہین

خدا کا نام لے واعظ تجھے توحید کیا معلوم — یہ اُستادانِ کامل فن کے سمجھانیکی باتین ہین

نہ پوچھو بات پہ پھیلاتے ہو کیون کہتے ہو کیا مجھسے — لپٹنے کے اشارے ہین یہ لپٹانیکی باتین ہین

یہ کیا زانو بدلکر مجھسے کہتے ہو پھر آتا ہون — پہ چلے جانیکی باتین ہین کہ یہ آنیکی باتین ہین

غلامون سے ہمین تشبیہ - ای قربان کیا کہنا — سراپا پر عدو کے یہ تو چھا جانے کی باتین ہین

جو کہتے ہو سنو تم یک زمانہ مجھپہ عاشق ہے — یہ کیا سننے کی باتین ہین یہ مرجانیکی باتین ہین

۱۲۸	نہ کیون اترا دین مائل دوستونکے شور سے سنکر وہان جانیکی باتین ہین اُسے لانیکی باتین ہین	۱۶

ع ۵۶

کیا کیا تجلیاں ہین رخ لاجواب مین
دیکھو تو کتنے رنگ ہین ایک آفتاب مین

ہے اور ہی نظارہ کا موقع حجاب مین
میری نظر کے تار ہین تیری نقاب مین

دیدہ ہے انتظار مین دل اضطراب مین
کیون دیر اسقدر ہے مرے خط کے جواب مین

کیا بوسہ لیکے آپکا ہم بھاگ جائینگے
لکھ لیجئے حضور اسے بھی حساب مین

زاہد کو ہے گلہ تو فقط بوسے تند کا
ساقی ذرا گلاب ملا دے شراب مین

ہے پیش فلسفی بھی قیامت تیرا خرام
کھنچکر زمین جا نہ پڑے آفتاب مین

نکلی نگاہ جھوم کے عارض کو چوم کر
اچھے مزے اڑا لیئے گھسکر نقاب مین

یک تم کہ شوخیو نسے نہین رہے تمہین قرار
یک ہے ہم کہ ہمکو چین نہین اضطراب مین

ہے جلوہ ہا سے ظاہر و باطن کا ایک رنگ
باہر بھی ہے نقاب کے جو ہے نقاب مین

اک ایک بوسہ دیکے مجھے چار چار لو
قربان جاؤن سود بڑھا دو حساب مین

اُس ہاتھ کے نثار یہ جس ہاتھ سے کھلے
دل کی گرہ ہے آپکے بندِ نقاب مین

اللہ کرے تپش پہ مری تو بھی لوٹ ہو
تیری ہی شوخیان ہون مرے اضطراب مین

کیسی ہی گرمیان ہون کہین چھوٹتی ہے یہ
پیتا ہون روز برف ملا کر شراب مین

حورین عطا ہون خلد مین اتنی ہی یا کریم
جتنے گناہ مین نے کیے ہین شباب مین

بدنام مین ہون اور مزے لے رہے ہین یہ
کس سے صلاح لون دل و دیدہ کے باب مین

۱۲۹	ساقی پلادے مجھکو پیالہ کھنگال کر مائل کی جان ہے تری جھوٹی شراب مین	۱۸

ع ۴۵

کیا شوخیان نہین ہین تمہارے حجاب مین
باہر نقاب کے ہے نظر منہ نقاب مین

اُسنے بھی دل کا حال لکھا اضطراب مین
جس کا گمان نہ تھا وہ خط آیا جواب مین

کمبخت یون بلک کے نہ رو اضطراب مین
اے دل وہ خود ہی آتے ہین خط کے جواب مین

دشنام ہین بوسے لون ترے اور ایک ہی گنون
بھیجا اُسے تو کہکے پھر غلطی کی حساب مین

پارہ ہے بجلیان بھی ہین قبلہ نما بھی ہے
ذمہ مرا جو مجھسے پڑین اضطراب مین

گر شوق دید ہے تو نگہ پاک صاف ہو
بت بھی چھپے ہوئے ہین خدا کے حجاب مین

کیا خوب سادے بوسے بھی ہین قابلِ شمار
ایسے تو مد ہزار رہینگے حساب مین

کیا مے ہے صاف دیکھ تو ساقی اُٹھاکے شمع
شوخی نظر کی ڈالدے موجِ شراب مین

دنیا مین حسن و عشق کے ہین دو نیاز مند
وان شوخیو نہین عجز یہان اضطراب مین

کچھ غم نہین اگر مجھے کانا کوئی کہے
لگ جائے ایک آنکھہ تمہاری نقاب مین

اُسوقت تمکو دونگا اِس انکار کا جواب
تم جانتے ہو بند نہین کام خواب مین

یک بات بھی جو کر نہین سکتے تھے شرم سے
کیا کیا سنا رہے ہین وہ مجھکو عتاب مین

ہر ملک مین حسین ہین ہر قوم مین حسین
دون ایکدل کسے کسے عہد شباب مین

ہر آنکھہ کارخانہ ہے فوٹوگراف کا
تصویر اُترتی جاتی ہے دل کی کتاب مین

کیا کیا غرور تھا کہ نہین ہے مرا جواب
آئینہ اور دیکھ سنور کر شباب مین

اِسوقت بوسہ لون تو یہ سُرخی دوچند ہو
چہرے نے خوب رنگ نکالا عتاب مین

پیدا کیا جو مین نے حسینون نے لے لیا
سو بار گھر لٹا مرا عہدِ شباب مین

ساری تجلیان مرے دل کی بغل مین ہون
دریا سمٹکے آئے الٰہی حباب مین

۱۳۰	مائل قصور کس کا ہے گر مانگنا نہ آے کس چیز کی کمی ہے خدا کی جناب مین	۲۲

داغ

ہم کیون کہین تبونکو یہ پتلے جفا کے ہین
ان پیاری صورتونمین تو جلوے خدا کے ہین

طالب وہ جیتو نسے دلِ مبتلا کے ہین
آنکھین بری بُری ہین اشارے بلا کے ہین

بگے کرن کرن مین جو نور و ضیا کے ہین
سورج مین کیا خطوط ترے دست و پا کے ہین

دل پر نہین ہے داغ یہ قدرت کی مُہر ہے
کچھ بھید اسمین بندہ ہمارے خدا کے ہین

جس سے نظر لڑی وہ ہوا سامری پرست
جادو بھری آنکھ مین بھی کس بلا کے ہین

سو صور بھی پھونکیں تو نہ اُٹھیں مزار سے
مارے ہوئے جو لوگ تمہاری ادا کے ہین

وہ بوسے دینے آئے ہین بیمار عشق کو
اچھے معالج مرضِ لا دوا کے ہین

دل کو دبا دبا کے دکھاتے ہو کیون مجھے
مشاق میرے ہاتھ بھی جوبن دبا کے ہین

کیسے ہین لال لال شرر میری آہ مین
کیا ایسے پھول ہاتھ مین بادِ صبا کے ہین

پڑتی ہے سب کی آنکھ ترے رنگ روپ پر
دو چار ہی تو دیکھنے والے ادا کے ہین

ہے حکمِ عام عشق علیہ السلام کا
پوچھو تو انکو بھید کچھ انمین خدا کے ہین

جیتے ہین سانس لیکے ہوا مین اگرچہ ہم
خود سانس بنکے سینہ مین جرم ہوا کے ہین

یان جان ہی پہ بنگئی کیا انکو ملگیا
خوش خوش وہ اپنے دلمین کسیکو ستا کے ہین

اک زندگی مسیح کی ہے اک خضر کی عمر
دونون سرے جو آپکے زلفِ رسا کے ہین

نکلا ہون ڈوب ڈوب کے ہر ایک رنگ مین
پکّے ہین جتنے رنگ وہ میری وفا کے ہین

کس دھوم کی چڑھائی ہے آج آسمان پر
تارے بھی پیچھے پیچھے ہماری دعا کے ہین

محشر مین دیدنی ہے تماشا نجات کا
سب کو خدا کے - انکو بھروسے ادا کے ہین

جو مجھکو ہے پسند وہی تجھکو ہے پسند
کیا تیرے دلمین حرف مرے مدعا کے ہین

کیسی یہ ہے سمجھ کہ وہ سمجھے اُنھین کو دوست
دشمن جو آدھی رات سے اُنکی حیا کے ہین

لو وہ بجاتے ہین کفِ رنگین سے تالیان
کچھ زمزمے یہ طائرِ رنگِ حنا کے ہین

واعظ کا اعتراض یہ بت ہین خدا نہین
میرا یہ اعتقاد کہ جلوے خدا کے ہین

۲۲	مائل سلام کر کے وہ دل مانگنے لگے قربان جاؤن ڈھنگ عجب التجا کے ہین	۱۳۱

ن ۴۹

آہین ہماری گرد کسی مہ لقا کی ہین
گھیرے ہوئے چراغ کو جھونکے ہوا کے ہین

قبضے مین کچھ مرے ہین کچھ اس دلربا کے ہین
کیا کشمکش مین بند کسی کی قبا کے ہین

یک بوسہ مانگتا ہون تو دو ہاتھ جوڑ کر
انداز کیسے شوخ مری التجا کے ہین

روشن ہے دل پھر آنکھ پہ عینک لگاؤن کیون
طبقے مری نگاہ مین ارض وسما کے ہین

بندوق ہے نہ تیر۔ چلے ہین شکار کو
کیا حسن کے گھمنڈ بھروسے ادا کے ہین

دل بنگئے سمٹکے ہماری بغل مین وہ
شاید کتاب مین بھی معنے حیا کے ہین

نام اُنکا حاجیون نے فرشتون نے لکھ لیا
جنکی نگاہین گرد ترے نقشِ پا کے ہین

دل بھی لہو لہان جگر بھی لہو لہان
کیا گہرے گہرے زخم تمہاری ادا کے ہین

خلوت مین دو جہان کی دولت ملی مجھے
ہاتھون مین دونون بند کسی کی قبا کے ہین

پتلے بہت ہین آکسیجن سے بنے ہوے
کہتے ہین جنکو جن۔ وہ کرے مین ہوا کے ہین

خاطر سے فلسفی کی کہون سمہ زم کیون
تیری نگاہ مین تو کرشمے قضا کے ہین

بوسہ تو جبر ہی سے لیا کیجئے معاف
ہم معترف قصور کے قائل خطا کے ہین

کرتے ہین دل دُکھا کے وہ تعریف اسطرح
دنیا مین قدردان یہ ہماری جفا کے ہین

آتا ہے میری آنکھ مین وہ آفتابِ حُسن
جلوے نظر کے تار مین بھی اِستوا کے ہین

بوسونکا لطف بے ادبی نے بڑھا دیا
کچھ کچھ نشان سایہ مین زلفِ دوتا کے ہین

جاتے ہین دور دور وہ تفریح کے لیے
طالب ہم اُنکے ہین تو وہ خواہان ہوا کے ہین

تجھکو تو گیسوؤنکی شکن ہی پہ ناز ہے
چوٹی کے پیچ بھی تو ستمگر بلا کے ہین

کیا دل دھڑک رہا ہے ترا خوفِ وصل سے
اسوقت بند کیون متحرک قبا کے ہین

سراپا

جھکتی ہوئی نگاہ مین کسدرجہ شرم تھی
اُٹھتی ہوئی نظر مین اشارے بلا کے ہین

نظارہ۔ بوسہ۔ وصل۔ ہنسی۔ چھیڑ۔ دل لگی
یہ نام سب حضور مرے مدعا کے ہین

کسدن پڑینگے حور کے سینے پہ اے خدا
اُٹھے ہوئے جو ہاتھ ہماری دعا کے ہین

کھل کھیلئے حضور سہری کی آڑ مین
چارون طرف چھپے ہوئے پردے حیا کے ہین

١٨	ہم اسکو جانتے ہین وہ پہچانتا نہین مائل ہم آشنا بتِ نا آشنا کے ہین	١٣٢

کہدیا بت کو خدا ہے عجب انسان ہونین ہوع منھ سے کافر ہون مگر دل سے مسلمان ہونین

رو کے تھمتا نہین وہ شمع شبستان ہونین
جلکے بجھتا نہین وہ سرو چراغان ہونین

ہر تعین مین تنزل کی پڑی منھ پہ نقاب
سات پردونمین چھپا ہون عجب انسان ہونین

غیر کا حال تو کہتا ہون نجومی بنکر
آپ بیتی نہین معلوم وہ نادان ہونین

مین جو کہتا ہون مجھے سب سے ہے ایمان پیارا
وہ یہ کہتے ہین کہ غارتگر ایمان ہونین

اللہ اللہ تو کہا منھ سے نہ سمجھا کچھ بھی
پھر اسی منھ پہ ہے دعوی کہ مسلمان ہونین

قاضی جی دبلے ہوے شہر کے اندیشے سے
ساری دنیا کے لیے آپ پریشان ہونین

مین خدا کو جو چھپاؤن تو ہون کتا کافر
گر خدا مجھکو چھپالے تو مسلمان ہونین

کسی صورت کسی عالم مین نہین دلجمعی
کیا تیری زلف ہون اتنا جو پریشان ہونین

میری تعریف ہے قرآن مین ظلوم اور جہول
پھر بھی ہے عقل کا دعوی عجب انسان ہونین

اسکے قربان کہلا جسپہ یہ معراج مین بھید
میزبان آپ ہونین آپ ہی مہمان ہونین

کام کچھ بھی نہین - پھر کام مین دنیا بھر کے
نام کچھ بھی نہین - پھر نام کہ انسان ہونین

تیری کثرت کا یہ غوغا ہے بھٹکتے جاؤ
تیری وحدت کا یہ ایما ہے نگہبان ہونین

دیر و کعبہ مین نہین فرق خدا شاہد ہے
مجھکو کافر نہ کہو تم کہ مسلمان ہونین

کبھی پروانہ کبھی بزم کبھی بزم نشین
کبھی فانوس کبھی شمع شبستان ہونین

اپنے گھر مین جو پہنچ جاؤن تو دلجمعی ہو
ہفت اقلیم مین پھرتا ہون پریشان ہونین

یار سمجھائے تو سمجھونگا وہ ہون دانشمند
غیر سمجھائے تو الجھونگا وہ نادان ہونین

۱۳۳	ہے فقط دوست پرستی مرا مذہب مائل سچ تو یہ ہے کہ نہ کافر نہ مسلمان ہونین	۱۷

بوسہ تو دیکے نہ جا بندۂ احسان ہونین ہوع آ ادھر آ ترے صدقے ترے قربان ہونین

عشق کی بھول بھلیان مین چلا ہون یارب
تو مرے کان مین کہدے کہ نگہبان ہونین

مجھکو آرام سے رہنے دے سرائے عالم
کچھ زیادہ نہین دو روز کا مہمان ہون مین

دیکھتا ہے مجھے کیون تیز نظر سے کوئی
جسمین چبھتا نہین نشتر وہ رگ جان ہون مین

قبر مین حاضر و ناظر یہ کہے تو ہے مزا
تو نہ گھبرا ترا ہر وقت نگہبان ہون مین

ہجر کے روز اشارے تھے کہ تو احمق ہے
وصل کی رات کنائے ہین کہ نادان ہون مین

بدگمان مجھکو کیا یار کی بیداری نے
خواب وہ دیکھکے اٹھے ہین پریشان ہون مین

مجھسے کہتا ہے یہ دل مین ہون ترے پہلو مین
پھر ہے کیا بات کبھی وان ہون کبھی یان ہون مین

ابھرے جوبن نے جوانی مین کمر سے یہ کہا
تو چھپی جاتی ہے کیون - دیکھ نمایان ہون مین

لطف پینے کا نہ پوچھو کہ طبیعت ہے خراب
درد سر مین ہے مرے سخت پریشان ہون مین

قید ہستی سے جو چھوٹا تو فلک پر پہنچا
قبر کہتی ہے کہ دروازۂ زندان ہون مین

مانگ کر مجھسے تو اے طفل حسین منھ نہ بسور
لے یہ دل لے ترے صدقے ترے قربان ہون مین

غیر کے سوگ مین تھے مجھکو جو دیکھا تو کہا
آپ کل آئے اسوقت پریشان ہون مین

ہوئی عنقا جو کمر حسن کمر نے یہ کہا
جتنا پوشیدہ ہون اتنا ہی نمایان ہون مین

لوٹ کر پانو پہ اس بت کے گلے سے لپٹا
دن کو دامن ہون مگر شب کو گریبان ہون مین

وہ یہ لکھتے ہین کہ دن رات جدا ہون تجھسے
پھر ہے کیا بات ترا دل ہون تری جان ہون مین

۱۳۴	یاد ہے یاد وہ گرمی مین تمہارا کہنا مائل اسوقت نہ چھیڑو کہ پریشان ہون مین	۱۴

۱۳۵

نہین معلوم کون ہون کیا ہون
عقل کہتی ہے تیرا بندا ہون

مجلس کنفکان مین چلتا ہون
دست ساقی مین جام صہبا ہون

نذر لو دل یہ ترے اشکون سے
سات پانی سے دہو کے لایا ہون

پوچھتے کیا ہو عاصیون کا مزاج
آپ ہی کے کرم سے اچھا ہون

جمع ہین مجھ مین وحدت و کثرت
کیا خدا ہون خدا کا بندا ہون

معنئے لا الٰہ الا اللہ

بت کبھی دل مین ہین کبھی باہر
گرچہ جز ہون مگر ہون محوِ کل
آسمان کہاے تو زمین دیکھے
ہین یہ درجے مرے تنزل کے
جتنے اچھے ہین مین ہون اُنہین برا
مستحق کیا نہین ہون جنت کا
تیری امت مین ہون بُرا سب سے

مین سمجھنے کو۔ یا تنگ آیا ہون
کبھی کعبہ کبھی کلیسا ہون
مین ہی قطرہ ہون مین ہی دریا ہون
دہن گور کا نوالا ہون
عرش ہون کعبہ ہون کلیسا ہون
ہین بُرے جتنے اُنہین اچھا ہون
سیدھا سادا ہون بھولا بھالا ہون
کب کہا مین نے مین بھی اچھا ہون

۱۳۵	سب پکارین غلام مائل کو خواجۂ دو جہان کا بندا ہون	۱۴

غزل

پیارا اپنے پہ جو آتا ہے تو کیا کرتے ہین
وصل کا لطف مجھے وصل سے پہلے ہی ملا
اسقدر تہا نہ مجھے الفت مین بھروسا انپر
ہے یہی عرض خدا سے کہ فلان بت مل جائے
لب کسی کے جو ہلے کان اُدھر دہیان اُدھر
صبح کو دیکھکے آئینہ مین بوسے کا نشان
کیسے کیسے مجھے بیساختہ ملتے ہین خطاب
کیا ہوا مجھکو رقیبون نے اگر دی تعظیم
کان باتونکی طرف۔ آنکھہ ہے کامونکی طرف
جبین پیشانی پہ ہے موج تبسم لب مین
بس تو چلتا نہین۔ کچھ کہکے اُنہین۔ کیون ہون ذلیل

آئینہ دیکھکے منھ چوم لیا کرتے ہین
جب کہا یار نے گھبرا کے یہ کیا کرتے ہین
کی جفا بھی تو یہ سمجھا کہ وفا کرتے ہین
وہی اچھے جو نماز و نہین دعا کرتے ہین
دل لگا کر وہ مرا ذکر سنا کرتے ہین
مسکراتے ہوئے ہونٹو نہین گلا کرتے ہین
غصہ آتا ہے تو کیا کیا وہ کہا کرتے ہین
تیری محفل مین تو فتنے ہی اُٹھا کرتے ہین
ہو کے انجان مرا ذکر سنا کرتے ہین
ایسے ہنس مکھہ ہین کہ غصے مین ہنسا کرتے ہین
ہم تو اپنا ہی لہو آپ پیا کرتے ہین

اس اشارے کے فدا ایسے تجاہل کے نثار چلتے ہی چلے ہین جب سے وہ ہوئی خود مختار	مار کر آنکھ وہ منھ پھیر لیا کرتے ہین کوئی اتنا نہین کہتا کہ یہ کیا کرتے ہین

۱۳۶	عاشقانہ ہے عقیدہ بھی ہمارا مائل لیکے ہم نام بتان ذکرِ خدا کرتے ہین	۱۹

وہ پارہ ہو نہین جو آگ مین ہون وہ برق ہون جو سحاب مین ہون ۳۵ع

زمین پہ بھی اضطراب مین ہون فلک پہ بھی اضطراب مین ہون

نہ مین ہوا مین - نہ خاک مین ہون - نہ آگ مین ہون - نہ آب مین ہون

شمار میرا نہین کسی مین اگرچہ مین بھی حساب مین ہون

اگرچہ پانی کی موج بنکر ہمیشہ مین پیچ و تاب مین ہون

وہی ہون قطرہ وہی ہون دریا جو عین چشمِ حباب مین ہون

سُلایا کس نے گلے لگا کر - کہ صور بھی تھک گیا جگا کر

بپا ہے عالم مین شورِ محشر مجھے جو دیکھو تو خواب مین ہون

مزا ہے ساقی ترے کرم سے ظہور میرا ہے تیرے دم سے

وہ بادہ ہون جو ہون میکدے مین وہ نشہ ہون جو شراب مین ہون

الٰہی وہ گورے گورے تلوے کہین نہ ہو جائین مجھسے میلے

کہ خاک بنکر برنگِ سرمہ ہمیشہ چشمِ رکاب مین ہون

جو بھیس اپنا بدلکے آیا تو رنگ اطلاق منھ سے دھویا

کیا ہے پانی مین قید مجھکو ہوا کی صورت حباب مین ہون

غضب ہے جوشِ ظہور تیرا پکارتا ہے یہ نور تیرا

خدا نے اندھا کیا ہے جسکو اسی کے آگے حجاب مین ہون

ہوئی ہے دونون کی ایک حالت نہ چین اسکو نہ چین مجھکو

اُدہر وہ ہے محو شوخیون ادہر جو مین اضطراب مین ہون
الٰہی مجہپر کرم ہو تیرا نہ کہول اعمالنامہ میرا
پکارتا ہے یہ خطِ قسمت کہ مین بھی فردِ حساب مین ہون
دماغ مین ہون قدح کشون کے دہن مین آیا ہون مہوشونکے
نشہ وہ ہون جو شراب مین ہون مزا وہ ہون جو کباب مین ہون
وہ اپنا چہرا اگر دکہائے یقین اندہو نکو خاک آئے
پکارتی ہے یہ بے حجابی کہ مین ازل سے حجاب مین ہون
علیٰحدہ کرکے خود بھی سے مجھکو جو تو نے بخشا تو خاک بخشا
اگرچہ جنت سے مجھے ملی ہے الٰہی پھر بھی عذاب مین ہون
ہجوم نظر و نگاہ ہے وہ منھ پر دیا ہے دونو نکو جسنے دہوکا
یقین یہ مجھکو پڑا ہے پردا ۔ گمان یہ انکو نقاب مین ہون
جو مجھکو اُس سے جدا کروگے تو میرا نقصان کیا کروگے
نہین ہون مانند صفر کچھ بھی اگرچہ مین بھی حساب مین ہون
نہ آیا مرکر بھی چین مجھکو اُٹھا مری خاک سے بگولا
بتو نکا گیسو تو مین نہین ہون الٰہی کیون پیچ وتاب مین ہون
جو حال پوچھو تو اک کہانی نشان پوچھو تو بے نشانی
وہ ذرہ ہون جو مٹا ہوا ہون اگرچہ مین آفتاب مین ہون
مٹا اگرچہ مزار میرا پہ چھٹا نہ وہ شہسوار میرا
پکارتا ہے غبار میرا کہ مین بھی حاضر رکاب مین ہون

۱۷	کرم کی مائل پہ بھی نظر ہو نظر مین پھر چلبلا اثر ہو ازل سے امیدوار مین بھی الٰہی تیری جناب مین ہون	۱۴۷

۲۳ع

اسد کا گھر بھی غیر کی محفل سے کم نہین
ظالم یہ کیا یہ کیا کہ تری شرم مین ہے زور
سو سو تجلیونکا ہے گھر - ایک اک نظر
کیا سر سے چلتے ہین ترے کوچے مین ہم
اے چارہ گر تو دل پہ مرے ہاتھ رکھکے دیکھ
پامال کیا کیا مجھے روشن ہوی گلی
محفل مین اُسکی دھوم ہے خلوت مین اسکی ہم
نالونکا امتحان ہے اور اپنی موت کا
آتے ہین کود - کود کے لڑنے کو مدعی
جو دو زبانین رکھتا ہے اُسکا نہین علاج
وعدہ تو ہمسے اور قسم جانِ غیر کی
وہ تیری چال - چال نہین - جسمین چل نہو
باتونسے یہ عیان کہ مری موت کا ہے غم
ہر تنکدے کو چہانکے تجھکو کہا خدا
دو چار بار مین نے پیا شربتِ وصال
اے خوفِ وصل کیا کوئی تجھمین مزا بھی تہا

دونون جہان ہین دل مین ترے ایک ہم نہین
کافر یہ کیا یہ کیا تری شوخی مین دم نہین
اے شوق کیا کرین کہ سرِ طور ہم نہین
نقشِ جبین ہے خاک پہ نقشِ قدم نہین
کل سے بھی آج درد زیادہ ہے کم نہین
دل پر چراغ جلتے ہین نقشِ قدم نہین
تیری حیا بھی کم نہین شوخی بھی کم نہین
اے آسمان تو نہین یا آج ہم نہین
شطرنج کے پیادے ہین یہ جنمین دم نہین
دار الشفا مین مرہمِ زخمِ قلم نہین
کیون مر نہ جائین ہم کہ یہ ستم ہے قسم نہین
وہ تیری بات بات نہین جسمین دم نہین
آنکھونسے آشکار کہ پلکین بھی نم نہین
توبھی تو ایک ہے کوئی تجھسا صنم نہین
سوزِ فراق و دردِ جگر کچھ بھی کم نہین
یون وقت پر وہ روے کہ پلکین بھی نم نہین

۱۳۸	مائل سے ملکے کہتے ہین برسون کے بعد وہ اب بھی تو بہ چھپاتا ہے کچھ زور کم نہین	۱۸

۳۴ع

اچھی ہے بات مجکو جو محشر کا غم نہین
پوچھا پتا جو گھر کا تو ہنسکر دیا جواب
کیون ہے گمان زیادتی نقدِ حسن کا

کچھ تیرے قہر سے تری رحمت تو کم نہین
آنکھو نہین ہم نہین کہ ترے دلمین ہم نہین
تیرا دہانِ تنگ ہے صفرِ رقم نہین

وہ کون تھا کہ جسنے مرا دل چُرا لیا
مین جس سے پوچھتا ہون وہ کہتا ہے ہم نہین

سارے گناہگار چلے کیا ہوا کی چال
کیون پل صراط پر کوئی نقش قدم نہین

لکھا جو حالِ گریہ یہ آیا مجھے جواب
تصویر تیری دیکھی ہے پلکین بھی نم نہین

سو بار تم نظر جو چراؤ کہون نہ کچھ
یکبار ہنسکے پھر تو کہو چور ہم نہین

دوزخ مین ڈالنا ہے تو حیلہ ہی کیا ضرور
تقصیر ہو معاف یہ شانِ کرم نہین

کیا بھیجکر فرشتونکو اپنے پتا لگاؤن
کہتے ہو کیون کہ دل مین رقیبو نکے ہم نہین

شق القمر زمین پہ دکھا فلسفی کو تو
ٹکڑے ہین چاند کے ترے نقشِ قدم نہین

کہتا ہو نہین جو ہاتھ پکڑ کر تمہین ہو دوست
کہتے ہین وہ یہ ہاتھ چھڑا کر کہ ہم نہین

وہ مال مال ہے جو کسی کے بھی کام آئے
اسد دل گیا تو گیا کچھ بھی غم نہین

اے غیر دفن کرنیکو جاتے ہین وہ تجھے
بدبخت ہین کہ تیرے جنازے مین ہم نہین

سب نعمتو نمین وصل کی نعمت پسند ہے
کیا خوش مزہ ہے اسمین کوئی چیز کم نہین

ہمکو یہ ناز غسل دیا آبِ اشک سے
یون لاش پر وہ روئے کہ پلکین بھی نم نہین

مجھسے یہ کیون کہا کہ نکل تو ابھی نکل
مین تیرا دوست ہون کسی دشمن کا دم نہین

یا غوث پاک کیون نہ جھکین سب کی گردنین
کاندھے پہ کس ولی کے تمہارا قدم نہین

۱۳۹

مائل کے دل کو ہاتھ سے ملتے بھی جائیے
پھر پوچھتے بھی جائیے کیا درد کم نہین

۲۴

ع

کرتا ہے بات چیت اشاروں سے راہ مین
گویا زبان چلتی ہے چھپکر نگاہ مین

کیون طور کو غرور تری جلوہ گاہ مین
ہر دل مین تو ہے شکل تری ہر نگاہ مین

یون مجھسے آنکھ پھیر چو ملجاؤن راہ مین
صورت مری پھرے تیری پھرتی نگاہ مین

چوری سے جل رہا ہون تری جلوہ گاہ مین
دلمین لگی ہے آگ دھوان ہے نگاہ مین

وان اک چراغ طور سے موسیٰ کے ہوش اڑے
یان سیکڑون ہین چاند کے ٹکڑے نگاہ مین

تو بوسہ دیکے جا مرے پہلو مین دل نہین — معذور بھیک مانگنے بیٹھا ہے راہ مین

صدقے ترے خیال تجھے آگیا کچھ اور — نقشہ ہے رات کا تری جھکتی نگاہ مین

آنکھون مین اشک لب پہ ہنسی دل مین اضطراب — میرا عجیب حال ہوا تیری چاہ مین

صحبت اثر کرے تو کچھ ایسی ہوا چلے — بو باس پھول کی رہے بلبل کی آہ مین

مہتاب و آفتاب کہان اور تم کہان — جو حسن تم مین ہے وہ نہین مہر و ماہ مین

غیرونکے ساتھ وہ نہ ہوا کھائین صبح و شام — اللہ دے اثر جو مری سرد آہ مین

سچ پوچھئے تو دل مین ہے جو کچھ اسی مین ہے — پھر دیکھئے تو کچھ نہین نیچی نگاہ مین

ظلمت سے نور نور سے ظلمت کا ہو ظہور — تیری نشانیان ہین سفید و سیاہ مین

ہو دوڑ دھوپ تمکو مبارک جناب خضر — ہم سے جبکا کے بیٹھ گئے خانقاہ مین

یوروپ کے صنم ہون کہ ہندوستان کے بت — ہین اک کیسے کیسے چاند سفید و سیاہ مین

ظالم ہی تو دل کی ہے چلتی ہوئی زبان — کس بات کی کمی تری جھکتی نگاہ مین

ہم تم ملین تو فیصلہ ہے عشق و حسن کا — حاکم کے ہاتھ مین نہ زبان گواہ مین

جوڑے کا بوجھ پیچھے ہے جوبن کا سامنے — پتلی کمر سنبھالکے لائی ہے راہ مین

تاثیر ڈھونڈھتے ہین مرے نالہاے دل — مظلوم کی دعا مین یتیمون کی آہ مین

سر جھک گیا تو شرم نہین شوخیان تمام — کیا کیا فریب ہین تری نیچی نگاہ مین

وہ صبح وصل اور وہ رخصت کا ذکر ہاے — دینا وہ بار بار خدا کی پناہ مین

تمکو بھی ہے کمال تو ہمکو بھی ہے کمال — تم بخشنے مین طاق ہوئے ہم گناہ مین

وہ تیر تیر جس سے نہ سینہ بچے نہ آنکھ — دل پر اگر لگے نظر آئے نگاہ مین

۱۴۰ | کوسون وہ شاعرانہ خیالون سے دور ہین / جو خوبیان ہین مائل حکمت پناہ مین | ۲۷

ہم شان کیا دکھائین تری جلوہ گاہ مین | بےع | بیخود پڑی ہے برق تجلی بھی راہ مین

توہی نگہ سے دور ہے توہی نگاہ مین
پہوٹے وہ آنکھ غیر کو دیکھے جو راہ مین

کس کس ادا سے کہنچتے ہین دلکو راہ مین
اپنی نگاہ ڈالکے میری نگاہ مین

سو بار کہو چکا تجھے رکہکر نگاہ مین
اب دیکھے دیکھتا ہون خدا کی پناہ مین

بوڑہے ہے تو ہم ہوے مگر اچھا ملا خضاب
ڈوبا ہے بال بال ہمارا گناہ مین

جہک کر اٹھی تو اٹھکے مجہی پر گری نظر
ڈورے وہ ڈالتے ہین مرے دلپہ راہ مین

تو چلبلا ہے شرم بھی تیری ہے چلبلی
لاکھون ہین شوخیان تیری جھکتی نگاہ مین

ہونٹون مین کوسنے جو لگے دل پکڑکے وہ
سو سو مزے ملے مجھے اک ایک آہ مین

پردہ نہین پسند بتانِ فرنگ کو
دل مین اگر چھپاؤن تو نکلین نگاہ مین

بوسونکا نیل اور ترے گورے گورے گال
شاید زمین کا عکس پڑا مہر و ماہ مین

تو کانپنے لگے ترا دل کانپنے لگے
آتنا اثر تو ہو مری ٹھنڈی سی آہ مین

باتین بھی جسکی شوخ ہون - آنکھین بھی جسکی شوخ
پردا تو کیا - رہے نہ خدا کی پناہ مین

آفت وہ کالی زلف قیامت وہ گورے گال
ہین سیکڑون بناؤ سفید و سیاہ مین

یک مین کہ میری شکل کسی آنکھ مین نہین
یک تو کہ تیری شکل کہچی ہر نگاہ مین

مٹی اگر پڑے تو پڑے آسمان پر
دل مین جو ہے غبار نکل جاے آہ مین

میرے عدو کو گہر مین بلایا بہلا بہلا
مین ہون چھٹا ہوا مجھے رکہنا نگاہ مین

آتش پرست - آپ پرستی کرے قبول
کافر جو تیرے منھ کا پڑے عکس چاہ مین

چپ چپ نہ پوچھ - کسنے جلایا - جلایہ کون
تیری نظر مین آگ دہوان میری آہ مین

سمجھے جو آشنا بتِ نا آشنا مجھے
مین دل مین ڈوبکر نکل آؤن نگاہ مین

یہ شکل یہ لباس یہ جوبن یہ شوخیان
اللہ آپکا ہے نگہبان راہ مین

وہ پانو پانو ہے جو ترے گہر پہ پہسلے
سر ہے وہ سر جو دلپہ جہکے تیری راہ مین

شوخی مین شرم - شرم مین کچھ موہنی بھی ہے
ان سب کا گہر کہان تری ترچھی نگاہ مین

کیا فلسفی کی فکر ہے کیا فلسفی کی دوڑ
ہے وہ نگہہ نگہہ جو کہے صاف دلکا حال
صورت پذیر ہوتی ہین کیا کیا تجلّیان
خود کو ٹٹولتا ہون خود آئینہ دیکھکر

جبریل آسکے نہ تری جلوہ گاہ مین
دل ہے وہ دل کہ جسکی زبان ہو نگاہ مین
لاکھون صنمکدے ہین مری خانقاہ مین
جب سے کہ تیری شکل ہے میری نگاہ مین

دن کو وہی ملا مجھے شب کو وہی ملا
مائل وہی چھپا ہے سپید و سیاہ مین

۱۴۰ — ۳۰

ق ۱۵۸۶ع

ہم آنکھ لڑانیکا مزا پائے ہوے ہین
باتونسے یہ پیدا ہے وہ گھبرائے ہوے ہین
کیون حضرتِ آدم سے گلے ملکے نہ روئین
وعدے کے ہین پکے ترے آگے ہی مرینگے
آنکھونکی حیا آگئی رفتار مین کیونکر
جوبن تیرے کپڑونمین ترے چھپ نہین سکتے
آنکھو یہ خوشی اسکو دیا خوب ہی دھوکا
شرمائی ہوئی آنکھ ہے گھبرائی ہوئی بات
کس لطف کی ہے باخبری بیخبری مین
مین دم بھی جو دونگا تو نہ آئینگے وہ دم مین
رومال سے پونچھو عرقِ شرم کے قطرے
بیمار ہے دل سلمہ اللہ تعالےٰ
کافر یہ جوانی تو پھٹی پڑتی ہے تیری
احباب بھی آتے تو مرا دل نہ بہلتا
اس راہ سے واقف نہین میرے بھی فرشتے

آنکھونکے اشارونسے پیام آئے ہوئے ہین
آنکھونسے ہویدا ہے کہ شرمائے ہوئے ہین
ہم بھی کسی محفل سے نکلوائے ہوئے ہین
دیکھا ملک الموت کو ٹھیرائے ہوئے ہین
نقشِ کفِ پا راہ مین شرمائے ہوئے ہین
اُبھرے ہوے نکلے ہوے گدرائے ہوئے ہین
مجھکو یہ بہر وسادہ قسم کھائے ہوئے ہین
چوری سے کہین جاکے ابھی آئے ہوئے ہین
ہم کھوکے دو عالم کو تجھے پائے ہوئے ہین
سونچے ہوے سمجھے ہوے بجھائے ہوئے ہین
اُٹھکر کسی پہلو سے ہمین آئے ہوئے ہین
جتنے مرے ارمان ہین گھبرائے ہوئے ہین
ظالم ترے جوبن بھی تو گدرائے ہوئے ہین
تیرے ہی کرشمے ہین جو بہلائے ہوئے ہین
جس راہ سے وہ دل مین مرے آئے ہوئے ہین

جتنا ہے اِدہر شوق ہے اُتنا ہی اُدہر خوف
نیت مری بدلی ہے وہ گھبرائے ہوئے ہین

تازی ہو مری روح وہ باسی بھی اگر لائین
چڑہیجائین وہی پھول جو کملائے ہوئے ہین

جو بات نہ تھی ماننے کی مان گئے وہ
اب وقت جو آیا ہے تو گھبرائے ہوئے ہین

جنت کو چلے تیری محبت کے گنہگار
ہین چھنکے جہنم سے نکلوائے ہوئے ہین

اے آرزوِ وصل ذرا انکی مدد کر
نا تجربہ کاری کسے وہ گھبرائے ہوئے ہین

منھ اپنا کسی سے نہ چھپا حشر مین یارب
سب لوگ تجھے دیکھنے کو آئے ہوئے ہین

وہ خوب سمجھتے ہین سمجھ ہے بہت اچھی
الجھی ہوئی تقریر سے اُلجھائے ہوئے ہین

بخشش کا مزا کیا جو کوئی طعن سی کہدے
دوزخ کے یہ قیدی ہین سزا پائے ہوئے ہین

حجت تو ہوی غیر سے شامت مری آئی
بگڑے ہوئے اُلجھے ہوئے اُلجھائے ہوئے ہین

ممنون ہون مشکور ہون پہنچا دیا گھر تک
اب جائین جنازے کے جو ساتھ آئے ہوئے ہین

بوسہ تو دیا ہنسکے مگر جھک گئی گردن
وہ اپنے ہی احسان سے شرمائے ہوئے ہین

کیا سیج پہ ڈوبے تھے پسینے مین - کہ سب پھول
بکھرے ہوے بھیگے ہوے کملائے ہوئے ہین

کچھ ذوق ہے کچھ شوق ہی کچھ فکر ہی کچھ خوف
خلوت مین بلا کر مجھے گھبرائے ہوئے ہین

رکجائے مرا ہاتھ تو ہو جائین ابھی شوخ
ہتپھیر یونسے میری وہ شرمائے ہوئے ہین

سب اُٹھ گئے محفل سے تری بیٹھے ہین مائل
کیا کام ہے انسے جو یہ ٹھیرائے ہوئے ہین

۱۴۱	ردیف واو	۲۳

۱۴۲

محبت نے مائل کیا ہر کسی کو
کسی پر کسیکو کسی پر کسی کو

چھپایا ہے یون روز محشر کسی کو
گئے لیکے ہم دل کے اندر کسی کو

دیا دل کسی نے چھپا کر کسی کو
خبر عشق کی تا نہو ہر کسی کو

زبان آپکی اور تعریفِ دشمن
فلک پر بٹھا دو چڑھا کر کسی کو

بگاڑا ہے مجھکو بنایا ہے جسنے
سلیمان کسی کو سکندر کسیکو

وہ مین ہی نہون وہ نہو دل ہی میرا
پے چلے ہین نظر سے گرا کر کسیکو

رکھا ہے خدا نے مسیحا بنا کر
فلک پر کسیکو زمین پر کسیکو

ملے جسکو عزت نہو اُسکو ذلت
بگاڑے نہ خالق بنا کر کسیکو

نمازین پڑہے میری شہ رگ تک آ کر
اگر دیکھلے تیرا خنجر کسیکو

جُھکاتے ہو سر اپنا دل کیطرف کیون
رکھا ہے یہان کیا چھپا کر کسیکو

پسِ وصل بیٹھے ہو کیا سر جھکائے
کھلاؤ گلوری لگا کر کسیکو

یہ آہین یہ زاری یہ ماتم یہ شیون
دیا آپنے دل مقرر کسیکو

دمِ رقص اے جان نہ چھوڑینگے زندہ
یہ گھنگرو کسی کو یہ ٹھوکر کسیکو

چھکا دو چھکا دو مئی وصل سے تم
پلا دو پلا دو یہ ساغر کسیکو

پڑا تو ہے نظارہ بازی کا لپکا
نہ رسوا کرے روزنِ در کسیکو

مری گود مین بیٹھ جا دیکے ساقی
یہ شیشہ کسی کو یہ ساغر کسیکو

نظر سے گراؤ نہ آنکھو نمین رکھکر
اُتارو نہ تم سر چڑھا کر کسیکو

اگر یہ نہوتا محبت نہوتی
بنایا مرے دل نے دلبر کسیکو

فلا تنہر آیا ہے قرآن مین بھی
جھڑکتے ہو کیون بندہ پرور کسیکو

کسی کا وہ اک گھونٹ لیکر یہ کہنا
پلائینگے آدہا یہ ساغر کسیکو

لگا میرے دلکو نہ تو دلسے اے جان
کہ مضطر کریگا یہ مضطر کسیکو

تو دل لیکے دُکھ دے نہ دم دے نہ غم دے
ستمگر ستمگر ستمگر کسیکو

۱۴۲	کہین سر مین پیدا نہو دردِ مائل جگایا ہے تمنے تو شب بھر کسیکو	۷

۲۱ع

قبلۂ آب و گل تمہین تو ہو — کعبۂ جان و دل تمہین تو ہو

لامکان دور دل بہت نزدیک — منفصل متصل تمہین تو ہو

میرے پہلو مین دل نہ کیون ہو خوش — دل کے پہلو مین دل تمہین تو ہو

تمسے ملکر خجل ہمین تو ہین — ہمسے چھٹکر خجل تمہین تو ہو

دل کی سختی کا ہے گلہ تمسے — جسنے رکھی یہ سل تمہین تو ہو

جیتے جی مجھکو مار ڈالا تم — مالکِ جان و دل تمہین تو ہو

۱۴۳	تمکو مائل بہت ہے شرمِ گناہ رات دن منفعل تمہین تو ہو	۱۰

۳۰ع

لاؤن منھ تک مین جو دل کی بات کو — ہنسکے تم ہی منھ پہ رکھدو ہات کو

نیند سے اُٹھکر وہ کہنا یاد ہے — تمکو کیا سوجھی یہ آدہی رات کو

رازِ دل کا کہتے ہو کیون منھ سے تم — دل مین رکھو اپنے دل کی بات کو

ماعرفناک نبی جب خود کہین — کون پہچانے خدا کی ذات کو

صلح کر لو مختصر کر دو اسے — لڑتے ہو کیون طول دیکر بات کو

آنکھ لگتی ہے دمِ انکارِ وصل — بیٹھ جاؤ اُٹھکے آدہی رات کو

کھلگئے سب ۔ تو جب کہے یہ راز ہے — دل مین رکھہ لون تیرے منھ کی بات کو

کیا نہ جاگوگے مری خاطر سے تم — مچ مچاون مین جو آدہی رات کو

گفتگو کرتی ہے چشمِ نیم وا — ہے یہ مطلب آؤ آدہی رات کو

۱۴۴	دستِ مائل مین کبھی تو دیجیے اونچی اونچی اُبھری اُبھری گات کو	۲۳

۲۶ع

موت کا بھیجا ہے پیغام خدا نے ہمکو — دور سے آیا ہے قاصد یہ بلانے ہمکو

ہجر کی رات تو آئی ہے جگانے ہمکو — نیند کے بھیس مین تم آؤ سلانے ہمکو

نظر آتا ہے دو عالم کا تماشا دل مین
کیسی مٹی سے بنایا ہے خدا نے ہمکو

وجہ آرام ہوئی جنبش گہوارہ دل
کوئی پہلو مین تڑپتا ہے سلانے ہمکو

اُسکے کوچے مین عدو اسکے تصور مین رقیب
کوئی رستہ نظر آتا نہین جانے ہمکو

ہم بہت روے تو وہ پونچھنے آنسو بولے
لیچلو نوح کی کشتی مین بٹھانے ہمکو

ہو گئے وصل کی شب سینہ بسینہ دونون
کہلتے ہی باندہ لیا بند قبا نے ہمکو

غیر اس ڈہنگ سے تعظیم ہمین دیتے ہین
درد کی طرح سے اُٹھتے ہین بٹھانے ہمکو

دل مین دھڑکا ہے یہی ہونٹ کہین چوس نہ لین
ڈرتے ہین منھ سے گلوری وہ کھلانے ہمکو

صفحۂ دہر پہ اک حرف غلط ہم ہی سہی
تم رقیبو نکو رُلاؤ تو مٹاتے ہمکو

نزع مین کہتے ہین دم دیکے اُٹھو ساتھ چلو
ملک الموت سے آئے ہین لڑانے ہمکو

لذتِ وصل کے کس طور سے ہونگے قائل
وہ تو دیتے ہی نہین ہاتھ لگانے ہمکو

شوق مین ذوق مین بیتابی و بیخوابی مین
منتخب کر لیا عالم مین خدا نے ہمکو

دردِ دل دبکے نہ سینہ سے نکل جائے کہین
دو طرف سے لحد آتی ہے دبانے ہمکو

واہ اے لغزشِ پا تو نے بڑا کام کیا
گر پڑے ہم پہ وہ آئے جو اُٹھانے ہمکو

وان چلینگے کہ جہان ہوش اُڑے ہے موسیٰ کے
لیچلو طور پہ تم آگ لگانے ہمکو

لو کہ ہمراہِ کفن پہول بھی پہناتے ہین
آئے ہین لاش پہ دولہا وہ بنانے ہمکو

مدد اے عشق کہ مقتل مین تماشا ہے نیا
دھڑ جدا کرتے ہین وہ سر سے چلانے ہمکو

کیا قیامت مین بھی دنیا کے ہین جھگڑے یارب
عمر رفتہ جو پھر آئی ہے بلانے ہمکو

آمدِ عشق ہے کیون ہم نہ کرین آہ و فغان
آئے اُستاد سبق یاد دلانے ہمکو

بحث کچھ ہو گئی روٹھے ہین نکیرین سے ہم
حور کے بھیس مین تم آؤ منانے ہمکو

چھوڑ کر دوزخ و جنت ترے پاس آئینگے
کہ سنبھلنے نہ دیا خوف و رجا نے ہمکو

مائل امت مین محمد کی ہین گو عاصی ہین

۱۴۵	خوف کرتا ہے جہنم بہی جلانے ہمکو	۱۱

رباعی

وان ترا اور یہان مرا دل شاد ہو
تجھکو میری مجھکو تیری یاد ہو

قبر مین مقتول کا دل شاد ہو
شامیانہ دامن جلاد ہو

دور میرے دل سے اسکی یاد ہو
چاہئے کعبہ سے بت آزاد ہو

میرے سینے مین تمہاری ہے جگہ
خود قفس مین ہو نئے صیاد ہو

تا قدم آئے ہین گیسوے رسا
باغ ظلمت کے تمہین شمشاد ہو

پہلے اُنکے جسم پر آئے نظر
گر نیا زیور کوئی ایجاد ہو

اے بتو کعبے سے کیون باہر ہوئے
کیا کیا ہے تمنے کچھ ارشاد ہو

دام کاکل قید اسمین مرغ حسن
خال دانہ ہے نئے صیاد ہو

سر پہ مجنون کے بجاے آشیان
خیمہ اے لیلی ترا استاد ہو

اب بھی ہر ذرہ انا لیلی کہے
قیس کی مٹی اگر برباد ہو

۱۴۶	آرزوے قتل مائل کو بھی ہے خوبرو لیکن کوئی جلاد ہو	۹

رباعی

بیان ابروے خمدار یار کیونکر ہو
زبان مین معجزۂ ذوالفقار کیونکر ہو

کسی کو خلد مین گڑتے ہوئے نہین دیکھا
تری گلی مین ہمارا مزار کیونکر ہو

حضور پھرتے ہو آنکھون مین عاشقونکی تم
تمہین بتاؤ مرا دل گزار کیونکر ہو

یہ ناگ وہ ہے جسے بوی گل پسند نہین
تمہاری چوٹی مین پھولونکا ہار کیونکر ہو

وہ بیقرار ہون سایہ بھی مضطرب ہوگا
مری لحد پس دیوار یار کیونکر ہو

نہ خاک اڑ رہا یہ ہے لڑکونکا کام اے مجنون
پسند لیلی ناقہ سوار کیونکر ہو

یہ لوگ کیسے ہین وحدت کو جانتے ہی نہین
پہ چمن مین ایک ہے بلبل ہزار کیونکر ہو

کیا جو قصد دوبارہ تو نیچی نظرون نے
کہا یہ کھیل نہین بار بار کیونکر ہو

١٤٧	خطر ہے حشر کا مجھ زار کو یہی مائل کہ پل صراط پہ میرا گزار کیونکر ہو	١٧

ع

شوخیون کو پھر دمِ بوس و کنار آنے تو دو
یہ مزا ایسا مزا دو چار بار آنے تو دو

اے فرشتو حور آئیگی تو مین دونگا جواب
اچھی صورت دیکھکر پہلے قرار آنے تو دو

منھ سے نکلیگی تو کیا بنکر پری اڑ جائیگی
ہم بھی دیکھینگے ہنسی بے اختیار آنے تو دو

اپنی قسمت کی بلائین آپ لونگا صبح تک
وصل کی شب زیرِ سر بازوے یار آنے تو دو

گدگدائیگی کٹوری ہنس پڑینگے پھول سب
انکی انگیہ تنگ ذرا ہو لونگا ہار آنے تو دو

بے سبب پہلو مین اپنے بوجھ کیون لیکر پھرون
پھینک دونگا دلکو مین آنکھون مین یار آنے تو دو

ہے نئی الفت ابھی سے کیون لکھین مطلب کی بات
ایک دو خط جانے تو دو اور اک دو تار آنے تو دو

نالش اپنی خاکساری پر کرونگا حشر مین
یار کے آئینۂ دل پر غبار آنے تو دو

کہتے ہین ٹھوکر سے ہم کر دینگے زندہ وقتِ دفن
قبر تک ہو کر جنازے مین سوار آنے تو دو

ڈھونڈ لینگے پھر اُسے دلمین کہ دل تو پاس ہے
کعبہ و بتخانہ مین پہلے پکار آنے تو دو

بھاگی ہے میخانہ سے توبہ ابھی پاکر شکست
خشتِ خُم سے پھر کرونگا سنگسار آنے تو دو

کیون اُٹھا لیتے ہو پہلو سے کہ دل بیچین ہے
پھینکدو گے ہاتھ سے پہلے قرار آنے تو دو

سیر ہو دونون طرف سے گر کشش ہو آنکھ کا
رنگ بنکر اڑ چلونگا بوی یار آنے تو دو

نقش بنکر غیر بیٹھے ہین اُٹھینگے مثلِ درد
اپنی محفل مین مجھے تم ایکبار آنے تو دو

جب کہا یہ خط مین رکھکر بھیجدونگا ڈاک پر
دل پکار اُٹھا کہ اس مضمون کا تار آنے تو دو

پاؤگے ایسا مزا آؤگے خود گھر ڈھونڈتے
خواب مین اپنے مجھے تم ایکبار آنے تو دو

١٤٨	جائینگے پھر علاج اے مائلِ حکمت پناہ حسن روز افزون کی گرمی سے بخار آنے تو دو	٩

زلف کو اپنی ذرا جوبن پہ لہرانے تو دو	۳ع	نور کے قبضے پہ ناگن کو ہوا کھانے تو دو

غش سے کیا اُٹھون ذرا صورت نظر آنے تو دو
آپ کو کھویا ہوا ہو نہین اُسے پانے تو دو

حال دل شب سے روی ہی گر وہ آئین کیا عجب
قاصدونکو خط پہ خط دے دیکے دوڑانے تو دو

جو ہوا ہے بیچ مین جل جائیگی مانند طور
پردہ دان اُٹھنے تو دو یان مجکو غش آنے تو دو

وہ بھی چلکر تھک گیا - مین بھی تڑپکر تھک گیا
مجھکو دم لینے تو دو خنجر کو دم کھانے تو دو

مین بھی بوسہ مانگتا ہون تم بھی بوسہ مانگ لو
اپنے مضمون سے مرا مضمون لڑجانے تو دو

میری جان تکلیف دُہری ہو رہی ہے نزع مین
کیون ابھی سے رو رہے ہو دم نکلجانے تو دو

گد گدائیگا اُنہین انکار وصل غیر کا
ہنس پڑینگے خود بخود جھوٹی قسم کھانے تو دو

۱۴۹

آپ تو دل مانگتے ہین ڈر ہے مائل کو بھی
دیکھ لیگا غیر اس فتنے کو اُٹھجانے تو دو

۱۱

ع

وا رہین آنکھین مری زیر مزار اتنا تو ہو
وہ قیامت ہے نہ کہ آئین انتظار اتنا تو ہو

تھام کر دل وہ بھی روئین ایکبار اتنا تو ہو
میرے نالونمین اثر پروردگار اتنا تو ہو

ہمنے اُٹھ اُٹھکر در خلوت کیا راتون کو بند
کھولدین بند قبا وہ ایک بار اتنا تو ہو

نالۂ آتش فشان کبتک یہ ٹھنڈی گرمیان
جل بجھے کون و مکان تو شعلہ بار اتنا تو ہو

نبض تیری دیکھنے اے دل مسیح آئے ہین آج
وہ بھی تیرے ساتھ تڑپین بیقرار اتنا تو ہو

ایک اک قطرہ دکھائے عالم طوفان نوح
آسمان کشتی بنے دل اشکبار اتنا تو ہو

وہ بھی تو اے دل یہ پوچھین آج کیسا ہی مزاج
منھ تک آجائے کلیجا بیقرار اتنا تو ہو

جلوۂ امین یہ کیا اُٹھنے لگے غش سے کلیم
چھپ رہین تا حشر تجھ مین آشکار اتنا تو ہو

ہون جدا ایدل ابھی یہ خاک و آتش باد و آب
چار عنصر گر تڑپین تو بیقرار اتنا تو ہو

جی مین ہے دل بنکے مین اس بت کی مٹھی مین رہون
تیری قدرت سے بڑی پروردگار اتنا تو ہو

۱۵۰

آپنے بوسے دئے ممنون ہون مشکور ہون
سر نہ مائل کا اُٹھے گردن پہ بار اتنا تو ہو

۱۲

لامکان پر جہت بنے اونچا غبار اتنا تو ہو
ہنس پڑین وہ دیکھکر پروردگار اتنا تو ہو
جنبشِ گہوارہ اے دل باعثِ آرام ہے
حسرتین کس جا رہین کہدتی ہے کیون دو گز زمین
امتحان کرتی ہین اے دل آج انکی شوخیان
اسقدر پی - مرگیا - ساقی کرامت اب دکھا
ہو کے ٹکڑے راستے مین گر پڑے یارب نقاب
اے خدا مجھکو بنا دے اب تصور غیر کا
چھپکے کیون بیٹھا ہے جوبن - ہے یہ آغازِ شباب
تو نے اے منصور انا الحق کا سنایا سبکو راگ
سیکڑون روزن کے پہلو سے دلکو کھینچکر
لو اٹھا لائی ہین آنکھو نسے نکلکر پتلیان

خاک ہوتے ہی عروجِ خاکسار اتنا تو ہو
آنکھ سے ٹپکے محبت دل مین پیار اتنا تو ہو
خود قرار آجائے تجھکو بیقرار اتنا تو ہو
ساتھ میرے سب سما جائین مزار اتنا تو ہو
تجھسے نکلین بجلیان تو بیقرار اتنا تو ہو
دخترِ رز بنجائے جانِ بادہ خوار اتنا تو ہو
دن جوانی کے ہین جوشِ حسنِ یار اتنا تو ہو
اُنکے دل مین جا کے آؤن اختیار اتنا تو ہو
وہ یہ سمجھین ہم بھی کچھ ہین آشکار اتنا تو ہو
وہ ترا منھ چوم لین بالاے دار اتنا تو ہو
سرمہ آنکھو نمین تری دنبالہ دار اتنا تو ہو
گر پڑین تھک کر نگاہین انتظار اتنا تو ہو

۱۵۱	وہ اُدہر بیخود رہین اور مین اِدہر بیخود رہون لطف اے مائل دمِ بوس و کنار اتنا تو ہو	۱۹

اسع

آگیا اپنے تجسس پہ تبسم مجھکو
باعثِ وجد ہے اندازِ تکلم مجھکو
خاک ہوکر بھی کیا مین نے خدا کو سجدہ
وہ اشارے مرے تم ہو گئے ہو لگنے
منتظر راہ مین ٹھیرے دن تو بلا دو گھر پر
خود ہی کہتا ہون الست آپ ہی کہتا ہون بلے
اس تجاہل کے فدا پوچھتے ہو کون ہو تم

مین نے ڈھونڈا جو اُسے دل نے کیا گم مجھکو
شورشِ کُن سے ملا لطفِ ترنم مجھکو
ہر نمازی نے لیا بھر تیمم مجھکو
یاد ہے یاد وہ دزدیدہ تبسم مجھکو
گھر پہ مین آؤن تو رستے مین ملو تم مجھکو
ایک ہون دو نہ کرے ذوقِ تکلم مجھکو
کیا سبق ہون کوئی جو بھول گئے تم مجھکو

لب پہ نغمہ ہے انا الاول انا الآخر کا
ہون وہ منصور مجھی پر ہے تقدم مجھکو

لب جان بخش کو لگ جائیگی عیسیٰ کی نظر
سنکے بھی مین نہ اٹھونگا نہ کہو قم مجھکو

جذبۂ عشق یہان ہے کشش حسن وہان
مین ادہر تمکو جو کہینچون تو ادہر تم مجھکو

جان لیتی ہے شب وصل بناوٹ تیری
مارتا ہے ترا دزدیدہ تبسم مجھکو

کوی قاتل سے چلا مین تو مرے دل نے کہا
مہربان چھوڑ کے جاتے ہو کہان تم مجھکو

یاالٰہی مرا دل ہے کہ تماشاے طلسم
کبھی قطرہ نظر آیا کبھی قلزم مجھکو

ہوگیا خاک مگر منھہ نہ چڑھا یارون کے
کوئی لیتا ہی نہین بہر تیمم مجھکو

ناک مین بوے شراب آنے لگے آنکھ مین نیند
جاے تکیہ جو ملے خشت سر خم مجھکو

آنکو معلوم ہے اُٹھتے ہی لپٹ جاؤنگا
اسی اندیشے سے کہتے نہین وہ قم مجھکو

طعنے سننے کی ذرا تاب نہین ہے یارب
ابن آدم نہ پکارین لب گندم مجھکو

وصل ایسا ہو کہ تا حشر رہے بیخبری
نہ ملون خود کو بھی اسطرح کرد گم مجھکو

۲۱	پوچھہ لینا یہ فرشتون سے کہان ہے مائل بھول جانا نہ کہین حشر کے دن تم مجھکو	۱۵۲

مع

آگیا طور پہ جاتے ہی تبسم مجھکو
گدگدی کرنے لگا شوق تکلم مجھکو

میکدے مین مری مستی نے کیا گم مجھکو
موج می بن گئی دریا کا تلاطم مجھکو

شوق دیدار خدا مین جو چلا مین سر طور
دی صدا دل نے ہوا آنکھو نپہ تقدم مجھکو

وہ بھی دن آئے کہ تاثیر دکھاے مرا عشق
مین ستون اور وہ کہین پیار کرو تم مجھکو

جسنے گو سادہ کو بہکا کے بنایا تھا خدا
وہی مٹی نہ ملے بہر تیمم مجھکو

کوئی رگ رگ کے بلاتا ہے اشارے سے مجھے
آج رہ رہ کے جو آتا ہے تبسم مجھکو

خاک ہو کر مری ہستی جو مرے ہاتھ آجائے
فرض ہو لاکھہ وضو پر بھی تیمم مجھکو

سیر ہو حشر مین یون آنکھ مچولا کھیلین
جس جگہہ جاؤن مین چھپنے کو ملو تم مجھکو

گلشنِ دہر مین روتے ہی کٹی عمر مری
کسی غنچے نے سکھایا نہ تبسم مجھکو

ملک الموت کے ہمراہ نکیرین بھی آگئین
تا نہو قبر مین تکلیفِ تکلم مجھکو

کیا جواب اسکا۔ وہ یہ کہتے ہین چنگر افشان
تو بہٹا چرخ پہ جاسے مہ و انجم مجھکو

صاف قلقل نے صدا دی اسے اللہ بچائے
لغزشِ پا نے گرایا جو سرِ خم مجھکو

کبھی موسیٰ کی اُمنگ اور کبھی منصور کا جوش
کھینچتا ہے دو طرف شوقِ تکلم مجھکو

پھر یہ کیا بات ہے تو سب مین نظر آتا ہے
وسوسہ ہے نہ جنون ہے نہ توہم مجھکو

ذرہ ذرہ مین نظر آنے لگا مہرِ جہان
قطرہ قطرہ مین دکھائی دیا قلزم مجھکو

غیر کا دل بھی مرے دل کیطرح چھین نہ لے
اُسکی شوخی سے یہ رہتا ہے توہم مجھکو

اے خدا تو نے تو بخشا تری رحمت کے فدا
خلد مین پھر نہ کھلا دانۂ گندم مجھکو

ڈالکر آنکھ تری آنکھ مین بچتا ہون
تاڑ لیتے ہین تری آنکھ سے مردم مجھکو

واعظو مین بھی کرون دھوم سے تعریفِ شراب
جای ممبر جو ملے خشتِ سرِ خم مجھکو

لامکان ہو حرم و دیر ہو یا محشر ہو
ڈھونڈ ہنے جاؤن خدا کو تو ملو تم مجھکو

۱۵۳	مجھمین اے مائلِ یکتا کوئی پنہان تو نہین غور سے دیکھتے ہین کسلئے مردم مجھکو	۱۸

۱۳ع

ذات سے اسم مین لایا ہی توہم مجھکو
بھید کھولون تو خدا پر ہو تقدم مجھکو

اسطرح بیخودی وصل کرے گم مجھکو
اپنی رگ رگ مین ٹٹولا ہی کرو تم مجھکو

بات کرنیکو کھڑا ہون کسی چلمن کے قریب
کہین رسوا نہ کرے شوقِ تکلم مجھکو

باری باری سے تجھے دیکھنے والے دیکھین
آنکھ پر دل کو تو دل پر ہو تقدم مجھکو

سجدہ کسطرح کرون دیکھکے محشر مین تجھے
یا الٰہی نہ وضو ہے نہ تیمم مجھکو

خلوتِ یار مین جاتے ہوے گھبراتا ہون
اپنے سایہ سے بھی ہوتا ہے توہم مجھکو

نشہ مین حال دو عالم کا نظر آنے لگا
لوحِ محفوظ ہوی خشتِ سرِ خم مجھکو

آئینہ اُسنے جو دیکھا تو کہا عکس نے یون
مین بھی بے مثل ہون کیا گھورتے ہو تم مجھکو

خضر و عیسیٰ کو بھی رشک آئے مری ہستی پر
یون سنا بعد فنا زمزمۂ قم مجھکو

میری ہچکی ہوئی یک بات ہو شورِ فیکون
نغمۂ کن وہ کرے مستِ تکلم مجھکو

وہ بھی دن آئے یہ جنت مین کہون ای واعظ
تجھکو قطرہ نہ ملے خم پہ ملے خم مجھکو

کی جو تحقیق گنہ آتے ہین کس رستے سے
چاک سینہ کا دکھانے لگا گندم مجھکو

اے خدا آج ہی اس شرط سے مین مرتا ہون
یار یون روے کہ آجائے تبسم مجھکو

حشر مین غیر بھی ہے ساتھ مرے وقت تلاش
پیچھے چھپ جاؤ خدا کے نہ ملو تم مجھکو

ہو کے پیدا نہ مرون موت بھی آئے تو جیون
یون سنا نغمۂ کن زمزمۂ قم مجھکو

خاک پا حضرت آغا کی نہ کیون منھ پہ ملون
پاک کرتا ہے گنہ سے یہ تیمم مجھکو

آپ اپنے کو ٹٹولون تو ملے مجھکو خدا
اسطرح بیخودی شوق کرے گم مجھکو

۱۵۴	خاک بنجاؤن مدینے کی جو مین اے مائل خضر و الیاس بھی لین بہرِ تیمم مجھکو	۱۱

۳ع

یار کا ہاتھ ذرا آئینہ گر دیکھین تو
چہرہ آتا ہے ہتھیلی مین نظر دیکھین تو

نالۂ دل مین ہے اک لخت جگر دیکھین تو
میرے منصور کا ہے دار پہ سر دیکھین تو

انکے چہرے پہ مرا تارِ نظر دیکھین تو
یہ نیا معجزۂ شقِ قمر دیکھین تو

پنکھڑی بنکے وہ ہلتا ہے جو چلتی ہی ہوا
گل کے دامن مین ہے بلبل کا جگر دیکھین تو

واہ تصویر مصور نے بھی کیا کھینچی ہے
چھاتیان گول ہین پتلی ہے کمر دیکھین تو

انکے ہمراہ عدو پھرتا ہے سائے کی طرح
غیر کے ساتھ لگا رہتا ہے شر دیکھین تو

ایک ہی جست مین پہونچونگا درختِ گل پر
سیکے آنکھین مری اور باندھکے پر دیکھین تو

دل بھی ہے طور بھی ہے کعبہ بھی ہے دیر بھی ہے
کس جگہ ہمکو وہ آتا ہے نظر دیکھین تو

امتحان لینے کو آئی ہین نگاہین اُنکی
آج کسطرح تڑپتا ہے جگر دیکھین تو

شوق دیدار مین بسمل ہوین آنکھین مری
ٹوٹتی ہے مری مژگان پہ نظر دیکھین تو

۱۵۵

سنکے مائل کی صدا اُسنے رقیبونسے کہا
کون ہے سوختہ دل خستہ جگر دیکھین تو

۱۱

۳۰ع

کھیلتے کیا ہو وہ دل لاؤ ادہر دیکھین تو
کیاہی آپکی گڑیون کا ہے گھر دیکھین تو

آ گئے وہ آنکھ مین روشن ہوا گھر دیکھین تو
شمع کی طرح سے جلتی ہے نظر دیکھین تو

حلقہ ہاتو نکا - کمربند - بنا ہے دمِ وصل
آج کس طرح لچکتی ہے کمر دیکھین تو

کیا نزاکت ہے کہا آنکھ مین چٹکی لیکر
دھنسگئی ہے مرے ناخن مین نظر دیکھین تو

حشر مین تم بھی ہو پریان بھی ہین اور حورین بھی
کسکی چلنے مین لچکتی ہے کمر دیکھین تو

آئینہ ہاتھ مین ہے چاند فلک پر ہے حضور
کون اچھا ہے اِدہر اور اُدہر دیکھین تو

خود ہی بے پردہ ہوے خود ہی گرے بنکے کلیم
اپنے دیدار کا یہ آپ اثر دیکھین تو

تھوکدو منھ مین وہ کیا چیز ہے گریان نہین
دل ہمارا ہے کہ دشمن کا جگر دیکھین تو

آہ دل مین ہے - نگہ آنکھ مین - سینے مین نفس
کونسے تار پہ جا ئیگی خبر دیکھین تو

کون تھا آئینہ مین انکو ہوا کیون سکتہ
لگ گئی ہے انھین اُنکی ہی نظر دیکھین تو

۱۵۶

آپ کیا پوچھتے ہین حضرتِ مائل کا مزاج
دل تڑپتا ہے اُچھلتا ہے جگر دیکھین تو

۱۸

۳۲ع

دبا کر کہتے ہین وہ سینۂ بیمارِ ہجران کو
تمہارا دم نکالون یا تمہارے دل کے ارمان کو

نہین منظور پردہ شوخیِ اندازِ جانان کو
مجھے پھر پھر کے دیکھا ہاے منھ تک لاکے دامان کو

بلائین حورین لیتی ہین فرشتے سجدہ کرتے ہین
بنایا اسطرح سے خوبصورت اُسنے انسان کو

چھپایا ہمنے منھ سب سے چھپاؤ تم بھی منھ سب سے
کفن مین ہم ہین تم بھی ڈال لو چہرے پہ دامان کو

قیامت مین ہوئی پھر تازہ رسوائی زلیخا کی
کہ ہر اک دیکھتا ہے غور سے یوسف کے دامان کو

لپیٹا اسطرح تو مجھسے سما اسطرح تو مجھ مین
چھپا دامن مین دامن کو گریبان مین گریبان کو

کسی کی بدگمانی دیکھنا پہرے بٹھائے ہین
کہ حورین لے نہ جائین کھود کر گنجِ شہیدان کو

مرے سینے سے دلمین آؤ دلسے بزمِ وحدت مین
ملا دو لامکان سے کوچۂ چاکِ گریبان کو

جگاتا گر نہ یہ تجھکو نہ کھلتین رات بھر آنکھین
دعائین صبح تک دونگا تیرے خوابِ پریشان کو

کفِ گستاخ گدرائے ہوئے جوبن پہ قربان ہے
وہ کھل کھیلے بھی تو سینہ پہ لیکر گوی و چوگان کو

مجھے کیا مژدہ پایا نیند مین کچھ مژدہ دیتا ہے
یہ گھبرانا تمہارا دیکھکر خوابِ پریشان کو

صدا کانو نمین سب کے جاہی کو کو آئے ہو ہو کی
گر اپنا دل دکھا دون قمریِ سروِ گلستان کو

دہانِ تنگ کھلتا ہے ہزارون پھول جھڑتے ہین
وہ گل کرتا ہے پیدا ایک غنچے سے گلستان کو

فرشتو ہمکو سجدہ۔ پھر ہمین سے ایسی گستاخی
کہان بیٹھے ہو کیا سمجھے ہو کرسی دوشِ انسان کو

غبار آیا ہے تیرے دل پہ اور میری ہوس یہ ہے
اسی مٹی کے اندر دفن کر دون اپنے ارمان کو

یہ نفرت کیون جوانی مین جوانی تو ہے دیوانی
چلو خلوت مین کھل کھیلین نکالین دلکے ارمان کو

گلے سے اڑ کے قاتل پر گرا قاتل سے حور و پر
سکھائین کسنے ایسی شوخیان خونِ شہیدان کو

۱۵۷ | ۱۷

بڑہانا ہاتھ لینا اُسکو اے مائل کہ جاتا ہے
پٹک کر وہ ترے دلکو جھٹک کر اپنے دامان کو

ر ع

کیا غنچہ نے سجدہ دل پہ لگ کر دلکے ارمان کو
خدا کے گھر کا در سمجھا مرے چاکِ گریبان کو

جگہ دیتا ہو نمین یون اپنے گھر مین اپنے مہمان کو
کوئی ارمان بھرے دل مین رکھے جسطرح ارمان کو

قیامت مین بھی وہ کس شان سے اٹھلا کے چلتے ہین
قیامت پیچھے پیچھے ہے سنبھالے انکے دامان کو

وہ گھبرا کر جو اٹھے نیند سے بولی نظر جھک کر
کوئی سمجھے نہ کچھ اور۔ آپکے خوابِ پریشان کو

نہین اک پھول مین بھی رنگ ان لبہائے رنگین کا
کیا دو برگِ گل نے منفعل سارے گلستان کو

لہو کا رنگ ہے کیا رنگ نخل الاخضر نارا
وہ غش ہے دیکھکر فوارۂ خونِ شہیدان کو

ہوا کھائینگے ٹھنڈی گا کے ساون جھولے جھولینگے
یہان بیٹھے ہو کیا اٹھو چلو آؤ گلستان کو

مرے ہی دلمین رہتا ہے مرے ہی دلمین چھپتا ہے
کہان پھینکون اس ارمان کو کدہر پٹکون اس ارمان کو

مفید و مختصر دل رہگیا ہے گہلکے پہلو مین
بڑے جن کو آثار العدمت ہمنے شیشے مین
کہان یوسف کہان وہ قید خانہ واہ ری قسمت
پڑا ہون مر کے مین اور میرے دونون ہونٹ ہین
سرِ محشر اشارے سے وہ بوسہ مانگنا میرا
تمہارے حسن کی گرمی سے حورین دلین جلتی ہین
دمِ اظہار منہ سے منہ ملا کر وہ یہ کہتے ہین
نہ جلنے پائے یارب اچھی صورت کوئی دوزخ مین

کہا مانو بدل لو اس سے تم گوی گریبان کو
کہ رشوت دیکے راضی کر لیا اُس بت کے دربان کو
نصیبونسے ملی ہے ایسی تپلی چشم زندان کو
وہ سمجھے یا نہ سمجھے کچھ دعا دیتا ہون جانان کو
جھکا لینا وہ شرما کر ترا برگشتہ مژگان کو
تماشا ہو یہ آتش پھونکدے گر باغِ رضوان کو
مزا بوسہ کا لینے دو شکایت ہاے پنہان کو
مزا ہو گر ملے اک ایک بت اک اک مسلمان کو

۱۵۸ | چلو مائل چلو وہ بت کلیسا مین بلاتا ہے
درِ کعبہ پہ جا کر پھینک آؤ اپنے ایمان کو | ۱۸

پہ چھپے کیون پاس شہ رگ کے دکھا دو روے تابانکو
جدا کر دے مرے سینہ سے قاتل تیر و پیکانکو
مین عالم دوست ہون کافر سے بھی رسم محبت ہے
کہین وحشت تھو تمکو کہ میرا دم نکلتا ہے
سواری دھوم سے نکلی ترے کشتونکی محشر مین
نفخت فیہ من روحی سے مطلب کہلگیا سارا
تمہاری ناک کے تنکے سے کیا کچھ حسن بالکا تھا
جو کہدے عشق صادق نکتہ جرِ ثقیل اُس سے
وہ کافر ہون رہون محشر مین بھی مین کفر پر قائم
ہزارون پھول ہین باغِ ازل کے یک مرد مین
انا الحق کہنے والا اور ہے منصور سے پوچھو

ع

نکالو تم گریبانسے مرے اپنے گریبان کو
نکلوا دے گدای کو جیہ چاک گریبان کو
اگر واعظ برا مانے تو خود چاہے مسلمان کو
ہٹا دو سر سے زانو کو اُٹھا دو منہ پہ دامان کو
چلی خود مغفرت سر پر لئے گنجِ شہیدان کو
چھپا کر ساتھ پردونمین بنایا گرچہ انسان کو
دکھاتا ہے انگوٹھا دور سے حورونکی مژگان کو
اُٹھا لائے زلیخا کی نظر آنکھون مین زندان کو
خدا کے سامنے سجدہ کرون تصویر جانان کو
یہ گلدستہ بنایا چھانٹ کر سارے گلستان کو
سکھاتا ہے کوئی یہ کفر کا کلمہ مسلمان کو

رکھون پردے مین وان بھی گر خدائی پردہ ہو تو ہو — لپیٹون نامۂ اعمال مین تصویر جانان کو
بہار کوی جانان دیکھکر آنکھین یہ کہتی ہین — اٹھا کر بیچ مین جنت کے رکھدو اس گلستان کو
خدا سے کہتی ہے - رحمت خدا کی ہنستے ہنستے یون — مین بخشون کافرونکو تو اگر بخشے مسلمان کو
خریدے جو اسے جنت بھی آئے اسکے حصے مین — کہ مین کوی بتا نہین بیچنے جاتا ہون ایمان کو
خدا ایک - آپ دو - مین تین - بس جانین تو یہ جانین — نہ جانے اور کوئی یون نکالو میرے ارمان کو
تمہین سجدہ کرونگا سامنے مین دو گواہونکے — بلالو دیر سے ہندو کو مسجد سے مسلمان کو

جو ہو تحریر نعتِ احمدِ بے میم اے مائل
فلک سے لوحِ محفوظ آکے چومے میرے دیوان کو

۱۵۹ ۱۵

ع

خیالون مین نگاہون مین تمہین ہو — پھر اُس پر یہ غضب پردہ نشین ہو
تمہین کب دردِ فرقت کا یقین ہو — کہ تم معشوق ہو عاشق نہین ہو
حرم مین دیر مین کب تک پکارون — مجھے آواز دو گر تم کہین ہو
دکھائے ایک رنگ انکار و اقرار — نہین مین ہان ہو اور ہان مین نہین ہو
وہ پوچھین دامنِ دشمن سے گر اشک — ہماری لاش بھی چین بر جبین ہو
نہین یہ زندگانی موت سے کم — کہ اے جان ہم کہین ہین تم کہین ہو
بڑھے ہے تا روزِ محشر شانِ اجلاس — یہی کرسی تری عرشِ بریں ہو
ملیگی ہمکو جنت یا کہ دوزخ — ہمارا فیصلہ یا رب یہین ہو
خدا کی بات موسیٰ کو مبارک — ہمارے کان ہون تیری نہین ہو
مجھے تم آنکھ کی پتلی بنا لو — مرا چہرا ہو چشمِ سرمگین ہو
تو گھر مین ہے تری تصویر باہر — غضب ہو وہ بھی گر پردہ نشین ہو
خدا محشر مین یون مجھکو بلائے — وہ بت آگے ہو پیچھے حورِ عین ہو
مٹائے جو مجھے مٹجائے وہ بھی — کوئی ہو آسمان ہو یا زمین ہو

سوالِ دید محشر مین مزا دوے	خدا کے لب پہ گر تیری نہین ہو

۱۶۰ — سلام اسکو کیا تو ہنسکے پوچھا / تمہارا نام کیا مائل تمھین ہو — ۱۳

مزا پرسش کا جب زیرِ زمین ہو	ع ۳۳	فرشتونکی جگہ یک حور عین ہو
لحد سے اُٹھکے جو مون صنم کا منہہ		اگر اُسمین تیرے لب کی نہین ہو
عدو سے وہ کرین کیون چار آنکھین		مروت بار چشم شرمگین ہو
پڑہون ایسی نمازِ عاشقانہ		جبینِ یار پر میری جبین ہو
نہ بخشا جاے کوئی روزِ محشر		جو وان بھی یہ فلک ہو یہ زمین ہو
تڑپتی لوٹتی تصویر کھنچ جائے	.	دلِ مضطر پہ دستِ نازنین ہو
سرِ زاہد کو ہو مسجد مبارک		خدا کے پانو پر میری جبین ہو
وہین چل نکلے اے خانہ بدوشی		مقدر کی جہان دو گز زمین ہو
خدا کے سامنے بھی وہ نہ نکلین		جو میری بدگمانی کا یقین ہو
اُدہر محشر ہو اور ساری خدائی		ادہر تم ہم تمہاری ہان نہین ہو
قدم رنجہ جو فرمائو محمد	ق	ہمین تسکین وقتِ واپسین ہو
گنہگارون سے بے پروائیان کیون		تم آخر رحمتہ للعالمین ہو

۱۶۱ — جو ہر ہر کو خدا کہتے ہو مائل / مری جان تم بھی کچھ ہو یا نہین ہو — ۱۴

شرم بھی آئے تجھے شرم نمایان بھی نہو	ع ۳۹	پردہ بھی کچھ نہ رہے اور تو عریان بھی نہو
اے فلک داغ بھی دیتا ہے اگر ایسا دے		دل کے اندر بھی نہو دل سے نمایان بھی نہو
حرم و دیر مین سنتے ہین ٹھکانا تیرا		پھر کہان ڈہونڈہئے گر یان بھی نہو وان بھی نہو
قتل وہ کرتے ہین تو عمر بڑہا دے یا رب		سر سلامت بھی رہے یار کا احسان بھی نہو

کام کیا گریہ وخندہ سے ترے بیخود کو
غم کی مجلس بھی نہو عیش کا ساماں بھی نہو

ہم اگر طور پہ جائیں تو نظر آئے کچھ اور
نخل آتش بھی نہو صورتِ انساں بھی نہو

کیا وہ آنکھ آنکھ ہے جسکو نہو دیدار کا شوق
کیا وہ دل دل ہے کہ جسمین کوئی ارمان بھی نہو

گر سروکار نہین دیر و حرم سے اے دل
جا تو کافر بھی نہو جا تو مسلمان بھی نہو

غیر کی لاش پہ یون رو کہ ترا قطرۂ اشک
سرِ مژگان بھی نہو اور تہِ مژگان بھی نہو

تم مجھے ایسی ادا ایسی نگہ سے دیکھو
دم بھی جائے ملک الموت کا احسان بھی نہو

واہ جو خواب مین آجائے وہ ہو جائے شہید
پھر بچھونا یہ ترا گنجِ شہیدان بھی نہو

میرے نامہ کے گنہ سب یہ مٹا دین یارب
مجھپہ پھر کاتبِ اعمال کا احسان بھی نہو

مجھسے یون صبح کو وہ لیتے ہین شب کا بدلا
کہتے ہین جا ترا اللہ نگہبان بھی نہو

۱۶۲	خواب کا ذکر اس انداز سے کر اے مائل تو بھی جھوٹا نہ بنے یار پشیمان بھی نہو	۱۳

۴۲۹

کہتے ہین دل تو وہ دے جسمین ایک ارمان بھی نہو
دیکے واپس بھی نہ لے پھر ترا احسان بھی نہو

تنکے چلتا ہے دکھانے کو وہ اُبھرا جوبن
پھر دوپٹا بھی ہے اُسپر کہ نمایان بھی نہو

لاؤن کس گھر سے کہ وہ مانگتے ہین ایسا دل
جسمین اللہ بھی نہو اور کچھ ارمان بھی نہو

ہاتھاپائی مین جو ہو چاک تو ہو پردۂ شرم
تیرا دامن بھی نہو میرا گریبان بھی نہو

غیر کے دل مین اُسے ڈھونڈنیکو جاتا ہون
پھر یہ کہتا ہون کہ اللہ کرے وان بھی نہو

اسقدر میرے گناہونکی سیاہی پھیلے
وصل کی شب بھی کٹے صبح نمایان بھی نہو

مجھکو اے عشق کسی گھر کا بتا وہ رستہ
خضر بھی چھوڑ دین اللہ نگہبان بھی نہو

وہ دمِ وصل قبا کھینچ رہے ہین میری
کہتے ہین کیا مرے منھ پر ترا دامان بھی نہو

داورِ حشر سرِ حشر دکھا وہ قدرت
مین جہنم سے بچون اور ترا احسان بھی نہو

دل چرایا ہے کسی نے وہ بتا دُو تدبیر
مال ملجائے مرا چور پشیمان بھی نہو

اے خدا مین نے بُرے کام سے توبہ کی تھی
کیا کسی وقت لبونمین لب جانان بھی نہو

دل ہے کیا چیز جو دون تمکو بڑے فخر سے مین
چاک کر دے کوئی اسکو تو گریبان بھی نہو

مجھسے پوچھین تو وہ مذہب مین بتاؤن مائلؔ
کوئی کافر بھی نہو کوئی مسلمان بھی نہو

۱۶۳	ردیف ہاے ہوز	۲۰

ع ۳۴

نہ کیون تڑپے دلِ امیدوار آہستہ آہستہ
کہ روتا ہے کوئی نا کردہ کار آہستہ آہستہ

لیے بوسے جو مین نے تین چار آہستہ آہستہ
دیا کافر نے سینہ کو اُبھار آہستہ آہستہ

بنے میری تپش تیر اقرار آہستہ آہستہ
مرا نالہ ہو تیرے دل کے پار آہستہ آہستہ

سلام اُنکا اک آفت ہی کہ وہ تو ہاتھ کے بدلے
اُٹھاتے ہین نگاہِ شرمسار آہستہ آہستہ

مدواے اضطرابِ دل مرے دلمین پھر آتا ہے
سکون آہستہ آہستہ قرار آہستہ آہستہ

نہین ہی مجھمین طاقت کان مُنھ کے پاس لاؤ تم
کہیگا تمسے کچھ یہ دل فگار آہستہ آہستہ

کریگا وجد لاشہ قبر مین اور روح جنت مین
جو آکر قبر پر گا سیگا یار آہستہ آہستہ

تپش جب دلکی بڑھتی ہی تو جلدی جلدی بڑھتی ہے
جو آتا ہے تو آتا ہے قرار آہستہ آہستہ

حسینونسے نہ مل۔ انکو نہ دیکھ۔ اللہ ری تاکیدین
وہ یون ہی چھین لینگے اختیار آہستہ آہستہ

مرے کانونکے پردے غیر کے کانونپہ پڑجائین
کہ اُس سے گفتگو کرتا ہے یار آہستہ آہستہ

جو نیند اُڑجائیگی اُنکی تو وہ اُٹھکر خفا ہونگے
کراہین تو کراہین دل فگار آہستہ آہستہ

اگر دل تہام لے اسکا زہے قسمت خوشا طالع
گراتا ہے نظر سے مجھکو یار آہستہ آہستہ

ٹلیفون آج بن اے شوق دل احسان کر اتنا
کوئی گھر مین بجاتا ہے ستار آہستہ آہستہ

لڑین آنکھین جو آنکھونسے کوئی چیز آئی سینے مین
ہوئین تیری نگاہین دل کے پار آہستہ آہستہ

نزاکت ہی اک آفت پھر قیامت پانو کا زیور
چلے دامن اُٹھا کر کیون نہ یار آہستہ آہستہ

تصدق جذب دل کے مین۔ کہ رہتے ہین مری جانب
پھری اُسکی نگاہِ شرمسار آہستہ آہستہ

بخیلون ہی کے دہ کبھی ہاتھ مین تسبیح جب دیکھی
کیا کرتے ہین پیسون کا شمار آہستہ آہستہ

مجھے کس کس ادا سے ہای کس کس پیار سے دیکھا
نگاہِ ناز سے کھیلا شکار آہستہ آہستہ

نگاہین اسکی جانب گر کسی مشتاق کی اُٹھین
جوانی نے کیا سینہ اُبھار آہستہ آہستہ

کرون گر کوئی گستاخی سزا دے پیار سے مجھکو
تو ڈھیلے ہاتھ سے مائل کو مار آہستہ آہستہ

۱۶۴	ردیف یاے تحتانی	۲۰

بحر ع

ازل سے تجھپہ ہون مائل محمدِ عربی
تو نذر لے یہ مرا دل محمدِ عربی

تو دلبری مین ہے کامل محمدِ عربی
خدا کا تو نے لیا دل محمدِ عربی

کیا ہے دہو کے فرشتون نے پاک طفلی مین
عجیب دل ہے ترا دل محمدِ عربی

خدا کی سب صفتین ہین تری سراپا مین
وہ تیری ذات ہی کامل محمدِ عربی

مین کسطرح تجھے دل دون کہ شرم آتی ہے
نہین ہے یہ تیرے قابل محمدِ عربی

وہ غل کرون کہ نکل جاؤن قیدِ ہستی سے
بسانِ شورِ سلاسل محمدِ عربی

ازل۔ ابد۔ نہ کہون کیلئے مدینے کو
یہی تو ہے تیری منزل محمدِ عربی

کبھی خدا کو نہ جانے نہ تجھکو پہچانے
جو بندہ خود سے ہو غافل محمدِ عربی

پھنسا مرا دلِ دیوانہ تیری زلفون مین
پسند ہے یہ سلاسل محمدِ عربی

بڑا بخیل ہون دیتا نہ تھا کسی کو مین
لیا تمہین نے مرا دل محمدِ عربی

خطاب دیتے ہین طلق کو یان مقید کا
یہ بندگی ہے سلاسل محمدِ عربی

حسنؑ حسینؑ کے صدقے مین کچھ تو ملجائے
تمہارے در کا ہون سائل محمدِ عربی

جو بزمِ غیب مین دیکھا خدا نے اپنا منھ
کھڑا ہوا تھا مقابل محمدِ عربی

نکلے قبر منور سے خود ہدایت کر — کہ لوگ پھر ہوے غافل محمدؐ عربی

خدا کا گھر اسے کہتے ہین جاننے والے — تمہارا گھر ہو مرا دل محمدؐ عربی

تری ہی شکل ہو مرآتِ لی مع اللہ مین — ہین انبیا ترے قائل محمدؐ عربی

تیرے سوا شبِ معراج کون تھا جو یہ — تو ہر صفت مین ہے کامل محمدؐ عربی

ادھر پھر آئیے وہ معجزہ بھری نظرین — جو ما سوا کی ہین قاتل محمدؐ عربی

جہان مین کیون نہ شبِ قدر کی ہو قدر فزون — وہ تیرے منھ کا ہے یک تل محمدؐ عربی

۱۶۵	نظر اٹھاؤ ذرا ہنسکے تم سلام تو لو کھڑا ہے سامنے مائل محمدؐ عربی	۲۰

ع

نکلے ہین وہ بغل سے مری دل لیئے ہوئے — لوٹے ہوئے لٹے ہوئے چوری کئے ہوئے

ہم کیا کہین کہ جان ہین کسپر دیئے ہوئے — ہے گورا گورا منھ نمکینی لیے ہوئے

ہم آئے ہین شرابِ حقیقی پیئے ہوئے — دل مین خدا کو دل کو بغل مین لیے ہوئے

کس درجہ تیز اہلِ تصور کی ہے نظر — سب دیکھتے ہین بند دو آنکھین کیے ہوئے

لبکا کلام کا ہو مبارک کلیم کو — اے خضر ہم تو ہونٹھ ہین اپنے سیئے ہوئے

اُسکے نثار جسنے یہ ہمکو بتا دیا — زندے ہین سب مرے ہوے مردے جیئے ہوئے

دوزخ کی آگ ہو کہ وہ جنت کا باغ ہو — جائینگے ہم کسی کو بغل مین لیے ہوئے

بیچین ہوکے لوٹتے ہین تیری راہ مین — آشفتہ حال خستہ جگر دل دیئے ہوئے

یارب کوئی حسین چلے پل صراط پر — اپنی بغل مین ہاتھ ہمارا لیئے ہوئے

کیون آئے میرے خواب مین لیٹے تھے جو گلے — جھوٹی زبان غیر کے منھ مین دیے ہوئے

کس درجہ شوخ و شنگ بتانِ فرنگ ہین — جاتے ہین میہمان کو بغل مین لئے ہوئے

ساقی شرابِ عشق شرابِ طہور ہے — تیرے مرید جھوم رہے ہین پیئے ہوئے

دو چشم سر کو پھوڑ کے یک چشم دل سے دیکھ — ہم ساتون آسمان ہین بغل مین لیے ہوئے

چن چن کے سبکو مار لیا خودکشی بھی کی
ہین تیغ لا سے خونِ دو عالم کیے ہوئے

ہم اُنسے ہمطعام کبھی ہین ہمکلام بھی
بیٹھے ہین مہمان کو بغل مین لیے ہوئے

بوڑھے ہی بڑے ۔ سفید ہین جنکی نصیحتین
پوچھو انھین سے آپ ہین کیا کیا کیے ہوئے

ہم اپنے دل کا آپ لہو پیکے ست ہین
شیشہ شراب کا ہین بغل مین لیے ہوئے

دیکھین تو کس فریب سے لیتے ہین آپ دل
ہم بھی ہین گھاٹ گھاٹ کا پانی پیے ہوئے

واعظ جو بیکے بیٹھے ہین اب ڈاڑھیان سفید
عہدِ شباب مین یہ ہین سب کچھ کیے ہوئے

۱۵	مائل کسی سے نشہ مین کرتے تو ہو کلام ہشیار منھ سنبھال کے خود کو لیے ہوئے	۱۶۶

ع ۲۲

مین فدا سینۂ عشاق مین گھر کس کا ہے
پہ چھپتے پھرتے ہو دل مین تمہین ڈر کسکا ہے

دل مین چبھتا ہے کلیجے کو مسلتا ہے مرے
ہائے اللہ یہ اندازِ نظر کس کا ہے

مین نے مانا کہ ترے حسن مین آتش ہی نہین
برق ایمن جو بنا تھا وہ شرر کسکا ہے

تمنے تو آنکھ لڑائی مرا دل کس نے لیا
اس دغا بازی کے صدقے یہ ہنر کسکا ہے

عوضِ نام جو تختے پہ لگی ہے تصویر
خود نما کون ہے اس گھر مین یہ گھر کسکا ہے

کیا کہا پھر تو کہو ہمکو نہ آزردہ کرو
دل ہمارا ہے تمہارا تو جگر کسکا ہے

وہ نہین جا نکلتے گرا ہل زمین کو چھپکر
پھر یہ خورشیدِ فلک روزنِ در کسکا ہے

بولیان بولتے ہین ۔ ہوتا ہے دل کا نیلام
پھر حسین پوچھتے ہین مجھسے یہ گھر کسکا ہے

دل مین دل ڈالکے کیون آنکھ چرائی مجھسے
وہ تو الفت کا اثر تھا یہ اثر کس کا ہے

لامکان آپکا گھر ۔ واہ ہمین سے یہ فریب
یان جو شہ رگ سے ہی نزدیک وہ گھر کسکا ہے

آنکی مٹھی مین جو تڑپا مرے دل کا ارمان
وہ لگے پوچھنے اس دل مین جگر کسکا ہے

جب گرا پانو پہ محشر مین وہ ہنسکر بولے
دیکھ داور مرے قدمون پہ یہ سر کسکا ہے

آنکھ ہے بند کہین دل نہو پامالِ عدو
یہ تو کہئے کہ تصور مین گزر کس کا ہے

دل کچھون نے جو لیا جھک کے نظر نے پوچھا		دونون چالاک ہین۔ کہئے یہ ہنر کس کا ہے
۱۶۷	اُسکی تصویر نہ کعبے مین لگا اے مائل بے ادب دل مین ذرا سوچ یہ گھر کس کا ہے	۲۸

ع

اگر ہر ہر کو پوجا کیا خطا کی	کہ ہر صورت مین ہے صورت خدا کی
ستم دیکھو وفا کی تو جفا کی	غضب دیکھو دعا کی تو دغا کی
مریضِ عشق پر جو ٹوٹین ادا کی	کلیجا پھٹ گیا اچھی دوا کی
قیامت دلمین نالون نے بپا کی	خدا کے گھر پہ یہ نوبت بجا کی
کفِ گستاخ سے اللہ رے شرم	گرہ دلمین چھپی بندِ قبا کی
اُٹھے منھ تک۔ اتر لائے فلک سے	درازی دیکھئے دستِ دعا کی
اشارہ سے بلاتا ہون خدا کو	نمازین جب پڑھین انگلی اُٹھا کی
ہوا سے خود بخود در ہو گیا بند	گرہ تم کھولدو بندِ قبا کی
بڑھا ہے انتظارِ رزق اتنا	کھلی رہتی ہین آنکھین آسیا کی
بتون کے حسن کو سمجھے ہو کیا تم	اسی پردے مین ہے صورت خدا کی
کمر باندھی ہے قتلِ عام پر آج	قضا آئی قضا آئی قضا کی
کیا کرتے ہو گھر بیٹھے خدائی	بتو صد مرحبا رحمت خدا کی
تصدق جاؤن ناقوس واذان پر	یہ دو آوازین ہین ایک آشنا کی
فلک شاید کسی کا پیرہن ہے	کہ سورج ہے گرہ بندِ قبا کی
یہ غصہ مجھپہ کیون ہے وصل کے بعد	تصدق جاؤن مین نے کیا خطا کی
خدا جانے کہ یہ بت کیا کرینگے	حکومت گر ملے روزِ جزا کی
جہان رکھو قدم وان سر رکھو مین	مگر شوخی مٹیگی نقشِ پا کی
ازل ہی مین ابد کا کھلگیا حال	خبر لی ابتدا مین انتہا کی

نگاہون سے کیا سجدہ دمِ ضعف
اشارون سے نماز اپنی ادا کی

اُٹھے ایسی ادا سے دستِ یوسف
ہوئین قربان تاثیرین دعا کی

کہا منصور نے جدم انا الحق
حقیقت کھل گئی قالوا بلیٰ کی

کہا جب تم پہ مرتا ہون وہ بولے
تمہاری قبر پر رحمت خدا کی

ملا کر جب شبِ فرقت سے دیکھا
درازی گھٹ گئی روزِ جزا کی

بقا تمکو فنا ہمکو مبارک
تمہین جیتے رہو سب نے قضا کی

قدم رکھدو جو تم مجھ ناتوان پر
نظر بنجاؤن چشمِ نقشِ پا کی

ہمین جبکو مار کر تم کیا کروگے
مزا کیا گرد و عالم نے قضا کی

مرے دلمین تم آئے تھے غلط جھوٹ
بہلا شوخی کہان ہے نقشِ پا کی

۱۶۸	گرہ کھولیگا مائل وصل کی شب ترے دل کی ترے بندِ قبا کی	۱۰

ع ۳۰

اُٹھتے اُٹھتے جب نقابِ یار آدھی رہگئی
آدھی نکلی حسرتِ دیدار آدھی رہگئی

گر نہ سمجھاتے فرشتے وان بھی ہوتا قتلِ عام
روزِ محشر کھنچکے وہ تلوار آدھی رہگئی

سر جو ٹکراتا رہا شب بھر مکانِ یار سے
خشت و سنگ اتنے گرے دیوار آدھی رہگئی

تمنے آدھا نام لیکر جب پکارا نزع مین
آدھی نکلی میری جانِ زار آدھی رہگئی

جب مقابل ہمنے رکھدی کھینچکر تصویرِ یار
قیمتِ یوسف سرِ بازار آدھی رہگئی

رات ساری بحث کی تو نیم راضی وہ ہوئے
شب تو پوری ہوچکی تکرار آدھی رہگئی

ناچ کیوقت آگے بڑھکر جب نہ وہ پیچھے ہٹا
بولے گھنگرو شوخیِ رفتار آدھی رہگئی

حشر مین قاتل کو کچھ اقرار کچھ انکار ہے
فیصلہ آدھا ہوا تکرار آدھی رہگئی

نصف قد کا تمنے فوٹو کس لئے بھیجا حضور
آدھی نکلی حسرتِ دیدار آدھی رہگئی

جل گیا سارا جہان مائل کی آدھی آہ سے

١٦٩	منھ کے اندر آہ آتش بار آدھی رہ گئی	١٨

کس سے پوچھون کہ مرے یار کا منشا کیا ہے	۳ع	عین وحدت مین یہ کثرت کا تماشا کیا ہے
وصل کے بعد جو پوچھا کہ ارادا کیا ہے		جھک کے آنکھون نے کہا پھر یہ تقاضا کیا ہے
دیکھنے آئے ہو کیا نزع مین ہوتا کیا ہے		پتلیان پھرتی ہین اب اور تماشا کیا ہے
ہے جواب اسکا یہی چوم کے منھ لپٹا لون		خواب مین آکے وہ کہتے ہین ارادا کیا ہے
بنگیا غازۂ رُخ نور نگہ کا چھنکر		میری عینک ہے ترے مُنھ پہ یہ پردا کیا ہے
ڈالدے ہاتھ گلے مین مرے کروٹ لیکر		پائنتی پھینکدے یہ بیچ مین تکیا کیا ہے
میرے دل کی تمہین کیا قدر ابھی کمسن ہو		تمنے اتنا بھی نہ پوچھا یہ کھلونا کیا ہے
شرع کا ڈر ہے نہ حاکم کا مرے ساتھ چلو		تم جوان ہو چکے اب خوف کسی کا کیا ہے
راہبر فرش بچھاتا ہے وہ رہرو ہو نہین		پھلکا اک خضر کا ہے جادۂ صحرا کیا ہے
مین رہون تو رہے یہ اور کہین جائین خدا		باغ فردوس مین حورون کا اجارا کیا ہے
دار منصور کے مانند انا کہتی ہے		شرع والون سے تو پوچھو کہ یہ غوغا کیا ہے
تم مرے دل مین جب آئے تھے نہ تھا ساتھ رقیب		رات دن پھر مرے پہلو مین کھٹکتا کیا ہے
بوسہ لیتے ہی ترا لال ہوا کیون چہرا		راضی ہو کر یہ غضب کیا ہے یہ غُصّا کیا ہے
کیا نہین حشر کے دن رُخ پہ نگاہونکا ہجوم		تم تو بے پردہ ہو پھر مُنھ پہ یہ پردا کیا ہے
دل جگر دونون تڑپتے ہوئے منظور نہین		یہ بُرا ہے وہ بُرا ہے تو پھر اچھا کیا ہے
دور سے آتی ہے کیون دیکھنے خلقت تجھکو		تو ہی کہدے تری صورت مین تماشا کیا ہے
دن کو یہ پردہ نشین سایہ سے بھی چھپتے ہین		کوئی پوچھے تو کہ راتونکا طریقا کیا ہے

١٧٠	یہ مرا داغ جگر وہ مرے نالے کا شرر برق کیا چیز ہے مائل ید بیضا کیا ہے	١٦

ہم بھی دیکھینگے کہ ایمن مین تماشا کیا ہے	۳۲ع	طور پر حضرت موسیٰ کا اجارا کیا ہے

اے خدا دلمین چھپا کر مرے رکھا کیا ہے
اس طلسمات مین دکھلا دے تماشا کیا ہے

ہی ہمہ اوست فقط - مین بھی غلط تو بھی غلط
گنتی ہوتی ہے کچھ اپنی بھی یہ دہوکا کیا ہے

یار دل لیکے بھری بزم مین گردن نہ جھکا
ہم ہی ممنون ہین احسان ہمارا کیا ہے

گود مین لیکے تمنا جو نکالی تو کہا
پھر نہ پوچھونگا کسی سے کہ تمنا کیا ہے

وہ ہے آنکھونکا اشارہ یہ لبون کی جنبش
سحر کیا چیز ہے اعجازِ مسیحا کیا ہے

کل کا وہ قول - وہ اقرار - وہ وعدہ ہے کہان
آج یہ بحث - یہ تکرار - یہ جھگڑا کیا ہے

کہتے ہین وصل کی شب ہاتھ ہمارے بڑھکر
محرمِ راز سے محرم مین چھپایا کیا ہے

ہو کے خاک آرزوِ وصل مین لپٹا تو کہا
چھوڑ دامن مرا رستے مین تقاضا کیا ہے

سنگ ہاتو نہین ہین اطراف مین اطفالِ حسین
اے جنون شہر سلامت رہے صحرا کیا ہے

ہائے وہ میرا نظارہ وہ کسی کا کہنا
تجھسے بے پردہ ہو نہین اور تماشا کیا ہے

ہاتھ مین ہاتھ ملاتے ہی جو دل مانگتے ہو
یہ ملاقات ہے کیسی یہ طریقا کیا ہے

مین کبھی دیکھتا ہون اُنکو کبھی داور کو
کہ وہ خود پوچھ رہے ہین ترا دعوی کیا ہے

مثل تعویذ لٹکتے ہین گلے مین دونون
حرزِ جان ہے ترا خط کیا ہے لفافا کیا ہے

ہاتھ مین آئنہ اور عکس سے بوسے کا سوال
مجھسے بھی پوچھ ذرا تیری تمنا کیا ہے

۱۷	اچھی صورت جو نظر آئی تو کیون لوٹ گئے سچ تو فرمائے مائل کہ ارادا کیا ہے	۱۷۱

۳۲ع

کسکو ہم حشر مین دیکھینگے تمنا کیا ہے
وہ تو ہر ہر مین ہے پھر اُسکا سراپا کیا ہے

شرم کہتی ہے ہٹو دور ارادا کیا ہے
شوخیان کہتی ہین پاس آنے دو ہوتا کیا ہے

کھولدی عشق مجازی نے حقیقت دل کی
یا الٰہی مرے کوزے مین یہ دریا کیا ہے

قم کہو تم جو پڑے ہین لوگ جنازے کی نماز
لطف ہو اُٹھکے جو پوچھون کہ یہ ہوتا کیا ہے

وہ مرا چھیڑنا وہ کانپ کے اُنکا کہنا
ہائے اللہ مری تقدیر مین لکھا کیا ہے

مٹھیان کھولدو مین تمکو دکھاتا ہون ابھی
پوچھتے کیا ہو کہ دل کیا ہے کلیجا کیا ہے

یار بیمار ہو نہین۔ ہونٹ ذرا چوسنے دے
مین بھی دیکھون تو کہ اعجاز مسیحا کیا ہے

کیا فرشتہ کوئی آئیگا مدد کو دم وصل
چپ رہو تم یہ اتہی یہ خدایا کیا ہے

یاد بھی ہے مرا دل لیکے جو تم کہتے تھے
یہ ہمارا ہے ہمارا ہے تمہارا کیا ہے

انکو گردش ہے زمین پر تو فلک پر انکو
اے خدا زندگیِ خضر و مسیحا کیا ہے

دم تو لے چین تو لے آنکھ مین وہ آتے ہین
بیقراری یہ تری اے دل شیدا کیا ہے

چاندنی رات مین چوری سے کہان جاتے ہو
اپنے سایہ سے یہ ہر گام پہ کھٹکا کیا ہے

دل ہی کیا مال ہی مین جان بھی اپنی دونگا
آپ گھر آئے رستے مین تقاضا کیا ہے

وہ تماشا بھی ہی خود وجہ تماشا بھی ہے خود
پھر تماشائی بھی خود ہے یہ تماشا کیا ہے

مین ترے ساتھ رہون ساتھ چلون ساتھ پھرون
یہ تمنا ہے مری تیری تمنا کیا ہے

ابھی کمسن ہین سمجھتے ہی نہین لفظون کو
بوسہ مانگا تو یہ فرماتے ہین بوسہ کیا ہے

١٧٢

مجھسے ارشاد یہ کیون دیکھ ادھر اے مائل
آپ ہین آئنہ ہے اور تماشا کیا ہے

٢٥

ع۳

تم ہدف ہم تیر کیون کیسی کہی
کھنچ گئی تصویر کیون کیسی کہی

آپ کا دل اور میٹھا میٹھا درد
عشق کی تاثیر کیون کیسی کہی

پوچھتے ہو آنکھ کی پتلی ہے کون
آپکی تصویر کیون کیسی کہی

ابتو وہ ہر بات پر کہتے ہین یہ
واہ ری تقریر کیون کیسی کہی

جان شیرین غیر دے میری طرح
ہے یہ ٹیڑھی کھیر کیون کیسی کہی

پوچھتے ہو سوچکر آئے ہو کیا
وصل کی تدبیر کیون کیسی کہی

ملکے تم ہم ایک کیون کیسی سنی
دونون شکر شیر کیون کیسی کہی

دل ہمارا اور نگاہ ہین آپکی
یک ہدف دو تیر کیون کیسی کہی

سنکے چھبتی غیر کا رنگ اڑ ہگیا
اوبت بے پیر کیون کیسی کہی

آپ اوریون دل پکڑ کر لوٹ جائین
آہ کی تاثیر کیون کیسی کہی

اے عدو وہ پاس ہین تو دورسے
کہنچ بے تصویر کیون کیسی کہی

وصل مین تیری زبان اور مرے لب
شعلہ و گلگیر کیون کیسی کہی

کان ادہر لا۔ کام کی یک بات ہی
سن تو یہ تقریر کیون کیسی کہی

وصل مین کچھ اور ہین دونونکے نام
یک حرف اک تیر کیون کیسی کہی

مدعی ہے آج بھی چھپا ہوا
کل دم تقریر کیون کیسی کہی

موت کا بھی جانتا ہے کچھ علاج
قائل تدبیر کیون کیسی کہی

لڑمرے باہم عدو اک بات پر
چلگئی شمشیر کیون کیسی کہی

جلوۂ تقدیر ہے تدبیر بھی
دشمن تقدیر کیون کیسی کہی

راز کی ہر بات مین فرق پڑ ہگیا
ڈہانپ کر تقریر کیون کیسی کہی

تو رجھتے پڑ ہکر گلا کاٹا مرا
ذبح کی تکبیر کیون کیسی کہی

خط مرا پڑ ہکر سنائی بے نقط
دیکھکر تحریر کیون کیسی کہی

یک لفظ کن۔ ظہور دو جہان
بات پر تاثیر کیون کیسی کہی

کچھ اشارے کرکے کہتی ہے وہ آنکھ
بے لب تقریر کیون کیسی کہی

وصل کا نقشہ ہے میری یاد بیت
میان مین شمشیر کیون کیسی کہی

۱۷۳	آپ اور اسطرح دل مائل کو دین شعر کی تاثیر کیون کیسی کہی	۲۲

خدا کو خود مین چھپا لیا ہے یہ اوج کس خاکسار مین ہے ہیع
وہ خاک اڑ ہائی ہے خاک ہو کر کہ لامکان بھی غبار مین ہے
یہ دل مرا لے یہ جان مری لے یہ سر مرا لے یہ گھر مرا لے

تجھی کو دیتا ہون اے ستمگر جو کچھ مرے اختیار مین ہے
مرے محمد کا ہے یہ جلوا نہین تو کیون مجھکو یان غش آیا
نہ سنگ تربت ہے طور سینا نہ دشت ایمن مزار مین ہے
نہ چھیڑ مر جائینگے تڑپ کر کہ دم ہمارا بھرم ہمارا
شکیب مین ہے سکون مین ہے قیام مین ہے قرار مین ہے
اگر نہ ہاتھ آئے دین و دنیا نہین ہے کچھ عاشقون کو پروا
جناب وہ کس شمار مین ہے حضور یہ کس قطار مین ہے
یہ وہم ٹھہرے دہین نہ کافر کہ راہ مین ہے رقیب کا گھر
خیال باہر۔ نگاہ در پر۔ عجب قلق انتظار مین ہے
یہ کھیل گڑیون کا سب بہلا دین شباب کا کچھ مزا چکھا دین
جو تم جوان ہو تو ہم دکھا دین یہ لطف بوس و کنار مین ہے
چھڑا کے دامن نہ بھاگ جاؤ یہین ہے خلوت ادہر تو آؤ
ہجوم شوق دل زلیخا نگاہ امیدوار مین ہے
اُٹھے جہان سے یہ رسم کیونکر سمجھ پہ سب کی پڑے ہین پتھر
چراغ تو جل رہا ہے اوپر مگر اندھیرا مزار مین ہے
تم اپنا دامن۔ تم اپنی مٹھی۔ تم اپنا گیسو۔ تم اپنا جوڑا
قریب آؤ۔ مجھے دکھاؤ۔ کہ دل انہین تین چار مین ہے
یہ کیا قیامت مین ہی قیامت جو کہتے ہو بھیج سب پہ رحمت
خدا پہ کیونکر چلے حکومت خدا بھی کیا اختیار مین ہے
جو مجھسے پوچھینگے کچھ فرشتے جواب دینگے تمام مردے
مرا مزار اسطرح بنا ہے کہ ہر کسی کے مزار مین ہے

زمین سے اُڑ ہنا ہوا پہ جانا ہوا سے چھنکر زمین پہ آنا

یہ سر بلندی فلک پسندی نیاز مندی غبار مین ہے

یہ عاشقون سے حجاب کیسا دکھا دو جلوہ اُٹھا دو پردا

کہ ذوق و شوقِ جنابِ موسیٰ نگاہِ امیدوار مین ہے

اِدھر ہے شیشہ اُدھر ہے ساغر نہ پوچھ کس کام مین ہے کافر

سرور مین ہے غرور مین ہے بہار مین ہے کنار مین ہے

اسی کا ایک نام ہے مجازی اسی کا ایک نام ہے حقیقی

نہین کسی مین قسم خدا کی مزا جو آپس کے پیار مین ہے

اِدھر بھی ٹلے اُدھر بھی ٹلے ہوا جو کھٹکا تو در پہ دوڑے

جو کچھ نہین تو پھر آ کے بیٹھے عجب مزا انتظار مین ہے

جو کوئی زیور مین لد کے آئے تو حُسن اصلی دکھائی کیا دے

جو بات ہو تیری سادگی مین کہان وہ سولہ سنگار مین ہے

اُدھر بھی یک تیر پڑ رہا ہے اِدھر بھی اک تیر پڑ رہا ہے

کہ وصل مین ہے نگاہ دل پر شکار میرا شکار مین ہے

رقیب کی آرزو بدل دے الٰہی اُس بت کی خو بدل دے

مرا مقدر بھی تو بدل دے کہ سب تیرے اختیار مین ہے

خدا کی رحمت شرابیون پر پلاتی ہے روز حور آ کر

مزے اُڑاتے ہین گا بجا کر شراب خانہ مزار مین ہے

۱۸	جو ساری دنیا کی خاک چھانے وہی یہ مائل کی بات مانے تمام عالم مین ہے جو لذت وہ ایک ناکردہ کار مین ہے	۱۷۴

چھپا دے مار کر صورت کسی کی	۲۷۹	بنا محشر مین بھی تربت کسی کی

عیان کثرت مین ہے وحدت کسی کی
نہان ہر ہر مین ہے صورت کسی کی

دعا یوسف نے کی بہر زلیخا
بگڑ کر بنگئی قسمت کسی کی

سنور بنکر نہ یون بے پردہ نکلو
بدل ہی جائیگی نیت کسی کی

وہ لیکر کہتے ہین ٹوٹا ہوا دل
یہ ہے پھوٹی ہوئی قسمت کسی کی

رُکے وہ دیتے دیتے مجھکو گالی
مرے کام آگئی لکنت کسی کی

نہ کیون جائے نہ کیون آئے مرا دل
کہ پیاری پیاری ہے صورت کسی کی

گلی اُس حور کی اور غیر کی لاش
بنے جنت مین کیون تربت کسی کی

مراقب ہوکے اپنے دل کو دیکھو
اِس آئینہ مین ہے صورت کسی کی

قیامت کا کہین جب ذکر آیا
نگاہون مین پھری قامت کسی کی

نہین اے یار تجھ مین بد مزاجی
یہ ہے بگڑی ہوئی قسمت کسی کی

گریگا روزِ محشر ایک پر ایک
نظر آئیگی جب صورت کسی کی

الٰہی چھن گیا دل چھن گیا دل
لٹی دولت لٹی دولت کسی کی

نگہ کہتی ہے جھک کر میرے دل سے
دکھا دے تو مجھے صورت کسی کی

سرِ فرہاد بولی روکے شیرین
نہ پھوٹے اسطرح قسمت کسی کی

جو دیکھون آئنہ خود کو نہ دیکھون
پھرے یون آنکھ مین صورت کسی کی

دئے دشمن نے بوسے تو ہوا کیا
کہین پھرتی بھی ہے نیت کسی کی

۱۲	نہ کیون اپنے کو مائل آپ ہوجون مری صورت مین ہے صورت کسی کی	۱۷۵

وصل سے ڈر کر ہانپ رہا ہے شرم سے منھ پر دامن ہے (۱۳ع)
کانِ حیا ہے جانِ ادا ہے شانِ خدا ہے پُرفن ہے
دوست بنا ہے وہ بت کمسن مذہب کا جو دشمن ہے

کافر ساحر خود سر دلبر خوش رو بد خو بد ظن ہے

کان وہ اپنے چھدواتے ہین دست غیر مین سوزن ہے

جا کے وہان لگ جائے الٰہی دل مین یہان جو روزن ہے

عقل کا غوغا اور ہی کچھ ہے نفس کی شورش اور ہی کچھ

کام پڑا ہے دونون سے اک رہبر ہے اک رہزن ہے

شمع لحد ہے برق تجلی سنگ لحد ہے کوہِ طور

موسیٰ جس پر غش ہین ہین مجھ سوختہ دل کا مدفن ہے

مجھسے پردا کرتے ہو میری ہی قبا مین چھپتے ہو

شرم و حیا کے صدقے جاؤن منھ پر کس کا دامن ہے

قبر مین حورین نغمہ سرا ہین دور مین ہے صہبائے طہور

فاتحہ دیگر راگ سنو تم جلسہ زیرِ مدفن ہے

بیٹھکے اپنے گھر کے اندر جھانکتے ہو کیون غیرون کو

آؤ ہماری آنکھ مین تم پلکون کی یہان بھی چلمن ہے

زخم دل پر ٹانکا دے کر اُس کا جلوہ دیکھ لیا

تارِ نگاہ چشم موسیٰ رشتۂ چشم سوزن ہے

سوتے ہین وہ مجھسے لپٹکر چھوٹ نہین اے دل نہ تڑپ

دیکھ رہے خود پہلو سے نکلکر ہاتھ پہ کس کی گردن ہے

نالۂ بلبل نغمۂ مطرب۔ گریۂ قلقل۔ خندۂ مے

عیش فزا ہے۔ آج مزا ہے۔ وہ ہے مین ہون۔ گلشن ہے

۱۸۶	مائل کا دل دیکھکے سمجھے کوئی کھلونا ہو گا یہ عمر ابھی دس بارا کی ہے کچھ کچھ اُن مین لڑکپن ہے	۱۷

	۲۴ع	
چڑکے وہ لگے تیری نظر کے		ٹکڑے اڑ ہنے لگے جگر کے
صدقے بیتابیٔ جگر کے		پہلو سے جنابِ دل بھی سرکے
بوسہ جو لیا تو ہنسکے بولے		بدنام کروگے پیار کرکے
جوڑا باندھو نظر لگے گی		لمبے لمبے ہین بال سر کے
ہاتون کو ہمارے گدگدایا		جوبن سے تے ترے ابہر ابہر کے
مچھلی کی طرح تڑپ رہا ہے		دیکھو مرے دل پہ ہاتھ دہر کے
دلالہ بنی تری جوانی		پیغام آئے ادہر ادہر کے
یہ کچھ دل سے ادہار حسرتین لین		اللہ رے حوصلے جگر کے
چھوٹا منھ ہے مرا بڑی بات		کچھ اور کھو نگا پیار کرکے
گھبرا گئے نامِ وصل سنکر		وہ چھپ گئے دل مین مارے ڈر کے
پوچھا جو کھان سے آئے ہو تم		ہم بیٹھ گئے سلام کرکے
اٹھلاتے چلو نہ ہر قدم پر		ٹکڑے اڑ ہجا ئینگے کمر کے
یہ خواب مین دیکھکر نہ تڑپے		ہم سوتے ہین دل پہ ہاتھ دہر کے
ہر چیز مین ہے اُسی کا جلوہ		بت کو پوجا خدا سے ڈر کے
دل چھین لیا بناوٹون سے		گھر لوٹ لیا ستور ستور کے
تھم تھمکے اٹھین جگر مین ٹیسین		تڑپا مرا دل ٹھہر ٹھہر کے

۱۷۷	بے ساختہ لوگ جھومتے ہین مائل ترے شعر یاد کرکے	۱۵

	۲۳ع	
دل مرا سینہ مین ہی دل مین مرا جانانہ ہی		شمع پروانے مین ہی فانوس مین پروانہ ہے
پردۂ فانوس کس صوفی کا دولت خانہ ہی		وجد مین ہی شعلہ اور چکر مین ہر پروانہ ہے
ہاتھ مین لیکر ترنج و تیغ کاٹین انگلیان		عاشقونکا خون جنسِ حسن کا بیعانہ ہے

زر جو ہاتھ آیا تو فتنے سیکڑون پیدا ہوئے ہے چلن سکہ کا یار رفتارِ معشوقانہ ہے
جانتا ہے جو تجھے کرتا نہین تیرا بیان جو یگانہ ہے تری محفل مین وہ بیگانہ ہے
سیکڑون کو دفن کرتے ہی زمین کیون کانپ اُٹھی زلزلہ آیا ہے یہ یا لغزشِ مستانہ ہے
میرے طعنے مین بجا زاہد کا اترانا درست نیکئی اعمال وصلِ حور کا بیعانہ ہے
کس جگہ جاتا ہے رکھنے کو خزانہ لیکے تو کیا زمین کے نیچے اے قارون کوئی تہ خانہ ہے
وہ جو رستے مین ملے منھ دیکھکر ہم رہ گئے یہ نہ پوچھا کس جگہ صاحب کا دولت خانہ ہے
تیرے گنج حسن کا پرتو ہے سینہ کا اُبھار کیون چھپاتا ہے کہ یہ عکسِ متاعِ خانہ ہے
نشہ مین مجھپر گرے تم مین نے بوسہ لے لیا تم نہ شرماؤ یہ لطفِ لغزشِ مستانہ ہے
چھیڑتا ہون تذکرہ اپنا مگر ڈرتا ہوا نیند آنے کی نہین تمکو یہ وہ افسانہ ہے
دل کی تمکو قدر کیا پوچھو کسی صوفی سے تم جسمین پوشیدہ خزانے ہین یہ وہ ویرانہ ہے
ہان - بجا - سچ - تمکو کیا معلوم عشق و عاشقی بات بھولی ہے مگر اندازِ معشوقانہ ہے

۱۷۸	ذکر میرا آگئے اے مائل تو کہدو اُس سے تم وہ بڑا ہشیار ہے لیکن ترا دیوانہ ہے	۱۶

۲۱ع

آج اُنکی بزم سے کیسی خبر آنے کو ہے دل نکلجانے کو ہے منھ تک جگر آنے کو ہے
کیون نہ اتراؤن یہ دن ہے وعدۂ دیدار کا حشر مین اچھی کوئی صورت نظر آنے کو ہے
پہلے وہ دل تھام لیتے تھے کہین اب روند دین نالے تو نالے ہین باتو نمین اثر آنے کو ہے
دل مرا چھینکر وہ تڑپا پیچ و خم کھلنے لگے دوش تک جو زلف تھی اب تا کمر آنے کو ہے
خیر ہو یارب کہ قاصد بنکے آتا ہے رقیب دل دھڑکتا ہے کوئی جھوٹی خبر آنے کو ہے
کچھ تو رازِ دل کی رکھ لے آبرو اے تابِ ضبط نالہ پھر چلنے کو ہے پھر چشم بھر آنے کو ہے
سہہ نہین سکتا مریضِ ہجر آفت نزع کی موت سے کہدو کہ جلد آئے اگر آنے کو ہے
یا الٰہی مین نے کب مانگی تھی قسمت غیر کی اُسکے حصہ کی بلا کیون میرے سر آنے کو ہے

نالہاے دل کچھ ایسی چال چلنے کو ہین آج
پھر استقبال ہونٹون تک اثر آنے کو ہے

دردِ دل آہستہ اُٹھو۔ رہ رہکے اُٹھو۔ تم تھمکے اُٹھو
دم اُلٹ جانے کو ہے منھ تک جگر آنے کو ہے

کس سے وعدہ ہی جو تم پھرتے ہو اترائے ہوئے
کیا تمھاری بھی کوئی اُمید بر آنے کو ہے

ہون نقابین لاکھ پر چھپتا ہے کب حسن و جمال
انکی صورت صاف پردے سے نظر آنے کو ہے

شوق اپنا وہ جوانی مین چھپائین کس طرح
بنکے جوبن آرزوے دل اُبھر آنے کو ہے

اپنے ہاتونکے وہ بوسے لے رہے ہین کیلئے
اسمین دل آنیکو ہے اسمین جگر آنے کو ہے

باسی مہندی وہ چھڑاتے ہین عدو کے ہاتھ سے
آج کوئی تازہ آفت جان پر آنے کو ہے

۱۷۹

سیر کو جاتے تو ہو ساتھ اُسکو بھی لیکر چلو
ٹھہرو ٹھہرو مائلِ خستہ جگر آنے کو ہے

۲۹

۲۹ع

تڑپ کر میرے بر سے یون مرا دل اے صنم نکلے
کہ دل نکلے تو غم نکلے جو غم نکلے تو دم نکلے

سنو بنکر خدا کے روبرو جب وہ صنم نکلے
خدا جانے کہ روزِ حشر بھی کس کس کا دم نکلے

اُٹھا کر تو جو پردہ گھر سے باہر اے صنم نکلے
تیرے آگے سوالِ وصل بنکر میرا دم نکلے

کرو وہ رحم جسمین کوئی اندازِ ستم نکلے
مزا ایسا ملے ہمکو تو اُن پر بھی دم نکلے

جیون کیا خاک جب تو میرے گھر سے اے صنم نکلے
تیرے پیچھے مرا دل۔ دل کے پیچھے میرا دم نکلے

مرے دلمین الٰہی اتنے ارمان ہین کہ روزِ وصل
جو کم نکلے نہین نکلے بہت نکلے تو کم نکلے

جنابِ عشق نے پھر چٹکیان لین زندہ ہوتے ہی
قیامت مین جگر پکڑے ہوئے تربت سے ہم نکلے

تڑپنا اُٹھکے گرنا خاک پر ہے ننگِ جانبازی
تامل کیون ہے اے قاتل لگا خنجر کہ دم نکلے

وہ کب نکلے وہ کب نکلے جوانی مین جوانی مین
وہ کیا نکلے وہ کیا نکلے ستم نکلے ستم نکلے

ادھر یہ فکر۔ شرما کر وہ بیٹھے ہین جھکاے سر
اُدھر یہ فکر۔ کوئی دلکش اندازِ ستم نکلے

نہ رکھ گھبرا کے تو پیشِ نفس آئینۂ عارض
مبارک موت مجھکو گر ترے زانو پہ دم نکلے

اگر ظاہر مین کچھ باطن مین کچھ ہو اس [illegible]
کہ دل سے یا خدا نکلے زبان سے یا صنم نکلے

یہی لکھا ہے قسمت مین نہ ہم جائین نہ وہ آئین
وہان رہ رہکے دل تڑپے یہان رک رک کے دم نکلے

الٰہی نزع مین ایمان کے آثار ظاہر ہون
پسینہ بنکے پیشانی سے میری میرا دم نکلے

وہ زلفِ پرشکن کہتی ہے ایڑی تک نہ آؤنگی
دلِ مضطر وہ جھٹکا دے کہ سارا پیچ و خم نکلے

برا ہو خوفِ رسوائی کا سر مین درد ہوتا ہے
طبیعت اور بگڑی آنکھ سے آنسو جو کم نکلے

عدو بھی خوش ہو یارب گر مجھے کچھہ شادمانی ہو
مرے دشمن کی بجائے خوشی یون ویسے غم نکلے

تسلی مجھکو دیتے ہین مرے ارمان یہ کہہ کہکر
نہ گھبراؤ کہ ہم نکلے نہ غم کھاؤ کہ ہم نکلے

اشارہ عکس کا ہے ہاتھ سے رکھدو تم آئینہ
کہ فرق آجائیگا یکتائی مین گو تم سے ہم نکلے

اسی سے میرا جینا ہے اسی سے میرا مرنا ہے
جو دل ٹھہرے تو دم ٹھہرے جو دل نکلا تو دم نکلے

مخاطب ہو کے مجھسے نزع مین اب بھی دعائین دین
تمہاری مشکل آسان ہو الٰہی جلد دم نکلے

کیا بیفکر غربت نے۔ نہین کچھ خوف رہزن کا
کہ جب نکلے وطن سے اپنی قسمت لیکے ہم نکلے

جلے دشمن تو کیا غم ہے مبارک آپکو ہمکو
وہ شوخی جس سے دل پھڑکے حیا وہ جسپہ دم نکلے

وہ ہے کس کام کا معشوق جو پردیسے باہر ہو
کرین کیا اعتبار اُسکا کہ جب گھر سے قدم نکلے

جو ہر مطلب بر آئے۔ عاشقی ہو کھیل لڑکون کا
مزا کیونکر ملے حسرت جو دل سے دمبدم نکلے

فرشتے اہل محشر کا اگر دل چیر کر دیکھین
مرا نقشِ جبین نکلے ترا نقشِ قدم نکلے

سرِ محشر یہی تکرار ہے مجھمین فرشتون مین
مرا ہو کر خدا کے سامنے کیون وہ صنم نکلے

پڑے میرے ہی کانون مین جو آواز آئے پردیسے
پڑے میرے ہی آنکھون پر اگر گھر سے قدم نکلے

۱۸۰

محمد یا محمد عرض یہ مائل کی سن لینا
تری امت مین دم نکلے تری الفت مین دم نکلے

۱۱

ع ۲۱

دید کی لذت نہ پوچھو غش مین ہین آئے ہوئے
ہم مین کچھ کھوئے ہوئے اور ہم مین کچھ پائے ہوئے

کسمسا کر رہ گئے قابو مین ہین آئے ہوئے
وہ ہین شرمائے ہوئے اور ہم ہین لپٹائے ہوئے

گھر سے اپنے کیا چلے وہ عاشقون مین گھر گئے
دیکھتے ہین جو طرف پھر پھر کے گھبرائے ہوئے

پیار ہے دلمین مگر ظاہر مین ٹھیرا ہے بگاڑ
مستعد ہین قتل پر جھوٹی قسم کہائے ہوئے

اُنکا گہر غیرون کی جاچوری کا موقع ہے بُرا
وصل مین کیا ہو مزا دونون ہین گہبرائے ہوئے

مسکراکر پوچھتے ہین معنئے نعم البدل
ہمکو دم دیکر کسی کے دم مین ہین آئے ہوئے

روزِ حشر آتا نہین ہم دیکھنے پاتے نہین
وہ قیامت کو بھی ہین وعدے پہ ٹھہرائے ہوئے

صبح کی وہ منتین میری کہ باسی پہول بھی
لوٹے جاتے تھے ہنسی سے گو تھے کملائے ہوئے

وصل کی شب پانو کی چہاگل کا شور اتنا ہوا
رہ گئے غیرونکے نالے کان تک آئے ہوئے

مین نے تو چھیڑا انہین شب بہر نگیہ نچی ہے کیون
خواب مین کسکے گئے تھے کیون ہو شرمائے ہوئے

13	حضرتِ مائل پہڑکتے ہین غزل سنکر مری عاشقی کے فن مین یہ مرشد ہین کچھ پائے ہوئے	181

ع ۲۴

نالۂ دل پر مری دل کی خبر جانے کو ہے
تار پر پیغام یک خستہ جگر جانے کو ہے

کیون نہ اتراؤن کہ وہ خود فیصلہ کرنیکو ہین
ہو جفا یا ہو وفا کچھ تو ٹھہر جانے کو ہے

نام کچھ اسکا شہید و تمین لکھا جاتا نہین
غیر کیون لڑتا ہے مجھسے مفت سر جانیکو ہے

کہہ رہا ہے مجھسے تم ناخوش ہو رہنے کا نہین
یا الٰہی بختِ بد میرا کدہر جانے کو ہے

بیقراری دیکھکر اُسکی - کہین وہ رو نہ دین
غیر کے دلمین مرا دردِ جگر جانے کو ہے

وصل کی شب کٹ چکی عمرِ دو روزہ گھٹ چکی
تم چلا کر پھر ستا لو بندہ مر جانے کو ہے

ڈر رہا ہون مین کہین خالق غضب مین آنہ جائے
لامکان تک آج آہِ بے اثر جانے کو ہے

کیا غضب ہے یہ - گواہی کوئی بھی دیتا نہین
لوگ مُنہہ تکتے ہین اور قاتل مکر جانے کو ہے

رہ گئے ننھے سے ہاتھ اُنکے دلونکے بوجھ سے
تھرتھرائے جاتے ہین دامن جو بھر جانیکو ہے

لوگ بے دیکھے بیان کرنیکو ہین شکلِ حبیب
کیا سبھونکی آنکھ مین میری نظر جانے کو ہے

نزع مین ہون اب مجھے کہتے ہو کیون جیتے رہو
یہ دعا غیرونکو دو بندہ تو مر جانے کو ہے

آئنہ پر ہے نظر پھر پیار کرنے کا ہے قصد
لیکے بوسہ عکس کا پھر وہ مکر جانے کو ہے

۱۲	خیر ہو مائل وہ دل میں چٹکیاں لینے کو ہیں درد پھر اُٹھنے کو ہے پھر سینہ بھر جانے کو ہے	۱۸۲

سوع

شمع تو ہے ذرّہ ذرّہ صورتِ پروانہ ہے ‏ ‏ جلوۂ وحدت سے تیری کثرتِ پروانہ ہے

ہو کے صدقے کر رہا ہے نیتِ فانوس کی ‏ ‏ بس نہیں چلتا عجب کیفیتِ پروانہ ہے

مر گیا عاشق رہا معشوق کی گردن پہ بوجھ ‏ ‏ شمع کا شعلہ بجا ہے تربتِ پروانہ ہے

خطِ رخ انور پہ نکلا ہے ہوئے ہیں وہ جوان ‏ ‏ شمع اک روشن ہوئی ہے کثرتِ پروانہ ہے

دل یہ کہتا ہے لپٹ جاؤں اُٹھکے شمع طور سے ‏ ‏ غش میں ہیں موسیٰ مگر کیفیتِ پروانہ ہے

اشک گرتے ہی پتنگے خاک کے ذرے بنے ‏ ‏ شمع کا رونا بھی وجہ خلقتِ پروانہ ہے

خاک ہونیکا تصور جلکے مرنیکا خیال ‏ ‏ یہ پریشانی مری جمعیتِ پروانہ ہے

پاس آتی ہی ہوا کے بال و پر کرتی ہے گُل ‏ ‏ شمع روتی ہے کہ اُلٹی قسمتِ پروانہ ہے

پھنک چکا میں سوزِ فرقت سے جلاؤ گھی کے چراغ ‏ ‏ میری باری ہو چکی اب نوبتِ پروانہ ہے

پاس بیٹھوں پاس میں لیٹوں جو اُٹھ جائے حجاب ‏ ‏ دورئ فانوس وجہ قربتِ پروانہ ہے

گریۂ معشوق سے پیدا ہوئی عاشق کی شکل ‏ ‏ شمع کے اشکوں میں عکسِ صورتِ پروانہ ہے

۲۱	تمکو حیرت کیوں ہوئی مائل نے جانبازی جو کی جلکے مرنا خاک ہونا عادتِ پروانہ ہے	۱۸۳

سوع

میں چھپر کھٹ پر جو سویا اُس ستم ایجاد کے ‏ ‏ بیچ میں تکیہ بنے مژدے مبارکباد کے

عشق گر تصویرِ شیریں میں سماتا بنکے روح ‏ ‏ اُٹھکے تیشہ چھین لیتی ہاتھ سے فرہاد کے

ابر آہوں کا دھواں بارش ہے اشکوں کی جھڑی ‏ ‏ بجلیاں بھی جلتے پرزے ہیں مری فریاد کے

وہ ہوئے راضی اُدھر پہنچی خبر مجھکو ادھر ‏ ‏ تار برقی بنگئے مژدے مبارکباد کے

کیوں لگے جوبن اُبھرنے ہاتھ پڑتے ہی مرا ‏ ‏ پردے پردے میں یہ کیا خواہاں تھے کچھ امداد کے

پھنسکے دامِ زلف میں اسطرح تڑپا مرغِ دل ‏ ‏ کاتبِ اعمال روئے دوش پر صیاد کے

چارون عنصر ایک ہوجاتے ہین سوزِ عشق سے
آگ بنجاتے ہین اجزا خاک و آب و باد کے

اسنے جب چاہا کہ زندہ کرکے سکو بخش دون
صور سے پیدا ہوئے مژدے مبارکباد کے

حسن کے مکتب مین درسِ عشق لیکر روگئی کیون
دونون گیسو کیا طمانچے بنگئے استاد کے

قلقلِ مینا سے آتی ہے صداے یا غفور
میرے میخانے مین چرچے ہین خدا کی یاد کے

بخشنے والے کو نامہ سنکے جب آیا مزا
بنگئے میرے گنہ مژدے مبارکباد کے

قاف مین پریونکو چھیڑا حور کو فردوس مین
جلوے جوتھی کھیلتے ہین حسن آدم زاد کے

تمام کرہا تونے دلکو ہچکیان لیتے ہو کیون
آئے ہین پیغام کیا ہوے ہونکی یاد کے

وہ سناتے ہین کتابِ حسن کا آموختہ
نالۂ دل کی ہے قمچی ہاتھ مین استاد کے

سایہ بڑھکر شوخیان کرنے لگا وقتِ خرام
تجھسے بھی آگے چلے فتنے ترے ہمزاد کے

آسمان پرجاتے ہی اچھا اثر پیدا کیا
اڑ گئے بنکر فرشتے حرف سب فریاد کے

کاغذِ تصویر سے کہتی ہین انکی شوخیان
اپنے جوبن کو دیا کیون ہاتھ مین بہزاد کے

طنطنے ہین دبدبے ہین ولولے ہین غلغلے
وان تری بیداد کے اوریان مری فریاد کے

آنکھ کھلتے ہی خطِ تقدیرِ عالم پڑھ لیا
میری عینک ہین تماشے عالمِ ایجاد کے

وصل کے معنے پہ کیا کیا مسکراتا ہے وہ شوخ
ہین اشارے ہم سبق سے روبرو استاد کے

۱۸۴	کہکے یا محبوبؒ رکھدینگے قدم فردوس مین ہم غلام غوث ہین اے **مائل** شہ بغداد کے	۱۶

عجیب کیفیتِ آنا ہے کہین ہے بیجا کہین بجا ہے ع ۲۱
سما گیا ہے الگ الگ سے ملا ہوا ہے جدا جدا ہے

تم آکے آنکھون سے میرے دل مین ٹٹولتے کیون ہو قصد کیا ہے
تمہارے صدقے تمہین بتاؤ کہ چور کے حق مین کیا سزا ہے

کبھی دمِ وصل سمٹے جانا کبھی تو چوری سے مسکرانا

سلام میرا ہے شوخیون کو اسی حیا مین بڑا مزا ہے

یہ کون نکلا ہے گھر سے باہر کہ ہر گلی مین بپا ہے محشر
اُٹھی ہے تعظیم کو قیامت یہ کسکی رفتار فتنہ زا ہے

تری ادا پر مرین نہ کیون ہم ہزار ا بذا سہین نہ کیون ہم
ادا جفا ہے ادا بلا ہے ادا قضا ہے ادا ادا ہے

عجیب ہے حال آسمان کا مزاج معشوق سے ہے یہ گویا
سمجھ سمجھکر اُلجھ رہا ہے سنبھل سنبھل کر بگڑ رہا ہے

سنا کے رخصت کی مسکرانا حجاب سے وہ قدم بڑھانا
وہ رُکتے رُکتے حیا سے کہنا پھر آئینگے حافظا ب خدا ہے

بُری ہے اے دل یہ بیقراری جھپک نہ جائے پلک ہماری
ذرا ٹھہر جا ذرا سنبھل جا کوئی نظر مین سما رہا ہے

جنازہ کے ساتھ ساتھ آؤ مزار پر میرے رو کے جاؤ
تمھین کو قاتل نہ کوئی سمجھے کہ یہ زمانہ بہت برا ہے

حجاب مجھسے ہی تو نے پایا سمٹکے سونا جو تجھکو آیا
حیا بھی تری پاس آگرو گر نہ یہ بھی مری وفا ہے

فراق کا ذکر تم نہ چھیڑو وصال کا شوق ہے یہ پوچھو
وہ کاہشین تھین یہ خواہشین ہین وہ حسرتین تھین یہ مدعا ہے

اگر مری گفتگو سنو گے تو چیخ کر تم بھی رو اٹھو گے
سرک کے بیٹھو مجھے نہ چھیڑو کہ درد سے دل بھرا ہوا ہے

سلام کرتے ہی بڑھ گئے کیون پکارتے ہی بگڑ گئے کیون
یہ رسم کیسی تمھارے صدقے کہو تو اسمین برائی کیا ہے

کسی سے کیون مول لون عداوت کمان کے جھگڑے کدہر کی آفت
چھپا ہے کیون میرے دل مین آکر الٰہی یہ کسکا مدعا ہے
کرین وہ کیسا ہی مجھسے وعدا مجھے نہین اعتبار اُن کا
دروغ ہے جھوٹ ہے غلط ہے فریب ہے مکر ہے دغا ہے

۱۸۵	چراغ گل ہے بہری ہوئی محفل لیا کرو منھ بڑہا کے مائل رقیب ہو یار ہو کوئی ہو ملے جو بوسہ تو کیا بُرا ہے	۱۳

ع ۲۱۳

نہ دل رہے مرے بر مین نہ جان تن مین رہے
یہ ہاتھ مین رہے وہ زلف پُرشکن مین رہے

سماگئین عوضِ دردِ شوخیان دل مین
ہم ایک شب جو تری چشمِ سحرفن مین رہے

دہل نہ جائے مرا دل دمِ سوال وجواب
الٰہی ہاتھ کسی حور کا کفن مین رہے

بلا مین پھنسگئی مشاطہ چھو کے زلفون کو
یہ حکم ہے کہ ہر اک دل ہر اک شکن مین رہے

گلوری دے کے شبِ وصل وہ یہ کہتے ہین
مری زبان کے عوض یہ ترے دہن مین رہے

کہین لحد مین نہ منکر نکیر مجھکو ستائین
تپنچہ ایک دو ضربی مرے کفن مین رہے

خیال زلف مین ہم اسطرح پہنسے شب کو
گرہ گرہ سے جو نکلے شکن شکن مین رہے

لیا جو یار کو آغوش مین کہا دل نے
خدا کرے کہ مرا چاند اسی گہن مین رہے

جو انکے پاس سے چوری کا دل نکل آیا
وہ سر جھکائے رہے جب تک انجمن مین رہے

زبان تو کیا کبھی گالی بھی تو کسی کو نہ دے
دلِ بخیل کی تنگی ترے دہن مین رہے

ہوا خزان کی ترے باغِ حسن کو نہ لگے
ہمیشہ طایرِ رنگِ چمن چمن مین رہے

لگا دو داغ مرے دل کو ڈہانک کر دامن
جلے یہ شمع وہ فانوس انجمن مین رہے

۱۸۶	سنے جو شعر مرا تو بھی مجھپہ مائل ہو ترے مزاج کی شوخی مرے سخن مین رہے	۱۹

ع ۲۱۴

کیون نہ فردوس و پرستان مین ہو شہرت تیری
چال پریونکو ملی حور کو صورت تیری

نظر آئی مجھے ہر پھول مین رنگت تیری — غنچہ چٹکا تو سنی مین نے حکایت تیری
عکس سے کہتے ہین آئینہ مین آتش تو لگا — ہم بھی دیکھینگے کھڑے ہو کے شرارت تیری
مسکرایا جو دمِ نزع وہ رو کر بولے — حشر تک یاد رہیگی مجھے صورت تیری
غیر کا بھیس بدلکر جو وہان جاؤنگا — منھ پہ مل لونگا سیاہی شبِ فرقت تیری
تو وہ ہے پردہ نشین ہی تجھے ہمسایہ پسند — گھر ترا دل مین ہے اور آنکھ مین صورت تیری
چھپ کے تو بول رہا ہے کہ جنابِ منصور — کھلگئی کھلگئی جو کچھ تھی حقیقت تیری
کہتے ہین خواب مین آؤنگا تو جاگینگے نصیب — بند ہے بندِ قبا مین مرے قسمت تیری
ناتوانی کا بھلا ہو کہ بیان کر نسکا — گر پڑی آکے مرے لب پہ شکایت تیری
ملک الموت یہ چلائے جو ہم دفن ہوئے — اے زمین تجھکو مبارک ہو امانت تیری
دیکھکر مجھکو جہنم نے کہا دور ہو دور — پھونکدے گی مجھے کمبخت حرارت تیری
کہتی ہے مین تو ہون نزدیک تشفی کے لئے — رونے دیتی نہین راتون کو محبت تیری
عکس سے کہتے ہین آئینہ سے باہر تو نکل — بڑھ گئی میری نزاکت سے نزاکت تیری
گرد پھر کر مرے لاشے کے یہ رونا کیسا — بعد مرنے کے کھلی مجھپہ محبت تیری
طور پر سب مفت جلے صاعقہ اتنا تو کھے — رحم آتا ہے مجھے دیکھکے حالت تیری
آگ کونین مین اے عشق لگادی تو نے — لامکان تک نہ پہنچ جائے شرارت تیری
کوئی کہتا ہے شریفونکا یہ دستور نہین — کیون بدل جاتی ہے ہمسایہ مین نیت تیری
ایک تو حسن بلا عہدِ شباب اُسپہ غضب — اور اسیر نمک افشان ہے ملاحت تیری

۱۸۷	پہلوئے غیر سے تو کھینچکے لایا **مائل** دل یہ تیرا یہ جگر تیرا یہ ہمت تیری	۲۰

ع

پردہ اٹھجائے تو کھلجائے حقیقت تیری — تجھ مین صورت ہی مری مجھ مین ہی صورت تیری
دل کو ہم پوجتے ہین جب سے ہے الفت تیری — سجدہ کرتے ہین اُسے جسمین ہی صورت تیری

جی مین ہے مر کے نکیرین سے وہ بات کہون
حور چلائے کہ مین تیری ہون جنت تیری

کفش بردار ہے ہنگامۂ روزِ محشر
ایک آزادہ کنیزک ہے قیامت تیری

آئنہ پر ہے نظر عکس سے فرماتے ہین
پیار آتا ہے مجھے دیکھکے صورت تیری

حسرتونکو کہین ہمسایہ مین بھجوا دونگا
دل مین گھر ڈھونڈھتے آتی ہی محبت تیری

دن جوانی کے ہین پہلو مین کسی کو نہ بٹھا
کہ نکل جائیگی ہاتون سے طبیعت تیری

مین کفن پہنون تو اے عشق وہ رو کر کہین
کب نظر آئیگی پہر مجھکو یہ صورت تیری

ہاتھ موسیٰ کا جلا معجزہ بیضا کا ملا
مجھکو کیا دیگی جلا کر یہ شرارت تیری

روز آکر مری تربت پہ وہ کہہ جاتے ہین
کہین آجائے نہ حورون پہ طبیعت تیری

حشر مین پوچھ نہ مجھسے دمِ اظہار اے دل
جھوٹی ہوجائے نہ کمبخت شہادت تیری

بوسہ دینے کو تہے اتنے مین رقیب آہی گیا
ہنسکے آہستہ کہا مجھسے یہ قسمت تیری

وہ یہ کہتے ہین نہ آئینگے کبھی رات کو ہم
کہ اندھیرے مین بدل جاتی ہی نیت تیری

مین دمِ قتل جو اٹھ اُٹھکے گرا تو یہ کہا
ہوئی مقبول نماز آج دو رکعت تیری

وصل مین کہتے ہین سینہ سے ملا کر سینہ
میرا جوبن ہے کہ اُبہری ہوئی حسرت تیری

رنگ گورا ہے سیہ بال ہین رخسار ہین لال
مار ڈالیگی جوانی مین یہ صورت تیری

وصل مین انکو جو چھاتی سے لگایا تو کہا
میرے دلمین کہین آجائے نہ حسرت تیری

جب کہا مین نے انکے کہکے یہ تقصیر معاف
پہڑکے منصور کہ اللہ رے طبیعت تیری

لطف ہو باندھکے سہرا جو دکھا دون انکو
کوستے ہین وہ کہ چھپ جائے یہ صورت تیری

۱۸۸	رمضانمین تو نہ جا رو برو اُنکے مائل قبل افطار بدل جائیگی نیت تیری	۲۳

شبِ ماہ مین جو پلنگ پر مرے ساتھ سوئے تو کیا ہوئے
کبھی لپٹے بنکے وہ چاندنی کبھی چاند بنکے جدا ہوئے
ع۲۵

ہوئے وقتِ آخری مہربان دمِ اولین جو خفا ہوئے
وہ ابد مین آکے گلے ملے جو ازل مین ہمسے جدا ہوئے

یہ الٰہی کیسا غضب ہوا وہ سمائے مجھ مین تو کیا ہوئے
مرا دل بنے تو تڑپ گئے مرا سر بنے تو جدا ہوئے

چلے ساتھ ساتھ قدم قدم کوئی یہ نہ سمجھا کہ ہین ہم
کبھی دھوپ بنکے لپٹ گئے کبھی سایہ بنکے جدا ہوئے

ابھی ہین زمانہ سے بیخبر رکھا ہاتھ رکھکے یہ لاش پر
اُٹھو بس اُٹھو کہا مان لو مری کیا خطا جو خفا ہوئے

ہین عجیب مرغ شکستہ پر نہ چمن مین گھر نہ قفس مین گھر
جو گرے تو سایہ ہین خاک پر جو اُٹھے تو موجِ ہوا ہوئے

وہ عرق عرق ہوے جسگھڑی مجھے عمر خضر عطا ہوئی
شب وصل قطرے پسینہ کے مرے حق مین آبِ بقا ہوئے

کبھی شکل آئنہ روبرو کبھی طوطی اور کبھی گفتگو
کبھی شخص بنکے گلے ملے کبھی عکس بنکے جدا ہوئے

نہ تجلیان ہین نہ گرمیان نہ شرارتین ہین نہ پھرتیان
ہمہ تن تھے دن کو تو شوخیان ہمہ تن وہ شب کو حیا ہوئے

مرے نالے ہین کہ ازل - ابد - ترے عشوے ہین کہ لبِ مسیح
وہان کُن کا غلغلہ وہ بنے یہان قم کی یہ جو صدا ہوئے

گرے ذات مین تو ہے جملہ اوست اُٹھے جب صفت مین ہمہ ازوست
کھا کون ہو تو ملے رہے - کہا نام کیا تو جدا ہوئے

گئے اُسنے بزم مین شعبدے ملی مہندی ہاتھ پہ شمع کے

جو پتنگے رات کو جل گئے وہ تمام مرغ حنا ہوئے

مرے دل کے دیکھو تو ولولے کہ ہر ایک رنگ مین جا ملی

جو گھٹے تو انکا دہن بنے جو بڑہے تو ارض و سما ہوئے

وہی فرش و عرش نشین رہے ہوئے نام الگ جو کہین رہے

گئے دیر مین تو صنم بنے گیے لامکان تو خدا ہوئے

جو تصور اُن کا جما رہا ہوا دل پیغمبر نے یہ دی صدا

ابھی ہم بغل تھے کدہر گیے ابھی گود مین تھے وہ کیا ہوئے

کبھی سوزشین کبھی آفتین کبھی رنجشین کبھی راحتین

ملین چار ہمکو یہ نعمتین ترے عشق مین جو فنا ہوئے

ہمین شوق یہ کہ ہوا ایک طور- اوسے ذوق یہ کہ ہو شکل اور

بنے آگ تو بجھے آب مین ملے خاک مین تو ہوا ہوئے

گیے سر سے جبکہ وہ تا کمر تو الف اِدہر کا ہوا اُدہر

ترا جوڑا کھلتے ہی بال سب پس پشت آکے بلا ہوئے

کوئی دب گیا کوئی مر گیا کوئی پس گیا کوئی مٹ گیا

ترے عشوے جب بنے فلک بنے ترے غمزے جب قضا ہوئے

مجھے گدگدی سے غش آگیا تو ہلا کے شانہ یہی کہا

ابھی ہنستے تھے ابھی مر گئے ابھی کیا تھے تم ابھی کیا ہوئے

کھو کافرون سے کرین خوشی کہ یہ مسئلہ ہے تناسخی

مرے نالے خاک مین جب ملے تو سبو کے دستِ دعا ہوئے

پسِ وصل ہم جو سرک گئے تو وہ کھلکھلا کے پھڑک گئے

کہا شوخیون نے چلو ہٹو کہ حضور تم سے خفا ہوئے

۱۸۹ | تمھین لوگ کہتے ہین نوجوان کہ ہو بنیس تیس کے درمیان | ۱۹
کھو مجھے مائل خوش بیان وہ تمھارے ولولے کیا ہوئے

دل ہمارا چرائے جاتا ہے — وہ جو گردن جھکائے جاتا ہے

بڑھکے لے دل کو اے نگاہِ ناز — صید یہ چوٹ کھائے جاتا ہے

ایک انگل زمین نہین دبتی — آسمان گو دبائے جاتا ہے

واہ دل کا عجب کلیجا ہے — چوٹ پر چوٹ کھائے جاتا ہے

کھب گئی آنکھ مین کمر کی لچک — کون دامن اٹھائے جاتا ہے

اے نظر دل کے پیترے تو دیکھ — تیری چوٹین بچائے جاتا ہے

بوسہ دیتا ہے وقتِ رخصت وہ — مہر منھ پر لگائے جاتا ہے

دل کو دیکھ اور خدا کے بھید کو دیکھ — کھوئے جاتا ہے پائے جاتا ہے

توڑ اے جوشِ حسن بندِ نقاب — کوئی صورت چھپائے جاتا ہے

دل مرا لے لیا دکھا کر ہاتھ — وہ جو مہندی لگائے جاتا ہے

دو تو آنکھین ہین دو نمایشگاہ — حسن شکلین دکھائے جاتا ہے

سنکے آواز پھر کے بھی دیکھا — پھر قدم بھی بڑھائے جاتا ہے

اوسکی مٹھی سے تو ہی بول اے دل — وہ تو قسمین ہی کھائے جاتا ہے

نالہ اسکے بھی دل سے ہونٹھون تک — عین موقع پر آئے جاتا ہے

سینہ سینہ پہ رکھکے شوخی سے — سیرے دل کو دبائے جاتا ہے

کھنتے ہین کانین وہ موسیٰ کے — کوئی بجلی گرائے جاتا ہے

تم سنبھالو مجھے کہ دل میرا — گرتے گرتے گرائے جاتا ہے

دردِ دل کی ترقیان دیکھو — کہ سراپا پہ چھائے جاتا ہے

دیکھتا ہی نہین وہ مائل کو

۳۰ ع

جھکی ہوئی ہین یہ سینہ پہ کب حیا کے لیے
نگاہین آپکی دو بند ہین قبا کے لیے

امید امید مین رکھو نہین نہین نہ کرو
جواب صاف ندو تم کبھی خدا کے لیے

کہانسے آگئے ہین دامن مین غنچہای دل
یہ کسنے بھیجی ہین کلیان تری قبا کے لیے

قیامت آئے گلہ مین کرون اور آپ کہین
خدا سنیگا ذرا چپ رہو خدا کے لیے

وہ کہتے ہین کفِ رنگین مین لیکے دل میرا
یہ آشیانہ ملا طائرِ حنا کے لیے

تمہین جو حور کہا مین نے ہو قصور معاف
خطا بشر کے لیے ہے بشر خطا کے لیے

وہ ناتوان تھا پسِ مرگ کچھ پتا نہ ملا
سب استخوان ہوئے عنقا سگ و ہما کے لیے

عدو کا دل جو لگائے ہوئے ہو سینہ سے
پسند آگئی کیا یہ گرہ قبا کے لیے

اُٹھا دیا ہو اگر خم کا خم تو بے ایمان
خطا معاف ہو تھوڑی سی پی دوا کے لیے

بجا درست ہوا سے بکھر گئین زلفین
کچھ اور سوچیے مسکی ہوئی قبا کے لیے

جرس کو گردِ سرِ رہ نے کر دیا خاموش
غبارِ قافلہ سرمہ ہوا درا کے لیے

دکھا دو وصل مین دونون کمال آنکھو نکے
یہ شوخیون کے لیے ہے تو وہ حیا کے لیے

کسی کی موت جو سرتک بھی آئی ہو پھر جائے
یہ بت جو ہاتھ اُٹھائین کبھی دعا کے لیے

بتاؤن کیا تجھے داورِ دکانِ مے کا حساب
جو لی تو قرض ہی لی وہ بھی پھر دوا کے لیے

نہ پوچھیے کہ زمانہ بدل رہا ہے کیون
مری وفا کے لیے آپکی جفا کے لیے

مین وہ نہین ہون جو ہر حال مین حرام کہون
حلال کیا نہین بنت العنب دوا کے لیے

چھڑی جو پھول کی دے غیر میرے دلکو نہ پھینک
نہ ہاتھ اُٹھا ید بیضا سے تو عصا کے لیے

کوئی کہے یہ اگر عرش کے اُدھر ہے اُدھر
تو لامکان بھی مکان ہو گیا خدا کے لیے

جو حورین دیکھتی ہین اپنے سادے سادے ہاتھ
ترستی ہین تری اُتری ہوئی حنا کے لیے

نئے لباس مین جائیگا تو خدا کے حضور
پھٹیگا دامنِ محشر تری قبا کے لیے

تری حیا جو شبِ وصل دل چرا نسکی
ملا ہون داورِ محشر سے مین سبھو نسے الگ
نماز ختم ہوئی کسکے نام پر مائل

نگاہِ شوخ ہوئی مستعد ادا کے لیے
ہوا ہے تخلیہ اظہارِ مدعا کے لیے
اثر نے ہاتھ بڑہا کر قدم دعا کے لیے

۱۹۱	شروعِ عشق مین گہبرا گئے ہو کیون مائل کچھ انتہا بھی تو ہوگی اس ابتدا کے لیے	۹

اسا ع

عشق کا نشہ چڑہا پرہیز گاری ہوچکی
تم مجھے صورت دکہا دو پردہ داری ہوچکی
زاہد و گریان ندیکھا حشر مین دیکھو گے کیا
تم وجہ اللہ کہکر چپ سکو گے تم کہان
ناچتے ہین حضرتِ زاہد بھی میخانے مین آج
سینہ سینے سے ملا کر لے رہا ہے جان وہ
بیخبر پھر ہو کے غیب الغیب کے لوٹو مزے
گفتگو منصور کی سنکر وہ فرمانے لگے

کھد یا بت کو خدا ایمان داری ہوچکی
میری نوبت آج ہے موسی کی باری ہوچکی
گر یہی امید ہے امید واری ہوچکی
فلک کیون پردے کی ہے بس پردہ داری ہوچکی
زہد و تقوی ہوچکا پرہیز گاری ہوچکی
ہم جئین کیا خاک اب دنیا ہماری ہوچکی
اپنی صورت دیکھ لی بس ہوشیاری ہوچکی
رازدان ایسا ملا تو رازداری ہوچکی

۱۹۲	ہائے مائل ہو کے بیخود آپ مین پھر آگیا بیخودانہ آہ و زاری بیقراری ہوچکی	۲۴

۲۴ ع

کھڑے ہین دور نظر سے نظر ملائے ہوئے
یہ کون بزم مین آتا ہے سر جھکائے ہوئے
تمہارے کوچے مین ہم سر بکف ہین آئے ہوئے
چمن مین دخترِ رز آئی ہی سر جھکائے ہوئے
وہ کس کے قتل کا یہ خون بہا ہین لائے ہوئے
اگرچہ کوستے جاتے ہین سر جھکائے ہوئے

شکار کھیل رہے ہین نقاب اٹھائے ہوئے
کچین چھپائے ہوئے پائنچے اٹھائے ہوئے
الگ کھڑے ہین ہتیلی مین نذر لائے ہوئے
پری کو لایا ہے ساقی دلھن بنائے ہوئے
کہ پان کھا کے قیامت مین بھی ہین آئے ہوئے
مگر ہین وہ بھی کلیجے پہ چوٹ کھائے ہوئے

دعا کے ساتھ سر عرش فوج آہ بھی ہے ۔۔۔ پری کتری ہے ہماری پرا جمائے ہوئے

اندھیری رات میں ٹھوکر نہ کھائیگا کوئی ۔۔۔ کہ ہر گلی میں ہیں دو چار دل جلائے ہوئے

کس اشتیاق سے چلمن اٹھی ہے دیکھو تو ۔۔۔ مرا شکار ہے پردے میں چوٹ کھائے ہوئے

وہ چھیڑنے جو لگے مجھکو ۔ بیکسی نے کہا ۔۔۔ کہیں نہ جھینکے رو دیں یہ ہیں ستائے ہوئے

عجیب نور ہے بگھی کی لالٹینوں میں ۔۔۔ کہو حضور یہ کسکے ہیں دل جلائے ہوئے

تمہارے حسن سے آتی ہے بوی عشق مجھے ۔۔۔ چھپاتے کیوں ہو کہ تم بھی ہو چوٹ کھائے ہوئے

غضب ہو منھ سے ملا کر جو منھ وہ دل مانگیں ۔۔۔ ابھی تو گود میں بیٹھے ہیں سر جھکائے ہوئے

لحد میں آکے نکیرین کیوں ستاتے ہو ۔۔۔ کہ ہم تو بیٹھے ہیں دنیا سے منھ چھپائے ہوئے

الٰہی آکے تصور میں کسنے چٹکی لی ۔۔۔ گرا بغل سے دل زار تلملائے ہوئے

کسی جگہ مرے قاتل کا بانکپن نگیا ۔۔۔ وہ روز حشر بھی ہے آستین چڑھائی ہوئے

دل اپنا ہمنے دیا ایک پری کو اندن کی ۔۔۔ سجکے پھول وہ ٹوپی میں ہے لگائے ہوئے

ابھی وہ کرنے نہ پائے تھے وصل کا وعدہ ۔۔۔ کہا حیا نے کہ پہلو ذرا بچائے ہوئے

پیا جو بادۂ گلگوں فلک پہ میں پہنچا ۔۔۔ مجھے یہ لال پری لیچلی اڑائے ہوئے

جواب خط نہ کہیں غیر کو سنایا ہو ۔۔۔ کہ حرف سب مرے مطلب کے ہیں ستائے ہوئے

سنا ہے جب سے کہ انکا اسی میں ہے مسکن ۔۔۔ ہم اپنے دلکو کلیجے سے ہیں لگائے ہوئے

جو گدگداتا ہے انداز خود نمائی کا ۔۔۔ وہ کھلکھلاتے ہیں ہاتھوں سے منھ چھپائے ہوئے

کسی کا ہائے مرے سامنے سے یوں جانا ۔۔۔ نظر چرائے ہوئے پائینچے اٹھائے ہوئے

۱۹۳	اگرچہ معتمد انکا ہوں میں بھی اے **مائل** وہ دل کی بات ابھی دل میں ہیں چھپائے ہوئے	۲۳

پیاری پیاری صورت ہے وہ گوری گوری رنگت ہے ۔۔۔ ع
میٹھی میٹھی باتیں ہیں اور تھوڑی تھوڑی لکنت ہے

دیکھو پردہ منھہ سے اُٹھاکر موسیٰ کی کیا حالت ہے
عالم عالم شوق نظارہ تو وہ تو وہ حسرت ہے

گل پر بلبل مرتی ہے اور شمع پہ ہے پروانہ فدا
ہم تو اسی پر صدقے ہونگے اپنی اپنی طبیعت ہے

تیرے لیے ہوں آئنہ میں اور میرے لیے ہے آئنہ تو
شخص بھی میں ہوں عکس بھی میں ہوں حیرت حیرت حیرت ہے

کسنے جلایا کسنے بجھایا پانی لانے دوڑے کون
راکھہ میں اب دل ڈھونڈرہے ہیں سارے انکی شرارت ہے

ننھی ننھی بوندیں آئیں شیشے کھلے پیمانے چلے
پنبۂ مینا دوش ہوا پر گویا ابر رحمت ہے

کافر و مومن شیخ و برہمن ذکر اسی کا کرتے ہیں
کون یہ نکلا گھر سے باہر جسکی ایسی شہرت ہے

میں نے دیا منھہ دیکھنے اُسکو۔ اُسنے پٹک کر توڑ دیا
ریزہ ریزہ آئنہ دل تو وہ تو وہ حیرت ہے

ایسی شوخی پر میں تصدق عاشق کا کچھ پاس کیا
موسیٰ بچکر طور جلا کیا پیاری پیاری شرارت ہے

آگ لگے مستی کو ہماری بوسے لیے اس جوش سے کیوں
دانت کے دونوں لب پہ نشاں ہیں کیسی انکو ندامت ہے

وقتِ جوانی حسن بڑھیگا غیر سے یوں ہی رک کے ملو
بھیس بدلکر جوبن ہوگی یہ جو دل میں کدورت ہے

اُسکو چھوڑا بت کو پوجا کعبہ سے اُٹھکر دیر گئے۔

کیون نہ کفن سے ہم منھ ڈہانپین ہمکو کسی سے ندامت ہی
ہم ہی جلینگے ہم ہی بھنینگے آنے نہ دینگے طور پہ آنچ
موسی کی کل ہو چکی باری آج ہماری نوبت ہے
خود کی پرستش خود ہی کرنے خود ہی لایا خود کا پیام
چہرے مین آثار خدا کے پیٹھ پہ مہر نبوت ہے
رنگ کھلیگا حسن بڑہے گا ہمکو للہ بوسے دو
ویسی ویسی برکت ہو گی جیسی جیسی نیت ہے
کھلکے مکر پھر کہتے مین ابتو سبھے ابتو ٹُ نا
پوچھتے کیا ہو دل مین کیا ہے حسرت حسرت حسرت ہے
رہ نہین سکتے جا نہین سکتے کہہ نہین سکتے دل کا حال
مہمان آکر پھنس گئے مجھسے انکو بھی تو ندامت ہے
ظاہر داری مین جو کمی ہو مجھکو نہ تم بد خلق کہو
منھہ پر کم ہے دل مین بہت کچھ میری تو یہ حالت ہے
شب کو وہ میرے خواب مین تھے پھر صبح نہاتے کیون ہین رقیب
کس برتے پر تتا پانی غیرونکی کیا غیرت ہے
مین نے کہا جب دل دیتا ہون پھیر کے منھ وہ کہنے لگے
چل رے بھکاری تو کیا دیگا دیکھی ہوئی سب قدرت ہے
پانو مین لغزش ہاتھ مین رعشہ سر مین چکر دل مین تپش
بیٹھتے اُٹھتے جا نہین سکتے ہاے یہ کیسی نقاہت ہے
دل مین رہنا آنکھ مین پھرنا خواب مین آنا راتون کو
صبح ہوئی تو پردا کرنا کیسی اچھی عادت ہے

۱۹۴

مائل کا دل آئے نہ کیون اور مائل کا دم جائے نہ کیون
اُبھرا اُبھرا جوبن ہے اور پیاری پیاری صورت ہے

۲۱

ع ۲۱

کر نئی خلقت مری یارب بنیادی دل مجھے
چار دیوار عناصر مین نہ کر داخل مجھے

اپنے بستر پر تڑپنے سے ہو کیا حاصل مجھے
اُسکے گہر مین پھینکدے ای اضطراب دِل مجھے

گر ہے بیتابی یہی مرنے سے کیا حاصل مجھے
گور کے پہلو مین بھی سونے نہ دیگا دل مجھے

جھانکنا وہ شوخیون سے منھ چھپانا شرم سے
پردہ پردے مین اشارونسے کیا بسمل مجھے

پانو پڑتا ہون ترے اے سایۂ قد تھام لے
ناتوان ہون پھینکتا ہے آسمان پر دل مجھے

تا نہ مین سمجھون کہ حورین کر رہی ہین مجھکو یاد
ہچکیان لینے نہین دیتا مرا قاتل مجھے

آ رہا ہے غش پہ غش غفلت سی ہے چھائی ہوئی
ہون وہ بیخود آپ مین آنا ہوا مشکل مجھے

حشر مین وقتِ طلب کیسی فرشتونسے ہے ضد
کہتے ہین وہ پہلے لاکر دو کسی کا دل مجھے

شمع سان جلتا ہون چھپکر عکس بزمِ یار مین
صورتِ فانوس ہے وہ پرتوِ محفل مجھے

آنکھ جب تو نے چرائی دل پہ چھریان چلگئین
تیری دزدیدہ نگاہی نے کیا بسمل مجھے

غش جو آیا جانکر مردہ کیا یارون نے دفن
میری بیہوشی نے پہنچایا ہی تا منزل مجھے

حشر کے دن داد کیا چاہی کہ جھگڑا بڑھ گیا
کھینچتا ہون دامنِ قاتل کو مین قاتل مجھے

عین نظارے مین چھپتا لیلیِ مستور کا
صورتِ عینک ہے ہر اک پردۂ محمل مجھے

کیا جواب اِسکا کہ وہ کہتے ہین اپنے عکس سے
مجھسے تو کس بات مین بڑھکر ہے کر قائل مجھے

اُلٹی نالش ہے وہ محشر مین بنے ہین مدعی
انکا دعویٰ ہے کہ دنیا مین دیا کیون دل مجھے

وہ مسافر ہون کہ میری چال بیتابانہ ہے
ہر قدم پر ٹوکتا ہے جادۂ منزل مجھے

یار کے منھ پر نگاہون کا ہوا اتنا ہجوم
دیکھنا اُسکو تصور مین بھی ہے مشکل مجھے

مین بھی دیکھون کسطرح سے دل چراتا ہے وہ شوخ
تو گھڑی بھر کے لیے یارب بنا دے دل مجھے

کون ہے کھلتا نہین کچھ خاک کے پتلے کا حال
ہے طلسماتِ جہان تصویرِ آب و گلِ مجھے

مین نہین جیتا نہوتا گر میرے پہلو مین دل		مین نہین مرتا جو تو ملتا بجاے دل مجھے
۱۹۵	بت پرستی پر نہ کیون مائل ہو مائل دل مرا ایک دخت برہمن نے کر لیا مائل مجھے	۲۰

ع ۲۰۰

با ہم نہ لڑین حسین یہ ڈر ہے
سب کی مرے دل ہی پر نظر ہے

ہر آنکھ مین بند اشک تر ہے
پوشیدہ حباب مین گہر ہے

تا برقی تری نظر ہے
تو سب کے دلون سے باخبر ہے

اتنے بوسے لیے ہین اُسنے
عکس آئنہ مین عرق سے تر ہے

تڑپ رہیگا یہ ساتھ ساتھ کیونکر
کچھ دل سے دبا ہوا جگر ہے

دیکھا جو نقاب اُٹھا کے چہرا
ہم آپ مین اپنی ہی نظر ہے

صدقے اس تنگناے دل کے
دونون عالم کا یان گزر ہے

ہے شوق شکار کھیلنے کا
بیچ مین نقاب مین نظر ہے

کیون عمر دراز چاہتے ہو
موت آئے تو قصہ مختصر ہے

تم بخشش بھی دو کہا سنا سب
ایجان یہ آخری سفر ہے

دیکھون محشر مین کون جیتے
ہے عشق ادہر تو حسن اُدھر ہے

سمٹے ہین بغل مین وہ حیا سے
اے دل تری آرزو کدھر ہے

دل میرا انکا کے بند کر دو
وا کرنے کے لیے شگاف در ہے

تربت مین ستائینگے فرشتے
منزل مین مسافرون کو ڈر ہے

لو ہاتھ پہ رکھکے بیچتا ہون
دل ایک مین ایک مین جگر ہے

دیکھا جو مجھے کہا اجل نے
یہ تو ہو لا پہلا شجر ہے

راضی تو ابھی ہوئے نہین وہ
قربان دعا یہ کیون اثر ہے

اُٹھا جو تڑپ کے گور بولی
جاتے ہو کہان یہی تو گھر ہے

گرتی ہے نقاب ہو کے ٹکڑے
در پردہ وہ حسن پردہ در ہے

۱۹۶ — آتے نہیں دل میں کیوں وہ مائل
ہر تارِ نفس تو رہگزر ہے — ۱۸

۲۲ع

جھگڑا با ہم دمِ سحر ہے
یہ ہاتھ میں اور وہ کمر ہے

یہ کسکی نگاہ کا اثر ہے
دل دونوں جہان سے بیخبر ہے

جو چوٹ ہے میری جان پر ہے
سینہ میں گڑی ہوئی نظر ہے

الفت کا یہ کونسا طریقہ
دل اور طرف نگہ اِدہر ہے

دل میں ارمان بڑے بڑے ہیں
افسوس کہ عمر مختصر ہے

شیشہ یہ نہیں سمجھکے توڑو
میرا دل ہے خدا کا گھر ہے

آنکھوں میں نہ پتلیاں ہوں بیچین
سرمہ میں پسا ہوا جگر ہے

طرز انکار وصل دیکھو
کہتے ہیں مجھے خدا کا ڈر ہے

جاتی ہیں منانے کو دعائیں
نالوں سے رُکا ہوا اثر ہے

کچھ جی میں ہے سب یہ پوچھتے ہیں
کیا وصل میں جان کا بھی ڈر ہے

اچھی ہے صدف کی کینہ جوئی
جو دل میں گرہ ہے وہ گُہر ہے

اے دل مٹھی میں اُنکی آجا
وہ ڈھونڈر ہے ہیں تو کدہر ہے

صدقے اپنی رگِ گلو کے
انکا تو اِسی گلی میں گھر ہے

آنکھیں سمجھا رہی ہیں مطلب
آپسمیں نگہہ پیامبر ہے

ق

لطف ارنی ولن ترانی
سب کچھ مرے دل میں جلوہ گر ہے

جی میں ہے کہ بے حجاب ہو جاؤں
اُڑ جائینگے ہوش یہ بھی ڈر ہے

موسیٰ ہوں کبھی۔ کبھی تجلی
میرا یہ فسانہ مختصر ہے

مائل اُسنے کمند پھینکی

۹	دل پر مرے یار کی نظر ہے	۱۹۷

۱۹ع

غمگین ہے دردمند ہے پر اضطراب ہے
یہ سب سہی مگر مرا دل لاجواب ہے

ساقی یہ دورِ چرخ بھی دورِ شراب ہے
ہر روز گردشِ قدحِ آفتاب ہے

دو پردے اور رہ گئے بے پردگی کہان
یہ غش حجاب ہے وہ تجلی نقاب ہے

مین اور وصل کے لیے اصرار کیا کرون
کہتے ہین وہ سوال ترا لاجواب ہے

بیٹھا ہون لیکے شیشۂ مے بزمِ وعظ مین
اندھیر ہے کسوف مین آج آفتاب ہے

دل جسکا نام ہے وہ جوانی کی ہے اُمنگ
سمٹا ہوا بغل مین ہمارا شباب ہے

حسن و شباب پر تجھے اتنا غرور کیون
یوسف کی یہ دعا وہ زلیخا کا خواب ہے

تم شکوۂ جفا سے ہوئے کس لیے خفا
یہ بھی تو لذتِ ستمِ بے حساب ہے

۱۴	کہتا ہے کون ترک کرو عشق بازیان مائل ابھی تمہارا شروعِ شباب ہے	۱۹۸

۲۱ع

نکل آیا مرے دل سے وہ دلبر دل مرا بر سے
سکندر آئنہ سے چل دیا جمشید ساغر سے

رہے پردے مین۔ بے پردہ جو نکلے بھی تو کیا گھر سے
پڑین اتنی نگاہین چھپ گئے وہ پانو تک سر سے

تمہارے عارضون سے ہمسری کا اسکو دعویٰ ہے
کہو تو لاؤن مشکین باندھکر آئینہ کو گھر سے

یہ کیا اندھیر ہے میرے پاس کیون آتا نہین ساقی
پری کیا اُڑ گئی بینائی بنکر چشمِ ساغر سے

تمہارے کشتۂ انداز نے کی حور سے شادی
برات آئی درِ فردوس پر میدانِ محشر سے

تو شاباش دعوی خوب کرتے ہو خدائی کا
ترش کر دستِ آذر سے سنور کر دستِ آذر سے

وہ مجنون ہون بنا جادہ مرے صحرا مین پیدا ہے
جنابِ خضر کی دستار کھلکر گر پڑی سر سے

تمہین نے تو ازل مین دل جلایا تھا ز لایا تھا
کہ بوئے سوختہ آتی ہے ابتک دیدۂ تر سے

سوال اعدا کرین مجھسے تو انکو لال کر دون مین
جوابِ غیر دینے کو زبان لون تیرے خنجر سے

ہماری خاک چکراتی ہوئی پھرتی ہے صحرا مین
بگولے نے بھی شاید چال سیکھی ہے مقدر سے

مرا دل دیکھتے ہی بند کی شرما کے آنکھ اپنی — تماشا دیکھئے شہباز ڈرتا ہے کبوتر سے
مجھے ڈر ہے تصور آپکا آ کر نہ جل جائے — کہون کیا حالِ دل آتش لگی ہے پانوتک سر سے
یہ کیا ہے مین تو چاہون اور کچھ تو اور کچھ چاہے — اگر بس چل سکے تدبیر کو بدلون مقدر سے

۱۹۹

کہون کیا راستہ مین انگلیان کتنی اُٹھین اُسپر
چھپا کر منھ جو نکلا صبح کو مائل ترے گھر سے

۱۴۷

۲۸ع

یہ میخانہ ہے مسجد۔ دیکھ زاہد روزنِ در سے — جبکا سجدے کو شیشہ دخترِ رز نکلی جو ساغر سے
جنابِ عشق راضی ہون جو ہر دیندار و کافر سے — صنم بنکر فرشتے گر پڑینگے دوشِ آذر سے
دہرا ہے آئینہ زانو پہ اور محوِ تکلم ہین — خدا جانے وہ کیا کرتے ہین باتین اپنی ہمسر سے
تمہین ہی چشمِ جادوگر مین پتلی او بتِ کافر — چھپا ہے سامری آنکھونمین تیری۔ ترے ہی ڈر سے
یہ کسکے حسن کی تعریف مین نے خط مین لکھی ہے — پری ہوتی ہے پیدا سایۂ بالِ کبوتر سے
وہی مین ہون وہی تو ہے وہی خلقت وہی طعنے — کہان جاؤن الٰہی بھاگ کر میدانِ محشر سے
ہوا ہے مست زاہد دخترِ رز کا دیکھکر جوبن — یہ جن شیشہ مین اُترا وہ پری نکلی جو ساغر سے
ابھی کمسن ہی تو اور رنگ کندن سا چمکتا ہے — ترا پتلا بنانے خاک لی کس کیمیا گر سے
رگِ سنگِ لحد سے خون شہیدِ ناز کا ٹپکا — لہو کی نہر نکلی ہے مری تربت کے پتھر سے
کہا جب وصل مین اُسنے کہ یہ لذت مبارک ہو — بڑھا کر ہاتھ مین نے لین بلائین پانوتک سر سے
غش آئیگا نہ دیکھو میرے بتخانے کو اے موسیٰ — کہ برقِ طوریان بنکر شرر لپٹی ہے پتھر سے
رلا کر بزم مین ہمکو تماشا تم جو دیکھو گے — نکل آئیگی پتلی ناچنے کو دیدۂ تر سے
دلِ عشاق لکڑی کے عوض چولہے مین جلتے ہین — محلہ مین ترے بوئے کباب آتی ہے ہر گھر سے

۲۰۰

جوانی زور پر ہے فصد کھلواتے ہین وہ مائل
مجھے ڈر ہے کہین گھبرا نہ جائین میرے نشتر سے

۲۳

۳ع

آئی ہے اُدھر شرم ادھر جان کا ڈر ہے — جھکتی ہوئی چبھتی ہوئی ظالم کی نظر ہے

تو نامِ خدا رشکِ پری رشکِ قمر ہے
چھوٹا سا ترا منھ تری پتلی سے کمر ہے

کس نور کے پتلے کا مرے سینے مین گہر ہے
ہر تارِ نفس حضرتِ موسیٰ کی نظر ہے

اُبھرے ہوے سینے پہ دو عالم کی نظر ہے
انداز جوانی کچھ ادہر ہے کچھ اُدہر ہے

رستے مین گرا - گر کے اُٹھا - اُٹھکے یہ پوچھا
پردے سے ابھی ہاتھ جو نکلا وہ کدہر ہے

کیا پوچھتے ہو مجھسے کہ یون دو تو نین کسکو
جو تمکو پسند آئے - یہ دل ہے یہ جگر ہے

مین جاؤن کدہر بیچ مین ہون دیر و حرم کے
کہتا ہے عقیدہ جو ادہر ہے وہ اُدہر ہے

جس گہر مین رہا جہانکنے کی راہ نکالی
وان روزنِ در تھا تو یہان چاک جگر ہے

ہوتی ہے نگاہون مین برابر کی لڑائی
اُس شوخ کا آج آئینہ خانے مین گزر ہے

دوڑے ہوے جاتے ہین کٹانیکو گلا ہم
وہ کوچہ ہے - یہ پانو - وہ تلوار یہ سر ہے

منھ رکھکے مرے منھ پہ طلب کرتے ہین رخصت
پھر آپ ہی کہتے ہین مصیبت کی سحر ہے

کہتی ہین نگاہین وہ اداؤن مین ہوے شوخ
کہتی ہین ادائین یہ جوانی کا اثر ہے

تو روز پھرا کرتا ہے آنکھون مین ہیونکی
جو تارِ نظر ہے وہ تری راہ گزر ہے

مین غش مین ہون اور وہ مجھے دیتے ہین تسلی
وہ ہاتھ ہے - یہ دل ہے - وہ زانو ہے یہ سر ہے

تم حشر مین کسواسطے گھبرائے ہوئے ہو
چھپ جاؤ مرے دل مین اگر ایسا ہی ڈر ہے

ڈالے ہین عزیزون نے جنازے پہ مرے پہول
وہ سارے براتی ہین یہ سہرا مرے سر ہے

گہر غیر کا ہو یا مرے دشمن کا تصور
لیچل اُدہر اے دل وہ پریزاد جدہر ہے

تم مجھسے نہ پوچھو کہ مرے واسطے کیا لائے
محتاج ہون مفلس ہون نہ دل ہے نہ جگر ہے

لیجانے اُسے صبحِ وصال آئے ہین دشمن
بلوہ مرے گہر پر ہے قیامت کی سحر ہے

بے پردہ کرونگا تو حیا اور بڑہیگی
شرمائی ہوئی شام سے اُس بت کی نظر ہے

آمادہ ہے لڑنیکو اُدہر حسن ادہر عشق
دامن وہ چھڑاتے ہین قیامت کی سحر ہے

لو بند قبا بنکے لٹکتی ہے قبا مین
کس عاشقِ گستاخ کی سینہ پہ نظر ہے

۱۸	مائل بتِ کمسن کا ذرا کھیل تو دیکھو دل کو مرے سمجھا ہے کہ گڑیو کا یہ گھر ہے	۲۰۱

ردیف ع

سرِ رہ دیکھکر میرا جنازہ جا بجا ٹھہرے
پھرے۔ پھر کر ذرا روئے۔ چلے چلکر ذرا ٹھہرے

ملین ہم اسطرح باہم دوئی ہمسے جدا ٹھہرے
خدا مین محو ہو جاے تو بندہ بھی خدا ٹھہرے

ہمارے گھر وہ مہمان آکے پھر ہمسے جدا ٹھہرے
ہم اس کمرے مین جا بیٹھے وہ اُس کمرے مین جا ٹھہرے

طلسمِ معنیٔ آواز کن نظارہ بازی ہے
جو تو منھ دیکھنے والا ہوا ہم آئنا ٹھہرے

بدن پر تنگ ہوگی اسقدر۔ اُڑ جاینگے پُرزے
یونہین جوبن اُبھرتے جائین تو کیونکر قبا ٹھہرے

اثر مین بھی ہے فرقِ مرد و زن لے آزما دشمن
اِدہر نالہ مرا ٹھہرے اُدہر تیری دعا ٹھہرے

اگر تڑپون تو مرقد اُڑا دون خاک کے طبقے
زمین و آسمان مین ہاتھ بھر کا فاصلا ٹھہرے

چلے ہم اُڑ گیٔے جلکر۔ گرے ہم بھیگئے گر کر
عناصر جبکے خاک و آتش و آب و ہوا ٹھہرے

سرافیل آ کے پھونکو صور مین بھی آہ کرتا ہون
قیامت مین قیامت زلزلے مین زلزلا ٹھہرے

جو سینہ پر اُبھار آئے تو گردن کچھ جھکے اُنکی
پلکون پر شوخیان لوٹین نگاہون مین حیا ٹھہرے

محیطِ شے بھی ہم ہین۔ شے بھی ہم ہین غور سے دیکھو
ملین نقطے تو خط ہو۔ خط جھکے تو دائرا ٹھہرے

وہی اول وہی آخر وہی باطن وہی ظاہر
خدا جانے کہ اپنے ذہن مین ہم آپ کیا ٹھہرے

نقاب اونکی تو ہمنے کھینچ لی پر منھ نہین دیکھا
ہوے اتنے خفا ہمسے کہ وہ رو بر قفا ٹھہرے

دمِ گریہ جو کھینچون آہ یک گنبد بنے سر پر
ابھی ہو بلبلا پیدا جو پانی مین ہوا ٹھہرے

نظر مین یار ہے اشکون مین ہے جھنکار گھنگرو کی
جو پتلی بنکے ناچے وہ مری آنکھون مین کیا ٹھہرے

چلو اسطرح گلشن مین کھنچے طاؤس کا نقشہ
گُون بنجائے میمونکا جو دامن مین ہوا ٹھہرے

گئے جب اُسکے در پر سیکھ لی خوے گدایانہ
کہا اُسنے بڑہو آگے تو ہم دیکر دعا ٹھہرے

۲۰	سناتا ہون غزل اک عاشقانہ تمکو اے مائل یہ کیا غل ہے کوئی دم تو لبون پر مرحبا ٹھہرے	۲۰۲

ےع

زبان پر نطق - تن مین جان - دلمین مدعا ٹھہرے
یہ سب میرے ہی جز ہین تم سما کر مجھ مین کیا ٹھہرے

نزاکت سے تصور مین جو آے جا بجا ٹھہرے
ذرا تھمتک کر ذرا بیٹھے - ذرا چلکر - ذرا ٹھہرے

جو پوچھا عکس سے مین کون ہون آئینہ یون بولا
بتائین نام کیونکر ہم تو صورت آشنا ٹھہرے

الہی بعد مدت شب کو وہ آئے تو کیا حاصل
جدا بیٹھے - جدا لیٹے - جدا سوئے جدا ٹھہرے

تری وحدت کے مین صدقے تری کثرت کے مین قربان
ازل سے آج تک ملکر رہے پھر بھی جدا ٹھہرے

شکستِ دل کا دعوی ہی کہ ہون محشر کا ہنگامہ
الہی صور مین ٹوٹے ہوئے دل کی صدا ٹھہرے

نشیب اپنی خموشی ہے - فراز اپنا تکلم ہے
گرے نقشِ قدم ٹھہرے اُٹھے بانگِ درا ٹھہرے

نظارے کے لیے موسی کے پیچھے ہم بھی آتے ہین
ابھی چمکے نہ برقِ طور پردے مین ذرا ٹھہرے

قیامت مین تبونکو دیکھنے مڑ مڑ گئی گردن
خدا کے روبرو بھی جا کے ہم روبقفا ٹھہرے

ہنسو بولو مزے شب بھر اُڑاؤ صبح تک جاگو
اگر چوری سے آکر ایک گھڑی ٹھہرے تو کیا ٹھہرے

بتو شاباش کیا کہنا ترقی اسکو کہتے ہین
نہین ترشے تو پتھر تھے جو ترشے تو خدا ٹھہرے

اُٹھے جب ہاتھ یون بابِ اجابت سے ندا آئی
اثر آتا ہے استقبال کو لب پر دعا ٹھہرے

گرہ پتلی بنی آنکھون مین جب جوبن لگا بھرنے
مرے تارِ نظر دونون ترے بندِ قبا ٹھہرے

سنو تو کیا خدا سے کہتے ہین وہ آ کے محشر مین
بھرے ہین سارے نامحرم یہان میری بلا ٹھہرے

جو وہ شکوہ سدھارے ہم دبا کر دلکو پہلو مین
ذرا لیٹے - ذرا لوٹے - ذرا تڑپے ذرا ٹھہرے

اثر پیدا انہو گر اے خدا لذت تو پیدا ہو
مزا بنجائے بوسہ نکلا اگر لب پر دعا ٹھہرے

جو پوچھا گھر عدو کے کیون رہے وہ ہنسکے یہ بولے
خفا ہوتے ہو کیون - وان خانگی کچھ کام تھا ٹھہرے

نہین ہے کس جگہ وہ - ہم اُسے دل ہی مین کیون ڈھونڈھین
ہزارون شوخیان جسمین ہون وہ اک دلمین کیا ٹھہرے

دمِ بے بردگی گر پاسبانون کی ضرورت ہے
اِدھر میرا ادب ٹھہرے اُدھر تیری حیا ٹھہرے

٢٠٣	ارادہ تھا کہ بعدِ وصل کہا کر پان پھر چھیڑین ہزارون اُسنے قسمین دین تو مائل ہم ذرا ٹھہرے	٢٣

ملینگے خاک مین دو روز کی یہ زندگانی ہے ۔ ع ۲۱۹ ۔ ہماری چار دیوارِ عناصر لا مکانی ہے
صراحی آگے رکھی ہے بغل مین یار جانی ہے ۔ ع ۲۲۰ ۔ مزے اوڑتے ہین اور دورِ شرابِ ارغوانی ہے
کہا کسنے ہوا ہے - خاک ہے - آتش ہے - پانی ہے ۔ سراپا نور تیرا جسم اے محبوبِ جانی ہے
تو سیدھا ہو کے اے مینای می ساغر سے باتین کر ۔ جھکا دیتا ہے کیون گردن یہ کیسی ناتوانی ہے
وہ سولی پر بھی کھینچیگا تو ہنس ہنسکر مرونگا مین ۔ کہ اُس ظالم کی اُٹھ دیدار کرنی تو زعفرانی ہے
کسی گھر مین اذان ہوتی ہے - بجتا ہے کہین ناقوس ۔ جہان جاتا ہون سننے کو وہ تیری ہی کہانی ہے
نکیرین آئینگے جب قبر مین اُنکو ہنساونگا ۔ رخِ خندانکا کشتہ ہون کفن بھی زعفرانی ہے
نگاہین میری چھوکر آئین معشوقونکے چہرون کو ۔ کسی پر کچھ نشانی ہے کسی پر کچھ نشانی ہے
تمہارے حسن کی گرمی نے پگلایا ہے عالم کو ۔ ہوا بھی آگ ہے مٹی بھی جو کچھ ہے سو پانی ہے
مرا دل بھر کے آہین رو رہا ہے - جل رہا ہو تمین ۔ یہ چھوٹا سا ہے انجن کچھ دہوان کچھ آگ ہے کچھ پانی ہے
اُٹھان ایسا ہے کافر کا کہ سب بیٹھین پکڑ کر دل ۔ کچین نکلی ہوئی ہین زور پر حسنِ جوانی ہے
خدا حافظ کہ ساحل دور ہے اور نا خدا یا یوس ۔ جہانتک کام کرتی ہے نظر پانی ہی پانی ہے
ملے یہ جسکو راحت سے وہی دنیا مین ہے منعم ۔ بڑی نعمت تو روٹی گرم اور ٹھنڈا سا پانی ہے
نگاہونمین جو آئین شوخیان تو کھیلتی آئین ۔ ابھی بارہ برس ہین کچھ لڑکپن کچھ جوانی ہے
وہ مین دکھن کا شاعر ہون بتانِ ہند کی مجھپر ۔ عنایت ہے نوازش ہے کرم ہے مہربانی ہے
قیامت کی ہے عیاری کہ موسیٰ نے نہ پہچانا ۔ وہ بے پردہ کھڑے ہین اور لب پر لن ترانی ہے
ازل کے دن نہ روتا مین تو سب پیاسے ہی رہجاتے ۔ مری آنکھون نے نکلا جسقدر دنیا مین پانی ہے
یہی رہتی ہے دھن اس شہر مین ہے کون کون اچھا ۔ حسینونکی ہے دیوانی عجب کافر جوانی ہے
مزا کچھ اور ہے منھ دیکھنے کا منھ دکھا نیکا ۔ ہین موسیٰ محوِ گویائی وہ محوِ لن ترانی ہے
مرا معشوق دنیا بھر کے معشوقون سے ہے اچھا ۔ لیاقت ہے - ادا ہے - حسن ہے زر ہے - جوانی ہے
لگا کہ خرد بین دیکھا ہے مین نے غور سے گھنٹون ۔ کمر باریک ہے اتنی کہ لا ہم لن ترانی ہے

کہون کیا حال جیتا ہون۔ دعا کرتا ہون اچھا ہو
مرض جاتا رہا سرکار کچھ کچھ ناتوانی ہے

۲۰۴
مرے اشعار سنکر کہتے ہین اہلِ زبان مائل
دکن کا رہنے والا ہے کہ یہ ہندوستانی ہے

۳۳ع

یہ بیکار وہ بے اثر ہو گئی
پلک کو نظر کو نظر ہو گئی

شبِ وصل یون ہی بسر ہو گئی
جھگڑتے جھگڑتے سحر ہو گئی

کہا سنکے افسانۂ برقِ طور
وہ تجلی ہماری نظر ہو گئی

نہ مانی مری بات صبحِ وصال
اسی کشمکش مین دوپہر ہو گئی

عدو مجھکو رویا تو خود مر گیا
یہ جھوٹی بھی سچی خبر ہو گئی

کہین کیا خدا بھی ہمارا نہین
کرین کیا خدائی اُدھر ہو گئی

خطِ شوق لیکر چلی مرد مک
یہ پتلی مری نامہ بر ہو گئی

نہ پھر کاٹ قینچی سے زلفون کے بال
مطول بہت مختصر ہو گئی

جو چھپنے کی چیزین ہین وہ اور ہین
نہان کیون تمہاری کمر ہو گئی

مرے کام آیا تھا دشمن کا بھیس
سحر ہوتے ہوتے خبر ہو گئی

یہ جس مدعی پر گری۔ وہ گرا
مری آہ تیغِ کمر ہو گئی

نہ ٹہکراؤ تم لاش کو بعدِ قتل
دوبارہ یہ زندہ اگر ہو گئی

پھرا جستجو مین تری عمر بھر
مری عمر یون ہی بسر ہو گئی

گلی تیری اور نام اسکا ارم
یہ بے قدر کیون اسقدر ہو گئی

مرے دل سے تا لامکان تار ہے
ارادہ کیا تو خبر ہو گئی

جو ابھرین کچین تو نزاکت بڑی
جوانی مین پتلی کمر ہو گئی

۲۰۵
جو کی مین نے مائل تلاشِ خدا
مری بیخودی راہبر ہو گئی

س۳ع

وھان ہر نگہ بے اثر ہو گئی — بتونکو خدا کی نظر ہو گئی

مین اس غیب دانی کے قربان جاؤن — بدلتے ہی نیت خبر ہو گئی

جو موسیٰ کی آنکھونکے پردے اُٹھے — وہی لنترانی نظر ہو گئی

دیا دل تو بولے یہ اچھا نہین — لڑائی اسی بات پر ہو گئی

مجھی سے قیامت مین لتک حساب — کہ دن چڑھ گیا دوپہر ہو گئی

لڑکپن مین باریک تھی بال سے — جوانی مین غائب کمر ہو گئی

ہوئی چشمِ بیمار۔ بیمار اور — نظر جب لڑائی نظر ہو گئی

مرا دل جو بندِ قبا مین بندھا — پڑا بوجھ دُہری کمر ہو گئی

اُن آنکھونکی اب شوخیان اور ہین — لڑانے کے قابل نظر ہو گئی

نہ سونے دیا دردِ دل نے مجھے — تڑپتے پھڑکتے سحر ہو گئی

تمہاری نظر الامان الحذر — یہ فتنہ جو تھی فتنہ گر ہو گئی

پڑھا جبکہ قرآن مین لا تقنطوا — تسلی مجھے کس قدر ہو گئی

زلیخا یہ خلوت مین یوسف پہ جبر — تو جلوت مین رسوا اگر ہو گئی

رہی رات جب تک نہ راضی ہوئے — جو راضی ہوئے تو سحر ہو گئی

چڑھی آستین اُسکی ہم مر گئے — کلائی بھی تیغِ کمر ہو گئی

ہوے راہ مین اسطرح سے دوچار — کہ دونون کی ایکھی نظر ہو گئی

بھری دلمین شوخی تو نکلین پچین — حیا کچھ اِدھر کچھ اُدھر ہو گئی

ازل مین جو حسن آفرین کی نگاہ — پڑی تجھپہ تیری کمر ہو گئی

تری شرم بھی ہے قیافہ شناس — کہ تجھسے جدا وقت پر ہو گئی

گری اُنپہ اُڑھکر جو گردِ نظر — وہ نازک تھے۔ دُہری کمر ہو گئی

کسی کا وہ کہنا مجھے یاد ہے

۱۷	اُٹھو جاؤ مائل سحر ہو گئی	۲۰۶

ع ۱۵

گلے پر تیغ ہے اور ہاتھ ہین گردن مین قاتل کی
زہے طالع زہے قسمت زہے تقدیر بسمل کی

کہ گئی پھر مجھے زندہ ہوا دیدارِ قاتل کی
اُٹھائیگی مرا لاشہ ہلا کر آرزو دل کی

عدوے جان بنگئی ہی مجھکو بھی ہی تلوار قاتل کی
جگر سے دل مین جب آئی گئی بسمل سے بسمل کی

وہ یہ سمجھا کوئی لیکر گیا ہے لاکے دیدیگا
جگہ چھوڑی مری تصویر مین بہزاد نے دل کی

ابھی کم سن ہو تم گردِ ذقن خطِ سیہ کیسا
حکومت کسنے دی ہی زنگیونکو چاہِ بابل کی

دو نانِ مہر و مہ بس ہین انہین پر تو قناعت کر
فلک کیون پھر رہا ہے فکر مین تحصیل حاصل کی

کیا ہے قید مجھکو چار دیوارِ عناصر مین
شکستِ رنگ سے آواز آتی ہے سلاسل کی

جو دیکھا آرہا ہی سر بکف عاشق تو شرما کر
عروسانہ چلی گردن جھکا کر تیغ قاتل کی

خدا جانے کہ سینے مین مکان کسنے بنایا ہی
ہماری آہ یک زنجیر ہے دروازۂ دل کی

مری محفل مین می نوشی کو گر وہ آفتاب آئے
گزک رکھنے کو لاؤ نگار کابی ماہِ کامل کی

کسی مطرب پسر کی یاد مین وہ خاک اُڑائی ہے
زمین و آسمان ملکر صدا دینگے جلاجل کی

ہوا ہی خاک کے ذرونکو بھی دعولےِ معشوقی
انا لیلیٰ کا غل کرتی ہے مجنون گردِ محمل کی

فلک کمظرف ہے اس سی زیادہ کام کیا ہوگا
لگا یا چرخ جب صحنک بنائی ماہِ کامل کی

تکلف سے اُٹھاؤ بعد سب کے میری میت کو
نہ گاڑو ابتدا مین انتہا ہون پہلی منزل کی

تمہارے منھ سے تو مطلب کی باتین بکڑ کر نکلین
مرے دل سے نہ نکلی یک تمنا بھی مرے دل کی

گدای حسن ہون لاکھون مزے دل مین سماے ہین
ہزارون طرح کی ہین نعمتین جھولی مین سائل کی

۲۵	دمِ اصلاح فرماتے ہین اکثر حضرتِ وصفی خدا کے فضل سے عالی ہمت ہے فکر مائل کی	۲۰۷

ع ۲۵

کسی جا تیرے منھ سی بات کب نکلی ترے دل کی
گئی کب روشنی محفل سے باہر شمع محفل کی

سرِ مقتل وہ خوش ہو جائے بیتابی سی بسمل کی
لہو بہکر مرا بنجائے سرخی روے قاتل کی

فقیرو نسے نہ پوچھو منعمو کیفیتین دل کی
جو دیکھا آئنہ کچھ اور حالت ہو گئی دل کی

خودی گر پاس آئے وصل مین آنے نہ دینا تم
بہارِ باغ کیا ہے طائفہ ہے گانے والونکا

ٹہلتے جاؤ اور دیکھو تماشا میرے مرنے کا

وہ بھولے بھی ہین کمسن بھی ہین پردے مین بھی رہتی ہین
فلک کا ظلم تو دیکھو چمک کر کب گری بجلی

وہ دیتا ہے دعائین کیسی کیسی دینے والونکو
یہ تھی کسکو خبر احباب یون بدنام کر دینگے

بنی معشوق گو لیلی نہ بیٹھی چین سے دم بھر
جسے مین دیکھ لیتا ہون سما جاتا ہے وہ آمین

طبیعت منتشر کیون ہے نگاہین مضطرب کیون ہین
نہ دہار اسمین نہ باڑھ اسمین مگر سب سے زیادہ تیز

اُدہر سے حُسن اِدہر سے عشق اُنپر حملہ آور ہے
جو آنکھین بند کر لین جادۂ دل پر لگا چلنے

جو بہر سیر آیا میری ہستی کو جلا ڈالا
خدا رکھے سلامت میرے دلکو آپکے منھ کو

جو منھ سے کہہ نہین سکتا وہ سمجھا دے اشارونمین
وہ میرے گھر سے نکلے صبح کو ہونٹونمین یہ کہتے

خزانمین کسطرح ہو۔ انکی پھر تسکین یا اللہ
جو بوسہ لیکے دل انکو دیا مجھسے بہت بگڑے

خدا کے گھر کی ہین سب نعمتین جھولی مین سائل کی
سنور کر چوٹ کھائی ہے مقابل نے مقابل کی

کہ ہے بہاگی ہوئی اسد والونکے یہ محفل کی
یہ غنچونکا چٹکنا اور یہ آوازین عنادل کی

مجھے دریا ڈبوتا ہے ہوا تم کہاؤ ساحل کی
خبر کیونکر اُنہین پہنچے کسی کمبخت کے دل کی

ہوئین اونچی جو تنکے لیکے منقارین عنادل کی
اگر یک نوالہ پڑ گیا جھولی مین سائل کی

نہو جب تک بھروسا آدمی کہتا نہین دل کی
اِدہر ہے دل کی بیتابی۔ اُدہر جنبش ہے محمل کی

بڑی وسعت ہے یارب اس ذرا سی آنکھ کے تل کی
تری دلپر پڑی کب چھالو مجھ کمبخت کے دل کی

خدا کے ہاتھ کا خنجر۔ جوانی میرے قاتل کی
نزاکت روکتی ہے کھینچتی ہے جب کشش دل کی

اندھیرے مین نظر آئی تھی مجھکو راہ منزل کی
ہوا کیا گرم ہے اے بحرِ وحدت تیرے ساحل کی

پتنگونکو کرو رخصت بجھا دو شمع محفل کی
تری دونون نگاہین ملکے بنجائین زبان دلکی

تمنائین قیامت تہین کسی کمبخت کے دل کی
بنین سوکھی ہوئی کلیان ہی منقارین عنادل کی

وہ سمجھے اُسکو رشوت۔ مین نے جو کچھ نذر داخل کی

مگر اُسنے بجہادی شمع رخ سے شمع محفل کی		جلے اک شمع سے یک شمع یہ فطرت ہی عادت ہے
٢٦	ہمیشہ حیدرآبادِ دکن کو رکہہ حفاظت مین دعا مقبول ہوجائے مرے اس سائل کی	٢٠٨

وہ تڑپا شب کو مین دردِ جگر سے
گرے دونون فرشتے دوش پر سے

نہ جہانکو غیر کو سوراخِ در سے
مجھے دیکھو مرے چاکِ جگر سے

ہوائے دید مین نکلون جو گہر سے
اُڑا لاؤن کسی کو طور پر سے

حیا بہاگی دعاؤن کے اثر سے
ادہر سے ہاتھ اُٹھے گہونگٹ اُدہر سے

سبب کیا ہے جو لپٹا وصل کے بعد
مرا دردِ جگر تیری کمر سے

کسے رستے مین ان آنکھون نے مارا
لہو کی آرہی ہے بو نظر سے

نہ بیٹھو صحن مین گہونگٹ اُٹھا کر
کہین موسیٰ نہ جہانکین طور پر سے

اشارہ اُٹھتے جوبن سے ہے انکا
چھپاؤن تمکو کس کس کی نظر سے

لچک کر یہ کہین ٹکڑے نہو جاے
کمر بند اور اک باندہو کمر سے

گناہون سے کہین رحمت فزون ہے
اُتر جائین فرشتے دوش پر سے

مسیحائی ان آنکھون کو مبارک
کہ مردے زندہ ہوتے ہین نظر سے

نزاکت ہی اگر ہے مانعِ وصل
کمر باندہو مرے تارِ نظر سے

تجھے دم بہر نہ دیکھے تو نکل جاے
صفا آئینہ سے آئینہ گہر سے

دکہا دیتا ہون جذبِ عشق تمکو
ملاؤ تو نظر میری نظر سے

وہ چلتے ہین تو جی یہ چاہتا ہے
لچک بنکر لپٹ جاؤن کمر سے

کہون کیا لیگیا دل چہین کر کون
ابھی یک ہاتھ نکلا تھا اُدہر سے

نظر آیا نہ کوئی عیب مجھکو
کسی کو پانوتک دیکھا جو سر سے

دہن ہو یا کہین ہون یا کمر ہو
چھپا لو ڈہونڈنے والی نظر سے

اگر ہر شب پری کوئی سنو پاس
رہا کب لامکان مین کوئی چپکر
قیامت کی بڑی ہے دہوم یارب
خبر ہے سول لینگے وہ کوئی باغ
نہ دیکھو آئینہ زیور پہنکر
کیا تھا شام ہی کو ذکر رخصت
یہ نخوت - یہ تکبر - یہ تبختر

اترتا ہی نہین شیطان سر سے
ہماری ڈہونڈنے والی نظر سے
بدلدے میری فرقت کی سحر سے
اتر آئے نہ جنت چرخ پر سے
بچاؤ آپ کو اپنی نظر سے
تقاضا بڑہگیا پچھلے پہر سے
بتون کو کیا ملا اللہ کے گھر سے

۲۰۹	ٹرہاؤ وصل کی شب ہاتھ مائل مزا لوچھ ادہر سے کچھ ادہر سے	۲۲

مشتاق دید جمع ہین ڈیوڑہی پہ یار کی
دل پہ چھتکے پھڑپھڑاتا ہے زلفون مین یار کی
دامن سے ہر کسی کے لپٹتا ہے راہ مین
دل ہے مرا کہ آئینہ فوٹو گراف کا
منھ کیا کوئلے کہ شاخ سے ہنس ہنسکے گر پڑے
تو بند کرکے شیشہ مین بنت العنب کو رکھ
پروے مین حسن رہ نسکا جہانکنے لگا
آئینہ دیکھتے ہین وہ دن بہر مین لاکھ بار
سستی ہوی کجو دور تو ٹوٹے قبا کے بند
مجبور پا لیا ہے جو ہر کام مین - مجھے
مٹی کو میری تخت سلیمان کا اوج ہے
دل مین امید - امید مین غم - غم مین شوخیان

وع

چلمن پڑی ہے در پہ نگاہونکے تار کی
مہمانی ہو رہی ہے غریب الدیار کی
عادت بگڑ گئی مرے مشت غبار کی
کہنچتی ہے ہر لباس مین تصویر یار کی
غنچون کو گدگداتی ہے آمد بہار کی
ساقی ہے اسمین جان کسی بادہ خوار کی
مسکی ہے سو جگہ سے قبا جسم یار کی
آغاز ہے شباب کا آمد بہار کی
جوبن پہ لوٹ پوٹ ہے انگڑائی یار کی
ہر بات مین قسم ہے مرے اختیار کی
ٹوپی ہوا کے سر پہ ہے مشت غبار کی
یک رات مین رہا ہون نگاہون مین یار کی

کل وہ مزا ملا ہے کہ طالب ہین آج خود
گویا ہوا پلٹ گئی بوس و کنار کی

یارب تو میرے دل مین سویدا بنا اسے
سمٹے اگر سیاہی شبِ انتظار کی

تم شکوہ کسکے پاس تھے سچ سچ بیان کرو
دیکھو کسوٹی ہے یہ زبان اعتبار کی

کچھ انسے عرض کرکے یہ کہتا ہون مجھسے دل
یے کیجیے سفارش آپ بھی امیدوار کی

پہونکا ہے کچھ شباب نے آہستہ کان مین
جی مین یہ ہے کہ بات کرین مجھسے پیار کی

منھ پر اڑتی ہے خاک پریشان ہین سکے بال
میت پہ روکے آئے ہو کس جان نثار کی

سستا ہے مول لو یہ مرا دل بکاؤ ہے
قیمت دو بوسے گال کے یک بات پیار کی

دایہ سے سن لیا ہی جو پہلے پہل کا ذکر
ڈرتے ہین آرزو سے وہ مجھ بیقرار کی

سوراخ دل مین کرہی چکے بس حضور بس
پوچھو لکیر سرمۂ دنبالہ دار کی

۴۷	مائل کہو تو کسلئے اترا رہے ہو آج کل تم تو روتے بیٹھے تھے ڈیوڑھی پہ یار کی	۲۱۰

ع

تسکین ہو جو میرے دلِ بیقرار کی
لاؤن اڑا کے طور سے تصویر یار کی

در پردہ صید کرتی ہین آنکھین نگار کی
چہرے پہ ہے نقاب کہ ٹٹی شکار کی

لپٹا ہوا چلا وہ سواری سے یار کی
تدبیر دیکھنا مرے مشتِ غبار کی

منصور ہم بھی سیر کرین بامِ یار کی
چھوٹی سے نردبان بنا لینگے دار کی

مایوس کرکے وصل سے تم مارتے ہو کیون
لا تقنطو مین جان ہے امیدوار کی

یہ لوٹتے ہین شام سے کچھ دیکھ پائے ہین
رکتی نہین ہنسی ترے پہولونکے ہار کی

یہ جان کیون نہ جائے یہ دل اُنپہ کیون نہ آئے
باتین بھی پیار کی ہین نگاہین بھی پیار کی

نازک وہ ہین یہ چمن مین بخار آگیا اُنہین
چوٹین لگین جو موجِ نسیمِ بہار کی

مٹی کا ایک کھلونا سمجھتے ہین دلکو وہ
یہ نذر بھی پسند نہین خاکسار کی

عارض بہرے ہین اُبہرے ہین جوبن کہلا ہی رنگ
بر لاؤ آرزو کسی امیدوار کی

مین دلکو ڈہونڈ ڈہونڈ کے پہلو مین تہک گیا
تڑپا جو بعدِ قتل تو کچھ رحم آگیا

دیکھو تو آکے گور مین ہان ہان بجا درست
جنت مین حور لوٹ گئی کیون بڑہا کے ہاتھ

احسان ہو روح پر جو سنبہالے کوئی اُٹھین
آکر پیامبر نے خبر دی قریبِ شام

پہڑکا خوشی سے دل تو جگر بھی اُچہل پڑا
آئینہ لایا انجمن آرائی کا خیال

فانوس - جہاڑ - لمپ قرینے سے لگ گئے
صحنِ مکان مین عطر کے شیشے لنڈہا دئے

روشن قدم قدم پہ اگر کی ہین بتیان
دولہن بنی ہوئی ہے مری محفلِ نشاط

اب اور سنئے دیر جو آنے مین ہوگئی
آہٹ پہ کان - در پہ نظر - دلمین وسوسے

دم بہر کے بعد آکے یہ دربان نے کہا
انبوہِ خلق گرد ہے - میانہ ہے بیچ مین

دوڑا جگر کو تہام کے بے اختیار مین
پٹ کہو لکر کہا کہ یہ دل رونمائی ہے

اُترے وہ مسکراتے ہوئے منھ کو ڈہانپ کر
بیٹھے جو آکے دور مئے ناب کا چلا

ہاتو نسے ظرف چہوٹ گئے نشہ چڑہ گیا

قطعہ

ذاتِ شریف بیٹھے ہین سُتھی مین یار کی
کہتے ہین مغفرت ہو مرے جانِ نثار کی

مجبوری انتہا ہے مرے اختیار کی
کیا بہول گر پڑا کوئی چوٹی سے یار کی

میت پہ لوٹتے ہین وہ مجھ جان نثار کی
شب کو سواری آئیگی اُس گلعذار کی

رنگت بھی سنج ہوگئی مجھ غمگسار کی
تمثال جلوہ گر ہوئی نقش و نگار کی

تصویر کہنچ گئی اثرِ نور و نار کی
موج ہوا مین باس ہی مشکِ تتار کی

چلمن جگہہ جگہہ پہ ہے پہولون کے ہار کی
یارب اسے نظر نہ لگے روزگار کی

گہڑیان جگر کو ملنے لگین انتظار کی
امید یاس بن گئی مجھ بیقرار کی

حضرت سواری آتی ہے اک گلعذار کی
دل کو ہلا رہی ہین صدائین کہار کی

آہی گئی تھی در پہ سواری نگار کی
پہلے قبول نذر ہوا اس جان نثار کی

یون گہر مین آئے جیسے کہ آمد بہار کی
جہوٹی شراب پینے لگے ہم بھی یار کی

بوتل ہے چور چورمیِ خوشگوار کی

ٹوٹے پڑے ہین ساغر بلور ادہر ادہر
یون نصف شب تمام ہوئی ہای وہوی مین
مستی مین ہاتھ بڑھنے لگا کچھ ادہر ادہر
مین نے کہا اُٹھو کہ چھپر کھٹ پہ جائینگے
غصہ سے رنگ لال ہوا منہہ عرق عرق
چتون سے یہ عیان کہ کبھی پھر نہ آئینگے
باتو نہین یہ ۔ کہ اُٹھکے چلے جائینگے ابھی
عشوے کے یہ کنایے ۔ نہ ٹھہرینگے اب یہان
وہ مسکرا کے دیکھنا نیچی نگاہ سے
وہ غصہ ۔ وہ نگاہ وہ ہٹ ہٹکے بیٹھنا
وہ لحظہ اُنکا بگڑنا بنا ؤ مین
باقی رہی نہ تاب تو اُٹھکر لپٹ گیا
بے پردگی کا لطف ہے اب کچھ نہ پوچھئے
مائل مرے تو ایسے کڑوڑون گناہ ہین
مین فکر کیا کرون مرا اللہ کریم ہے

توبہ بھی دل شکستہ ہے مجھ بادہ خوار کی
اب آدہی رات رنگیٔ وصلِ نگار کی
قبضہ مین رہسکی نہ عنان اختیار کی
حسرت رہے نہ لذتِ بوس وکنار کی
طرفہ بہار لائی ہے مستی نگار کی
اور جی مین یہ کہ بات کرین مجھسے پیار کی
آنکھو نہین یہ ۔ کہ ٹھہرینگی بوس وکنار کی
غمزے کے یہ اشارے ۔ فقط ضد ہی یار کی
وہ التجا مرے دلِ امیدوار کی
وہ یاس وہ ہوس دلِ ناکردہ کار کی
وہ بار بار چھیڑ دلِ بیقرار کی
مجبور ہو کے بات بھی اختیار کی
آغوش گرم ہاتھ ہے گردن مین یار کی
پر مجھکو فکر کچھ نہین روزِ شمار کی
یک بات تمسے کہتا ہون دار القرار کی

٢٣	میرے ہی منہہ سے میر اعملنامہ گر دُھلے بھر آئے آنکھ رحمتِ پروردگار کی	٢١١

۵۹

گرے موسیٰ یہ کہکر اچھی صورت ایسی ہوتی ہے
جو بوسہ لیکے مین کہتا ہون لذت ایسی ہوتی ہے
پری کا منہہ ہے ۔ غلمانکے ہین عارض حور کی آنکھین
وہ فرماتے ہین دل لیکر دیا کیون جسنے مانگا تھا

تمہارے دیکھنے والونکی حالت ایسی ہوتی ہے
وہ گالی دیکے یہ کہتے ہین ذلت ایسی ہوتی ہے
خدا کی شان ہو انسان کی صورت ایسی ہوتی ہے
بھر آپہی کہتے ہین اُلٹی شکایت ایسی ہوتی ہے

قیامت مین جو وہ آئے تو سب کی انگلیان اُٹھین
پکارے اہل محشر اچھی صورت ایسی ہوتی ہے

ذراسی بحث پر وہ ذبح کرنے بیٹھ جاتے ہین
اٹھا لیتے ہین خنجر کوئی حجت ایسی ہوتی ہے

سنبھلتے ہی نہین پھر۔ دیکھنے والے قیامت تک
وہ پیاری پیاری گوری گوری صورت ایسی ہوتی ہے

جو دیکھا سب مین اُسکو آپسے مین ہو گیا باہر
خودی مین بیخودی کثرت مین وحدت ایسی ہوتی ہے

وہ کہتے ہین اشارہ سے یہان بھی پیار کرتا ہے
خدا کے سامنے میری شکایت ایسی ہوتی ہے

نہ آئے مثل یوسف گود مین عاشق کی جو برسون
ہزارون صور تو نمین ایک صورت ایسی ہوتی ہے

ذراسی بات پر پہرون جھگڑتے ہین بگڑتے ہین
گزر جاتی ہے ساری رات حجت ایسی ہوتی ہے

نکلتی ہو نہ آنکھوں سے نہ جاتی ہے خیالون سے
کسی کمسن کی بھولی بھولی صورت ایسی ہوتی ہے

نثار اُسپر وہ سب مین ہر۔ فدا اُسپر سب اُسمین ہین
تصدق جاؤنمین وحدت مین کثرت ایسی ہوتی ہے

ہزارون عرضیان دین ایک بھی تمکو نہ دکھلائی
تمہارے کارپردازون کی غفلت ایسی ہوتی ہے

جو بعد بحث ٹھہرا وصل۔ وہ شرمائے یہ سنکر
جو حجت ختم ہوتی ہے تو لذت ایسی ہوتی ہے

جلا کر خاک کردین برق ایمن کو بھی اے موسیٰ
انھین مٹی کے پتلونمین شرارت ایسی ہوتی ہے

جو وہ محشر مین آئینگے مرینگے اہل محشر پھر
دکھادینگے قیامت مین قیامت ایسی ہوتی ہے

تصور مین جو آتے ہین وہ تنگ کر بیٹھ جاتے ہین
نزاکت اسکو کہتے ہین نزاکت ایسی ہوتی ہے

یہ دل کہتا ہے لیجا کر بٹھادے طور پر اُسکو
کسی کافر کی گوری گوری صورت ایسی ہوتی ہے

جو نالہ سنلیا میرا وہ بے چادر نکل آئے
جب ایسا صور پھنکتا ہے قیامت ایسی ہوتی ہے

شب معراج احمد کو فرشتے دیکھکر بولے
خدا بھی پیار کرتا ہے جو صورت ایسی ہوتی ہے

وہ انکا دیکھکر آئینہ یہ کہنا قیامت ہے
تکبر کیون نہ آئے اچھی صورت ایسی ہوتی ہے

۲۱۲

بہتر کہجاتے ہین اہل ہند مائل کی غزل سنکر
دکن کے شاعرونکی بھی طبیعت ایسی ہوتی ہے

۱۴

ع۱۳

لڑ گئی آنکھ تو دو گام بھی چل ہی نہ سکے
وہ لگی چوٹ جگر پر کہ سنبھل ہی نہ سکے

زور مجھپر ملک الموت کا چل ہی نہ سکے
موئے منھ پہ موئنہ تم جو رکھو جان نکل ہی نہ سکے

بند کرتا ہون اُسے دیکھنے آنکھین اپنی
جسکا یک ہاتھ بھی پردے سے نکل ہی نہ سکے

توڑ ہی ڈالوگے کیا تم مرے دست گستاخ
مین نزاکت کے فداز ور جو چل ہی نہ سکے

اے ہوس رات کو بے پردہ وہ ہوگا کیونکر
جسکی آواز بھی پردے سے نکل ہی نہ سکے

وہ کلیجا بھی کلیجا ہے جو تڑپے نہ کبھی
دل بھی وہ دل ہے جو سینے مین اُچھل ہی نہ سکے

لطف کب تک جو زلیخا ہو جوان ای یوسف
وہ دعا کر کہ جوانی کبھی ڈھل ہی نہ سکے

آپ ہی کہئے کہ تعظیم کو اوٹھین کیونکر
ضعف سے ہم کبھی کروٹ تو بدل ہی نہ سکے

صبح محشر جو کہے تو وہین ٹھہرے رہنا
دم مرا صور سرافیل اوگل ہی نہ سکے

ہم اگر ہاتھہ لگا دین ابھی جوبن کو ہو جوش
نہین ممکن کہ ترا حسن اُبل ہی نہ سکے

جاکے توڑینگے فلک کو یہ غلط۔ جھوٹ دروغ
میرے نالے تو کلیجا ترا ہل ہی نہ سکے

پیکے آنسو جو کیا شکوہ تو ہنسکر بولے
پانی پیکر بھی نوالہ یہ نگل ہی نہ سکے

قسمت غیر سے کسطرح بدل لین قسمت
یار کے دل سے تو ہم دل کو بدل ہی نہ سکے

۲۱۳	عرم کیا طور کا ہے ہوش مین آؤ **مائل** آپ کیا چیز ہین موسٰے تو سنبھل ہی نہ سکے	۲۵

ق ۲ ع

توڑینگے یہ خدا کا اسے گھر بنائینگے
ہم دل کو لامکان کے برابر بنائینگے

یوسف جوان کسی کو مکرر بنائینگے
بگڑے تو کیا دعا سے مقدر بنائینگے

ہم جلوہ گاہ رب مین ترا گھر بنائینگے
یک یادگار طور کے اوپر بنائینگے

اچھا ہوا اسنکے دل پہ جو سب غبار آئے
اس خاک سے وہ میری لئے گھر بنائینگے

کیا داورِ جزا بھی ندیگا او نہین سزا
جھوٹا جو میرے خون کا محضر بنائینگے

گو اپنے فن مین مانی و بہزاد طاق ہین
تصویر شوخیون کی وہ کیونکر بنائینگے

پھینکوگے تم جو ہاتھہ سے ناخن تراش کر
ہم اپنی فصد کھولنے نشتر بنائینگے

سمجھا رہا ہی معنئ عرش استوا غلط
واعظ کو آج ہم سر ممبر بنائینگے

اوس دل کو خاک چین ہو جس دلمین جائین وہ
آئیگا زلزلہ وہ جہان گھر بنائینگے

پیش خدا ہم انکو نہ لائین گے بی حجاب
دامانِ حشر پھاڑ کے چادر بنائینگے

رونق کچھہ اور ہوتی ہی سجدی کے داغ کی
آئینۂ جبین مین یہ جوہر بنائینگے

ستا فاتحے کو آئین ہمارے ہی گھر یہ وہ
دشمن کی قبر رو برو در بنائینگے

کھیلو ابھی تو کھیلنے کے دن ہین آپ کے
ہوجائین گے جوان تو ستمگر بنائینگے

ہنگامہ گر بپا نہو کیا لطف وید کا
وہ اپنے جلوہ گاہ کو محشر بنائینگے

تقدیر سے ہے مخالف تدبیر عاشقان
کیونکر بنینگے کام یہ کیونکر بنائینگے

تربت مین تا نہ آئے کوئی حور میری پاس
چارون طرف وہ سد سکندر بنائینگے

اے چرخ آہ گرم سے ہم میکشون کی ڈر
پگھلا کے تجھکو شیشہ و ساغر بنائینگے

ہی عشق کے نصیب مین مشاطگی حسن
ہم خود تمھاری زلف معنبر بنائینگے

وہ اور آسمان سے سیکھین جفا کے ڈھنگ
ہم انکو پیار کرکے ستمگر بنائینگے

بولا وہ چاند دیکھتے ہی چاند عید کا
اپنی کمر کا ہم اسے خنجر بنائینگے

دل مین فرشتے آنکھ مین مردم کی بود و باش
یہ سب سہی پھر آپ کہان گھر بنائینگے

اقرار قتل مین بھی نیا ڈھنگ چاہیئے
تصویر اپنی ہم سر محضر بنائینگے

بیکار جائیگی نہ تری گردش پا
اس خاک ہی سے قالب محشر بنائینگے

ہم خوف محتسب سے جو بھکینگے نشہ مین
ساغر کو شیشہ شیشہ کو ساغر بنائینگے

۲۰	مائل سے کہہ رہے تھے فرشتے ازل مین یہ تجھکو حکیم۔ تجھکو سخنور بنائینگے	۲۱۴

تصویر تیری یون سر محشر بنائینگے
اے بت تجھے خدا کے برابر بنائینگے

۴۳۲ع

شام وصال مونہہ جو بگڑ کر بنائینگے
ہر دم نہین نہین ہو وہ دم پر بنائینگے

دیکھا کسی جگہہ جو کوئی دل پڑا ہوا
بولے اسی زمین پہ ہم گھر بنا ئینگے

نیند آئیگی جو ہم کو بس نالہ و فغان
ٹکڑے فلک کے جوڑ کے بستر بنا ئینگے

قربان جاؤن جیب مین رکھنی کی شی نہین
دل ہے مرا گھڑی اسے کیونکر بنا ئینگے

ہم عاصیون کو حشر مین قدرت جو دی خدا
یک ریل پل صراط کے اوپر بنا ئینگے

کاغذ لگا کے سینہ سے لکھین گے خط ائے
تارِ نفس سے ہم خطِ مسطر بنا ئینگے

کیون کوستے ہین آگ وہ خود بینیون سے تنگ
کیا آئنہ مین قبرِ سکندر بنا ئینگے

ڈالین مرے گلے مین تو سُستی کا لطف اوٹھے
انگڑائی لیکے طوق وہ اکثر بنا ئینگے

کہتے ہین اونکے سایہ سے فتنے خرام کے
ہم سب تجھی کو داورِ محشر بنا ئینگے

تصویر وصل ہے نظرون مین کھنچی ہوئی
کیونکر مٹائین گے اسے کیونکر بنا ئینگے

سکہ یہ ہم چلا ئینگے اقلیم عشق مین
داغِ جگر پہ صورتِ دلبر بنا ئینگے

کرلین گے وہ دلونمین جگہہ تاک جہانک کر
خود گھر مین بیٹھے بیٹھے کئی گھر بنا ئینگے

حورونکے ساتھ آپ ہین کیون خلافِ شان
یک خانہ باغ خلد سے باہر بنا ئینگے

دیکھینگے آئنہ مین وہ دانتونکی آب و تاب
ان موتیونکے عکس سے جوہر بنا ئینگے

یک رات بھی جو پاس ہین یہ بتانِ ہند
کافر کو شیخ شیخ کو کافر بنا ئینگے

باتین نہ تم بناؤ کہا تو دیا جواب
اچھا ترا کلیجا ترا سر بنا ئینگے

سوجھی یہی خدا کو دمِ خلقتِ بتان
ہونٹھونکو لعل سینہ کو پتھر بنا ئینگے

جھولین گے آج باغ مین ساون جو گا کے وہ
جھولا تجھے ہم ای دلِ مضطر بنا ئینگے

۲۱۵	آئینہ رکھکے سامنے کرتے ہین مشق جور مائل وہ عکس کو بھی ستمگر بنا ئینگے	۲۱

دیوانہ مجھکو سامنے آکر بنا ئینگے
دلبر بنا ئینگے نہ جگر پر بنا ئینگے

۳۲ ع

صورت دکھا کے وہ مری دم پر بنا ئینگے
ہم تیری شکل جان کے اندر بنا ئینگه

میرے ہی گھر کے سامنے جب گھر بنائینگے ۔ آنکھین اڑا اڑا کے وہ دم پر بنائینگے

پنہان کرون جو مین تو وہ خود ہونگے آشکار ۔ ظاہر کرون جو مین مجھے کافر بنائینگے

دون انکو رونمائی تو کیا فائدہ مجھے ۔ وہ لیکے دل مرا مرے دم پر بنائینگے

پنہان مری فنا مین بقا کا بناؤ ہے ۔ وہ اپنی زلف مجھکو مٹا کر بنائینگے

نادان ضرور کھائیگا دھوکا حلول کا ۔ جسمین پھنسینگے اُسکو وہ کافر بنائینگے

یہ میرا دوستانہ گلہ کچھ برا نہ تھا ۔ لیکن وہ بات سوچ سمجھکر بنائینگے

ہر دم نئے لباس مین نقشہ حضور کا ۔ تار شعاع آنکھہ مین اگر بنائینگے

یان ذکر یہ کہ پہنینگے فرمائشون سے ہم ۔ وان ذکر یہ کہ ہاتھہ کا زیور بنائینگے

لکھنا جو سیکھ جائین تو لکھینگے خط مجھے ۔ وہ گورے گورے ہاتھہ سے مسطر بنائینگے

فتنے ترے خرام کے چلتے ہین کیون ملک ۔ کیا انکو جان قالب محشر بنائینگے

کہتے ہین وہ کہ تو ہی بہت سادگی پہ لوٹ ۔ زلفین بنا کے ہم ترے دم پر بنائینگے

رکھتے نہین زمین پہ قدم وہ غرور سے ۔ کیا لامکان کے پاس کوئی گھر بنائینگے

تنکا تو نکی ناک کا چبھتا ہی آنکھہ مین ۔ وہ رفتہ رفتہ اسکو بھی نشتر بنائینگے

مقدور دے خدا جو بتان فرنگ کو ۔ جو آسمان پہ ہے وہ زمین پر بنائینگے

لینگے شب وصال نگاہون سے چٹکیان ۔ وہ دل کے آئنہ مین یہ جوہر بنائینگے

دیوانگان عشق کو راحت سے ننگ ہے ۔ ارض و سما کو چادر و بستر بنائینگے

آنکھین لگی ہین اوسپہ ہزارونکی مثل مہر ۔ گھونگٹ کو کسکے قتل کا محضر بنائینگے

تو سب کی صورتون مین ہے اور سب سے پاک ہے ۔ ہم تیری شکل ذہن مین کیونکر بنائینگے

۱۲	مائل ہے کیمیا مرے مرشد کی ہر نگاہ ۵ آغا ہی بو العلائی تو نگر بنائینگے	۲۱۶

زمزمہ نالۂ بلبل ٹھہرے ۔ ۲۳۴ ۔ مین جو فریاد کرون غل ٹھہرے

نغمۂ کن کے کرشمے دیکھو — کہیں قم قم کہیں قلقل ٹھہرے
جال مین کاتب اعمال پھنسین — دوش پر آکے جو کاکل ٹھہرے
رات دن رہتی ہے گردش انکو — چاند سورج قدح مل ٹھہرے
میرا کہنا تیرا سنا معلوم — جنبش لب ہی اگر غل ٹھہرے
جانکر بھی وہ نہ جانین مجھکو — عارفانہ ہی تجاہل ٹھہرے
عاشقی مین یہ تنزل کیسا — آپ ہم کیون گل و بلبل ٹھہرے
تجھہ پہ کھلجائے جو راز ہمہ اوست — فلسفی دور و تسلسل ٹھہرے
آنکھہ سے آنکھہ مین پیغام آئے — گر نگاہون کا توسل ٹھہرے
کھل گئی سب پہ ہمگی باہمگی — کل مین جب محو ہوئے کل ٹھہرے
دل سے دل بات کرے آنکھہ سے آنکھہ — عاشقی کا جو توسل ٹھہرے

۲۱۷ — کیون نہ فردوس مین جائے مائل — حبب محمد کا توسل ٹھہرے — ۲۵

۳۰۶

چھیڑ کر دیکھہ رہا ہے دل نالان کوئی — لے خدا دھوم سے نکلی مرا ارمان کوئی
آگے یون جاتا ہے داور کے خرامان کوئی — پیچھے پیچھے ہے سنبھالے ہوئے دامان کوئی
جاکے مین کوہی بتا نہیں یہ صدا دیتا ہون — دل و دین بیچنے آیا ہے مسلمان کوئی
جتنی عاشق مین تیری دہن مین تیری فکر مین مین — سر بزانو ہے کوئی سر بگریبان کوئی
تم رلاتے ہو تو روتا ہون مگر خوف یہ ہے — ہمرہ اشک نہ ٹپکے مرا ارمان کوئی
پھٹکے بیکار نہو یہ دل وحشی میرا — آستین کوئی بنالے تو گریبان کوئی
بدگمان پا کے مجھے ہائے وہ اوسکا کہنا — آزما کر مجھے یارب ہو پشیمان کوئی
ای خدا جائے وہ جنت مین کہ دوزخ مین جلے — عشق رکھتا ہے کسی بت سے مسلمان کوئی
کیا کہون دل مرا کسطرح لپیٹ کر رہ گیا — نکل گیا جب کہیں نکلا ہوا ارمان کوئی

کیا ہمارے ہی لئے بت یہ ہوئے ہین پیدا
آفت جان کوئی غارتگر ایمان کوئی

قبر مین لاش تو ہی لاش کو اندر نہین دل
لیگیا کھود کے کیا گنج شہیدان کوئی

خلوت دل جسے کہتے ہین عجب محفل ہے
یان ہی بیخود کوئی ششدر کوئی حیران کوئی

مجھکو اے خاک نہ کہنا تا کہ مری دفن کیوقت
کہہ رہا تھا ترا اللہ نگہبان کوئی

بوسہ دیکر مجھے موقعہ پہ بھیر کے فرماتے ہین
بھول جائے نہ الٰہی مرا احسان کوئی

ہاے اوس بت نے یہ اخبار مین چھپوایا ہے
مین ہون کافر مجھے چاہے نہ مسلمان کوئی

جوڑ کر صور بنا لینگے اسے اسرافیل
توڑ کر پھینکے جو میرا دل نالان کوئی

آگئی نیند جو گردن پہ ترا ہاتھ آیا
سو گیا سونگھ کے گیسوے پریشان کوئی

جسطرح خلد سے آدم کو نکالا تونے
یان اسیطرح نکالے مرا ارمان کوئی

جس پہ تم بیٹھے ہو کیا شان ہی اوس کرسی کی
عرش کہتا ہی کوئی تخت سلیمان کوئی

تجھسے سب حشر مین مانگینگے دل اپنا اپنا
کوئی دامن ترا کھینچیگا گریبان کوئی

کیا کہون طور پہ کس شوق سے مین آیا ہون
بات کرتا نہین ای موسی عمران کوئی

آج کس فکر مین کس سوچ مین کس گھات مین ہے
رکھے بیٹھا ہے جو زانو پہ زنخدان کوئی

ان حسینون کو فقط لوٹنے کی عادت ہے
کوئی دل لیتا ہے دولت کوئی ایمان کوئی

اے خدا ہو دم بخشش دل و دیدہ مین تلاش
تا چھپالے نہ کسی بت کو مسلمان کوئی

٢١٨

تم انا الحق لب تربت سے کہو اے مائل
مٹکے الفت مین کرو کار نمایان کوئی

١٨

٤٣٣

دے خدا مائل کو اس سن کے لئے
حور شب کو اور پری دن کے لئے

کیا کہین رسوا ہوئے کن کے لئے
نام ان سے پوچھ لو ان کے لئے

پھر کسی بت پر نہ ڈالون اپنی آنکھ
گر خدا ملجائے یکدن کے لئے

کہتے ہین دل پر لگا کے تیر وہ
ہین یہ پلکین چشم باطن کے لئے

اُن سے کہتا ہی مرا لطفِ وصال	آؤ تم چوری سے روزن کے لئے
ہون وہ بلبل جب بنایا آشیان	باغبان سے پوچھکر تنکے لئے
کیا دعا دون اور تم کو حشر مین	تم خدا بنجاؤ اس دن کے لئے
وصل سے خوش ہوکے یہ کہتے ہین وہ	چھوڑ دینگے سب کو ہم ان کے لئے
آج کس گل کو ہوا شوقِ خلال	جا رہی ہین بلبلین تنکے لئے
وقت کی تخصیص کیون اوس کام کو	ہو تمہین شب کے لئے دن کے لئے
میرے دل مین اوسکو رکھدو اے خدا	بھیج پتلی چشم باطن کے لئے
حشر مین یہ کہہ رہی ہے مغفرت	مین ہوئی پیدا اسی دن کے لئے
گل سے چوتھی کھیلتی ہین بلبلین	پھول کی چھڑیون کی جا تنکے لئے
سنکے گنتی ہٹ گئے شرما کے وہ	کی خطا بوسے جو گن گن کے لئے
دلمین کیون دیتے ہو دشمن کو جگہ	ایسا شیشہ ہاے اس جن کے لئے
رات آئی کیجیے سولا سنگار	سادگی تو حسن ہے دن کے لئے
بعد بخشش حور و غلمان و قصور	انگلیون پر ہمنے گن گن کے لئے

۲۱۹	جان مائل کیون ہو مائل سے خفا کیا دیا تھا دل اسی دن کے لئے	۱۶

آگ کافر- حور مومن کے لئے	واعظو پھر ہے خدا کن کے لئے
کیا کہین سب سے لڑے کن کے لئے	انکا مکھڑا دیکھ لو ان کے لئے
رات ساری گرچہ نکلین حسرتین	پھر بھی آدھی رہ گئین دن کے لئے
حور کی بالکین بنانے اے خدا	تو نے کسکے کان سے تنکے لئے
شب کو مجھسے خواب مین کیسا حجاب	یہ تو پردا چاہیئے دن کے لئے
پوچھتے ہو دل دیا- پھر کیا دیا	اُجلے اُجلے کسنے گن گن کے لئے

مین ہون اوسمین وہ ہی تجہ مین جلوہ گر
ہون تماشا اہل باطن کے لئے

تو جوانی مین نہ کر فرمایشین
حسن خود زیور ہے اس سن کے لئے

عشق اترتا ہی نہین سر سے مرے
اوس پری کو لاؤ اس جن کے لئے

ہے حساب دوستان دردل حضور
موہنہ کے بوسے دلمین گن گن کے لئے

وصل کی شب نیند وہ بہی وقت پر
تم اوٹھار کہو اسے دن کے لئے

ہون وہ کشتہ پہول باسی قبر کے
جہاڑتی ہین بلبلین تنکے لئے

کر دیا غارت حسینون نے ہمین
تنکے اون کے لئے انکے لئے

ہے نظربازی مین خود بینی کا لطف
آئینہ ہون صاف باطن کے لئے

اونکی قسمت - انکے دل - انکے دماغ
ہین حسینان جہان جن کے لئے

۲۲	آج مائل کون یاد آیا تمہین اسقدر روتے ہو تم کن کے لئے	۱۸

فرقت کا نہین رنج گلا اور ہی کچہ ہے
تم جانتے ہو وہم مرا اور ہی کچہ ہے

وہ جہانک کے چہپنے کی ادا اور ہی کچہ ہے
شوخی بہی تصدق یہ حیا اور ہی کچہ ہے

تم آؤ ادہر قصد مرا اور ہی کچہ ہے
وعدے پہ نہ آنیکی سزا اور ہی کچہ ہے

مین دم جو نہ دیتا مرے گہر وہ بہی نہ آتے
لائی جو اڑا کر وہ ہوا اور ہی کچہ ہے

بوٹا سا یہ ہے پر ہے قیامت کے برابر
قامت کی ترے نشو نما اور ہی کچہ ہے

دل گرنے لگے راستے والون کے تڑپ کر
چلمن کے اٹھانیکی ادا اور ہی کچہ ہے

دل لیکے مرا کرتے ہین وہ جہک کر سلام آج
تعلیم ہے کسکی یہ ادا اور ہی کچہ ہے

یک بوسہ جو مانگا تو سنائی ہین ہزارون
یہ جود - یہ بخشش - یہ عطا اور ہی کچہ ہے

ہوتی ہے تسلی کہین یک رات مین اے جان
ارمان بہرے دل کی دعا اور ہی کچہ ہے

آہین مری سن سن کے یہ کہتے ہین وہ ہنسکر
گرمی ہی نہ سردی یہ ہوا اور ہی کچہ ہے

کیا مہر نے لگا وصل کا نقشہ نظرون مین
شب سے تری آنکھونکی حیا اور ہی کچھ ہے

رسوائی کا شکوہ نہ ملامت کی شکایت
یوسف سے زلیخا کا گلا اور ہی کچھ ہے

کہتے ہو دمِ وصل جو تم ہوش مین آؤ
کیا ہوش مین آنیکی دوا اور ہی کچھ ہے

تم مجھہ پہ مرو کہتے ہین وہ - ہاتھہ اوٹھاکر
تاثیر کدہر ہے - یہ دعا اور ہی کچھ ہے

نکلا ہے کوئی چاندنی مین کھولکے جوڑا
بکھرے ہوئے بالونکی گھٹا اور ہی کچھ ہے

بس چھوڑ جو کہتے ہو تو آہستہ کہو تم
ہونٹون ہی مین کہنے کا مزا اور ہی کچھ ہے

اونسے جو کہا صبح کو اللہ نگہبان
تاثیر بکاری یہ دعا اور ہی کچھ ہے

۲۲۱	مائل کا وہ دل مانگتے ہین ہاتھہ دکھاکر نسخہ یہ نیا ہے یہ دوا اور ہی کچھ ہے	۱۶

۳۱ع

ان پردہ نشینون کی حیا اور ہی کچھ ہے
پردہ مین بلا لین تو مزا اور ہی کچھ ہے

گھونگٹ کے اوٹھانے مین ادا اور ہی کچھ ہے
آہا - تیرا جلوہ بخدا اور ہی کچھ ہے

دیدار رہتی کچھہ وصل ترا اور ہی کچھ ہے
لطف اور وہ کچھہ تھا یہ مزا اور ہی کچھ ہے

محرم مین ہے کیا چیز جو پوچھا تو وہ بولے
دل ہے نہ کلیجا ترا اور ہی کچھ ہے

وان ذکر کہ ہون رشک دہ جلوۂ ایمن
یان فکر کہ وہ بت بخدا اور ہی کچھ ہے

مونہہ چوم ہی لوگے مرا قصہ جو سنوگے
افسانۂ اربابِ وفا اور ہی کچھ ہے

اے بت یہ بتا عرش برین کے ہی ادہر کیا
وان بھی تری تصویر ہے یا اور ہی کچھ ہے

وہ کہتے ہین شوخی پہ مری لوٹ ہے عالم
مین کہتا ہون اندازِ حیا اور ہی کچھ ہے

دولت بھی جو دے کوئی تو مین دلکو نہ بیچون
یہ آئنۂ یار نما اور ہی کچھ ہے

کیا دیکھتے ہو ہاتھہ کلیجا مرا ملکر
خون اور ہے کچھہ رنگ حنا اور ہی کچھ ہے

عمر خضر اتنی نہ قیامت کا دن اتنا
کافر ترا گیسوے رسا اور ہی کچھ ہے

ایمن کو جلا آنکھہ تجلی سے لڑانے
اس خاک کے پتلے کی ہوا اور ہی کچھ ہے

چوما ہے کسی نے حجرِ الاسودِ کعبہ — لیکن ترے بوسونکا مزا اور ہی کچھ ہے

ہاتھ اپنے مری آنکھ پہ رکھتے ہین دمِ وصل — یہ شرم - یہ پردا - یہ حیا اور ہی کچھ ہے

مین آپ سے نکلا تو خدا اور ہی کچھ تھا — مین آپ مین آیا تو خدا اور ہی کچھ ہے

۲۲۲

مائل جو ابھی حشر ہو منکر کو دکھا دون — وہ احمد بے میم مرا اور ہی کچھ ہے

۲۶

ع ۳۰

وہ اگر حیا کرین مدفن تک آنیکے لئے — ہاتھ نکلینگے جنازے سے بُلانیکے لئے

حشر مین گر شوق لائے موںہہ دکھانیکے لئے — تم مجھے لو کر رکھو گھونگٹ اوٹھانیکے لئے

وہ بت اے مائل چلا ہے پانی لانیکے لئے — جاؤ تم پنگھٹ لگی دل کی بجھانیکے لئے

بحث کیون موسیٰ سے ہے پردا اُٹھانیکو لئے — موںہہ دکھانے کے لئے ہے یا چھپانیکے لئے

سوتے ہین پہلو مین وہ تکیہ جو رکھکر بیچ مین — دل تڑپتا ہے کلیجے سے لگانیکے لئے

چلدئے وہ خواب مین آکر تو آنکھین کھلگئین — پنجۂ مژگان اوٹھے انکو بلانیکے لئے

دل لگا کر ان بتون سے کیون کرین ہم ہائے ہائے — بھیجدے یک حور یارب دل لگانیکے لئے

میرے دل کو چھیڑتے ہین گا کے دشمن کی غزل — ڈہول اچھا ملگیا انکو بجانے کے لئے

رخصت اے خوفِ خدا تسلیم اے روزے نماز — کھولتے ہین موںہہ مرا وہ مے پلانیکے لئے

مین نچوڑونگا ہتیلی مین تمہاری خون دل — ہاتھ مین گر ہاتھ دو مہندی لگانیکے لئے

ہون وہ بلبل میرے نغمونمین ہے آوازِ کلیم — شاخِ نخلِ طور لاؤ آشیانیکے لئے

کیون کفن سے ڈہانپتے ہو موںہہ ہمارا بعدِ مرگ — ہم تو شرماتے نہین صورت دکھانیکے لئے

اے دلِ مضطر ٹھہر وہ تہرتہرا اگر نہ جائین — بیٹھے ہین سینے پہ چڑہ کر جی پلانیکے لئے

میرے دل سے گر نکلجائین وہ مجھسے روٹھکر — پتلیان آنکھون سے دوڑینگی بلانیکے لئے

ہر کوئی مشتاق صورت ہر کوئی خواہانِ وصل — کیا تمہین پیدا ہوئے سارے زمانیکے لئے

روٹھکر مجھسے جو برسون اپنے گھر بیٹھے رہے — میرے مرنیکی خبر پہونچی منانیکے لئے

بت تو ہو کافر تو ہوا پنا جنم بدلا کرو
یک نہ یک فتنہ نبو تم ہر زمانیکے لئے

یہ ادائین یہ جفائین یہ جوانی یہ ستم
ڈہونڈے مزدور کوئی نازا وٹھانیکے لئے

اوسکے بہولے پن کے صدقے اپنے مرنیکے نثار
گدگداتا ہے وہ میت کو ہنسانیکے لئے

چادرِ آبِ روان بنکر لپٹ جائینگے ہم
آپ جب دریا مین اُترینگے نہانیکے لئے

میرے لب میری زبان آلیمین بوسے کیون نلین
آپ جب مشتاق ہون تیرِ فسانے کے لئے

اے بت کافر اگر مجھکو خدا مقدور دے
دون تجھے ساری خدائی پان کہانیکے لئے

شکل اچھی - رنگ گورا - بال لمبے - آنکھہ شوخ
کس جگہہ کی خاک لی تجھکو بنانیکے لئے

اوسکی نخوت - اوسکا ناز - اوسکا غرور - اوسکا دماغ
ایک جب معشوق ہو سارے زمانیکے لئے

تم ادہر لاؤ نئے قسلیان وہ بوسے لیچکے
مین ہون اب مشتاق موونہہ سے موونہہ ملانیکے لئے

۱۶	ہمنے اے مائل یہ مانا تو ہے شاعر بے نظیر خوبیان کچھہ چھوڑ جا پچھلے زمانیکے لئے	۲۲۳

ع۳۲

خواب مین بھی ملو جو دشمن سے
موونہہ چھپالو ہمارے دامن سے

یہ نمایان ہی اونکے جوبن سے
کھیل کھیلے ہین دست دشمن سے

بارہوان سال ہی یہ تم سیکھو
کچھہ جوانی سے کچھہ لڑکپن سے

دیدبازی کے آتے ہین پیغام
رگِ گردن سے دشتِ ایمن سے

اُلجھی کس کس سے ہاتھہ وحشت مین
جیب سے آستین سے دامن سے

وہی اچھا کہ جسنے دیکھہ لیا
تم کو دیوار و در کے روزن سے

لئے بوسے ہر ایک گال کے دو
چن لئے چار پھول گلشن سے

مین تمہین دیکھنے کو آتا ہون
کہین جاؤ نہ دشتِ ایمن سے

میری میت پہ یون نہ روناتھا
اشک پونچھے عدو کے دامن سے

ہائے مٹتی ہے وصل کی امید
رکتی باتون سے جھکتی گردن سے

اسقدر شوخ ہے وہ پردہ نشین | شوخیان چھن رہی ہین چلمن سے
موہنی ہے تمہاری آنکھون مین | تم حکومت کروگے چتون سے
بھید کھلجائے تو کرین باتین | شیخ سے بت خدا برہمن سے
کیا مزا دید کا جو غش آجائے | بازآیا مین ایسے درشن سے
مجھسے تم یون لپٹکے سو جاؤ | ہاتھہ دونون بڑہا دو گردن سے

۲۲۴

تمہین دیکھو خدا کو اے مائل
ہم تو بیخود ہین اپنے درشن سے

۱۶

۲۳ع

کچھہ اشارے ہوے ہین دشمن سے | وہ بھی میرے ہی دل کی روزن سے
کسلئے کر رہے ہین گستاخی | پھول کے ہار ابھرے جوبن سے
وہ کھڑے ہین ہماری تربت پر | نخل ایمن اگا ہے مدفن سے
وصل کی شب وہ کھیلتے ہین شکار | ہلتی زلفون سے پھرتی چتون سے
چلدیا ہاے غیر کے گھر مین | خاک میری جھٹک کے دامن سے
پردہ پردے مین دلبری دیکھو | ہاتھہ باہر رکھا ہے چلمن سے
جذب الفت کے گر نہین قائل | آؤ چتون ملاؤ چتون سے
کٹکے گرجائے ہم زبان میری | بھید کہنے چلا ہون دشمن سے
تو وبا دے ذرا مرے دل کو | گورے سینے سے ابھری جوبن سے
جل رہا ہے مرا چراغ حیات | تیرے چہرے کے رنگ و روغن سے
آنکھہ لڑتے ہی کیا کیا اوسنے | وعدۂ وصل وہ بھی چتون سے
مفت ہاتھہ آئی ہے نگاہ کلیم | تار بھیجینگے دشت ایمن سے
شرم و شوخی مین چوٹین چلتی ہین | اوٹھتے جوبن سے جھکتی گردن سے
حورین چوری سے آتی جاتی ہین | خلد تک راستہ ہی مدفن سے

گود مین کسطرح وہ چپ بیٹھے		پہر جو ہو چلبلا لڑکپن سے	
۲۲۵	نبض دیکھیگا ڈاکٹر مائل ہاتھ باہر نکالو چلمن سے		۲۸

۴۳۵

نظر سے لئے امتحان آتے آتے — کہ مارے ہین اک دو جوان آتے آتے

مرے دل مین لین چٹکیان آتے آتے — بنائے ہین کیا کیا نشان آتے آتے

ہنسے اس طرح وہ یہان آتے آتے — مٹے میرے دل مین گمان آتے آتے

مجھے بعد مرگ اس طرح یاد کرنا — کہ مین جی اٹھون ہچکیان آتے آتے

ادہر اسکو دیکھا ادہر اوسکو جہانکا — گئے سب کے دل مین یہان آتے آتے

لچکتی کمر سے تھرکتی نظر سے — کلیجے مین لین چٹکیان آتے آتے

بڑی شان سے تیر آئیگا دل پر — کسی نے چڑھا لی کمان آتے آتے

انھین سے تصور مین کرتا تھا باتین — وہ پیچھے ہٹے کیون یہان آتے آتے

گلی مین ترے دل جلے آج کتنے — کہ گھر بھر گیا ہے دہوان آتے آتے

مٹی کچھ۔ بنی کچھ۔ وہ تھی کچھ۔ ہوئی کچھ — زبان تک مری داستان آتے آتے

سرِ رہ جو ہوتا ہے نیلام دل کا — وہ بولین گے کیا بولیان آتے آتے

شبِ وعدہ شرمائین قسمین خدا کی — مرے اور ترے درمیان آتے آتے

کہین جان لینا نہ آجائے کافر — تجھے اسطرح شوخیان آتے آتے

گیا کس طرف نامہ بر۔ انکا نامہ — یہان لاتے لاتے یہان آتے آتے

وہ شرمائے مجھسے۔ مزا دیتے دیتے — رکی میرے موںہہ مین زبان آتے آتے

اوٹھے لوگ تعظیم کو تلملا کر — دلون مین وہ لین چٹکیان آتے آتے

نگہ کیون ہے نیچی قبا کیون یہ مسکی — کہان جا کے آئے یہان آتے آتے

کبھی کچھ۔ کبھی کچھ۔ کبھی کچھ۔ کبھی کچھ — تمہین آگئین شوخیان آتے آتے

سے گئے طور پہ بہول کر دل کا رستہ
کہان چلدیے وہ کہان آتے آتے

شبِ وعدہ اندازِ لکنت تو دیکھو
کہ رُک رُک گئی لب پہ ہان آتے آتے

گلا مجھسے کیون یہ تو پہلا ہے
مزا آئیگا میری جان آتے آتے

ابھی سن ہے کم کچھہ نہ دیکھا نہ بھالا
تجھے آئینگی شوخیان آتے آتے

جو سمجھے کہ ہے بیحجابی کا موقع
وہ کچھہ پی سکے آئے یہان آتے آتے

سرِ راہ تربت سے ہے پامال کردو
مٹادو ہمارا نشان آتے آتے

قلق مین تجسس - لبون پر تاسف
وہ دل بہول آئے کہان آتے آتے

لڑایا اونھین بھی مجھسے یون شوخیون نے
حیا تہک گئی درمیان آتے آتے

چھپا دل مین کچھہ کچھہ - دبا موںہہ مین کچھہ کچھہ
مرے لب پہ رازِ نہان آتے آتے

۲۲۶	زبان کا بڑا جن کو دعوے ہے **مائل** انھین بھی تو آئی زبان آتے آتے	۱۷

۴۲۹

کچھہ اڑی - کچھہ گر پڑی رستے مین گھبرائی ہوئی
کون - میری خاک دامن تک ترے آئی ہوئی

وہ نگاہِ دلستان کیا چیز ہے پائی ہوئی
آنکھہ کی پتلی سے کچھہ کہتی ہے اترائی ہوئی

ہم جو نکلے اونکے گھر سے خوب رسوائی ہوئی
موںہہ چھپایا بھی مگر خلقت تماشائی ہوئی

کھو لکر مٹھی وہ فرماتے ہین دل کو دیکھکر
وصل کی شب چیز یہ - ہی پہلے ہاتھہ آئی ہوئی

کام سو پردون مین ہو تو کیا اثر جائے کہان
آنکھہ شرمائی ہوئی ہے بات گھبرائی ہوئی

جب مرا مردہ نہ تڑپا آنکو روتے دیکھکر
وہ یہ سمجھے اب اسے حاصل شکیبائی ہوئی

ہمنے یون کی بات اونسے جیسے کوئی اجنبی
بزمِ دشمن مین یہی تو ہمسے دانائی ہوئی

ہو لجائے کیون نہ دوزخ نعرۂ ہل من مزید
اوسکی رحمت حشر مین ہی جوش پر آئی ہوئی

انگلیان اوٹھنے لگین - وہ وہ - وہی ذات شریف
جب اُٹھا لایا انھین عالم مین رسوائی ہوئی

یہ کہو مجھسے کہ تم نے کس طرح جانا مجھے
یہ نہ پوچھو کس طرح میری شناسائی ہوئی

دھوم سے میّت کا اٹھنا آگیا اسکو پسند
آج میری روح خود میری تماشائی ہوئی

ہمنے اوسکو۔ اوس نے ہم کو ہائے دیکھا ہی نہین
پر محبت ہے دلون مین جوش پر آئی ہوئی

بارِ عصیان سے مری محشر مین ٹوٹا پلصراط
پار اُترے کسطرح خلقت ہی گھبرائی ہوئی

آنے کیا مونھ لیکے توبہ وقت پیری میرے پاس
وہ تو ہی مجھسے جوانی مین سزا پائی ہوئی

وان بجا شادی کا باجا سنکے مین یان مر گیا
صور اسرافیل میرے حق مین شہنائی ہوئی

وصل لو دولی ہوا اچھا ہوا جی خوش ہوا
بیقراری اُڑ گئی حاصل شکیبائی ہوئی

٢٢٧

ہین سب انکے اقربا مائل تمہاری تاک مین
تم وہان جاتے ہو کیون کیا موت ہے آئی ہوئی

٢٠

٢٢٩ ع

دھوم سے باجے بجے فریاد شہنائی ہوئی
ہم جو دل دینے چلے خلقت تماشائی ہوئی

خوشنما پیچھے ہے یک کالی بلا چھائی ہوئی
لمبی چوٹی وہ بھی سر سے پانون تک آئی ہوئی

عمر پوری ہو چکی ہے سر پہ موت آئی ہوئی
جان رگ رگ سے گلو ملتی ہے گھبرائی ہوئی

صبر کب آتا تڑپنے سے چراتے جی اگر
تھک گئے تو تھک گئے حاصل شکیبائی ہوئی

کیا ترنج خسرو پرویز ہین یہ چھاتیان
کچھ تو فرماؤ حیا اتنی ہے کیون آئی ہوئی

لاش بیٹر کی اوس نے جب کاندھا جنازہ کو دیا
یہ عجیب اعجاز یہ طرفہ مسیحائی ہوئی

تیری قبر تنگ مین اے زاہد آئینگے کسطرح
حور عین اور وہ بھی جنت کی ہوا کھائی ہوئی

مین نہین ہون۔ مین نہین ہون تو ہی تو ہے تو ہی تو
خود کو بھولا تجھسے جب مجھکو شناسائی ہوئی

جب کوئی آیا چھپا دی مین نے تصویر آپکی
مونھ سے مونھ ملنے لگا جسوقت تنہائی ہوئی

اے ستمگر دھوم سے آئی در فردوس پہ
لاش میری وہ بھی تیری ٹھوکرین کھائی ہوئی

کالے کالے خط کے حرفون مین تجلی کیون نہ آئے
گوری گوری انگلیون سے خامہ فرسائی ہوئی

ہاتھ سے دشمن کو بھیجین اوس نے میری قبر پر
سیج کی دو چار کلیان وہ بھی مرجھائی ہوئی

اسنکے میرے اقربا پر کھلگیا راتون کا حال
وان بھی رسوائی ہوئی اور یان بھی رسوائی ہوئی

ہم یہ سمجھے تھے سنور بنکر دکھائین گے جمال
آج کس نے زندگی پر موت کو ترجیح دی
اس طرح سجدہ کرون آواز آئے غیب سے
یون کہا مجھکو دکھا کر پاک ہے انکی نظر
نزع مین وہ آئے یا موت آئی میری موت کی
جاتی ہی روتی ہوئی قاضی کے گھر فریاد کو

چھپ گئے زیور مین وہ اچھی خود آرائی ہوئی
صور کی آواز ہے محشر مین شرمائی ہوئی
سر اُٹھا مقبول تیری جبہہ فرسائی ہوئی
مین کسی سے کیا کہون اونسی تو دانائی ہوئی
ٹل گئی آئی ہوئی جاتی رہی آئی ہوئی
میری تو یہ میرے ہاتھون سے سزا پائی ہوئی

۲۲۴

غیب سے آواز یون آئے اُٹھو مائل اُٹھو
سوؤ گے کب تک لحد مین حور ہے آئی ہوئی

۲۴

۹ع۴

کس خوشی سے انکے چہرے کی تماشائی ہوئی
کچھہ اُڑی کچھہ رہگئی کچھہ پھر گئی آئی ہوئی
اے زلیخا واہ اچھی خلوت آرائی ہوئی
اُبھری اُبھری گوری چھاتی وہ بھی گدرائی ہوئی
کیا نکالے جان وقت وصل موت آئی ہوئی
ہر قدم نالے کئے۔ کانپے گرے۔ تڑپے اُٹھے
جسکا مونہہ دیکھا تمہارا مونہہ نظر آیا مجھے
کیون اُٹھالون تیرے جوبن سی کفِ گستاخ کو
جا بجا کمرے مین تصویرین لگی ہین غیر کی
گر نہین منصور کا لب تو ہمارے لب پہ آئے
قم باذن اللہ کہان اوس شوخ کی ٹھوکر کہان
اوسکی قسمت کے تصدق جائیے جو یہ کہے
اے خدا تیرے فدا ہم کسطرح دیکھین تجھے

آنکھہ وہ بھی منتظر۔ مشتاق۔ للچائی ہوئی
تیرے دلکی بات وہ بھی لب پہ شرمائی ہوئی
کپڑے یوسف کے پھٹے اور تیری رسوائی ہوئی
ایسی چنچل ہے خود آگے بڑھ کے ہے آئی ہوئی
دیکھکر بے پردگی وہ بھی ہی شرمائی ہوئی
اس طرح وان سے چلے خلقت تماشائی ہوئی
محو حیب اتنا ہوا تم سے شناسائی ہوئی
چھوڑ دون کسطرح ایسی چیز ہاتھہ آئی ہوئی
مجھہ پہ احسان تیری خاطر خلوت آرائی ہوئی
کیون انا الحق کی صدا بیٹھی ہی شرمائی ہوئی
وہ مسیحائی ہوئی یا یہ مسیحائی ہوئی
گھر بھی جنت ہے کہ ہے اک حور ہاتھہ آئی ہوئی
مونہہ پہ پردے پڑ گئے اچھی خود آرائی ہوئی

یہ بھی کوئی بے حجابی یہ بھی کوئی وصل ہے
دلمین دل کی آرزو اور وہ بھی شرمائی ہوئی

وصل کی شب یون کیا ناتجربہ کاری کا عذر
صدقے نادانی ہوئی قربان دانائی ہوئی

بیخودی نے ہم کو پھینکا لامکانکے اوسطرف
ہم خدا سے بھی چھٹے اچھی یہ تنہائی ہوئی

دو ہین آنکھین پھر یہ کیا شوخی کسی مین بھی نہین
یہ بھی شرمائی ہوئی ہے وہ بھی شرمائی ہوئی

کھاکے گندم ہوکے رسوا خلد سے باہر ہوئے
جائین دنیا سے کہان جب یان بھی رسوائی ہوئی

انکو بننے سے نکھرنے سے سنورنے سے ہے کام
یہ خبر کچھ بھی نہین کس کس کی ہے آئی ہوئی

پھر کہو دیتی زبان سے کون ہے تو بے حیا
چھوڑ۔ بس۔ اُف۔ دم گیا۔ ہے جان گھبرائی ہوئی

پہاندکر جنت کی دیوارین نہ حورین بھاگ جائین
مدتون سے ہے جوانی جوش پر آئی ہوئی

اوس جگہہ چھوٹا سا ایک کعبہ بنانا چاہیئے
جس جگہہ مقبول اپنی جبہہ فرسائی ہوئی

کیا کرون مین مجھکو ہر محفل مین جب رسوا کرے
یہ مرا مشتاق دل یہ آنکھہ للچائی ہوئی

۲۲۹	وہ محبت سے یہ فرماتے ہین ذکر موت پر میرے سر آجائے اے مائل تری آئی ہوئی	۱۷

ع ۳۲

دیکھین خدا کو دور سے تو کیا مزا ملے
محشر مین عید ہو جو گلے سے گلا ملے

آپس مین ہجر و وصل کا یون سلسلا ملے
دن بھر سزا ملے مجھے شب بھر مزا ملے

اب مین کرون تلاش خدا تو سزا ملے
یہ بت کرین خدائی تو کیونکر خدا ملے

تسلیم کا جواب نہ تعظیم کا خیال
جب آپ یون ملین تو بھلا کوئی کیا ملے

خضر و مسیح کو ہو مری زندگی پہ رشک
تیرا مریض ہون مجھے ایسی دوا ملے

سر ڈالدون قدم پہ ترے خود ہی کاٹکر
مجھکو چھری ملے تو چھری سے گلا ملے

دو داغ دل نکال کے عینک بنائین گے
آنکھون کو اس ذریعہ سے شاید خدا ملے

ہین یاد خوب اہل محلہ کو جوڑ توڑ
یان مجھسے آملے تو وہان اوسسے جا ملے

کیون پوچھا ہے وصل مین ہاتھون کو کیا ملا
تیری کمر ملی ترے بند قبا ملے

مدفن تک آؤ۔ دفن کرو۔ فاتحہ پڑھو
تم کو جو راستے مین جنازہ مرا ملے

جس دل پہ کی نظر تری صورت نظر پڑی
جس آنکھ مین گیا مین ترے نقش پا ملے

تھوکا ہے جس زمین پہ اوسنے چبا کے پان
کھودین وہان تو چشمۂ آب بقا ملے

خلوت سے اوس کا ہاتھ پکڑ کر نکالدون
مجھکو شبِ وصال جو تیری حیا ملے

گر جان جائے جائے مگر ایسی موت آئے
جس موت سے حیات فنا سے بقا ملے

تیرے شہیدِ ناز نے سب کا لیا سلام
قدسی جدا ملے تو فرشتے جدا ملے

یہ بھی خدا کی شان لڑین خود کہین بھی خود
عاشق اگر کسی کو ملے باوفا ملے

۲۰	مائل ملے رقیب سے کپڑے پہنکے وہ مجھسے ملے تو کھو لکے بندِ قبا ملے	۲۳۰

ع ۳۲

دونون ہون گم وصال مین ایسا مزا ملے
میرا پتا ملے نہ تمھارا پتا ملے

گران بتون کے بھیس مین مجھسے خدا ملے
کافر کی جو سزا ہے وہ مجھکو سزا ملے

تکلیف جھوٹ۔ درد غلط۔ سوزش افترا
دوزخ بھی خلد ہو جو کوئی آشنا ملے

ترک کر اگر سلام کیا۔ کیا برا کیا
جب دل نہ ہو تو کھو لکے دل کوئی کیا ملے

تم ساتھ آؤ ایسی جگہہ تم کو لے چلون
مجھکو سزا ملے جو کسی کو پتا ملے

جو تہا خدا کے پاس یہ بت لائے چھین کر
اب دور سے سلام کرین گر خدا ملے

وہ شرم شوخیان تعظیم جسکو دین
شوخی وہ شوخی جس سے کہ جھک کر حیا ملے

اس شرط سے مین جاتا ہون دوزخ مین اے خدا
مجھکو سزا ملے مرے دل کو مزا ملے

الفت کے دلولے تو جوانی کے ساتھ ہین
بوڑھے ہے نہ ہون کبھی کوئی ایسی ہوا ملے

مین بھی گیا تہا رات کو دشمن کے خواب مین
مجھکو تمھارے نقش قدم جابجا ملے

شوخی حیا کے بعد حیا ہو ادا کے بعد
ہر چیز کا مزا جو ملے تو جدا ملے

حاکم کا کیا قصور گواہون کا کیا قصور
میرا وکیل جب مرے دشمن سے جا ملے

بیتابیان ٹپکنے لگین حرف حرف سے
باتین کرون تو دل کی تڑپ کا مزا ملے

دشمن بہی میرے ساتہہ ہین دریای عشق مین
مجہکو خدا ملے تو اوسے ناخدا ملے

پونچہون خود اپنی آنکہہ کہ سمجہاؤن اونکو مین
رو کر رلا دیا جو تجہے چہیڑ کر وہ آ ملے

آئے جو شرم وقت پہ موںہہ سے نہ بولنا
آنکہین نہ کہولنا تمہین جبتک مزا ملے

روز ازل جو دیکہہ لیا مجہکو بدنصیب
ارمان میری آنکہہ سے موسیٰ ہی جا ملے

تم دل چرا چکے ہو ذرا گہر مین تو آؤ
چوری کرو نہ پہر کہین ایسی سزا ملے

کچہہ آن بان رکہتے ہین گو خاکسار ہین
کوئی مرکا - رہکے - کوئی جہک کر ملا - ملے

٣

٢٣١	مائل خدا یہ پوچہہ رہا ہے جواب دے دنیا مین کیا ملے تجہے عقبے مین کیا ملے	١٧

ع ٣٢

گورا سا بدن یہ چہین وہ شکل کمر کی
تصویر ہے ایک آئنہ مین میری نظر کی

محشر مین چہپی شکل کسی رشک قمر کی
موںہہ پر ہے نقاب اوسکے فرشتونکی نظر کی

چہرے پہ عرق لب پہ فغان - آنکہہ مین آنسو
کس دہوم سے آمد ہی مرے درد جگر کی

دل لیکے کہڑا ہی کوئی - آنکہین تو اٹہاؤ
پہینکو تو سر عرش کمند اپنی نظر کی

جو ہاتہہ رکہے اس پہ ہو جلکر ید بیضا
وہ دل مین ہے گرمی تیری صحبت کے اثر کی

میرا وہ اشارہ کہ تو ہے چاند کا ٹکڑا
اوسکا وہ کہنا یہ غلطی ہے یہ نظر کی

یہ کسکی عبادت کو کیا مین نے تیمم
چہرے پہ مری گرد یتیمی ہے گہر کی

میرا یہ لہو اور وہ جلاد کا دامن
میرا یہ گلا اور وہ تلوار کمر کی

ایمن مین اسی خوف سے موسیٰ کو غش آیا
لگ جائے اوسے چوٹ نہ جنبش سے نظر کی

در پردہ تو دل دے چکے سب اہل محلہ
اب شہر کو لٹوائے گی شہرت تیرے گہر کی

اے جان کہون کس سے نہ یوسف نہ زلیخا
قیمت دو جہان وہ بہی تیری ایک نظر کی

مقتل کی ہوا ہے کہ پرستان کی ہوا ہے
اوڑہتی ہے پری بنکے ہنسی زخم جگر کی

سرمہ ترا پھیلا تو بڑھی اور شب وصل
آواز نکلتی نہین مرغان سحر کی

آنکھون سے چلا کون - ملی ہین مجھے پلکین
مٹی کبھی چھانی جو تری راہگزر کی

رومال سے پونچھو گے تو جل جائیگا رومال
پھیلے ہوئے کاجل مین شرارت ہے نظر کی

تم شوخ - گلا شوخ - صدا شوخ - ادا شوخ
ان سب کے جو چنچل ہے تو شوخی ہے نظر کی

۲۳۲

دل مین کوئی آتا ہے بڑی دھوم سے مائل
ہر تار نفس پر مرے آمد ہے خبر کی

۲۲

۳۲ع

تصویر بشر ہی مین ہے خلاق بشر کی
آئینہ کے اندر ہے شبیہ آئنہ گر کی

اللہ رے شوخی تپش دل کے اثر کی
بیچین ہوا تنگ ہے مری راہگزر کی

حیران مصور ہے نزاکت سے کمر کی
پھر اوس پہ غضب یہ کہ لطافت ہے نظر کی

یہ آئینہ بینی کہین بیچین نہ کردے
صورت بھی تری چوٹ بھی تیری ہے نظر کی

اس عہد کے اس وعدہ کے اس قول کے صدقے
پھر حشر مین بھی تم نے یہی بات اگر کی

مین بزم مین کیا حال کہون خلوت دل کا
بازار مین کہتا نہین باتین کوئی گھر کی

دعوی خدائی کرے گو سالہ کا یہ منہہ
مٹی سے بنا ہے وہ تری راہگزر کی

ساتھ اوسکے ہے یک بھیڑ اداؤنکی سر حشر
اوس بھیڑ مین پھر بھیڑ دو عالم کی نظر کی

عشاق مین بے پردہ جو آئے تو ہوی قید
دیوار اٹھی چار طرف گرد نظر کی

ہے غازۂ رخسارۂ ہنگامۂ محشر
وہ کون سی خاک تری راہگزر کی

اے جان یہ مرے دل سے کسی دیکھکے نکلی
لین بخیۂ مژگان نے بلائین جو نظر کی

مقتل مین جو ہیولونکی بچھے سیج مزا ہو
حورونکو ہنساتی ہے ہنسی زخم جگر کی

وہ مجھسے جدا ہو کے جدا ہو نہین سکتا
آنکھون سی جو نکلا تو چلا چال نظر کی

ہٹ ہٹ کے پڑھو فاتحہ ہر ہر کی لحد پر
یہ قبر میری یہ مرے دل کی یہ جگر کی

جوڑا ترا گردن کو تری چوم رہا ہے
کرتی ہے شب قدر بڑی قدر سحر کی

میری نظر آئینۂ عارض کے ہوئی پار
دلالہ ادہر جاکے خبر لائی اودہر کی

حورونکا ہی کیا حسن ہے اُس حسن کی کیا اصل
چہانی ہوئی مٹی ہے تری راہگزر کی

دیوانہ ہون لڑتا ہون مین اپنی ہی نظر سے
کہتا ہون اوسی دیکہکے کیون تیغ دلکو خبر کی

بوسہ تو ملیگا وہ سزا دے تو مزا کیا
مونہہ کون چڑہے ننگی ہے تلوار کمر کی

وہ ڈہونڈہتی ہین گنج شہیدان مین مری قبر
یک ہاتہ مین پہول ایک مین بتی ہے اگر کی

طرز اور۔ ادا اور چمک اور بہار اور
رفتار کی۔ گفتار کی۔ رخسار کی سر کی

۲۳۳

گر قدر نہ ہو ہیچ سفتدر کا ہے مائل
کیا ملک دکن مین ہے کمی اہل ہنر کی

۲۰

ع ۲۲

یہ چشمکیان اُبہری ہوئی ہین کسکی نظر کی
جب تمکو دیا کیا یہی حالت تہی جگر کی

آجائے نگاہون مین جو تصویر کمر کی
بنجائے دو آنکہون مین جگہ تین نظر کی

ہر گام پہ مین دور ہوا دیر و حرم سے
یہ راہ کدہر کی نہ ادہر کی نہ اودہر کی

شرما کے اُٹہی اوٹہکے پہری جہک گئی پہر کر
عشاق کی مجمع مین یہ حالت ہی نظر کی

تم دل سے نہ نکلوگے۔ یہ ہی بہول بہلیان
پیچیدہ بہت راہ ہی اللہ کے گہر کی

لڑکون کیطرح کہیل رہا ہے فلک پیر
دو ہاتہہ مین دو پہیر کیان ہین شمس و قمر کی

بڑہ بڑہ کے اڑاتی ہی نگہہ تیری نشانے
بہت چٹکے بتاتی ہین رگین میری جگر کی

کعبہ مین نہ موسن ہی۔ کلیسا مین نہ کافر
گہر گہا لیگی کتنے ابہی شہرت تری گہر کی

ساکن کو جو دیکہون متحرک نظر آئے
پہرتی ہے نگاہون مین لچک تیری کمر کی

کیونکر نہ جلے عشق کی سوزش سے مرا دل
اس ٹہیکرے مین آگ ہی اللہ کے گہر کی

لیتا ہون محبت سے یہ کہہ کہکے بلائین
یہ سر کی۔ یہ چوٹی کی۔ یہ جیب کی۔ یہ کمر کی

نکلا نہ کہین ڈہاے کہ یہ گہر کا ہے بہیدی
نالہ مین ہی شوخی تری صحبت کے اثر کی

تصویر تری حشر کے دن لال نہو جائے
ہی سب کی نگاہون پہ چہری میری نظر کی

خالی ہی جو ہے بند کہلی تو ہی سب اسمین
مضطر وہ مری آہ سے ہین انکی نظر سے
رخصت کا ادہر ذوق ہی وحشت کا مجہی شوق
اللہ رے انداز۔ اس انداز کے قربان
انگڑائی جو لینے کو اوٹھی ہاتہہ کسی کے
اللہ رکہے حسن کی گرمی کو سلامت

یہ دل ہی کہ مٹھی ہی کسی شعبدہ گر کی
یک چوٹ ادہر کی ہی تو یک چوٹ ادہر کی
ہین زیب ہوا دہجیان دامانِ سحر کی
شرمائے ہوئے بیٹھے ہین شوخی ہی نظر کی
آنکہو نمین پہرین ڈالیان امین کے شجر کی
سینکینگے اسی آگ سی ہم چوٹ جگر کی

۲۳۴

مائل ہے دمِ نزع اودہر حور اودہر یار
اب تو سلئے دونون کو ترازو مین نظر کی

۲۴

پس نہ جائین مرے ارمان پر آنیوالے
ڈہونڈتا ہے تو کسے قبر پہ آنیوالے
دیکہہ اس ڈھیر کو دم بہر نظر عبرت سے
ہم تو خاموش ہین اور تیری زبان چلتی ہی
مجہکو وہ جانکے پہچان کے یہہ کہتے ہین
حسن کی آگ لگے اور وہ چلمن جلجائے
تیرے گیسو کو مبارک یہ درازی یہ طول
پیچہے پیچہے ہے نگہبان ترا۔ دشمن میرا
دیکہتے ہی جو کہا مجہسے اِدہر آؤ ادہر
بند ہو ہم کے کسین یاد وہ دوپٹا اوڑہین
کوچۂ غیر مین گہوڑے پہ چڑہے پہرتے ہین
راگ کا ہے یہ اثر یا کہ تری محفل کا
اسمین کہتی ہے لچک وصل کی شب مجہکو کہا

۲۳ع

دل کو پامال نہ کر او ادہر آنیوالے
ہم نہین تابہ قیامت نظر آنیوالے
ہو گئے خاک سب ارمان ہر آنیوالے
ہاتہہ اوٹہا فاتحہ پڑہ او ادہر آنیوالے
کون ہو تم مرے دروازے پہ آنیوالے
مونہہ اگر مجہسے چہپا لین نظر آنیوالے
بڑہ گئے قد سے ترے تا کمر آنیوالے
کچہہ خبر ہے تجہے او بے خبر آنیوالے
ہاتہہ مین لائے ہین کیا دل جگر آنیوالے
نہ چہپے ہین نہ چہپینگے نظر آنیوالے
آنکہہ کی راہ سے دل مین اوتر آنیوالے
بے خبر ہو گئے سب باخبر آنیوالے
میرے بہی ہاتہہ ہین گردِ کمر آنیوالے

شرم کیا لٹ گئی رستے مین اشارونسی مرے / تنکے آتے ہین جو نیوڑہا کے سر آنیوالے

موںہہ سے بیساختہ رستے مین جو نالہ نکلا / ہٹ گئے چہوڑکے پردا نظر آنیوالے

چاہیے ۔ ہان سی حقے سے نہ کرنا انکار / بہولکر راہ عزیزون کے گہر آنیوالے

مجہسے کیا پوچہہ رہے ہو کہ تری ساتہ ہین کون / دل کے ارمان شب وصل بر آنیوالے

کہول کر موںہہ یہ بجلیون سے لحد کہتی ہے / جمع کیون کرتے ہین زر چہوڑکر آنیوالے

آپ کس کس کو چہپائینگے پہنکر کپڑے / دو دغاباز ہین کچہہ کچہہ نظر آنیوالے

بیکسی نے یہ کہا مجہسے وہان مین جو چلا / ساتہ لے لے مجہی دل بہولکر آنیوالے

حور چلائی ہوا دفن پہنکر جو کفن / موںہہ سے پردا تو اٹہا او ادہر آنیوالے

ڈہونڈہتے پہرتے ہین کچہہ راہ مین مشعل لیکر / محفل یار مین دل بہولکر آنیوالے

خوف صیاد سے کب تک مین ہنسی ضبط کرون / گدگداتے ہین سبب بال و پر آنیوالے

۲۳۵	تیرا مائل ہے سرراہ کوئی اور نہین موںہہ سے گہونگٹ تو اوٹہا اودہر آنیوالے	۲۹

۲۳۶

مجہکو ہر ہر مین تیری شکل نظر آتی ہے / تو ہی ملتا ہی جہان تک کہ نگہہ جاتی ہے

سر جو ہوتا ہے جدا جان ہوا کہاتی ہے / کاگ کے ساتہہ ہی مے شیشہ سے اڑ جاتی ہے

کون کہتا ہے نظر یار کی شرماتی ہے / دہری چلمین ہیں جو ہو چہنکے نکل آتی ہے

گات وہ گات جو محرم مین تنی جاتی ہے / زلف وہ زلف جو کاندہے پہ ہوا کہاتی ہے

کیا صبا اوس گل عارض کی ملاقاتی ہے / سانس لیتا ہون جو مین پہولکی بو آتی ہے

لمبے بالون کا پڑا بوجہ تن نازک پہ / زلف کہلتی ہی کمر انکی لچک جاتی ہے

مین نہ کہتا تہا کہ دل سے متوجہ نہین تم / دیکہو دیکہو یہ نگہہ اور طرف جاتی ہے

کس سے دریافت کیا حال مرا گڑہی کیون / میرا دشمن ہے تمہارا جو ملاقاتی ہے

اسقدر جوش نے پائی ہے جمائین رونق / سچے وعدے پہ بہی یارون کو ہنسی آتی ہے

ہنسکے بولے جو کہا تیرے لئے جان چلی
قید سے چھوٹتی ہی جان کہان جاتی ہے

تیری گردش کا فلاطون بھی قائل نہوا
اے زمین ساتھہ تیرے عقل بھی چکراتی ہے

یک فرنگن کی ہے تصویر ہمارے دل مین
میم یہ بیٹھکے بگھی مین ہوا کھاتی ہے

مردہ وہ مردہ ہے جو زندہ ہو پاؤنسے ترے
لاش وہ لاش ہی ٹھوکر جو تری کھاتی ہے

بھیس بدلے ہوئے تربت مین تمھین آتے ہو
نہ فرشتہ کوئی آتا ہے نہ حور آتی ہے

مین نے خلوت مین بلایا تو کہا جوڑکے ہاتھہ
دل دہڑکتا ہے طبیعت میری گہبراتی ہے

نالۂ کس دل کا گیا عرش معلا کے ادہر
لامکان سے مجھے نوبت کی صدا آتی ہے

وہ طبیعت ہے طبیعت کہ جو خلوت مین ہو شوخ
آنکھہ وہ آنکھہ ہے مجمع مین جو شرماتی ہے

اوسکو ہے وصل سے انکار مجھے ہے اصرار
فائدہ کچھہ بھی نہین چھیڑ چلی جاتی ہے

لوح دل پاؤن تو گنجینۂ مخفی ہاتھہ آئے
خود طلسمات ہون دنیا بھی طلسماتی ہے

جاکے جنت مین نہ پائین کبھی جنت والے
عالم ہو مین طبیعت وہ مزا پاتی ہے

حال فرقت جو لکھا خط مین تو آیا یہ جواب
اپنا مین حال لکھون کیا مجھے شرم آتی ہے

چور تم بنگئے کاکل کی پریشانی سے
جب یہ اڑ ہتی ہے تو اک دل بھی اڑہا لاتی ہے

ڈانٹ کر حسن یہ کہتا ہے کہ چل پیچھے ہٹ
اوسکے موںہہ تک جو کبھی میری نظر جاتی ہے

زندگی اور ہے کیا شے فقط آنا جانا
غور کر سانس یہ اک آتی ہے اک جاتی ہے

خواہش وصل بتان پھر نہین رہتی باقی
تم سے ملتے ہی طبیعت وہ مزا پاتی ہے

دل مین آتا ہے مرے غیر کے مرنیکا خیال
جلبی آئنہ مین لاش گڑی جاتی ہے

جھوٹے وعدے سے دیا تھا مجھے دہوکا یکدن
موںہہ میرا دیکھتے ہی ان کو ہنسی آتی ہے

یون مرا نالۂ پرسوز ہوا زیب فلک
چھت مین جسطرح سے قندیل لٹکجاتی ہے

۲۴	دور بیٹھے بھی تو مائل نہ چھپی بوے شراب بات کرتے ہین جو ہم موںہہ سے بھبک آتی ہے	۲۳۶

۱۳۶ع

جان وہ جان ہے جو تیرے لئے جاتی ہے ۔ چیز وہ چیز ہے جو وقت پہ کام آتی ہے
وعدہ تو کرتے ہین پر آنکھہ جھکی جاتی ہے ۔ چھپکے قطرون مین پسینے کے حیا آتی ہے
سیر کرنے کے لئے دل پہ نظر آتی ہے ۔ یہ پری تخت سلیمان پہ ہوا کھاتی ہے
چھپکے گھونگٹ سے ترے - تیری نظر آتی ہے ۔ پاک دل لینے کو یہ پاک ہوئی جاتی ہے
جو تجلی ہے تری - دل مین چلی آتی ہے ۔ دہوپ پھیلی ہوئی ذرے مین سما جاتی ہے
کون کہتا ہی کہ ظلمت مین نہین اوسکا نور ۔ روشنی شمع کے بجھتے ہی کہان جاتی ہے
بند آنکھین نہون میری جو انا الحق نہ کہون ۔ ہون وہ منصور مجھے دار پہ نیند آتی ہے
میرا وہ شوق سے کہنا مری یک بات سنو ۔ انکا وہ شرم سے کہنا مجھے نیند آتی ہے
جاؤن راتون کو اسی طرح کسی کے در پر ۔ جسطرح باب اجابت پہ دعا جاتی ہے
کشتۂ دید کی تربت مین تجلی دیکھو ۔ مشعل طور لئے حور چلی آتی ہے
مین نے مانا کہ مزیدار ہین تیری باتین ۔ بات یہ ہے کہ مری بات رہی جاتی ہے
دل پہ مین جبر کرون - رنج سہون - صبر کرون ۔ اور کسکا یہ کلیجا ہے مری چھاتی ہے
جھوٹے وعدونکا تو ملتا ہے مجھی کو بدلا ۔ میری ہی جیبھ ترے مونہہ مین سزا پاتی ہے
چرخ کانپے مرے نالہ سے تو ٹھنڈی ہو زمین ۔ حرکت دیتی ہی پنکھے کو ہوا آتی ہے
دل لگا کر جو سنے کوئی تو یہ بھید کھلے ۔ آج بھی کانمین آوازِ الست آتی ہے
دل مہکتا ہے جو ہوتا ہون مراقب شب کو ۔ یہ چنبیلی کی کلی رات کو کھلجاتی ہے
کیون نہ ہر شکل کو پوجون کہ ہی تو ہی سب مین ۔ کیون نہ ہر پھول کو سونگھون تری بو آتی ہے
مونہہ سنبھالو - یہ کسے کہتے ہو - کیا کہتے ہو ۔ تم سمجھتے ہی نہین بات کدہر جاتی ہے
اسطرح دیکھتے ہین دلکو مرے گھونگٹ سے ۔ جسطرح لفظ پہ عینک سے نظر جاتی ہے
کس خوشامد سے وہ کہتے ہین کرو دور یہ بات ۔ چھوڑ دو ہاتھہ طبیعت مری گبھراتی ہے
جھوٹ سچ دونون اس انداز بیان کی صدقے ۔ وعدہ تم کرتے ہو اور مجھکو ہنسی آتی ہے

میری ہونٹوں مین زبان تری ہوئی کیون ساکن ۔۔۔ بات کرنے مین تو پلٹے یہ بہت کھاتی ہے
راستے مین جو ملون مین ۔ نہ کرو ہنسکے سلام ۔۔۔ لوگ سمجھینگے کہ مائل بہی ملاقاتی ہے

۲۳۷ ۔۔۔ ہم تو بس مفت ہی بدنام ہوئی اے مائل
وہی اچھا ہے جو خلوت کا ملاقاتی ہے ۔۔۔ ۳۵

بہ ع

نبیؐ کی آنکھ کا تارا محی الدین جیلانی ۔۔۔ مرے اللہ کا پیارا محی الدین جیلانی
گنہ مین کر کے جب آیا سزا مین بھی مزا پایا ۔۔۔ نگاہون نے تری مارا محی الدین جیلانی
تصور تیرا جب آیا مجھے یون دل نے تڑپایا ۔۔۔ رگون مین بھر دیا پارا محی الدین جیلانی
پکارے اولیا سارے جو دیکھی شان محبوبی ۔۔۔ اداؤن نے تیری مارا محی الدین جیلانی
کوئی عالم جو دے مجھکو خدا کی دید کا مژدہ ۔۔۔ کرون تیرا ہی نظارا محی الدین جیلانی
ملا لطف بقا باللہ ۔ چمار نگ فنا فی اللہ ۔۔۔ توجہ نے تری مارا محی الدین جیلانی
یہ تیرا حکم پہنچاتا ہے پھر کر سارے عالم مین ۔۔۔ فلک ہے تیرا ہرکارا محی الدین جیلانی
لگین چوب نفس سے نفی و اثبات کی ضربین ۔۔۔ بجایون دل کا نقارا محی الدین جیلانی
وہ گرمی عشق کی ہو ہر بن مو سے عرق نکلے ۔۔۔ بنے ہر عضو فوارا محی الدین جیلانی
کیا ہے نور محبوبی سے روشن آسمانونکو ۔۔۔ نہ پھر ثابت نہ سیارا محی الدین جیلانی
گنہ کے بوجھ سے چلتا ہون جھک کر عہد پیری مین ۔۔۔ اتر جاے یہ پشتارا محی الدین جیلانی
فقط مونہہ دیکھنے کا ایک چھوٹا سا ہے آئینہ ۔۔۔ ترے آگے جہان سارا محی الدین جیلانی
عیان تھی شان رحمانی تری بچپن سے طفلی مین ۔۔۔ بنا تھا عرش گہوارا محی الدین جیلانی
بلالے روبرو اپنے بٹھالے روبرو اپنے ۔۔۔ پھرون مین کب تک آوارا محی الدین جیلانی
نہ ٹھہرا کوئی مضطر میرے دل کے روبرو دم بھر ۔۔۔ دبی بجلی اڑا پارا محی الدین جیلانی
پکارون مین تجھے کس نام سے مشکل کشائی کو ۔۔۔ تیرا ہر نام ہے پیارا محی الدین جیلانی
تمہاری آتش الفت مین جلتا ہی دل مضطر ۔۔۔ گرا ہے آگ مین پارا محی الدین جیلانی

جو میرا نام تو نے لکھ لیا اپنے غلامون مین
ہوا دوزخ سے چھٹکارا محی الدین جیلانی

بہارِ باغِ کثرت ہے۔ گل گلزار وحدت ہے
ترا ہر ایک رخسارا محی الدین جیلانی

سوئے بغداد سر ہے اور مین بیخود ہون سجدہ مین
خودی کا ہے یہ کفارا محی الدین جیلانی

ولایت بانٹتا ہے دونون آنکھون کے اشارون سے
رسول اللہ کا پیارا محی الدین جیلانی

جدائی مین تری اتنی مجھے کیون بیقراری ہے
نہ مین تجبلی نہ مین یارا محی الدین جیلانی

لگا دی آگ تیرے عشق کی گرمی نے پہلو مین
دہرا ہے دل پہ انگارا محی الدین جیلانی

مزا رگ رگ مین دوڑا موتوا قبل ان تموتوا کا
جو تو نے پیار سے مارا محی الدین جیلانی

اٹھا کر میری تربت سے مجھے بغداد لیجائین
فرشتے ملکے دش بارا محی الدین جیلانی

دکھاتا ہے دکھاتا ہے محمد کو محمد کو
ترے چہرے کا نظارا محی الدین جیلانی

کیا مردونکو زندہ اور جلایا دین احمد کو
کسی کو تو نے کب مارا محی الدین جیلانی

جو دو عالم کے پیارے ہین وہ اللہ او محمد ہین
تو ان پیارون کا ہے پیارا محی الدین جیلانی

ازل سے تا ابد کی سیر تو نے عہدِ طفلی مین
ہلا جب تیرا گہوارا محی الدین جیلانی

تجلی طور کی موسیٰ کے پیچھے چھپ گئی جا کر
جو چمکا تیرا رخسارا محی الدین جیلانی

جو ہم مرتے ہین تو مرتے ہین کس پیر تجھ پہ مرتے ہین
یہ جینے کا ہے کفارا محی الدین جیلانی

خدائی کر رہا ہے ہاتھ مین لیکر خدا کا دل
ترا حسن جہان آرا محی الدین جیلانی

اٹھا دے سارے پردے۔ اپنی پیاری پیاری ہاتھون سے
کرون تا خود کا نظارا محی الدین جیلانی

جہنم سے رہائی مین نے گر چاہی تو کیا چاہی
تقید سے ہو چھٹکارا محی الدین جیلانی

۲۳۸	صدا سائل کی سنکر تو جو پھر انجان ہو جائے کہان جائے وہ بیچارا محی الدین جیلانی	۱۵

بتانِ حسین کیا بڑائی کرین گے ادا کر کے وہ کج ادائی کرین گے	۴۳ع	یہی نا کہ یکدن خدائی کرینگے وفا کر کے پھر بیوفائی کرینگے

جو دش ہیں کی دلربائی کرینگے
یہ مٹی کے پتلے خدائی کرینگے

جھجکتے ہو کیون - کیا یہ تمکو یقین ہے
بھلے آدمی ہاتا پائی کرینگے

بتون کو نہ دل دو نہ زر دو - نہ گھر دو
کہ یہ وقت پر بیوفائی کرینگے

جو انجان پھرتے ہین وہ جان لینگے
یہ ناآشنا - آشنائی کرینگے

جو تھوڑی سی قدرت ملے ان بتونکو
خدا کے بھی آگے بڑائی کرینگے

وہی ہاتھ جنسے کہ یک دو لٹے ہین
ہزارون گھرونکی صفائی کرینگے

نہ جانین گے وہ خود کہ ہمنے کیا کیا
اس انداز سے دلربائی کرینگے

کبھی تو کہیگا یہ نوشاہ صاحب
تری ہی گلی مین گدائی کرینگے

جو ملجائے الفقر فخری کی دولت
فقیری مین ہم پادشائی کرینگے

قدم لیجئے حضرتِ واعظ آئے
یہ ممبر پہ چڑھکر خدائی کرینگے

لگا لینگے ہم سات پر دونکی عینک
جو حبیب چھپکے وہ خودنمائی کرینگے

حکومت اک آفت ہے اسپر تکبر
وہ فرعون بنکر خدائی کرینگے

٢٣٩	پسند آئے بے پردگی جنکو ہائی وہ کیا دعوئ پارسائی کرینگے	١٩

٣٥ع

تو عجب گل و عجب گلفام ہے
بت تجھسے آگے بس خدا کا نام ہے

اپنی ٹھوکر کا بتا کیا نام ہے
زندہ کرنا تو خدا کا کام ہے

جاتے جاتے پوچھتے ہو کیا مزاج
جائے آرام ہے آرام ہے

ضعف کیا آیا زمانہ پھر گیا
سر کا چکر گردش ایام ہے

کچھ سمجھکر بت کو کہتے ہین خدا
عاشقی مین کفر بھی اسلام ہے

ہو رہے نزدیک پیری آچکی
کون جانے صبح ہے یا شام ہے

کیا ہے اللہ ہی کا وان دیدارِ خاص
حشر تو یک جلوہ گاہِ عام ہے

خوگرِ بیتابیِ ہجران ہون مین
اضطرابِ دل مرا آرام ہے

اسمین ہوتی ہین بڑی بدنامیان
عاشقی کیا کوئی چھوٹا کام ہے

پلٹے اے قاصد زبان کہاتی ہے کیون
صاف کہدے انکا جو پیغام ہے

یون تو کوئی موت سے بچتا نہین
ہے وہ زندہ جسکا باقی نام ہے

بوسہ لیکر مین بتاتا ہون ابھی
آپ ہنسکر پوچھئے کیا کام ہے

کچھ نگاہون نے اشارون مین کہا
یہ نہین معلوم کیا پیغام ہے

دل مین لاکھون چٹکیان لین ہاتھ لگ
آپ ہی کہئے یہ کس کا کام ہے

خط تو قاصد مین نے پورا پڑھ لیا
کیا زبانی بھی کوئی پیغام ہے

لامکان جائینگے حج کرنے کو ہم
جو کفن ہے جامۂ احرام ہے

پوچھتے ہین کیا ہی بھولے بنکے وہ
مجھسے اتنی رات کو کیا کام ہے

وصل کو کیا کیا ترستا ہے یہ دل
خواب مین بھی بند میرا کام ہے

۲۴۰	ہچکچاتے کیون ہو دل دیدو ہمین جاؤ مائل کیا بڑا یہ کام ہے	۱۱

بہع

کرو مجھپر نظر خواجہ معین الدین اجمیری
ادہر دیکھو ادہر خواجہ معین الدین اجمیری

بڑے کامل بڑے مشتاق فن دلربائی مین
تری ترچھی نظر خواجہ معین الدین اجمیری

توجہ ہو جو تیری کام آئے دین و دنیا مین
مرا علم و ہنر خواجہ معین الدین اجمیری

اڑے تا آسمان جب تیری گرد رہ کے دو ذرے
بنے شمس و قمر خواجہ معین الدین اجمیری

خدائی اونکی مٹھی مین خدا ہی انکی رگ رگ مین
کچھ ایسے ہین بشر خواجہ معین الدین اجمیری

ازل سے آج تک لاکھونکو تونے نعمتین بخشین
ادہر لا کچھ ادہر خواجہ معین الدین اجمیری

وہ پہلی ہی قدم مین سیر دیکھے عالم ہو کی
ہو جسکا راہبر خواجہ معین الدین اجمیری

ادہر تڑپون ادہر تڑپون ادہر لوٹون ادہر لوٹون
وہ دل مین ہو اثر خواجہ معین الدین اجمیری

ترے صدقے جسے دیکھا اُسی دہو کر کیا اُجلا — ادہر بھی یک نظر خواجہ معین الدین اجمیری
مزا گرنے کا پاؤن جب گرائین تیرے قدمونپر — تڑپ کر دل جگر خواجہ معین الدین اجمیری

٢٤١

کھڑا ہے ہاتھہ مین دل لیکو مائل نذر دینے کو
ادہر دیکھو ادھر خواجہ معین الدین اجمیری

٢١

سہ ۳ع

کیا دون جواب مجسے کہو گر حسین کوئی — تو مجھکو پوچ دیر وحرم مین نہین کوئی
نکلی ہے آنکھہ سے نگہہِ نازنین کوئی — ٹھٹے سے باہر آئی ہے پردہ نشین کوئی
یہ کیا کہا۔ ہی آنکھہ کے اندر حسین کوئی — تیرے سوای میری نظر مین نہین کوئی
کیا شوخیٔ قدم نے مزا اوس مین بہر دیا — تیری گلی مین چوم رہا ہے زمین کوئی
قربان جاؤن کیا نکروگے خطا معاف — رکھدے اگر تمہاری قدم پر جبین کوئی
میری دل وجگر مین ہین کچھہ نیلے نیلے داغ — یون چٹکیان نہ لے نگہِ شرمگین کوئی
یارب اسے خرید لے تو ہی دکھا کے موہنہ — دنیا مین قدردان مری دلکا نہین کوئی
جنبش ہے اونکی لب مین ہنسی ہو رہی ہے ضبط — حسرت سے دیکھتا ہی دمِ واپسین کوئی
غصہ جو مجھکو آئے تو چمکینگی بجلیان — ہنسکر مٹا ئیگا مری چینِ جبین کوئی
ہم اور ادہر اودہر سے بلائین خدا کی شان — کیون آتے آتے پیچھے ہٹے یان نہین کوئی
مسی ہے خوش نصیب کہ ٹیکا ہے خوش نصیب — سو نہ کوئی چومتا ہے تمہاری جبین کوئی
قصے فسانے لیلی وشیرین کے ہین بہت — لائے تو میرے سامنے تجھسا حسین کوئی
جنت اگرچہ آٹھہ ہین اک اور بھی سہی — لیجائے آسمان پہ وہانکی زمین کوئی
مجسا بھی تو نہین ہی جہانِ خراب مین — مانا کہ ساری شہر مین تجھسا نہین کوئی
آئے ادہر سے دلمین گئے بھی اُدہر سے وہ — آنکھو مین پھر نشان قدم کا نہین کوئی
مین کہہ رہا ہون حشر مین مجسے گلے ملو — کہتا ہے اپنا ہاتھہ ہلاکر نہین۔ کوئی
تا حشر اوسکو چین نہ آئیگا میرے بعد — دل مین جو ڈال لے نگہِ واپسین کوئی

کشتون سے تیرے کیون نہ اسرافیل ہون خجل
سنکر صدائے صور بھی اُٹھتا نہین کوئی

ساری بہا مین پڑتی ہی دونو نہ سب کی آنکھ
مجھسا نہ حسن دوست نہ تجھسا حسین کوئی

یارب جلا دے مجھکو تو یک رات کیلئے
آجائے میری قبر مین گر حورعین کوئی

۲۴۲	مائل تمہاری آنکھ سے ظاہر ہے دلکا حال تم پاکباز ہو یہ کرے گا یقین کوئی	۱۹

۲۴۳

مزا دل لگی کا وہی جانتا ہے
جو ہر کام کو دل لگی جانتا ہے

تجھے جو کہ رشک پری جانتا ہے
حقیقت وہی حسن کی جانتا ہے

خدا کو وہی آدمی جانتا ہے
جو حال خود بیخودی جانتا ہے

تجھے جبکہ فرصت ہو مجھکو بلالے
مرا گھر ترا آدمی جانتا ہے

عدو سے نہ کی بات بھی تمنے کیا خوب
یہ بندہ تو کچھ اور بھی جانتا ہے

بھلا ہے وہی مین اوسی کا ہون قائل
بُری بات کو جو بُری جانتا ہے

اگر جانکر تو نہ جانے نہ جانے
ستمگر تجھے میرا جی جانتا ہے

خدا کو نہ عالم ہی جانے نہ فاضل
جو پہنچا ہوا ہے وہی جانتا ہے

خدا کون ہے اہلِ باطن سے پوچھو
یہ باتین کہان فلسفی جانتا ہے

مزا وصل کا مونھہ سے کیونکر بیان ہو
اسے تو فقط میرا جی جانتا ہے

بیا جانِ من جب کہا ہنسکے بولے
یہ ہندی بھی کچھ فارسی جانتا ہے

خدا کی قسم عقل اوسکی ہے چھوٹی
جو دنیا کو دولت بڑی جانتا ہے

زمانہ تو دیکھو نہ سن ہے نہ دن ہین
ابھی سے وہ باتین سبھی جانتا ہے

خبر کیا نہین کسکو کہتے ہین بوسہ
ترا دل تو کچھ اور بھی جانتا ہے

بجز وصل کچھ بھی نہ آیا نہ آیا
یہ جاہل یہ کاہل یہی جانتا ہے

توجہ اگر ہو تو اردو ہے کیا چیز
کہ رازِ خدا آدمی جانتا ہے

	نہین جانتے گہورتے ہین جو مجہکو زمین ہو زمان ہو فلک ہین ملک ہین		جو انجان ہے بس وہی جانتا ہے خدا کو فقط آدمی جانتا ہے
۲۴۳	سمجہا اَنْتُمْ مُوْتُوْ کے معنی بہی مائل اگر موت کو زندگی جانتا ہے	۲۱	

آنکھ مین تیری شرارت کبہی ایسی تو نہ تہی	۶۴۹	چال مین تیری قیامت کبہی ایسی تو نہ تہی
کیون لڑا غیر سے کیون لال ہو مونہ غصہ سے		تیری سیرت تری صورت کبہی ایسی تو نہ تہی
حشر مین نامۂ اعمال مرا کہلتا ہے		آج جیسی ہے ندامت کبہی ایسی تو نہ تہی
جب سے دیکہا ہے تجہے ایک کا ہو ایک رقیب		دل و دیدہ مین عداوت کبہی ایسی تو نہ تہی
چہپکے اخبار مین بٹنے لگی تیری تصویر		جیسی اب ہو تیری شہرت کبہی ایسی تو نہ تہی
چہوڑتا ہون مین ابہی پہر تو کہو بس مجہے چہوڑ		لب نازک پہ شکایت کبہی ایسی تو نہ تہی
آج کیا ہے کہ جگہہ مجہکو ملی مشکل سے		آپ کی بزم مین کثرت کبہی ایسی تو نہ تہی
کیا کہون مین کہ اشارے سے کہا کیا اوسنے		کیا کرون مین مری نیت کبہی ایسی تو نہ تہی
دست گستاخ بڑہے تو یہ ملا مجہکو جواب		چل سرک ہٹ تری عادت کبہی ایسی تو نہ تہی
آنکہون آنکہونمین اشارے تو ہوا کرتے تہے		باتون باتونمین شرارت کبہی ایسی تو نہ تہی
کونسی چیز جوانی نے ملا دی اس مین		جیسی اب ہے تری صورت کبہی ایسی تو نہ تہی
ہاتہہ اوٹہا - پانو بڑہا - سینہ تنا - آنکہہ پہری		ناچ مین تیرے قیامت کبہی ایسی تو نہ تہی
نیند آتی نہین تم آؤ تو پاؤن آرام		آج جیسی ہے ضرورت کبہی ایسی تو نہ تہی
اسکی آنکہون مین رہا تو یہ اثر کسکا ہے		تیری آنکہونمین مروت کبہی ایسی تو نہ تہی
کیون میری دل سے تری عارض روشن کو ہو لاگ		دو حسینون مین عداوت کبہی ایسی تو نہ تہی
بات کرنے کو چلے آتے ہین وہ چلمن تک		پردہ پردے مین محبت کبہی ایسی تو نہ تہی
پاک بازی کو مری تو نے کیا ہے غارت		آ - ادہر آ - میری نیت کبہی ایسی تو نہ تہی

آج کیا بات ہے ہنستے ہوئے کرتے ہین سلام
بارہا آئے تھے - عادت کبھی ایسی تو نہ تھی

تم سلامت رہو اے پھول چڑھانے والو
کہ دلھن بنگئی تربت کبھی ایسی تو نہ تھی

دیکھتا کیون ہے کنکھیون سے وہ جاتے جاتے
بے مروت مین مروت کبھی ایسی تو نہ تھی

۲۴۴

مین کسی بات سے روٹھا تو وہ ہنسکر بولے
ہمپہ **مائل** کی عنایت کبھی ایسی تو نہ تھی

۱۴

ع۳۴

کسطرح نیتونکی نہ تم کو خبر رہے
ہر ایک دل پہ جبکہ تمہاری نظر رہے

تو ہی جو روز حشر بھی پیش نظر رہے
خود کی خبر رہے نہ خدا کی خبر رہے

پھر جائے میری آنکھہ ادہر تو جدہر رہے
الجھا ہوا نقاب مین تار نظر رہے

شرمندہ کر رہا ہے کسی کا یہ پوچھنا
گزری مزے مین رات کہان تم کدہر رہے

گھر بیٹھکر بھی کم نہو چوری سے دیکھنا
پردہ لیے دوڑتی ہوئی تیری نظر رہے

باتونکا اعتماد نہ وعدونکا اعتبار
باز آؤ جھوٹ سے تو زبان مین اثر رہے

آنکھونمین اشک دلمین جلن لب پہ ہائے ہائے
جبتک تیری گلی مین رہی نوحہ گر رہے

پھر طوف چڑھکے جہازون پہ جائین کیون
کعبہ ہی دل وہی ترا جس دلمین گھر رہے

محفل مین لفظ لفظ پہ ایمان لائین سب
ای جان بات بات مین تیری اثر رہے

جہان نکلے جو تو لگاؤن کلیجے سے مین تجھے
پردیکے بیچ مین مرا چاک جگر رہے

غش آئے وقت دید کہ نیند آئے بعد وصل
جب آنکھہ بند ہو تیرے زانو پہ سر رہے

دیکھون بجائے آئنہ وہ گورا گورا جسم
مثل نگاہ آنکھہ مین پتلی کمر رہے

اوس دلکا نام دل ہی جو تمکو پسند آئے
وہ مال - مال جسپہ تمہاری نظر رہے

۲۴۵

مائل مزے اوڑائینگے ہم اور چند سال
یہ دن اگر رہین یہ جوانی اگر رہے

۱۹

شاہ عرفان نور ایمان عبد القادر جیلانی
ع۲
تیرے صدقے تیرے قربان عبد القادر جیلانی

گرم جو ہو خورشید قیامت پڑنے لگی جب ہوپ کڑی
مجھپہ اوڑھا دے اپنا دامان عبد القادر جیلانی

ہجر مین تیری کیون نہ مرون جب تو نہ ملی کسطرح جیون
تو ہی مرا دل تو ہی مری جان عبد القادر جیلانی

دنکو شبکو دور سے تیری قبر پہ صدقے ہوتے ہین
مہر منور ماہ تابان عبد القادر جیلانی

زاہد بیکش - ملا - صوفی ابر رحمت جسے کہین
ہے وہ تمہارا سایہ دامان عبد القادر جیلانی

روحون کی زنبیل جو چھینی ڈر کر بھاگے عزرائیل
مرد میدان - شاہ مردان عبد القادر جیلانی

سیرت مین تمثال محمدؐ - صورت مین تصویر علیؑ
کیون نہ خدائی تجھپہ ہو قربان عبد القادر جیلانی

ہند مین مین بغداد مین تو پھر کیونکر مجھکو چین پڑے
پاس بلا لے ای شہ خوبان عبد القادر جیلانی

کیون نہ ہو روشن راہ طریقت ہین تیرے دونون نقش قدم
ماہ منور مہر تابان عبد القادر جیلانی

شیطان ایمان چھینے تو آکے مدد کر بالین پہ
مرنے لگے جب کوئی مسلمان عبد القادر جیلانی

رستہ مین ڈر چور ذکا ہی راہ کٹھن ہی منزل دور
ہمرہ پیچل بنکے نگہبان عبد القادر جیلانی

چور کو بخشی تونے ولایت قطب بنایا کافر کو
مجھکو بنا دے کامل انسان عبد القادر جیلانی

ترچھی نظر سے جسکو دیکھا جیتے جی وہ مر ہی گیا
ہے تیری چتون فتنۂ دوران عبد القادر جیلانی

بر مین جامہ معشوقی ہے سر پر تاج محبوبی
میرا بانکا شاہ خوبان عبد القادر جیلانی

حشر سے جب مین خلد مین جاؤن پیچھے پیچھے تیرے چلون
ہاتھ ہون میرے تیرا دامان عبد القادر جیلانی

آنکھ جو ڈالی مین نے تجھپر شکل خدا کی آئی نظر
مین ترے صدقے مین ترے قربان عبد القادر جیلانی

غوطہ پہ غوطہ دے تو مجھکو اپنے آب رحمت مین
دھو دی میری فرد عصیان عبد القادر جیلانی

سر سے قدم تک نور محمدؐ اللھم صل علے
قبلۂ عرفان کعبۂ ایمان عبد القادر جیلانی

۲۴۶	گن گنکر اک ایک اٹھا دی میرے دلکو سا تون حجاب مائل کی ہو مشکل آسان عبد القادر جیلانی	۱۵

سہ ۳ ع

یہ بتا دو کہ مقدر کا لکھا کسکا ہے
جو بھلا ہے سو تمہارا تو برا کسکا ہے

چاہیے کوئی تو اوسکو بھی محبت والا
بت ہین معشوق ہمارے تو خدا کسکا ہے

اسپہ ہونٹون کے نشان اسپہ ہین بوسونکی نشان
میرے کوچے مین یہ نقشِ کفِ پا کس کا ہے

جان خوش ہوتی ہی جس سے اوسی کیا کہتے ہین
سب مزہ نہین جو ہی اچہا وہ مزا کس کا ہے

حسن پر ناز تجھے عشق پہ ہے ناز مجھے
نہین معلوم طرفدار خدا کس کا ہے

میرے نالے تجھے سیدہا ہی کرین رہ تو سہی
اے فلک تجھہ مین یہ اندازِ جفا کس کا ہے

جام می بنکے ہوا محفل ساقی مین بلند
نہین معلوم کہ یہ دستِ دعا کس کا ہے

تکڑیان پاک نگاہون کی ہین مصروف طواف
دوسرا کعبہ یہ نقشِ کفِ پا کس کا ہے

یہی گھر گھر ہے فغان ہجر کا موہنہ کالا ہو
شہر مین آج یہ ماتمی جو چہٹا کس کا ہے

میرا دل ہی کہ وہ دشمن کا جگر دیکھون تو
مال جو راستہ مین تمکو ملا کس کا ہے

سیر ہو حشر مین مجھکو تیرے آگے لاکر
پوچھیے داور کہ یہ دیوانہ بتا کس کا ہے

موہنہ تک آکر طرف دل ہی پہری دلکی بات
میرے مطلب مین یہ اندازِ حیا کس کا ہے

دیکھکر قبر میری پوچھتے ہین غیرون سے
اس محلہ مین نیا گھر جو بنا کس کا ہے

حسن بے پردہ ہوا آپ ہی اپنا پردا
تیرے قربان یہ اندازِ حیا کس کا ہے

۲۴۷

ایک اک لفظ مین معنی کے ہین دو دو پہلو
تم نے مائل جوابہی شعر پڑہا کس کا ہے

۱۱

بہ ع

نشان بے نشان خواجہ معین الدینؒ اجمیری
چراغ لامکان خواجہ معین الدینؒ اجمیری

عیان خواجہ نہان خواجہ معین الدینؒ اجمیری
جہان دیکہو وہان خواجہ معین الدینؒ اجمیری

بنا ہی دوجہانمین ہندیون کا قافلہ سالار
میرِ وحدت نشان خواجہ معین الدینؒ اجمیری

اوسی کی ذات سے ہی جسقدر ہے روشنی دل مین
فروغِ نورِ جان خواجہ معین الدینؒ اجمیری

بنے گر آسمان دشمن تو کیا نقصان یارونکا
ہوا ہے مہربان خواجہ معین الدینؒ اجمیری

دلون مین کیون نہ آئے گھر بنالے کیون نہ سینونمین
کہ ہی جان جہان خواجہ معین الدینؒ اجمیری

تجھے مین یون پکارون مسکراکر پہر کے دیکھے تو
چلے جب تک زبان خواجہ معین الدینؒ اجمیری

جدہر جاؤن نظر آئین اودہر انوار چشتی کے — جہان بندہ وہان خواجہ معین الدینؒ اجمیری

کچھ ایسی دلمین وسعت ہو کہ یک گوشہ مین چھپ جائین — یہ ساتون آسمان خواجہ معین الدینؒ اجمیری

اگر تو قم کہے تو ساری دنیا مین قیامت ہو — پڑے مردون مین جان خواجہ معین الدینؒ اجمیری

۲۴۸	مرے آقا ہین ای مائل مری مالک ہین ای مائل شہ ہندوستان خواجہ معین الدینؒ اجمیری	۱۳

ع ۲۳

پرداوٹھا نظر کے مقابل نظر ہوئی — اتنی خبر ہے پہر نہ مجھے کچھ خبر ہوئی

کہتے ہین اپنے عکس سے آئینہ دیکھکر — کیون بولتا نہین تجہے کسکی نظر ہوئی

وہ تیر تیر ہے جو تیرے ہاتہہ سے چلا — وہ تیغ تیغ ہے کہ جو زیب کمر ہوئی

کہتے ہین وہ نکالدو حورونکو خلد سے — اونکی نظر لگی مجھے اونکی نظر ہوئی

زلفون نے بڑھ کے تہام لیا تا اکہڑ نہ جائے — جب مستعد لچکنے کو پتلی کمر ہوئی

خم کہا کے زلف نیند مین آئی ہی کان پر — خود شام اونسے کہتی ہی اٹھو سحر ہوئی

ہان ہان کسی سی تم نہین ملتے بجا درست — مشہور سارے شہر مین جہوٹی خبر ہوئی

کیا لطف زندگی جو نہ ہو ساتہہ کوئی دوست — اے خضر یہ بتا تری کیونکر بسر ہوئی

وہ بھی تڑپ کے شوخیون سی شبکو تہک گئے — حلقہ مین ہاتہہ کے جو مقید کمر ہوئی

دن بہر رہو گے سست جو سو گے دیر تک — منظور تندرستی ہی اوٹھو سحر ہوئی

جوش شباب نے اوسے نازک بنادیا — جوبن لگے ابہرنے تو پتلی کمر ہوئی

رومال وہ جہٹک کے چلے ہاتہہ جہاڑتے — محفل مین دل گیا کوئی چوری اگر ہوئی

۲۴۹	مائل دلون مین عاشق و معشوق کے ہے تار نیت مری بدلتے ہی اون کو خبر ہوئی	۱۲

ع ۲۳

کیون حشر مین تمہاری نگہ بے اثر ہوئی — کچھ بڑھ کے دم کرو کہ نظر کو نظر ہوئی

کافر کے حسن مین برکت او روے خدا — لمبے ہوئے جو بال تو پتلی کمر ہوئی

یہ کیا نہ بات چیت نہ شوخی نہ دل لگی
بیٹھے ہو مست کیون تمھین کسکی نظر ہوئی

مین نے چھپا کو دل ہی مین رکھا تھا عشق کو
مجھکو خبر نہین کہ اوسے کب خبر ہوئی

انکے قریب بیٹھکے مین تلملا گیا
سیدھی گری جگر پہ جو ترچھی نظر ہوئی

کسکو خبر کہ آگے ہو کیا کیا نصیب مین
جتنی بسر ہوئی میری اچھی بسر ہوئی

ہر بات مین بگڑنیکو نازک بنا مزاج
ہر گام پر لچکنے کو پتلی کمر ہوئی

لے دل مرا جلا دے انگیٹھی مین ڈالکر
صدقہ اُتار تیری نظر کو نظر ہوئی

بہتر ہے جاگنے سے ہمارا نہ جاگنا
مونہہ رکھکے مونہہ پہ کہتے ہین اُٹھو سحر ہوئی

دعوت مین جاکے آٹھ سے پہلے ہی آئیے
ہم مر ہی جائینگے اگر ایکے سحر ہوئی

گردن مین ہاتھ ڈال کلیجے مین ہاتھ ڈال
کیا لطف دور ہی سے ملاقات اگر ہوئی

۲۵۰

مائل کے شعر سنکے وہ کہتے ہین پیار سے
تم مر ہی جاؤ گے اگر اب یکے نظر ہوئی

۲۹

۴۲۵ع

بھوین تنی ہین ٹپکتا ہے خون جانون سے
شکار کھیلتے پھرتے ہین دو کمانون سے

قسم خدا کی جو کچھ بھی سنا ہو کانون سے
وہ کہہ رہے ہین اشارونمین رازدانون سے

فرشتے روز و شب اُترین تو لطف کیا یارب
کبھی تو حور اُتر آئے آسمانون سے

دل و جگر نہ پسند آئے ان نگاہونکو
یہ میزبان ہے شرمندہ میہمانون سے

اٹھا جو کوئی بگولا تو ہم یہی سمجھے
زمین جاتی ہے لڑنے کو آسمانون سے

وہ آئین اور حسینونکو لے کے اپنے ساتھ
بھرا رہے مرا گھر ایسے میہمانون سے

پلک ہلی تو نگاہین دل و جگر سے ہٹین
پرونکو تول کے تیر اڑھ گئے نشانون سے

لگا کے دل جو کرون نالہ عرش ہلجائے
مین وہ نہین ہون جو دب جاؤن آسمانون سے

دکھائے شوق جبین سائی سیر استقبال
جو پتھر اُٹھکے چلے آئین آستانون سے

جھکے ضعیف جو ہوکر وہ ہوگئے بیکار
لگے نہ تیر نشانون پہ ان کمانون سے

قفس میں جبر سے لائے ہیں خوشنواؤنکو
شجر پہ چڑھ کے اُتارا ہے آشیانوں سے

نقاب اٹھا کے خدایوں کے ہے قیامت میں
وہ دیکھہ آنکھہ سے جو کچھہ سنا تھا کانوں سے

وہ آسمان ہوں جس سے زمین دبتی ہے
زمین وہ ہوں نہیں دبتی جو آسمانوں سے

دم الست بھی چوکے نہ یہ بتان حسین
خدا سے وعدہ کیا تو دبی زبانوں سے

کبھی شہاب کبھی برق ہمیشہ گرتی ہے
یہ کون پھینکتا ہے آگ آسمانوں سے

فقیر شہر خموشاں میں بھیک کیا مانگے
صدا کسی کی نکلتی نہیں مکانوں سے

یہ کیا خبر کہ نگاہیں بری ہیں کس کی
بچاؤ آپکو اپنے نگاہبانوں سے

نماز پڑھنے لگا شوق جبہہ سائی میں
خدا ملا تو بتوں ہی کے آستانوں سے

سوار ہو کے جنازہ میں آئے قبروں تک
غرض ہی خانہ بدوشونکو بھی مکانوں سے

نگاہیں لائی ہیں اونکی یہ پیار کا پیغام
بڑھا ہو ربط ہمارے نگاہبانوں سے

پھنکیگا صور اُٹھینگے تمام اہل قبور
کھڑے کھڑے وہ نکلوائیں گے مکانوں سے

سموئیں تنیں تو نگاہیں دل و جگر میں چبھیں
وہ تیر تیر جو چھوٹے کڑی کمانوں سے

یہ بت سناتے ہیں کیا کیا مجھے تڑاق پڑاق
مزے لیئے بھی تو شوخی بھری زبانوں سے

ملا کے آنکھہ میں ہم آنکھہ کیا کریں دعوے
نگاہیں چھپتی ہیں انکے راز دانوں سے

بچھے ہیں گنج شہیدانمیں کیا گل فردوس
کہ باس آتی ہے پھولوں کی ان مکانوں سے

وہ دیکھہ لیتے ہیں دل میں نظر کو دوڑا کر
چھپا رہا نہ کوئی راز بدگمانوں سے

وہ کہتے ہیں تری آنکھوں میں کیا نہیں کچھہ ڈر
نگاہیں چھین لے میرے نگاہبانوں سے

فرشتہ بھی جو بتوں میں تو اعتبار نہ ہو
بچوں خدا ہی بچائے تو بدگمانوں سے

۲۵۱	وہ بیوقوف ہیں جو زن مرید ہیں مائل وہ تیر تیر نہیں جو ڈرے نشانوں سے	26
نہ تھا جو وہم میں وہ بھی سنا ہی کانوں سے	۵ع	بچا مجھے مرے اللہ بدگمانوں سے

نکلے کہتی ہین چنگاریان فغانون سے
آلہی یہ تیری دنیا ہمین سے ہے آباد
جواب گردش ارضی کا فلسفی کو یہ دو
کہا گلون نے یہ ہنسکر جو بلبلین چہکین
اُٹھا نقاب - دکھا موُنہ - تو ہمسے باتین کر
بیجے ہوئے سے نالے شہاب ثاقب ہین
سمجھکے دور اُسے - پاس غیر کو نہ بٹھائین
یہ صوفیانہ حکیمانہ عاشقانہ شعر
جو دل ہو صاف نظر پاک پہر حجاب کہان
ضرور جائے مردان حق کی قبرون پر
پہرے ہین عشق کی راہو نین چپے چپے پر
سنا دیا مجھے کیا کیا بتون نے غصے مین
قلم دوات لئے ساتھ ہین فرشتے دو
ہو نعمتون سے لبالب فقیر کی جھولی
وہ بندہ ہو کہ خدا کچھ سنا ہی دیتے ہین
چراغِ گل مین جلے شب کو بتیان بنکر
دلو نمین دونون کے ارمان تھے وہ شرمیلے
کبھی کبھی تو ضعیفون کو جوش آجائے
یہ جی مین ہے کہ گرا کر نکال لون آنکھین
کہین تنین تو کہا حسن نے یہ در پردہ
وہ وعدہ وعدہ حسینونکا جسمین رنگِ حجاب

یہ کیا کہ پانو پہسلتے ہین زردبانون سے
چہل پہل ہے ترے گھر مین میہمانون سے
زمین بہاگتی پہرتی ہے آسمانون سے
کوئی پکڑ کے نہ لیجائے آشیانون سے
آلہی آنکھون سے معذور ہون نہ کانون سے
کہو تو آگ مین برساؤن آسمانون سے
خدا ہے ساتھ ہمارے انہین گمانون سے
کوئی سنے تو سنے ہمسے خوش بیانون سے
خدا نے پردہ کیا بہی تو بدگمانون سے
ملیگی بھیک فقیرون کو ان مکانون سے
بلا کے راستے نپوائے ناتوانون سے
جو زخم کہائے تو چلتی ہوئی زبانون سے
ڈرون خدا سے کہ مین ان نگاہبانون سے
جو ایک ایک نوالے ملے مکانون سے
کوئی بچا ہمین مخلوق کی زبانون سے
گرے تھے باغ مین تنکے جو آشیانون سے
زبان پر آ کے پہر اُلٹے چلے زبانون سے
کبھی کبھی تو چلے تیر ان کمانون سے
مقابلہ ہے تمہارے نگاہبانون سے
ملائے ہاتھ کوئی ایسے نوجوانون سے
وہ بات بات جو نکلے دبی زبانون سے

آلهی نیند مین کس کس نے اونکا موٹهه چوما	خفا خفا ہین وہ اپنے مزاجدانون سے
سخن شناس کرین سیر میرے دیوان کی	مقابلہ ہے اکہاڑے کے پہلوانون سے
ہوا سوار جو رفرف پہ خاک کا پتلا	زمین بلند ہوئی ساتون آسمانون سے

۲۵۲	دکن مین واصل و مائل ہین دونون فخر دکن یہی سنا ہے سر بزم خوش بیانون سے	۱۹

۲۵۳ع

موٹهه آئینہ مین دیکھکے مضطر ہوا کرے	اپنی ہی چوٹ آپ وہ کہائی خدا کرے
مختار ہی جفا نہ کرے یا جفا کرے	لیکن وہ میری دید ہو دل مین رہا کرے
ممکن نہین کہ دوست سے وہ کچہہ گلا کرے	دشمن سے ہاتہہ جوڑکے جو التجا کرے
تجہسا حسین آکے بغل مین جو لیٹ جائے	میرے عوض پلنگ پہ تو ہو تو کیا کرے
مین تم کو دیکھکر جو کہون یہ مجہے بلین	آہستہ موٹهه ہی موٹهه مین کہو تم خدا کرے
مرجائے غیر اور وہ روتے ہوئے چلین	نکلے یونہین مرا بہی جنازا خدا کرے
کہتی ہین تخلیہ مین جوانیکی شوخیان	اسکا نہ ہاتہہ چھوڑیے جب تک حیا کرے
گولی سے پٹ سکے نہ یہ خنجر سے کٹ سکی	جس دل سے دل ملی کوئی کیونکر جدا کرے
بت بہی مرا جمیل خدا بہی مرا جمیل	دونون مین نوک جہوک برابر ہوا کرے
یوسف کا ذکر کیون یہ زلیخا کا ذکر کیون	تو خواب مین کسی کے نہ جائے خدا کرے
سانسین اُبہی اُبہی ہین نگاہین جہکی جہکی	رگ رگ مین جسکی شرم ہو شوخی وہ کیا کرے
گرمی سے حسن کی بہی نہ آئے بتجہے بخار	کوئی حکیم نبض نہ دیکھے خدا کرے
فتنہ ہے یہ نشست یہ برخاست فتنہ زا	تو بیٹھکر اوٹہے تو قیامت بپا کرے
دشمن اوسی کا نام جو دلمین چھپائے رنج	وہ دوست ہے جو دوست سے آکر گلا کرے
ہوکر جوان لینے کو آئے مری ہی جان	کسدن کہا تہا مین نے کہ یہ دن خدا کرے
کیا خوب میرے سامنے تعریف غیر کی	کتا اوسے سمجھ وہ اگر کچہہ وفا کرے

آہا وہ کوسنا ترا بہولون نہ عمر بھر
دونون یہ شرط باندہ کے لیٹے پلنگ پر

ہان ہان وہ کسطرح تجھے غارت خدا کرے
آجائے جسکو نیند وہ بوسے دیا کرے

۲۵۳

مائل سے تو نہ مل کہ وہ عاشق مزاج ہے
کس مونہہ سے مین کہون تجھے دیکھے تو کیا کرے

۲۷

ع۳۴

وہ چلبلی نگاہ بھی کیا جان خراش ہے
دل پارہ پارہ ہے تو جگر پاش پاش ہے

ہر ہر کے دلمین گرچہ تری بود و باش ہے
پھر جسکو دیکھئے اُسے تیری تلاش ہے

کہتے ہین روند کر مجھے یہ کسکی لاش ہے
کمبخت سر سے تابقدم پاش پاش ہے

ہے لامکان دور تو دل ہی مین ڈھونڈئے
بندہ وہی ہے جسکو خدا کی تلاش ہے

چھوٹا بڑا مزار بتاتا جدا جدا
یک میری لاش ایک مری دلکی لاش ہے

سمجھا کے تو مریض کو اپنے کھلا پلا
پانی کا یہ گلاس - یہ چمچہ - آش ہے

ہے انکی میوہ خوری مین عاشق کشی کا رنگ
جو آم کی ہے پھانک مری دلکی قاش ہے

تو رخصتی سلام تو لے اے غم فراق
میرے لئے اب اونکی دعا شادباش ہے

وہ میرے دل مین رہتے ہین مجھکو خبر نہین
ہر ہر سے پوچھتا ہون کہان بود و باش ہے

کیون وقت دفن آئے ہو گھونگٹ نکال کے
مونہہ کھول کر تو دیکھئے یہ کسکی لاش ہے

کچھ کم نہین ہے صبح قیامت کی دہوم دہام
آوازِ صور زمزمۂ زندہ باش ہے

چاقو سے کیون ڈراتے ہو چتون سے کام لو
وہ ہے قلم تراش تو یہ جان تراش ہے

دیکھا جو پیار سے تو مجھے یہ ملے خطاب
آوارہ ہے چھٹا ہوا ہے بدمعاش ہے

بکھرے ہین بال - پھول بھی ہین کچھ ملے دلے
تم چھپکر چھپاتے ہو کیون راز فاش ہے

جانے لگا خیال ہمارا کہان کہان
آنکھین ہین بند اور کسی کی تلاش ہے

یان جز خدا نہین ہے مگر منعمونکے پاس
خدام ہین مکان ہے - زر ہے - قماش ہے

دیدار کا مزا مرے ہر عضو کو ملا
دیدہ ہو یا کہ دل ہو جو ہے خواجہ تاش ہے

کہئے توکیا ارادہ ہے۔ کیون پوچھتے ہین یہ
بیت ہمارے دلکی اوٹھی دہوم دہام سے
بوسونکی شرط باندہکے کچہ کہیل کیلئے
اس پیار کی نگاہ کے قربان جائے
وہ قبر مین اُتارتے ہین اپنے ہاتہہ سے
یارون سے چھپ سکی نہ فریبی تری
ڈوبے ہوئے ہین رنگ تعین مین سب کے سب
مرنے کے بعد ناچ نہ ہو کیون مزار پر
ہنگامِ وصل لب پہ ہے مرجائے توکہین

کتنا تمہارا خرچ ہے کتنی معاش ہے
چھوٹا سا ایک جنازہ ہی چھوٹی سی لاش ہے
شطرنج یہ ہے۔ گنجفہ یہ ہی۔ یہ تاش ہے
برسون کا راز ایک اشارے مین فاش ہے
اوسکے بڑے نصیب ہین جسکی یہ لاش ہے
خلوت کا راز جہپتی نظرون سی فاش ہے
مین جسکو دیکھتا ہون مرا خواجہ تاش ہے
ٹھوکر کی مستحق تو ہماری ہی لاش ہے
اور دلمین گہوسکے دیکھئے تو زندہ باش ہے

۲۵۴	مائل جو قدردان سفارش ملا تو کیا مجھکو تو قدردان سخن کی تلاش ہے	۳۴

۳۵ع

کسی محفل مین بے اثر نہ ہوئی
خون فشان کب رگ جگر نہ ہوئی
یون دیا ہم نے دل بڑہا کر ہاتہہ
بال۔ تارنگاہ۔ جھوٹ غلط
وصل کی رات ہاے جی نہ بھرا
سب کے سب گو تمہاری عاشق ہین
قبر مین حشر تک رہی چپ چاپ
شکل کیسی اگر دہن نہ ہوا
وصل کی شب عدو نے کی فریاد
سب اشارے تو وہ سمجھتے ہین

کیا نظر کو تری نظر نہ ہوئی
لال کب دن تری نظر نہ ہوئی
دوسرے ہاتہہ کو خبر نہ ہوئی
اتنی پتلی کوئی کمر نہ ہوئی
جاگتے جاگتے سحر نہ ہوئی
ایک کی ایک کو خبر نہ ہوئی
بولتے چالتے بسر نہ ہوئی
حسن کیا اگر کمر نہ ہوئی
مرغ بولا مگر سحر نہ ہوئی
پہر نگہہ کیون پیامبر نہ ہوئی

سر پٹکتے پھرے محبت مین
کسکی دیوار ہے جو در نہ ہوئی

بیٹھکر پھرے سوگوارون مین
یون وہ روئے کہ آنکھہ تر نہ ہوئی

نیند وہ بھی شب فراق کی نیند
آئی اگر گئی سحر نہ ہوئی

خوگر ضبط ہین قتیل نگاہ
سر کٹا لیکن آنکھہ تر نہ ہوئی

وان عدو اونکے دل مین آہی گیا
یان فرشتون کو بھی خبر نہ ہوئی

نگہین عاشقون کی دوڑی تہین
کیا الٹائی نقاب پر نہ ہوئی

دل سے دلکو تو راہ ہوتی ہے
اطلاع آپ کو مگر نہ ہوئی

ساتھہ تیرے دہین ہوا کہاتے
ہائے جنت زمین پر نہ ہوئی

کسنے جانا خدا کا پورا حال
کچھہ ہوئی اور کچھہ خبر نہ ہوئی

پھر رہا ہون اوسی کو ساتھہ لئے
گو ملاقات طور پر نہ ہوئی

کیا کہون حال نزع کا اُف اُف
ایسی تکلیف عمر بھر نہ ہوئی

دور سے اسطرح ملاپ ہوا
کہ نظر سے جدا نظر نہ ہوئی

کبھی کچھہ فکر ہے کبھی کچھہ فکر
چین سے زندگی بسر نہ ہوئی

شب فرقت کا طول کیا ناپین
کہ قیامت مین بھی سحر نہ ہوئی

اپنی ٹھوکر پہ ناز ہے تمکو
لاش زندہ مری اگر نہ ہوئی

یاد تیری جدہر سے آتی ہے
کبھی ظاہر وہ رہگزر نہ ہوئی

آپکی بات واہ کیا کہنا
مونہہ سے نکلی تو بے اثر نہ ہوئی

آنکھہ نے کردیا مجھے بدنام
پاک دل کی طرح نظر نہ ہوئی

کیا اچھوتے نکل ہی جاؤگے
آج پوری یہ ضد اگر نہ ہوئی

مجھکو اوسکی گلی گلی ہی نہین
رہگزر ہو کے رہگزر نہ ہوئی

دور سے یون دیا مجھے بوسہ
ہونٹھہ کی ہونٹھہ کو خبر نہ ہوئی

کچھ کسی کو تو کچھ کسی کو پسند
سب کے موہنہ مین ہی تیری موہنہ کی بات

ساری دنیا کی یک نظر نہ ہوئی
مختصر ہو کے مختصر نہ ہوئی

۲۵۵

اسکے گھر سے جو ہم چلے مائل
دل کمان گر پڑا خبر نہ ہوئی

۱۵

بحر ع

ابو العلا مین خدا کی صورت خدا مین صورت ابو العلا کی | یہی تماشا ابو العلا کا یہی حقیقت ابو العلا کی

الٰہی دن رات میری دل مین ہے محبت ابو العلا کی | لبو نپہ نام ابو العلا ہو نظر مین صورت ابو العلا کی

گیا جو محشر مین پیش داور کھلی حقیقت ابو العلا کی | خدا نے موہنہ سے اٹھا کے پردا دکھا دی صورت ابو العلا کی

چلو نمین یون جو ہم کر خدا یا کہ جسطرح کوئی پینے والا | لہو کی صورت رگو نمین دوڑی محبت ابو العلا کی

امیر بیر افقیر بنکر گیا جو خواجہ کے آستان پہ | لٹی فقیری کی راستے مین جو تھی امارت ابو العلا کی

کبھی تو زندہ ہو قلب مردہ کبھی تو جاگو بخت خفتہ | الٰہی تو دور سے دکھا دے کبھی تو صورت ابو العلا کی

جو کوئی مشکل کا وقت آیا پکاری بندہ وہی ابو العلا | سرو نپہ سایہ فگن ہی سب کے وسیع رحمت ابو العلا کی

دیا جو آب وضو کا چھینٹا نبی ہی بینا پٹرک کی انسان | یہی کرشمہ ابو العلا کا یہ ہے کرامت ابو العلا کی

تمام شرک خفی مٹایا مرے خدا کو مجھے دکھایا | زہے نوازش ابو العلا کی زہی عنایت ابو العلا کی

صدا اوسی کو سنائی بہی دی جو کوئی حد مکان سے نکلے | کہ لامکان ہی پہ بج رہی ہی ازل سے نوبت ابو العلا کی

گنہ سے کالا تھا موہنہ ہمارا کسی عمل کا نہ تھا سہارا | ہمارے کام آئی روز محشر فقط محبت ابو العلا کی

ہمارا معبد ہمارا قبلہ ہماری مسجد ہمارا کعبہ | وہ کیا ہی مرقد ابو العلا کا وہ کیا ہی تربت ابو العلا کی

یہی حقیقت مین عشق مولا اسی کا ہی نام نور ایمان | دلو نمین جو ابو العلائیو نکی بہری ہی الفت ابو العلا کی

یہ کیسی قسمت ہی یا الٰہی نہ جائین تو یک ہمین نجائین | فرشتے ہفت آسمان سے آکر کرین زیارت ابو العلا کی

۲۵۶

مری نظر مین ہین ایک دونون کسی گنہگاون کسی بہارون
فلک پہ عرش علا ہے مائل زمین پہ تربت ابو العلا کی

۱۸

مسجد ہی بتکدہ ہی دل سے ہے رگ گلو سے ہے | ۳۲ ع | کس گھر مین تجھکو ڈھونڈون ہر گھر مین تو ہی تو ہی

ظاہر بھی رنگ تیرا باطن بھی تیری بو ہے
ہر بہر مین توہی توہے پھر کسکی جستجو ہے

کیا مین ہون تیرے آگے کیا میری آگے توہی
بیجا یہ گفتگو ہے اسمین دوئی کی بو ہے

مستی کی خواہشین ہین مستونکی کوششین ہین
مستانہ لغزشین ہین ہونٹھونپہ ہای وہو ہے

ہی شخص وعکس اک ذات جھوٹی نہین ہے یہ بات
آئینہ ہاتھہ مین ہے خود اپنے روبرو ہے

نانِ خودی توکھالے آبِ بقا تو پی لے
یہ لذت کُلوا ہے وہ لطف واشربوا ہے

اے بیمثال تجھکو کس سے مثال دون مین
صورت یہی ہے تیری سب صورتون مین تو ہے

ناقوس کی فغانمین آوازۂ اذان مین
تیرا ہی تذکرہ ہے تیری ہی گفتگو ہے

ہم جام بادہ دردست ہم بادہ خوار ہم مست
زاہد کے ہاتھہ مین اب خالی فقط کدو ہے

ہے وصل کُل مین گُل کا دریا مین موج دریا
موجون مین قطرہ قطرہ - قطرے مین آبرو ہے

یہ کون گھر سے نکلا بے پردگی ہے پردا
شہرہ گلی گلی ہے آوازہ کوبکو ہے

آباد بادہ خانہ چھک چھک کے می پینگے
خم ہے صراحیان ہین پیمانہ ہے سبو ہے

مدظلہ العالی
میرے ابوالعلائی اچھی یہ مے پلائی
دیتا نہین دکھائی اب مین ہون یا کہ تو ہے

مین کون نقش معدوم ہین کون شکل موہوم
تو کون تجھکو معلوم مین کیا کہون جو تو ہے

پہچانا رب کو رب سے عقدہ کھلا عرب سے
خود اپنا مدعا ہے خود اپنی آرزو ہے

ظاہر مین فصل پیدا باطن مین وصل پیدا
دل تجھمین - تو ہے دلمین تجھمین مجھمین تو ہے

ہ نسخہ
پیارے عرب کی بانکے مکھڑا ذرا دکھا دے
تیری ہی آرزو ہے تیری ہی جستجو ہے

فرماؤ تم ہو الحق سے کہتے ہو کیون انا الحق
مائل زبان سنبھالو کیسی یہ گفتگو ہے

تمت

ہ نسخہ — کے رہنے والے - (گردون پہ جانے والے) - (او کملی والے بانکے)

ہ حقانی مجلسون مین اگر گانیوالے ان فقرونکو دہرائین جلتی مشعل پر اور تیل ٹپکنے لگے -

تخمیس غزل جناب رضوان مداح شہنشاہ دوجہان رئیس مراد آباد

۱ ہے شکل خدا صورت نیکوی محمد
جان مست ہوئی سونگھتے ہی بوی محمد
سر جھک گیا پیش خم ابروی محمد
اترائین نگاہین جو پڑین سوی محمد
دل لوٹ گیا دیکھتے ہی روی محمد

۲ کعبہ ہے شب قدر کا گیسوئی محمد
اللہ کا مونھہ ہے رخ نیکوی محمد
قبلہ کا بھی قبلہ ہوا ابروی محمد
اترائین نگاہین جو پڑین سوی محمد
دل لوٹ گیا دیکھتے ہی روی محمد

۳ وہ قد وہ بر و دوش وہ بازوی محمد
وہ حسن وہ رخسار وہ گیسوی محمد
وہ ناک وہ آنکھہ اور وہ ابروی محمد
اترائین نگاہین جو پڑین سوی محمد
دل لوٹ گیا دیکھتے ہی روی محمد

۴ بے پردہ ہوا جب رخ نیکوی محمد
اٹھلائین تمنائین سر کوی محمد
سر جھکنے لگا جانب ابروی محمد
اترائین نگاہین جو پڑین سوی محمد
دل لوٹ گیا دیکھتے ہی روی محمد

۵ عنبر کا بنے عطر جو کھینچین عرق گل
مہکا ہی کرے گلشن عالم مین جز و کل
بو مشک کی دینے لگی خون رگ بلبل
مٹجائے ہمیشہ کو پریشانی سنبل
پڑ جائے اگر سایۂ گیسوے محمد

۶ بیضا کی ضیا ہے نہ چمک برق و شرر کی
انجم کی ہے کچھہ ضو نہ سپیدی ہے سحر کی
آنکھون کے چراغون مین نہ بتی ہے نظر کی
خورشید کا جلوہ نہ تجلی ہے قمر کی
پھیلی ہوئی ہے روشنی روے محمد

۷ دیکھو تو چمک حسن محمد مین ہے کیسی
یوسف کے بھی آئینہ رخسار مین پہنچی

دل مین ہی مرے نور نہ ہو طور پہ بجلی ۔ خورشید کا جلوہ نہ تجلی ہے قمر کی

پھیلی ہوئی ہے روشنی روی محمدؐ

کچھہ اور ہی جلوا نظر آئے اوسی ہر سُو ۔ دل پھینکدے منقار سے وہ چیر کے پہلو

کوکو کے عوض موہنہ سے نکلنے لگے ہُو ہُو ۔ قمری نہ پھرے باغ مین کرتی ہوئی کوکو

گر دیکھہ لے سرو قد دلجوی محمدؐ

ہر ایک تجلی مین ہی اللہ کا پیارا ۔ ہے میرا بیان صاف۔ کنایہ نہ اشارا

اچھی ہی بصارت مری۔ اچھا ہی نظارا ۔ کہتا ہون قرینِ مہ نو دیکھکے تارا

یہ چشم محمدؐ ہے وہ ابروی محمدؐ

جب روز ازل شوق ہوا شعر و سخن کا ۔ دیوان خدا بنگیا احمد کا سراپا

بندش ہے بہت چُست ہر اک لفظ ہی اچھا ۔ اُستاد ازل نے غزل حُسن مین لکھا

کیا مصرع برجستہ ابروے محمدؐ

شوخی سے نگاہونکو پھرا کر جو ادھر لائے ۔ وان طور پہ آنچ آئی تھی یان نور پہ آنچ آئے

مثل ارنی گو وہ سزا پائے مزا پائے ۔ موسیٰ کیطرح برق تجلی بھی تڑپ جائے

بے پردہ اگر ہو رخ نیکوی محمدؐ

بے چین ہی رہتی جگر و دل کی جلن سے ۔ ہوتی نہ جدا وہ قفسِ رنج و محن سے

آتی نہ کبھی باغ مین اُڑ کر کسی بن سے ۔ بلبل کو محبت کبھی ہوتی نہ چمن سے

پھولون مین نہ بسجاتی اگر بوے محمدؐ

عینک بھی لگا کر جو پڑھے کوئی فرشتا ۔ یک حرف بھی آئے نظر اوسکو نہ گنہ کا

کچھہ رنگ دکھانے لگی ستاری کا جلوا ۔ رہجائے قیامت مین گنہگارونکا پردا

کھلجائے اگر دامنِ گیسوے محمدؐ

جبتک کہ نہ ہو حشر بڑی چین سے سونا ۔ بنجائیگا جنت کا چمن قبر کا کونا

فرماتی ہے۔ تم خوف جہنم سے نہ رونا | کہتی ہی گنہگارون سے مایوس نہونا

صدقے ترے اے چشم سخنگوی محمدؐ

اللہ ہے کو گل باغ تجلی نظر آیا | رنگ چمن برزخ کبریٰ نظر آیا
سدرہ پردہ نہ رہی۔ مجھکو وہ جلوہ نظر آیا | اللہ کی قدرت کا تماشا نظر آیا

دیکھا جو کبھی آئینۂ روے محمدؐ

ہنستے ہے ماہ منور عجب انداز کا دلبر | جسوقت گھٹا کم نہوے حسن کی جوہر
جسدم یہ بڑھا رنگ کھلا چہرہ چمک کر | ہر ماہ مین گھٹ بڑھ سے فلک پر مہ انور

ابروے محمدؐ ہے کبھی روی محمدؐ

ہر رات نئی شکل دکھاتا ہے یہ دلبر | گھٹ بڑھ کے بھی ہی دورو تسلسل مین برابر
ہے اسکا تنزل مین ترقی پہ مقدر | ہر ماہ مین گھٹ بڑھ سے فلک پر مہ انور

ابروے محمدؐ ہے کبھی روی محمدؐ

دلمین مرے پوشیدہ ہی اک خطۂ جنت | ہر سانس مین ہی گلشن فردوس کی نکہت
رنگ اور یہ دکھلائین مجھے روز قیامت | پژمردہ ہون یارب نہ گل داغ محبت

ان پھولون سے آتی ہی مجھے بوی محمدؐ

گردونکے فرشتے نہ اڑسکے میری برابر | ہین سدرہ و طوبیٰ دم پرواز تہ پر
مین بیٹھکے چہکا جو کسی شاخ شجر پر | وہ بلبل خوش لہجہ ہون نغمی مری سنکر

جھوما کئے برسون شجر کوے محمدؐ

ہر موے نمودار ہو معشوق حقیقی | ہو واقف اسرار ہمہ اوست نظر بھی
اللہ تعالےٰ ہی ہی سبنے آنکھہ کی پتلی | جاگے تو ملے دولت دیدار خدا کی

جو خواب مین دیکھے رخ نیکوے محمدؐ

ناقہ ہے مرا ولولۂ سیر مدینہ | محمل ہے مرا حوصلۂ سیر مدینہ

ہو کیوں نہ رواں قافلۂ سیرِ مدینہ — زورِ کششِ سلسلۂ سیرِ مدینہ

کھینچے لئے جاتا ہے مجھے سوی محمدؐ

ہے آنکھ مری حاملۂ سیرِ مدینہ — پیدا ہو نہ کیوں ولولۂ سیرِ مدینہ

ہو کیوں نہ جواں حوصلۂ سیرِ مدینہ — زورِ کششِ سلسلۂ سیرِ مدینہ

کھینچے لئے جاتا ہے مجھے سوی محمدؐ

بیتاب ہے بیچین ہے کیوں دل یہ سینہ — ایوانِ حقیقت کا کنارے پہ ہے زینہ

کیوں کاٹ کے گرداب کو نکلے نہ سفینہ — زورِ کششِ سلسلۂ سیرِ مدینہ

کھینچے لئے جاتا ہے مجھے سوی محمدؐ

مغرب میں نمودار ہوئی رات جو کالی — مشرق میں پدیدار شفق کی ہوئی لالی

مغرب ہو کہ مشرق ہو نہیں ہاتھ وہ خالی — ڈوبی ہوئی کیا زورق خورشید نکالی

دیکھے کوئی تردستیٔ بازوی محمدؐ

گرد ونکا ہر اک برج ہے گرداب خیالی — میزان کبھی خالی تو کبھی دلو ہے خالی

ہر برج میں کرتا ہے تصرف کفِ عالی — ڈوبی ہوئی کیا زورقِ خورشید نکالی

دیکھے کوئی تردستیٔ بازوی محمدؐ

ڈوبا ہوا سورج جو لرز کر نکل آیا — چلائے فرشتے کہ قیامت ہوئی برپا

بجنے لگا قطبین پہ اعجاز کا ڈنکا — مغرب سے جو خورشید جہانتاب کو کھینچا

چکرایا فلک دیکھ کے قابوے محمدؐ

آجائے نظر مجھکو دمِ مرگ وہ نقشا — سو جان سے جس پر ہے فدا برق تجلی

مائل جو محبت سے وہ فرمائیں ادھر آ — رضوان جو دمِ نزع ذرا بھی ہو اشارا

اتراتی ہوئی جان سے چلے سوے محمدؐ

سہرا

مبارک ہو قدِ پُرنور پر دستارِ زر سہرا
نظر آنکھون مین غش ہو دیکھکر دستارِ زر سہرا

تصدق جاؤن سیرِ شب گشت کا دیکھی تماشا کون
کرے یون آہی جو سبکو بےخبر دستارِ زر سہرا

زمین و چرخ چارم مین مزے کی چوٹ چلتی ہے
ادہر خطِ شعاع و شمس - ادہر دستارِ زر سہرا

خوشا طالع زہے قسمت جو سہرے مین لٹک جاے
کھلا ہے غنچۂ دل دیکھکر دستارِ زر سہرا

کرن مین ایسی خوشبو ہے نہ سورج مین چمک ایسی
فلک چکرا رہا ہے دیکھکر دستارِ زر سہرا

یہ دل کہتا ہے آنکھون سے کچھ ایسا کھینچنا فوٹو
رہے قایم سرِ تارِ نظر دستارِ زر سہرا

اوڑینگی لوٹنے کو آسمان تک قاف کی پریان
جو تو پھینکے ہوا مین کھولکر دستارِ زر سہرا

ہزارون بجلیان ہر تار مین ہین دشتِ ایمن کی
دو عالم کو نہ کردے بےخبر دستارِ زر سہرا

نمایان عرش سے ہی آبشارِ رحمتِ باری
فرشتے کہہ رہے ہین دیکھکر دستارِ زر سہرا

یہ ماہ و مشتری مین ای خدا تقسیم اچھی ہے
ادہر آرایش و زیور - ادہر دستارِ زر سہرا

انہین مین حور کا دل ہی انہین مین جان پریونکی
کہو تو کسکو دوگے کھولکر دستارِ زر سہرا

چڑہی ہوتونگی لیکر چوتھی کیلیے چاند سورج سے
اگر ہو عکس افگن چرخ پر دستار زر سہرا

وہ ہی دستِ دعا یعقوب کا یہ تاج یوسف کا
بڑے انداز سے ہے جلوہ گر دستارِ زر سہرا

اگر دیکھون تمہین دیکھون تمہاری شکل ہی دیکھون
نہ دیکھون اور کچھ مین دیکھکر دستارِ زر سہرا

اخبارون مین یہ مضمون نظر پڑا اور گہر گہر یہ خبر مشہور ہوئی کہ اعلیٰ حضرت قدر قدرت عرش رفعت خلد اللہ ملکہ کی شادی - عالیجناب - فلک رکاب نواب مدار المہام سرکار عالی کی دختر نیک اختر سے عنقریب ہونے والی ہے - اس ننگخوار نے بڑے شوق سے سہرا لکھا - خدا جانے کس وجہ سے شادی ملتوی ہو گئی ع امور مصلحتِ خویش خسروان دانند - جی تو چاہتا تھا کہ اس سہرے کو چاک کرکے پھینکدون مگر احباب کے اصرار نے مجبور کیا اور اس ارادہ سے باز رکھا فقط سخن شناس دوستون کی خاطر سے یہ سہرا داخل دیوان ہوا

٭

وہ اُسمین جلوہ افگن ہی - یہ اسمین جلوہ فرما ہے
جوان بخت نکوروئی کا گہر دستارِ زر سہرا

فرشتے مانگ کر تجھسے بنالین عرش کی چھتری
جو تو باندہے تو چمکے اسقدر دستارِ زر سہرا

یہ مانا چاند تجھسا ہی مگر لائے کہان سے وہ
ترا خنجر ترا بندِ کمر - دستارِ زر سہرا

چمک کر پہول ہر اک بلبلِ سدرہ کا دل چھینے
کرے شادی مین جب تو زیبِ سر دستارِ زر سہرا

فلک یہ نازِ ماہ و مہر کے دو جہوٹے موتی پر
غلیے صدقے کو بہی ایسے گہر دستارِ زر سہرا

لپیٹے ہار جب تو خود فرشتے سوِ نگھنے آئین
وہ گلدستہ بنے بالائی سر دستارِ زر سہرا

حسینانِ جہان سینون سی لین - ہاتھون پہ کہکر دین
جو مانگے رونمائی دل جگر دستارِ زر سہرا

وہ آنکھونکو کرے خیرہ یہ آنکھونکو کری روشن
دکھائے مہر سے بہتر اثر دستارِ زر سہرا

زلیخا گر تجھے دیکھے تو یوسف کے لئے مانگی
گہڑی - انگشتری - بندِ کمر دستارِ زر سہرا

نماز صبح ہو جائے قضا سورج کے دہوکے مین
جو زاہد دیکھلے وقتِ سحر دستارِ زر سہرا

حبابِ بحرِ وحدت وہ - یہ موجین بحرِ عرفانکی
بڑی چیزین ہین قصہ مختصر دستارِ زر سہرا

اٹھا غل گورا گورا ہاتھ اک سورج سے نکلا ہی
کچھ ایسے حسن سے ہے جلوہ گر دستارِ زر سہرا

نکلوا کر ابہی آنکھون سے اپنی نذر دون حائل
جو لین مجھسے مرے تارِ نظر دستارِ زر سہرا

قطعات

رازِ وحدت جلوۂ کثرت سے جب باہم ہوا
وہ نہ گھٹکر بڑھ گیا اور وہ نہ بڑھ کر کم ہوا

آپ ہی اپنے مین پنہان تھا جمال با حجاب
آپ ہی اپنے پہ جب ظاہر ہوا آدم ہوا

قطعہ

کیا سمجھکر تیرے باغِ حسن کا بلبل ہوا
کہا گیا روزِ ازل دہو کا بڑا ہی جل ہوا

مجھسے ہر حالت مین اچھا تیری محفل کا چراغ
جب جلا تو روشنی دی جب بجھا تو گل ہوا

قطعہ بہ تہنیت تخت نشینی فریدون فر دارا دربان خاقان ابن خاقان نظام الملک آصف جاہ میر محبوب علی خان بہادر شاہ دکن خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

ڈھنگ دیکھو تو دختر زر کے
ناچتی ہے نکلکے شیشے سے

بانگ قلقل ہے گھنگروؤنکی صدا
خفتۂ خاک کیون نہ جاگ اٹھے

ناچتے ناچتے جو بڑھ کے ہٹی
فتنے پس پس گئے قیامت کے

ہر قدم پر کمر لچکتی ہے
بال ہین پنڈلیونپہ زلفون کے

یہ اگر کوئی شعر گا کے بتائے
زندہ مرجائے مردہ جی اٹھے

جنبش موج می ہر شوخی حسن
کیا پھڑکتی ہے چلبلے پن سے

کیون اڑائی ہے اسنے طرز ایسی
اے لبِ جام کچھ جواب تو دے

تیری باچھین بھی کھلگئین اتنو
ناچتا ہے خوشی سے ہنس ہنسکے

مسکراکر جو مین نے یہ پوچھا
قہقہا مار کر کہا سب مجھے

کیون ہے تو لنگسگو رمین جویا
حیدرآباد جاکے دیکھ بھی لے

مسند آرا ہوئے ہین آصف جاہ
ماہ و خورشید جنکے ہین سکے

جلوہ فرما ہوے نظام الملک | تخت شاہی کے بخت اب چمکے
آج فرزند افضل الدولہ | پدر وجد کی جاے پر بیٹھے
پائینگے لذت سلیمانی | دیگی بلقیس سلطنت بوسی
خاتم عدل زینت کف ہے | جن پری دیو سب مطیع ہوئے
ہدہد شہرت اڑہ کے جا پہنچا | قاف مین جابجا ہوے چرچے
ابن داؤد کا خیال آیا | سارے عفریت تہرتہرانے لگے
جان و دل سے ہوے غلام حضور | ہین پرستان مین جتنی باشندی
ہم بہی وان جا کے یک گوشے مین | فکر سال جلوس مین تہے کہڑے

کہا پریون نے جہانک کر مائل
وہ سلیمان سریر پر بیٹھے
۱۳۰۱ھ

قطعہ تبقریب جشن سالگرہ اعلیٰ حضرت قدر قدرت شاہ دکن خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

ہے سالگرہ شہ کی کیون جشن نہو ہر جا | شہ غیرت خاقان ہے شہ رشک وہ دارا
یان آکے تماشے کو کہتی ہے یہ روح جم | مین نے تو کبہی آ کا دیکہا نہین جشن ایسا
اے خضر کہان ہے تو آرام کے دن آئے | ہے وقت ضعیفی کا جنگل مین پہرگا کیا
یان عمر کے رشتے مین گہر اپنا بنا آکر | کچھ لطف نہین معلوم کیا گوشہ نشینی کا

سن بات یہ مائل کی ہان بہیس بدل جاری
ہے عیسوی سن اسمین اب خضر گرہ بنجا
۱۸۸۴ع

ایضاً

گرہ کا اگن کی سہے جشن ہر جا جو افضل الدولہ کے ولد مین
نبی کے پیارے علیؑ کے محبوب و زبدۂ حضرت محمد مین

لکھی یہ تاریخ ہمنے مائل حیات کے رشتہ مین جو دی گانٹھ

گرہ گرہ مین ابد ازل ہین گرہ گرہ مین ازل ابد ہین ۶
یہ سن کے ہم سے صلے کے بدلے بگڑ کے کہتا ہو دل ہمارا ۱۳۰۱ھ

کہو کہ ہر دو بیان ہے تمہارا زیادہ گنتی مین کیون عدد مین
سوال معقول ہے یہ اسکا جواب معقول تر ہے جسکا

عدد جو انیس ۱۹ بڑھ گئے ہین نہ بے سبب ہین نہ بے سند ہین
ذرا ٹھہر جا ذرا سنبھل جا ذرا تو تھم جا ذرا تو دم کہا

بتائے دیتا ہون رشک سے اب جلین گے جو بانیِ حسد ہین
عدد جو انیس ۱۹ بڑھ گئے ہین بڑا ہے اک بھید اسمین پنہان

ابھی تو ہے عمر بادشہ کی جو باغ شاہی مین سرو قد ہین
اٹھا ہے غل مرحبا کا ہر سو دعا کو اب ہاتھ اوٹھاؤ مائل

خضر سے کہدو بلائین لیلے کہ خط سے سر سبز شہ کے خد ہین

قطعہ تاریخ میلاد فرزند ارجمند شجاعت مآب جناب کپتان احمد بن عبداللہ صاحب برادر عماد نواز جنگ بہادر

کپتان احمد عبداللہ کو حق نے دیا فرزند رشید — انکے عزیزونکو ہو مبارک ایسی بشارت ایسی نوید
فرمایش تاریخ کی سب نے مجھسے خالد رکھکر نام جو کی — مائل ہمنے لکھکر بھیجا ثانی خالد ابن ولید ۱۲۹۶ھ

قطعہ تاریخ کدخدائی محمد حمید الدین صاحب حامد طولعمرہ

ہوا ہے آج شادی کی خوشی سے کسکا منہ روشن — الٰہی کسکے آگے روشنی ہے ماند سورج کی

کہا مائل نے جب حامد دلہا بنکر دلہن لایا
قیامت تک رہے باقی یہ جوڑی چاند سورج کی [illegible]

قطعہ تاریخ انتقال پُرملال سخن سنج یگانہ اُستاد زمانہ رشک فردوسی وانوری استادی حضرت محمد سرفراز علی وصفی ہمشیرہ زادہ حضرت غلام امام شہید نور اللہ مرقدہ

ناگہان ایسی خبر آئی کہ دل چاک ہوا
شعرا رونے لگے ہاتھ کلیجے پہ دہرے

پرالم سانحہ ایسا کہ لہو روئے جہان
جان گزا واقعہ ایسا کہ ہر اک آہ بھرے

شور ہے خلد گئے وصفی اعجاز بیان
کل جو حضرت سے ملا تھا کبھی باور نہ کرے

پنجشنبے کو کچہری مین تھی جلوہ افروز
کام سرکاری کیا سامنے کاغذ تھے دہرے

جمعہ کے روز مکانمین رہے اچھے خاصے
ہلکے سے درد نے سینے مین قدم شکو دہرے

رہتا اُستہا تھا حکیم ایک وہان یونانی
اپنا دکھ اوس سے کہا تا کوئی تدبیر کرے

اوسنے مسہل جو دیا شنبہ کو حضرت نے لیا
رفع حاجت کو گئے پانون کہڑا اونہ دہرے

ہوکے فارغ جو لگے آنے تو لغزش سی ہوئی
دفعتاً آپ گرے۔ گرتے ہی سب لوگ ڈرے

صحن مین جا کے اٹھا لائے عزیز و خدام
سارے بیہوشی کے آثار تھے حضرت مین بھرے

گھر مین کہرام مچا۔ گھر مین سے اک شخص گیا
ڈاکٹر کو وہ بلا لایا کہ تا چارہ کرے

اسنے تشخیص جو کی نبض نہ تھی سانس نہ تھی
ملکے ہاتھونکو کہا۔ ہائے یہ سکتے سے مرے

ڈاکٹر سے جو سُنا یہ تو قیامت آئی
کیون نہ ہر خویش و عزیز آہ جگر چاک کرے

ہائے سلطانِ سخن ملک سخن مین نہ رہا
اسقدر ظلم۔ یہ بیداد۔ ارے چرخ ارے

ہائے استاد زمانہ ہی زمانے مین نہین
لوگ سو منہ پیٹتے ہین اشک ہین آنکھونمین بھرے

کہتے مین اہل سخن سر کو پٹک کر مائل
ہائے اللہ اچانک جگت استاد مرے
۱۲۹۵ھ

قطعہ [illegible] و رباعی بفصلی

بے لطف شدہ سخن ز مرگ استاد
گوئی بہ دکن انوری و سعدی مرد

مائل ہمہ گریند و ہمین می گویند
استاد جہان سحر بیان وصفی مرد
۱۲۸۶

قطعہ تاریخ انتقال پر ملال حضرت فاطمہ بیگم صاحبہ والدۂ ماجدۂ مصنف

ہاے گھر سے تار کیسا آیا بڑا
مرگئین امان ہماری مشفقہ

ماہ غم کی شب جو آئی سولہوین
تین بجتے ہی ہوا یہ سانحہ

اتقا مین دین مین ایمان مین
کاملہ تھین کاملہ تھین کاملہ

کام کیا تھا یاد اللہ و رسول
عابدہ تھین زاہدہ تھین صالحہ

اٹھکے دنیا سے گئین فردوس کو
فاطمہ پہنچی ہین نزد فاطمہ

سال رحلت کی ہوئی مائل جو فکر
دل پہ غم کا چھا گیا ابر سیہ

چیخ اٹھا یون کلیجا تھام کر

اوہ - ہے ہے - وا دریغا والدہ

قطعہ تاریخ وفات مصیبت آیات محمد عزیز الدین عرف عزیز میان نبستی برادر مدرس مدرسہ پرکال المتخلص بہ عاشق

رہا ہوتا نہین انسان کوئی موت کے مونہہ سے
کرڑورون سیر جنت کرتے ہین اللہ کے بندے

کوئی پوچھے ذرا کیون موت آتی ہی جوانونکو
مٹاتا ہی فلک کیون کھینچکر اسطرح کے نقشے

یہ ظالم ہے ستم پیشہ ہے قاتل ہی جفا جو ہی
کسیکی جان کھینچی ہی نہ دینگے ہتکھنڈے اسکے

عزیز الدین عاشق کو بھی مارا نوجوانی مین
کہون کیا آسمان کو اور مین اس سے خدا سمجھے

ہوا شوال کی چوتھی کو ہے ہے سانحہ ایسا
قیامت آئی بدہ کے دن دلونکی اڑ گئی ٹکڑے

مچا کہرام گھر مین خون آنکھون سے ہوا جاری
کلیجے توڑتے تھے نالے احباب و اقارب کے

سنا اہل عزا سے جبکہ ذکر مغفرت مائل
کہا مینے عزیز الدین کو بھی اللہ میان بخشے

قطعہ تاریخ انتقال پر ملال حضرت مولوی محمد تقی حسین صاحب مغفرت مرحوم و مغفور والد ماجد جناب رآفت و جناب واصل

مائل سنی یہ ہمنے خبر کیسی دردناک
نکلی بدن سے جان محمد تقی حسین

یارب پاک رافت و واصل کو صبر دے
حضرت کے زیر پا تھی رہ زہد و اتقا
زاہد تھے مولوی تھے سخندان تھے خوش بیان
کس کس طرح سے ذکر خدا کے مزے لئے
دنیا مین تھے تو اور ہی کچھ اونکی شان تھی
دنیا کا گھر چھٹا تو یہ حاصل ہوا عروج
خلد برین کی اونکو مبارک ہون نعمتین

دونون یہ ہین نشان محمد تقی حسین
تھا اور ہی جہان محمد تقی حسین
ہے خلق رتبہ دان محمد تقی حسین
جب تک چلی زبان محمد تقی حسین
اب بڑھ گئی ہے شان محمد تقی حسین
ہے عرش سائبان محمد تقی حسین
حورین ہین میزبان محمد تقی حسین

کی فکر سال مرگ تو ہاتف نے دی صدا
جنت ہوئی مکان محمد تقی حسین
۱۳۱۵ھ

قطعہ تاریخ طبع تحفۂ دکن من تصنیف خاکپائی سخنوران فاضل احمد حسین مائل فاروقی ابو العلائی آغائی مصنف تحفہ

ہے مرے دیوان کا ہر ایک شعر
اسکے مضامین کی ہین شوخیان
جان ہے عاشق کی یہ صوفی کی روح
رنگ جو رندانہ ہے کیا شوخ ہے
بندش پاکیزہ عجب چیز ہے
باعث تحسین لب احباب پر

نور نظر نور بصر نور عین
دل کا مزا دلکی خوشی دل کا چین
اسکو نہ دیکھین تو کرین دونون بین
رشک بہار شفق مشرقین
شاہد معنی کے لئے زیب و زین
حق مین عدو کے سبب شور و شین

مین نے یہ فصلی مین لکھا سال طبع
نظم پسندیدۂ احمد حسین
۱۳۰۱ف

رباعیات

رباعی

ہر ہر میں اُسی کی ذات کا ہے جلوا — وہ تجھسے ملا ہوا ہے پھر تجھسے جدا
آئینہ کو دیکھ شخص کو عکس کو دیکھ — باہر بھی خدا ہی دل کے اندر بھی خدا

رباعی

ہے آس محمدؐ کی بھروسا تیرا — پھر کیوں نہ ہو مطمئن یہ بندا تیرا
دوزخ سے ڈرایا بھی تو جنت دیکے — کیا کیا احسان ہے خدایا تیرا

رباعی

یہ مجھسے نہ پوچھ تونے کیا کیا دیکھا — یارب جو کچھ نظر نے دیکھا دیکھا
خود ہی کو ٹٹولنے کی نوبت آئی — اچھا میں نے ترا تماشا دیکھا

رباعی

میں سر پہ گناہوں کا لئے بار آیا — میں حشر میں پیکے مست و سرشار آیا
دیکھا جو مجھے جھومتے اور آگ لگی — دوزخ یہ پکارا وہ گنہگار آیا

رباعی

میں اپنے کفن کا سینے والا نکلا — ہر سانس میں مر کے جینے والا نکلا
مائل کیا ہوش کی بھی باتیں ہیں یہ — صوفی سمجھا تو پینے والا نکلا

رباعی

یارب مرے دل میں ہی اُجالا تیرا — آئینہ کی ہے بغل میں جلوا تیرا
مائل کیوں آپ موتہہ نہ دیکھے اپنا — یاں بھی تو چمک رہا ہی چہرا تیرا

رباعی

مین حشر مین بے یار و مددگار آیا
خود سر پہ گناہونکا لئے بار آیا
دیکھا جو مجھے دور سے یک شور مچی
رحمت یہ پکاری وہ گنہگار آیا

رباعی

رستے ہی مین خاتمہ ہوا مائل کا
بن ٹھنکے یہ چلنا ہی غضب قاتل کا
دل زلف مین ہی ہوا سی ہلتی ہی زلف
اللہ نگہبان ہمارے دل کا

رباعی

کچھ اور مزا وقت تماشا آیا
جب دور سے نظرونکا بلاوا آیا
تڑپا پہلو مین دل یہ تڑپ کر یہ کہا
ٹھہرو ٹھہرو حضور آیا آیا

رباعی

گر شوق ہی کشمکش سے چھٹ جانیکا
کر عزم تو صاف دل کے گھر آنیکا
پڑ جاتا ہے جو بال کہ آئینے مین
کہتا تا نہین جبتکا وہ کبھی شانے کا

رباعی

رستے مین جو وہ میرے مقابل آیا
خندہ اوسے گریہ مجھے مائل آیا
غم مجھکو کہ ہائے دل گیا پہلو سے
اوسکو یہ خوشی زلف مین یکدل آیا

رباعی

کیا جوتشیونکی جد و کد سے ہوگا
کیا اختر ہای نیک و بد سے ہوگا
یارب یہ کیا ہین اور کیا انکی مدد
جو کچھ ہوگا تیری مدد سے ہوگا

رباعی

آفت کی وہ شب وہ بند و بستِ احمد
بستر پہ وہ یار حق پرستِ احمد
پڑھ آیۂ مارمیت قرآن لیکر
مائل دستِ خدا ہے دستِ احمد

رباعی

گرد فانوس شمع قبر حیدر
گر پڑتے ہین ٹوٹکر جو پروانوکے پر
یک رات مین حاصل یہ شرف ہوتا ہے
اڑ جاتے ہین صبحکو فرشتے بنکر

رباعی

شرمائے نہ کیون جھوٹ سے ہر فرد بشر
افسوس زبان سے ہے کاغذ بہتر
مائل جب معتبر نوشتہ ٹھہرا
کس کام کی پھر زبان تُف ہے اسپر

رباعی

دنیا مین ہین کیسے کیسے عالم فاضل
ان سب کے مقابلہ مین ہون مین جاہل
دعوای سخن ہے شاعرانہ یک بات
مین ہیچ ہون مین ہیچمدان ہون مائل

رباعی

زائر جو غم شاہ کیا کرتے ہین
پھر ہند سے عزم کربلا کرتے ہین
انکی حرکت امام کے در تک ہے
تسبیح کے دانے ہین پھرا کرتے ہین

رباعی

اشک آئے غم شہ سے جو چشم تر مین
دل جلنے لگا تڑپ تڑپکر بر مین
مائل یہ ماجرا نہ دیکھا نہ سنا
پانی سے لگی آگ خدا کے گھر مین

رباعی

کچھہ لطف سخن وقت ملاقات نہین
لب پر تعریف دل پہ گر ہات نہین
یک واہ کرے تو دوسرا آہ کرے
جسمین نہ اثر ہو وہ مری بات نہین

رباعی

کہتے ہین کہ رونق جمالی ہون مین
شہرہ ہے کہ جلوۂ جلالی ہون مین
جو نام پسند آئے پکارو مجھکو
کچھہ بھی نہین تصویر خیالی ہون مین

رباعی

کس بات مین مگر کس مین تزویر نہین
پھر میری زبان قابل تعذیر نہین
دل مین جیسی تہی مونہہ سے ویسی نکلی
دل ہی بدہی زبان کی تقصیر نہین

رباعی

اللہ یہ مہمل کوئی تقریر نہین
جان ہو کہ بدن قابلِ تعذیر نہین
جیسی تقدیر تہی کئے ویسے کام
قسمت بدہی ہماری تقصیر نہین

رباعی

دل ہی مرا صاف اور ہی پاک نگاہ
اپنا سا نہ کینہ باز سمجھے بدخواہ
کینہ اور اوسکا گہر ہو مرا سینہ
لاحول ولا قوت الا باللہ

رباعی قطعہ

رونق فزای محفل ارض وسما علی رض
مانند روح قالب مین جلوہ نما علی رض
اعجاز ہو خلیل کا گل ہو تمام آگ
دوزخ مین بہی جو کوڈہونڈہون کہکیا علی رض

رباعی

مشکل کشائی خلق خدا کا ولی علی رض
لوح طلسم راز خفی وجلی علی رض
مائل نزع کی جو آمد ورفت نفس پہ غور
آواز صاف صاف یہ آئی علی رض علی رض

رباعی

حلال مشکلات خدا کا ولی علی رض
پردہ کشای سر خفی وجلی علی رض
مائل اجل جو آئے تو ہو خاتمہ بخیر
دلمین خدا خدا ہو زبان پر علی رض علی رض

رباعی

خورشید وقمر مین یہ تجلی کیسی
کیا چیز ہے روشنی ید بیضا کی
لو نور فشان ہین مختلف شکلونمین
یک داغ تو لامی حسین ابن علی رض

رباعی

مائل جو غم شاه مین تر آنکهه هوئی
عارض په چمکنے لگی اشکونکی لڑی
کیونکر نه پڑهے درود هر مردم چشم
تسبیح محرم مین ملی موتی کی

رباعی

غفلت کے تخم بونے والے اُٹهے
اوقات عزیز کهونیوالے اُٹهے
چمکا جو ترا نور تو آنکهین کهولین
سورج نکلا تو سونے والے اُٹهے

رباعی

هر قول برا فعل بُرا میرا هے
دنیا سے عملنامه جدا میرا هے
بخشے که نه بخشے تری مرضی مولا
بنده ترا مین هون تو خدا میرا هے

رباعی

ثابت هی تن مین بادشاهی دل کی
بر کی تری نخوت نے تباهی دلکی
زاهد یه غرور داغ پیشانی پر
مونهه پر نکل آئی هی سیاهی دلکی

رباعی

مانا واعظ بڑا هی علامه هے
محشر کا زبان په اوسکی هنگامه هی
کیونکر نه ملے نجات سب کو مائل
قسمت کے مطابق تو عملنامه هے

رباعی

الله متاع زندگانی ملجائے
پهر عهد شباب کی نشانی ملجائے
تهی آس بڑهاپے مین تری ملنے کی
جب تو نه ملا تو پهر جوانی ملجائے

رباعی

مائل ترا کیا حال هی کیا عالم هے
کس دهیان مین بند دیدهٔ پرنم هی
تو اور مراقبه خدا کا لے نام
بار عصیان سے تیری گردن خم هے

رباعی

اسلاف کی عزت کو ڈبوتے ہی رہے
جو علم و ہنر تھا اوسے کھوتے ہی رہے
کفار تو جاگ کر ہین مصروف بکار
ہم ایسے مسلمان ہین سوتے ہی رہے

رباعی

افزون جو شباب دمبدم ہوتا ہے
گھٹتی ہے عمر کیا ستم ہوتا ہے
ہے مثل چراغ زندگانی مائل
بتی جلتی ہے تیل کم ہوتا ہے

رباعی

مشکل ہی ججی نہ منصفی مشکل ہے
حکمت مشکل نہ شاعری مشکل ہے
مائل ہر کام سہل ہے دنیا کا
مشکل پھر کیا ہے دوستی مشکل ہے

رباعی

ہمراہ عدم سے اضطراب آیا ہے
میرے لئے دنیا مین عذاب آیا ہے
طفلی مین پڑی تہی دونون ہاتہون پر بار
اب دل کی ہی باری کہ شباب آیا ہے

رباعی

زندان سے نکلکے شادمانی دیکھی
یوسف نے بہار زندگانی دیکھی
تہی آنکہہ بہی کیا آنکہہ نہ کنعان کی
دوبار زلیخا کی جوانی دیکھی

رباعی

مشہور کسی کی عاشقی ہوتی ہے
جو بات کہ ہونی ہے وہی ہوتی ہے
مائل یہ ممانعت وہان جانے کی
سنئے قبلہ لگی بری ہوتی ہے

رباعی

پیری مین شباب کی نشانی نہ ملی
افسوس متاع زندگانی نہ ملی
جو کچہہ کہویا تہا ڈہونڈہ کر پہر پایا
ہر چیز ملی مگر جوانی نہ ملی

رباعی

ہے عرش بھی یک فرش قدم کا تیرے
تقدیر نوشتہ ہی قلم کا تیرے
رحمت کے بقیئے سے بنا ہی دوزخ
اللہ رے شعبدہ کرم کا تیرے

رباعی

بیدل نہ مجھے روز شمار آنے دے
مرکب پہ لئے گنہ کا بار آنے دے
مین گہر سے لحد تک بہی گیا ہوں سوار
محشر مین بہی تو مجھکو سوار آنے دی

رباعی

اقرار تونگر کو گدائی کا ہے
دعوی افلاس و بینوائی کا ہے
ہر بات مین ہی فروتنی کا اظہار
یہ بھی انداز خودستائی کا ہے

رباعی

نقشہ لیل و نہار کا کھینچا ہے
موسم کا خط جدا جدا کھینچا ہے
سورج نقطہ زمین کی گردش پرکار
یہ دائرہ فلسفی نے کیا کھینچا ہے

رباعی

ہی سوئی فلک نظر تماشا کیا ہے
انصاف کرو دونوں مین کون اچھا ہی
آنگن مین نکلکے چاند کیا دیکھتے ہو
خود چاند تمہین دیکھنے کو نکلا ہی

رباعی

توحید کا مخمور کہین رکتا ہے
جو نشہ مین ہے چور کہین رکتا ہی
سولی پہ بہی آواز رہی مردانہ
حق بات سے منصور کہین رکتا ہی

رباعی

بے نام ہی بے نشان ہی ذات باری
برزخ سے کئے نور کے دریا جاری
یک حرف ہی مجموعۂ اسما و صفات
میم احمد مین ہے خدائی ساری

رباعی

بس بس چپ چپ یہ لنترانی کیا ہے
کیا کچھ اندھا مجھے بہی تو سمجھا ہے
کسنے ڈالا حجاب تیرے سونہہ پر
خود جوش ظہور ہی ترا پردا ہے

سلام

دکھائین خواب مین صورت ابوتراب مجھے
اندھیری رات مین ملجائے آفتاب مجھے

دکھانیوالے ہین جلوا ابوتراب مجھے
بنانیوالے ہین نورِ نبیؐ سے آفتاب مجھے

کہا زمین نے گھوڑے سے جب حسینؑ گرے
ملا ہی دہوپ مین فردوس کا گلاب مجھے

پھوپھی سے کہنے لگے چاند دیکھ کر اکبر
ہلال مین نظر آتا ہے آفتاب مجھے

حسینؑ کا وزن مین سے زمین سنبھل نسکے
تیری جدائی مین اتنا ہوا اضطراب مجھے

فلک کی مونہہ پہ ہین انجم تو میری مونہہ پہ اشک
ملے ستارون سے گوہر خوش آب مجھے

کہا یہ حرؑ نے جو پہنچا حسینؑ کے نزدیک
عذاب سے نکل آیا ملا ثواب مجھے

یہ نوحہ گر غم شبیر مین - وہ چاک جگر
عزیز کیون نہ ہو بلبل مجھے گلاب مجھے

علیؑ جو کعبہ مین پیدا ہوئے نبیؐ نے کہا
ملے خدا ہی کے گھر مین ابوتراب مجھے

وہ روئے اہل قیامت سنا جو حال حسینؑ
دکھائی دینے لگا عرش بہی حباب مجھے

بلا فلک کو جو سورج تو پنجتن مجھکو
مرے خدا نے دئے پانچ آفتاب مجھے

نظر مین کیون نہ رہے مصحفِ رخِ شبیر
ملی نہ آج تک ایسی کوئی کتاب مجھے

مرا طواف کرے دہوپ مہرِ محشر کی
چھپا لیا ترے رحمت کا یون سحاب مجھے

جو روئے اہل عزا - دی صدا یہ دوزخ نے
بجھا رہا ہے بڑے زور سے یہ آب مجھے

ہوئے سیاہیِ رخ سے سفید بال سیاہ
کیا گنہ تو ملا نسخہ خضاب مجھے

غمِ حسینؑ مین تڑپون تو پائے دل آرام
بنائے صورتِ گہوارہ اضطراب مجھے

کہا یہ اسپ یداللہ نے سر مین درد نہ ہو
جو سر پہ لیکے پہرون بحر مین حباب مجھے

غمِ حسینؑ سے محشر کے دن بہی غش مین ہون
چھڑک چھڑک کے اٹھائین اگر گلاب مجھے

یہان تو نام ہے احمد حسین اے مائل
وہان پکار غلامِ ابوتراب مجھے

تجلیو نمین ملے سیکڑون حجاب سے مجھے
دکہاو جلوہ ذاتی ابوتراب سے مجھے

کرے گنہ کی ندامت جو آب آب سے مجھے
برنگِ شبنم اڑا لے خود آفتاب سے مجھے

جو عشق آلِ نبی مین مٹون تو پہیر نہ ملون
چراغ لیکے کبہی ڈہونڈہے جو آفتاب مجھے

کہا حسین نے زخمون سے جبکہ چور ہوئے
خدا نے سر سے قدم تک کیا گلاب سے مجھے

کہان جبین محمدؐ کہان یہ سیارا
دکہائے داغ تو سجدے کا آفتاب سے مجھے

بنو نمین اپنے بچہونے پہ شکو قبلہ نما
غمِ حسین وہ تڑپائے وقتِ خواب سے مجھے

فروغ ریز ہے کثرت مین جلوۂ وحدت
دکہائی دیتا ہے ذرو نمین آفتاب سے مجھے

عدو کے دل مین خلش ہے تو میرے دلمین [illegible]
ملا ہے باغ سے کانٹا اوسی گلاب سے مجھے

یہ پیری کرتی ہے اب کیا سلوک دیکہون تو
گناہگار بنا کر گیا شباب سے مجھے

بڑا مزا ہو فرشتو جو قبر مین حیدرؓ
تمہین سوال بتایا کرین جواب سے مجھے

خدا کے نور سے اصحاب کا ہے مونہہ روشن
نبیؐ کے بعد ملے چار آفتاب سے مجھے

وہ خوش نوا ہون مہک کر مزار مین چہکون
نکیر اٹہائین چہڑک کر اگر گلاب سے مجھے

کرون حسین کو مستانہ سیکڑون سجدے
خدا پلائے کچہ اس رنگ کی شراب سے مجھے

جلا دے آتشِ عشقِ نبی مین اے گردون
پہرا اس آگ پہ تو صورتِ کباب سے مجھے

پڑا جو تیغ پہ گالون کا عکس شہ نے کہا
ہلال مین نظر آئے دو آفتاب سے مجھے

جو سر اوٹہائے تکبر سے ہو نظر مین سبک
یہی تو نکتہ بتاتا ہے ہر حباب سے مجھے

علیؓ سے کعبہ یہ کہتا ہے تیرا مولد ہون
خدا کا گہر نہ سمجہنا ابوتراب سے مجھے

نبیؐ نے لحمک لحمی کہا ہے یا حیدر
دکہا جمال اوٹہا کر ذرا نقاب سے مجھے

غش آئے بہی تو سنبہل جاؤن یا علیؓ کہکر
دکہائے طور کی بجلی جو آب و تاب سے مجھے

مری نگاہ پڑے جسپہ وہ ولی ہو جائے
علیؓ پڑہائین مرے دلکی گر کتاب سے مجھے

قدم صراط پہ رکہتے ہی گم ہوا مائل
اوٹہا کے لیگیا دستِ ابوتراب سے مجھے

عروج نظم دکھا دو بلند بینون کو
ہم آسمان بناتے ہین ان زمینون کو

کھلی جو آنکھ تو سجدہ کیا حسینون کو
وہی دکھائی دیا سب مین پاک بینون کو

بچھڑ رہے کے محرم مین آستینونکو
ڈبو دے بحر مین افلاک کے سفینون کو

بنے ہین تار شعاعی کفن شہیدونکے
ملی ہی روشنی مہر۔ مہ جبینون کو

سبق علیؑ سے پڑھین آدمی فرشتے جن
صلای عام ہے خرمن کی خوشہ چینون کو

پڑھا درود انھین دیکھتے ہی اکبر پر
خدا جہان مین سلامت رکھے حسینون کو

سنبھالین ارض و سما حاملان ارض و سما
چڑھا رہے ہین ید اللہ آستینون کو

خدا کا گھر تو کعبہ وہ لامکان ٹھہرا
قریب کا نہین کیا علم دور بینون کو

گدا کو دیکھکے وہ تر شرو بخیل ہوا
بنالیا خط قسمت جبین کی چینون کو

غم حسینؑ مین عالم کے جل رہے ہین دل
بلا کی آگ لگی ہے ان آبگینون کو

خودی کو چھوڑ کے جب ہو گئے خدا مین فنا
مکان کی طرح ملا۔ لامکان۔ مکینون کو

ابھی نہ جام ری مجلس سے اے غم عاشور
ابھی تو رو کے بھگونے دے آستینون کو

ہوئے شہید اوسے سجدہ کر کے سب غازی
تڑپ تڑپ کے رکھا خاک پر جبینون کو

تنگ سے لیتے ہین اکبر سلام جو روکا
عجب دماغ عجب دل ملا حسینون کو

وہ ہاتھ ہاتھ جو آنکھو نپہ آستین رکھ لی
وہ آنکھ آنکھ کرے تر جو آستینون کو

سلام و مرثیہ سننے کو آرہے ہین ملک
اتارتا ہون زمین پر فلک نشینون کو

وہی تو حرف ہوئے دلنشین جو دلمین چھپے
نمود نام نے زخمی کیا نگینون کو

برنگ دانۂ تسبیح دل ہین یارون کے
ملایا رشتۂ الفت نے ہمنشینون کو

کہان ہین ای ملک الموت تیری لاکھون ہاتھ
سقر مین پھینکدی چن چنکے سب لعینون کو

ہمارا دل بھی اب آنکھو نکی طرح روتا ہے
کیا ہے ماہ محرم نے ایک تینون کو

ابوتراب جہنم کو خاک سے بھر دین
انگوٹھا رکھکے اگر داب دین زمینون کو

کٹینگے تیغ قلم سے گلے غریبون کے
خدا کہین بہی حکومت نہ دے کمینون کو

جو آہ کی دم گریہ دل و جگر سے نکلے
یہ کربلا کی ہوا سے چلی سفینون کو

وہان مسیح اگر ہین یہان ہین احمدؐ پاک
سلام جہک کے کرین آسمان زمینون کو

نبیؐ علیؑ کی ہے تعریف اور خدا کا منہ
جڑا ہے کیسی انگوٹھی پہ کن نگینون کو

وہین مزار بنین دوستو نکے ای مائل
لگا گئے آنکہ سے فردوس جن زمینونکو

سخن کا نور دکہا دون جو پاک سینون کو
یک آفتاب بنا دون مین اِن زمینون کو

جو دیکھتے ہین یہ ہنستے ہوئے حسینون کو
تجلیان نظر آتی ہین پاک سینون کو

اگر چڑہا لین ید اللہ آستینون کو
اُٹھا کے پھینکدین افلاک پر زمینون کو

لباس مین بہی علامت غمِ حسین کی ہے
ہمارے دل کا ملا چاک آستینون کو

دو شمعین عرش کی آئین نظر مع فانوس
جو ہاتہہ کٹ گئے گرے لیکے آستینون کو

کسی کی حد سے زیادہ نہ کیجیے تعریف
بڑہا نہ دیجیے ہاتھون سے آستینون کو

خلافِ وضع نہ سینون گا آخری پوشاک
لگا دو میرے کفن مین دو آستینون کو

بصورت کف قدرت علیؑ ہوئے پیدا
جو ذو الجلال نے اُٹھایا آستینون کو

زمین پہ کیون نجف و کربلا رہین یارب
نکال لے تو انگوٹھی سے ان نگینون کو

وہ کیسے ہاتہہ تھے ای چرخ جنسے قتل کیا
بہادرون کو حسینون کو مہ جبینون کو

جلائین سات جہنم جو باری باری سے
کہونگا پہر بہی سزا کم ملی لعینون کو

اُلٹ پلٹ ہو جہان غصہ گر علیؑ کو آئے
بنا دین چتر سر آسمان زمینون کو

خدا کی راہ مین جب چال بیخودانہ چلے
قدم نے چوم لیا لامکانکی زمینون کو

خدا دکہین چھپا آئینون مین تصویرین
یہ اپنا پردہ سمجھتے ہین آبگینون کو

سفید بال جو دو چار بہی نکل آئے
بڑا ہی داغ لگا اور ہمنشینون کو

قطعہ

اٹھا یہ شور جو عباس کو جلال آیا
بنا ہے زین پہ چہریان جبین کی چینون کو

وہ دل کہاں ہین کہ جنسے فلک کی سیر کرین
نگاہین ڈھونڈھتی ہین ایسی دوربینون کو

مدینہ ہو کہ نجف کربلا ہو یا بغداد
رکھین نہ پانو یہ دو حکم پاک بینون کو

غضب تو یہ ہے کہ آنکھون سے چل نہین سکتے
فلک پہ جائین ملک لیکے ان زمینون کو

کسی کا طور پہ غوغا کسی کی عرش پہ دہوم
کہان کہان وہ بلاتا ہے پاک بینون کو

ستارے تھے شہدا آسمانِ وحدت کے
زمین کہا گئی کیسے فلک نشینون کو

چھڑے جو بحث تو غصہ دلون سے دور رہے
بچاؤ آگ کے شعلون سے آبگینون کو

ہمارے دانت گرانے کو آئی ہے پیری
جدا کرے گی یہ برسون کے ہمنشینون کو

ابو تراب علیؓ ہین علیؓ ادب سے جھکین
کہو کہ سجدہ کرین آسمان زمینون کو

دلونکو صاف رکھو دوستونکو اے مائل
تم اپنے ہاتھ سے پونچھو ان آبگینونکو

درمیان عبد و رب کیا رہ گیا
ایک ہی غفلت کا پردا رہگیا

تشنہ احمدؐ کا نواسا رہگیا
بچہ بچہ جسکا پیاسا رہگیا

بارک اللہ قربِ معراج نبیؐ
پیش اسے اعلیٰ فرق ادنیٰ رہگیا

اقربا احباب گھر اسباب زر
ایک دم نکلا تو کیا کیا رہگیا

اسقدر روئے غمِ عباس مین
سامنے چشمون کے دریا رہگیا

سب بلائین کربلا کی مٹ گئین
ایک شور واحسیناؑ رہگیا

رنج دنیا لطفِ صحبت خوفِ مرگ
کیا ملا کیا گم ہوا کیا رہگیا

شہ نے الٹی آستین جب پیش فوج
ہو کے عالم زیر و بالا رہگیا

احمدِ مرسل احد سے یون ملے
میم کا دونون مین پردا رہگیا

تھی عداوت شاہ کی دعوت نہ تھی
ہائے ہر مہمان پیاسا رہگیا

روتے روتے کون سویا خاک پر
ہلتے ہلتے کس کا جھولا رہگیا

دیکھیئے کثرت مین وحدت دیکھیئے
لاکھہ مین شبیر اکیلا رہگیا

کسکو مین احمد کہون کسکو احد
لامکان مین جیب کے سایا رہگیا

کیسی بیرحمی سے تلوارین چلین
جب شہ بیکس اکیلا رہگیا

قتل کے ڈھیلے بوریا تختے کفن
بعد مُردن بھی بکھیڑا رہگیا

رعب شہ سے ابن سعد آیا نہ پاس
نور سے کچھہ دور سایا رہگیا

چھا گیا رگ رگ پہ راز لاشریک
جب امام اپنا اکیلا رہگیا

تشنہ کامی - بینوائی بیکسی
شہ کے ساتھہ انکا بھی چرچا رہگیا

روز بخشش پوچھہ لینا یا حسینؑ
کس جگہہ مائل ہمارا رہگیا

گنہ پکارے یہ خجلت سے مونہہ چھپا کے چلے
کفن پہنکے جو ہم روبرو خدا کے چلے

جو لیکے درس فنا سامنے خدا کے چلے
خودی کو حرف غلط کیطرح مٹا کے چلے

عجب نہین کہ ہو گردن سے گفتگو پیدا
حسین راہ خدا مین تو سر کٹا کے چلے

کئے جو ہمنے شہیدونکے غم مین کچھہ نالے
وہ بوئے گل کیطرح دوش پر ہوا کے چلے

لیا ہے کام کفن کا لہو کی چادر سے
سنئے حجاب سے وہ سامنے خدا کے چلے

بچاؤ اپنے پرونکو چلو ہٹو جبریلؑ
حسینؑ کھینچکے تیغ - آستین چڑہا کے چلے

کٹے جو ہاتھہ تو عباسؑ نے یہ فرمایا
دو بند کھولکے ہم عنصری قبا کے چلے

جو دے ہوا اوسکا بھلا جو نہ دے ہو اوسکا بھلا
تیرے فقیر یہی یک صدا سنا کے چلے

کہا حسینؑ نے اکبر سے ہٹ گیا مرا دل
چھدا ہوا جو کلیجا مجھے دکھا کے چلے

رہ خدا مین شہیدونکی دیکھیئے رفتار
جو دو قدم بھی چلے اپنا سر کٹا کے چلے

نجات اونہین کو ملی یا حسینؑ محشر مین
جو زیر سایہ ترے دامن قبا کے چلے

نہ پہنچے غرور سے جنکے ہنر کو اوج ہوا
وہ ماہِ نو کیطرح اپنا سر جھکا کے چلے

ہوا ی رعب یداللہ ہوا مین گر ملجائے
تو سانس خلق کے سینو مین لڑکھڑا کے چلے

تمہارے سر پہ ہوای درد و غم حسینؑ کا ہاتھ
جزا تمہین بھی ملے تم ہمین رُلا کے چلے

وہ بابِ علم نے عالم مین مدرسہ کھولا
کہ جبرئیلؑ بھی آکر سبق سنا کے چلے

ہوا پسند نہ آئی جو باغِ عالم کی
کلی کیطرح سے اصغر بھی مُسکرا کے چلے

حرم مین حشر بپا تھا حسینؑ کے اطراف
گلے سے اپنے سکینہ کو جب لگا کے چلے

وہی صدا ہے جو دستِ کرم کو جنبش دے
وہی گدا ہے جو دکھ درد کچھ سنا کے چلے

سبک روان عدم کیون گران ہوئے اتنے
کہ چار آدمی بوجھ ایک کا اٹھا کے چلے

حسینؑ کے رفقا سب ہمین نور کے پتلے
خدا کی شان فرشتے زمین پہ آ کے چلے

عدو تو کیا ملک الموت کی بھی پھڑکے لاش
جو ذوالفقار یداللہ سر جھکا کے چلے

حسینؑ ہی کا لعابِ دہن ملا اون کو
خضر خیال مین جب چشمۂ بقا کو چلے

ولی وہی ہے علیؑ سے ہے واسطہ جسکو
ہے راہرو وہی پیچھے جو رہنما کے چلے

ادب نے روکدیا کچھ بھی عرض کر سکا
حضور دل کے بھر ارمان لب تک آ کے چلے

فلک کی سیر دکھائی ہے خاکساری نے
غبار بنکے اُڑے ہے دوش پر ہوا کے چلے

علیؑ کا زور جو دیکھا فلک نے وجد کیا
جو ایک ہاتھ سے خیبر کا در اٹھا کے چلے

بنا دیا مرے مولا نے تا ابد مجذوب
ازل کے دن جو نظر سے نظر ملا کے چلے

گلے پہ لوٹ ہے اصغر کے طرزِ مہمانی
جو تین دن کے تھے پیاسے وہ تیر کھا کے چلے

قدم قدم پہ رہ کربلا مین تڑپایا
بغل مین گو دلِ مضطر کو ہم دبا کے چلے

غرور زیست پہ کیون یہ نمود ہے بے بود
مٹے حباب کی صورت جو سر اٹھا کے چلے

غمِ حسینؑ مین یون آہ کر کہ دل اُڑ جائے
ابھی مکانِ خدا دوش پر ہوا کے چلے

وہ زخم زخم ہے جو تیغ سے علیؑ کی لگے
وہ تیغ تیغ ہے جو ہاتھ سے خدا کے چلے

وہ آئے بنکے قیامت مین خون بہا حسین — جو کوہ طور پہ موسیٰ کے ہوش اڑا کے چلے

اوٹھا کے ہاتھ پکارا خدا کو بندون نے — نماز ختم ہوئی قافلے دعا کے چلے

اذان ہو کعبہ کی یا دیر کا وہ باجا ہو — غم حسین کی دونون صدا سنا کے چلے

خدا کی دید کا پھر سب کو شوق ہی نہ رہا — حسین خواب مین آکر جو مونہہ دکھا کے چلے

بن آئی جان پہ مائل ہماری آہون سے
بجھا چراغ یہ جھونکے اگر ہوا کے چلے

علی کی تیغ آتش نشان کھینچتے ہین — سر مونہہ پہ ہفت آسمان کھینچتے ہین

دل حر شہ انس و جان کھینچتے ہین — مسلمان کو سوے جنان کھینچتے ہین

نہ روئے غم شہ مین چالیس دن بھی — یہ چلہ مشایخ کہان کھینچتے ہین

وہی ہاتھ ہین اسکی بیعت کے قابل — جو دست خدا کی کمان کھینچتے ہین

اٹھین بار زنجیر سے پانو کیونکر — قدم عابد ناتوان کھینچتے ہین

جو تحریر کرتے ہین شہ کا سراپا — قلم لیکے تصویر جان کھینچتے ہین

نہ سیر چمن کی نہ یک پھول توڑا — مجھے کسلئے باغبان کھینچتے ہین

فلک تھا نہ یہ کام عابد کے قابل — ارے اونٹ کو ساربان کھینچتے ہین

سر شہ نہ لیجائین زلفین پکڑ کر — یہ کیون عرش کی ڈوریان کھینچتے ہین

کہا حر سے شبیر نے آگلے مل — تجھے ہاتھ اے میہمان کھینچتے ہین

فرشتو سنبھالو اب ارض و سما کو — کہ آہین امام زمان کھینچتے ہین

عجب جانگزا ہین محرم کے دن بھی — مرے گوشت سے استخوان کھینچتے ہین

ہوا دود دل آسمانون سے اونچا — سر عرش یہ سائبان کھینچتے ہین

بڑھے ہاتھ شہ کے جھکا حر قدم پر — یہ دو تیر چلا کر کمان کھینچتے ہین

کشاکش مین ہون آسمان و زمین کی — دو زور آزما ریسمان کھینچتے ہین

پڑہی جسنے تکبیر جز شہ کے آگے
نکیرین اوسکی زبان کھینچتے ہین

وہ بانگ صلواۃ اور وہ صبح عاشور
سو قبلہ دیگر اذان کھینچتے ہین

سر شاہ نیزے سے یارب اُٹھالے
مسیحا کو سولی پہ یان کھینچتے ہین

فلک ہی پہ بڑہکر لگاتی ہین چوٹین
جو آہین کہ پیر و جوان کھینچتے ہین

جو ہو بے عمل کیون کہین اوسکو عالم
گدہے بہی تو بار گران کھینچتے ہین

شغالو نہین وہ گہر گئے بہو کی پیاسے
جو شیر و نکے مونہہ سے زبان کھینچتے ہین

چلے تیر اعدا پہ قوس قزح سے
فرشتے فلک پر کمان کھینچتے ہین

وہی جو ابہی ہم پہ ڈالین گے مٹی
جنازے پہ کیون سائبان کھینچتے ہین

قطعہ

وہین آئے پہر دن پہر کے شبیر
اذیت بڑی خستہ جان کھینچتے ہین

نکلجائین کسطرح یہ کربلا سے
زمین کی طناب آسمان کھینچتے ہین

جو کہتے ہین رو کر شہیدون کا دکہڑا
وہ تصویر درد نہان کھینچتے ہین

یہان گہر بناتے ہین اک اور مائل
زمین سخن پر نشان کھینچتے ہین

یداللہ جسدم کمان کھینچتے ہین
فرشتو نکی رگ سے جان کھینچتی ہین

سکینہ کی جب بالیان کھینچتے ہین
تو کانو نکو ایذا رسان کھینچتی ہین

دہوان دل سے اُٹھا تو عابد یہ بولے
شہیدو نپہ ہم سائبان کھینچتی ہین

یہ پہل مین نے پایا ہی کچھ پہول چنکر
مجھے باغ سے باغبان کھینچتی ہین

وہ قاسم نے ازرق کے بیٹو نکو پٹکا
پہاڑو نکی یہ چوٹیان کھینچتی ہین

ادہر جائیگا تن اودہر جائیگی روح
مجھے تو زمین آسمان کھینچتی ہین

قطعہ

نواسے احمد نے ہنسکر جو پوچہا
مری زلف کیون میری جان کھینچتی ہین

کہا اکب دوش پاک نبی نے
یہ گیسو نہین ہم عنان کھینچتی ہین

لئے پہرتے ہین یہ حواس آدمی کو
مرا بوجہ دوش کار وان کھینچتی ہین

قطعہ

غمِ شہ مین جھک گئی ازبین تک — یہ چلہ چڑہا کر کمان کھینچتی ہین

علی سے سنو معنیٔ قاب قوسین — یداللہ دونون کمان کھینچتی ہین

شہِ بحر و بر کے جو غم مین ہین گریان — وہ نالے بہی آتش فشان کھینچتی ہین

ہے دل جو اشکون مین۔ دامن سے ڈہانکا — جہاز و نپہ یون بادبان کھینچتی ہین

پئے جنگ عابد اٹھے۔ شہ نے روکا — خضر دستِ عمرِ روان کھینچتی ہین

ہوئے جانے والے عدم کو روانہ — ہم آہین پسِ کاروان کھینچتی ہین

قیامت ہین اصغر کے بہولے اشارے — یہ دلہاے پیر و جوان کھینچتی ہین

کبہی ذکرِ دنیا کبہی فکرِ عقبےٰ — شکنجے مین دونون جہان کھینچتی ہین

جو ڈوبا تہا سورج وہ یہ کہکے نکلا — یداللہ کہان سے کہان کھینچتی ہین

سکینہ بہی پیاسی ہے اصغر بہی پیاسا — یہ بچے بڑی سختیان کھینچتی ہین

تڑپتے ہین اکبر تو روکے سرور — کلیجے سے نوکِ سنان کھینچتی ہین

وہ اعدا کی دہکی کہ اونٹون کو کہینچو — وہ عابد کا کہنا کہ ہان کھینچتی ہین

خدائی مہکتی ہے خوشبو سے جنکی — وہی پہول بارِ خزان کھینچتی ہین

دلونمین اٹہا لائے ہین لامکان سے — خدا کو کہان سے کہان کھینچتی ہین

دبین کسلئے ہند کے رستمون سے — کہ مریخ کی ہم کمان کھینچتی ہین

وہی شہسوار اس زمین پر ہین مائل — جو گردون پہ جا کر عنان کھینچتی ہین

نعتیہ

محمد کو رازِ نہان کھینچتے ہین — مکان سے سوِ لامکان کھینچتے ہین

بٹہادو وہین ساقیِ حوضِ کوثر — شرابِ محبت جہان کھینچتے ہین

حدیثین تری گہر بناتی ہین دل مین — ترے لفظ رگ رگ سے جان کھینچتے ہین

نبی نے کہا وقت شق القمر یون — ہم اُسے چاند تجہپر نشان کھینچتے ہین

وہ آتا ہی رفرف بدلتے ہین مرکب
براق جنان کی عنان کھینچتے ہین

محبت کا اقرار جھوٹا جو نکلے
زبان کاٹ لو ہم زبان کھینچتے ہین

محمدؐ تری ہی شفاعت کے غمزے
جہنم سے سوے جنان کھینچتے ہین

سراپای حضرت کی ہوتی ہے تعریف
شبیہ شہ دو جہان کھینچتے ہین

ق (قطعہ)

یہ شاعر بھی ہین کیسے اچھے مصور
کہ باتون مین تصویر جان کھینچتے ہین

خدا سے جدا کر دیا ہے خودی نے
یہ دیوار ہم درمیان کھینچتے ہین

وہ زندہ ہون مین خواب مین آ کے مر دے
مجھے کھینچکے جنت مکان کھینچتے ہین

اوسی کا تو ہے نام بھٹی خدا کی
مئے عشق احمدؐ جہان کھینچتے ہین

اشارون سے مارا ہے مرنیسے پہلے
نگاہون سے عاشق کی جان کھینچتے ہین

نشیمن ہے گو نخل ایمن پہ میرا
زمین پر مجھے باغبان کھینچتے ہین

عجب چیز ہین یا محمدؐ کے نعرے
یہ دل کھینچتے ہین یہ جان کھینچتے ہین

مٹاتے ہین تصویر موہوم اپنی
یہ نقشہ سر لا مکان کھینچتے ہین

محمدؐ کے عاشق بلال موذن
ہر اک دل کو دیکر اذان کھینچتے ہین

مقر ہین وہ در پردہ شق القمر کے
جو ہندو جبین پر نشان کھینچتے ہین

محمدؐ کے موہنہ کا پسینہ تو سونگھین
جو عطر گل بوستان کھینچتے ہین

سلامت رہین تیری الفت کے جذبے
یہ پہلو سے دل - دل سے جان کھینچتے ہین

وہان جلوہ فرما ہین جب سے محمدؐ
مدینے کو سات آسمان کھینچتے ہین

مزے تیری الفت کے او کملی والے
دل و جان و تاب و توان کھینچتے ہین

ظہور خدائی حجاب نظارہ
یہی پردا وہ درمیان کھینچتے ہین

کہے جو نبیؐ کو خدا سے جدا ہے
قیامت مین اوسکی زبان کھینچتے ہین

گڑا ہند مین تو مدینے مین پہنچا
وہ مجھکو کہان سے کہان کھینچتے ہین

نظر مین ہے مائل محمدؐ کا حلیہ
ہم آنکھون مین تصویر جان کھینچتے ہین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرثیہ

۵۱
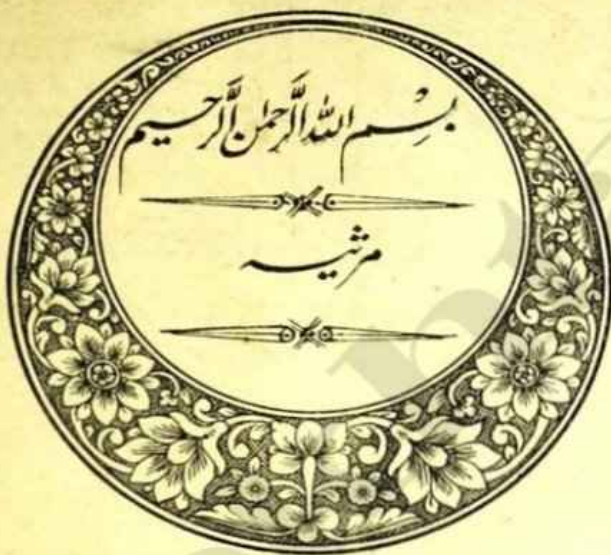
قرطاس جبرئیل کا ہو صفحۂ شعور — ہو کلک دست رشک دہ پای شمع طور
چاک قلم مین بنگئے سیاہی بھرا ہو نور — رشک پری ہو لفظ معانی ہون رشک حور
ظاہر کرون تجلی رب کریم کو
تصویر وہ دکھاؤن غش آئے کلیم کو

۵۲

ہمشکل مصطفےٰ تھے علی اکبر جوان — مادر کا دل پھوپھی کا کلیجا پدر کی جان
قربان حسن ثانی پیغمبر زمان — دونو مین ایک فرق رسالت ہی درمیان
سب تاڑ جائینگے کہ یہ کس کا ظہور ہے
قد نخل طور سر شجر نخل طور ہے

۵۳

دیکھی جو مہر و مہ نے جبین شہ زمان — یہ بولا میری جان ہی وہ بولا میری جان
دونون مین بحث بڑھ گئی جھگڑا ہوا عیان — آئینہ آیا فیصلہ کرنے کو درمیان
آتے ہی داغ سجدہ کا بنکر چمٹ گیا
لو چودھوین کے چاند سے تارا لپٹ گیا

۵۴
بینی جو یہ جبین سے ہے تو ابرو ادہر اودہر
شہبازِ حسن کہولکے بیٹھا ہے اپنے پر
آتا ہے یاد پڑتی ہے شاعر کی جب نظر
افسانہ ایمن و بن عمران کا مختصر
پائے ہین دور بینی سے مضمون دور کے
موسیٰ کے ہاتھہ نکلے ہین شعلہ سے طور کے

۵۵
ہے چشم و مردمک سے عیان قدرتِ جلیل
مردم یہ کہہ رہے ہین کہ کعبے مین ہین خلیل
یعقوب کی صدا ہی کہ یوسف ہے یہ جمیل
ہارون کی ندا ہے یہ موسیٰ ہین بادلیل
آنکھوںکا نور جلوۂ ربِّ کریم ہے
تارِ نظر عصا ہے تو پتلی کلیم ہے

۵۶
آنکھونکا سایہ دشت کو بنکر ہرن گیا
پرتو مژہ کا مہر کی ہوکر کرن گیا
چہرے کا عکس جانبِ چرخ کہن گیا
جاتے ہی آسمان پہ خورشید بنگیا
ارض و سما پہ عارضونکی ضو کا عکس ہے
یہ دہوپ کیا ہے چہرہ کی پرتو کا عکس ہے

۵۷
لیے فکر موشگاف دورنگی ہے یہ سوال
کیون مجھسے پوچھتی ہی تو شام و سحر کا حال
روشن مرادماغ ہے باریک ہی خیال
رخسار و زلف بہی ہین بڑے صاحب کمال
خورشید ایک مین ہے نہان بدر ایک مین
ظلمات ایک مین ہی شبِ قدر ایک مین

۵۸
غش ہین دہن کے وصف مین اہل سخن تمام
یہ بات ہے عجیب سخن کا نہین مقام
ہم بات کیون بنائین ہمین اس سے کیا ہی کام
بیشک زبان کلیم ہے اسمین نہین کلام
گویا یہ حسن و عشق کا ناز و نیاز ہے
کچھہ لنترانی و ارنی کا یہ راز ہے

۵۹
دندان کا پرتو جو بنا اخترِ فلک
انگشت در دہان ہوئے حیرت سے کل ملک

سچ ہے کہ دانت ایسے نہین دیکھے آجتک
ان موتیون نہین تو ید بیضا کی ہے چمک
دندان ولب کے معجزہ مین تازہ ڈھنگ ہے
عیسےٰ کے بیٹھہ پر کف موسیٰ کا رنگ ہے

۱۰ھ

قوت جو دونون بازوؤن مین مصطفی کی ہے
طاقت کلائیون مین شہ لافتا کی ہے
پنجے مین ضو کف حسن مجتبیٰ کی ہے
انگلی نہین ہے برچھی یہ دست خدا کی ہے
کب اسکو نیزہ بازی مین حاجت ہو زور کی
کھولیگی بند بند گرہ پور پور کی

۱۱ھ

گردن ڈھلی ہے سانچے مین سینہ کشادہ ہے
سینے مین عکس جلوۂ وحدت فتادہ ہے
رستہ ہے لامکان کا جو دل مین جادہ ہے
اسمین وہ ہے جو حسن مین سب سے زیادہ ہے
شک ہو اگر حلول کا شاعر کہین مجھے
یہ زاہدان خشک نہ کافر کہین مجھے

۱۲ھ

ہے گورا گورا وہ شکم گوری ناف
مونہہ ہر فرشتہ کا نظر آتا ہے اوسمین صاف
وہ جزو تن ہے آئینہ میم ولام وکاف
شہرہ ہے اوسکے حسن کا از قاف تا بہ قاف
یہ کیون کہون کہ ناف مین ہے شکل نون کی
ہے میم پر شکم کی علامت سکون کی

۱۳ھ

تا نگاہ چشم مصور ہے وہ کمر
سوپیچ کہائے گر رگ گل کی لگے نظر
معدوم ہو کے لائی ہے موجود کی خبر
صانع نہان ہوا خط موہوم کھینچکر
شہرہ میان وناف کا ہر شہر و دہ مین ہے
دُرِّ یتیم موے کمر کی گرہ مین ہے

۱۴ھ

رانین وہ زور مند جو شوخی کرے سمند
اس طرح دابین ٹوٹ کے گر جائین جوڑ بند
خورشید نور کاسۂ زانو سے بہرہ مند
ساقین وہ شمع طور بہی جنکو کرے پسند

ثابت ہوا کہ جنگ مین ثابت قدم ہین
گو پانو ہین پہ دست خدا کے علم ہین

۱۵

ایسا حسین مرنیکو جاتا ہے ہائے ہائے
کیا رنج آسمان دکھاتا ہے ہائے ہائے
رہزن مسافرون کو ستاتا ہے ہائے ہائے
فرزند کو پدر سے چھڑاتا ہے ہائے ہائے

روتے ہین سب جوانی پہ اوس نور عین کی
لٹتی ہے کربلا مین بضاعت حسین کی

۱۶

اکبر نے کی امام دو عالم سے التماس
جز شوق مرگ اور نہین کوئی دل مین آس
بہر رسول دیجئے حکم اے خدا شناس
حضرت سے دور ہوکے رہونگا خدا کے پاس

آپ امت نبی کو دعا کرکے آئین گے
دیر اتنی ہے نماز ادا کرکے آئین گے

۱۷

بیٹے نے مانگی باپ سے جب رخصت وغا
اک تیر دلمین چبھکے جگر سے نکل پڑا
اتنی تو بات کی کہ مری جان کیا کہا
سینہ مین ایک ٹیس اوٹھی غش سا آگیا

حال حسین حالت موتی سے کم نہین
اکبر کا عزم جنگ تجلی سے کم نہین

۱۸

لب خشک رنگ زرد نفس بند دلمین درد
آنکھین ہین کچھ کھلی ہوئی اور ہاتھ پانو سرد
کچھ یاس کچھ امید کچھ اندیشۂ نبرد
بیٹے کے غم مین آپ سے باہر ہے شیر مرد

کانٹے پڑے ہین پیاس سے سوکھی زبان ہائے
لب کیا ہون تر لعاب نہین ہے دہان ہائے

۱۹

ریش مبارک آپکی اشکون سے تر ہوئی
اشکون کے ساتھ آمد خون جگر ہوئی
سمجھے حرم کہ عمر دوروزہ بسر ہوئی
زینب کا قلب پھٹ گیا جب یہ خبر ہوئی

سر سے ردا اوڑہ گئے ہوش و حواس کے

نالونکے ساتھہ حرف لبون پر تھے پیاس کے

۲۰
یہ شور کانون مین جو پڑا کچھہ کچھہ آئے ہوش — آنسو اوبل پڑے وہ ہوا خون دلکو جوش
دبتی ہوئی صدا سے کہا کیون ہے یہ خروش — احسان ہو میری پیاس پہ ہو جائین گر خموش
طاقت نہین ہے مجھمین کہ اس غل کا بوجھہ اوٹھے
کسطرح گل سے نالۂ بلبل کا بوجھہ اوٹھے

۲۱
نعرے دو چار مار کے اکبر نے آہ کے — چہرے کا گلاب آنسوؤن سے موہنہ پہ شاہ کے
شبیر اوٹھے خیال مین نورِ نگاہ کے — صدقے ہوئے شبیہ رسالت پناہ کی
حدِ ادب کو شاہ کی پیش نظر رکھا
بیٹے نے جلد باپ کے قدمونپہ سر رکھا

۲۲
سر کو اوٹھا کے سینہ سے اپنے لگا لیا — اوس لعل کو خزینہ سے اپنے لگا لیا
اوس نام کو نگینہ سے اپنے لگا لیا — اوس نوح کو سفینہ سے اپنے لگا لیا
ٹھنڈک پڑی وہ دل مین کہ درد و الم گیا
راہِ خدا مین اشکونکا طوفان تھم گیا

۲۳
صابر تھے آہ تک بھی نہ کی بیٹے سے کہا — جا کر پھوپھی سے لیجئے گا رخصتِ وغا
مادر سے اپنی حال کہو عزم جنگ کا — رخصت جو دونون دین تو نگہبان ہے خدا
تم پہلے جاؤ خلد مین ہم بعد آتے ہین
تم کو بھی اور ہمکو بھی نانا بلاتے ہین

۲۴
جسوقت یہ صدا گئی زینب کے کان مین — ایک دل سے آہ کی نہ رہی جان جان مین
کچھہ زلزلہ سا آگیا ہر آسمان مین — بھونچال سا عیان ہوا ساری جہان مین
ایک آہِ سیدہ نے جہان کو ہلا دیا
طبقے کو ہر زمین کے فلک سے ملا دیا

۲۵
اشکون کے ساتھ نعرہ نکلتا تھا آہ کا
جھونکا ہوا کیطرح سے چلتا تھا آہ کا
سوز درون سے جسم پگلتا تھا آہ کا
زینب کا صبر بھیس بدلتا تھا آہ کا
صبر ایسا حال سنکے بھلا کیا کرے کوئی
معلوم ہو جو اتنے سے اتنا کرے کوئی

۲۶
اکبر بڑہے جو مانگنے کو رخصتِ وغا
تم اپنی والدین سے لو حکم جنگ کا
دل تہام کر پہوپہی نے بھتیجے سے یہ کہا
مین کون ہون جو کہتے ہو یون دلکا مدعا
ماں باپ اذن دین تو وغا کرنے جاؤ تم
مین وہ نہیں کہ تم سے کہون مرنے جاؤ تم

۲۷
یہ سنکے پانو پر گرے ہاتھونکو جوڑ کر
وہ رو رہی تھیں پہلے سے دم توڑ توڑ کر
زینب نے دیکہا بانو کو موںہہ اپنا موڑ کر
آواز دی یہ جاتے ہین اب ہم کو چھوڑ کر
یہ کہتے ہین کہ رخصت انہین دون تو خوب ہے
مین انسے پہلے زہر جو کہا لون تو خوب ہے

۲۸
مین اہل صبر مین نہیں داخل کسی کے پاس
کیون بی بیو ہے زہر ہلاہل کسی کے پاس
زینب نہیں ہی جینے کے قابل کسیکے پاس
تہوڑا سا دو جو ہو سم قاتل کسی کے پاس
یہ کیا کہا کہ خیمہ مین آفت بپا ہوئی
زینب کی گفتگو سے قیامت بپا ہوئی

۲۹
آئی ندا یہ غیب سے ای زینبِ حزین
کیون روکتی ہے جاتا ہے گر اکبر حسین
دکھڑا یہ سن چکی - تری ماں دور کچھ نہیں
کہول آنکہہ پڑہ کے دیکھ لو اسکا خطِ جبین
تقدیر مین سے ہے اسکی مصیبت لکھی ہوئی
اٹھارہوین برس سے شہادت لکھی ہوئی

۳۰
سنکر صدا نہ زینبِ مضطر ہوئین خموش
بے ساختہ فرو ہوا بانو کے دلکا جوش

صبر و شکیب کرنے لگے سینہ مین خروش
آنسو تھمے گئے ہوے پہر آئی آپ کے ہوش

اکبر کا دہیان تہا نہ تو اصغر کا دہیان تہا
سب کو رضائے خالق اکبر کا دہیان تہا

۳۱

لیکر بلائین کہدیا بس آپ جائیے
اٹھارہواں بہی ہے برس آپ جائیے
سینہ مین رن کے مثل نفس آپ جائیے
مرنیکی آپکو ہے ہوس آپ جائیے

اکبر ہنسے یہ سنکے کلی موہنہ کی کہل گئی
رخصت تو کیا ملی اونہین اک حور مل گئی

۳۲

خیمہ سے اسطرح نکل آیا وہ خوش صفات
جسطرح نکلے موہنہ سے کیسکی خوشی کی بات
لو قدر کی الگ رمضان سے ہوئی ہے رات
شعبان کے مہینے سے نکلی شب برات

ماہی کے موہنہ سے یونس ذیشان نکل گئے
غل تہا کہ چاہ سے مہ کنعان نکل گئے

۳۳

برج حمل سے مہر درخشان نکل گیا
منزل کو چھوڑ کر مہ تابان نکل گیا
گہر سے خلیل پاک کے مہمان نکل گیا
مسجد سے ایک مرد مسلمان نکل گیا

پتلی کہنچ آئی چشم شہ مشرقین کی
غل تہا کہ جان نکل گئی جسم حسینؑ کی

۳۴

پیش امام آکے یہ بولا وہ ذی شعور
مان سے پہوپہی سے ملگئی رخصت مجہے حضور
فرمایا شاہ نے کہ اجل بہی نہین ہے دور
کی التماس موت مین پہر دیر کیا ضرور

جی مین یہ ہے کہ نیزہ کلیجے کے پار ہو
دل تہام کر یہ کہدیا اچھا سوار ہو

۳۵

ہمصورت رسول چلا ہو کے جب سوار
بہاگڑ پڑی سوار نہین پیدل ہوے فرار
میدان حشر بنگیا میدان کارزار
سمجہے یہ سب کہ آتا ہے اب قہر کردگار

بولے سوار گر کے یہ زوج بتول ہے
پیدل پکار اُٹھے یہ خدا کا رسول ہے

۳۶

باہر نکل کے شمر نے پوچھا یہ غل ہے کیا
بولی سپاہ شام ذرا تو ٹھہر تو جا
پیدا ہوئی ہے چھاونی مین کیا کمین وبا
آتی ہے کوئی دم مین ترے سر پہ بھی قضا
افسر جو بنگیا ہے ڈراتا ہے فوج کو
پستی مین پھینکدے گا یہ سب تیرے اوج کو

۳۷

سمجھا جو ہمی کہ مقدر اُلٹ گیا
دو گام دیکھنے کو بڑھا بڑھ کے ہٹ گیا
پھولا پھلا درخت حیات آج کٹ گیا
کہنے لگا لرز کے جگر میرا پھٹ گیا
ہوگا ہے تین دن کا یہ جینے سے سیر ہے
شیر خدا کے شیر کا بچہ ہے شیر ہے

۳۹

ہاں نیزہ بازو آگے بڑھو نیزوں کو ہلاؤ
تیغین نکالو ڈھالین سنبھالو علم اٹھاؤ
باندھو صفین بڑھاؤ رسالے پرے جماؤ
انعام خوب دونگا اسے مار کر تو لاؤ
ہے اسکے ساتھ موت شہ مشرقین کی
یہ ماہرو تو جان ہے جسم حسین کی

۳۹

لشکر مین بوق پھکنے لگی اور بگل بجا
بولی اجل یہ ساز نہ اے بدعمل بجا
تاکید باجے والے کو یہ تھی کہ چل بجا
مین بھی بغل بجاتی ہون تو بھی بغل بجا
باجا بجائے گا تو مزا مین چکھاؤنگی
تیرے گلے مین آج صدا بنکے آؤنگی

۴۰

ارض و سما پہ غل یہ ہے برپا ہٹو ہٹو
لگجائے قدسیونکو نہ چرکا ہٹو ہٹو
اکبر کے ہاتھ مین ہے وہ تیغا ہٹو ہٹو
یہ جنگ ہے نہین ہے تماشا ہٹو ہٹو
ڈر ہے یہی کہ رن کی ہوا عرش تک نہ آئے

کاشانۂ فلک کو کہین آنچ لگ نجائے

٥٤١

اللہ رے ہیبت پسر ابن بوتراب — تھرا رہا ہے عرش لرزتا ہے آفتاب
ہے زلزلہ نمود زمین کو ہے اضطراب — قطبین کانپتے ہین غضب کا ہی انقلاب
مریخ کٹکے گرتا ہے گردون کے کاخ سے
جبریل ڈر کے لپٹے ہین سدرہ کی شاخ سے

٥٤٢

مولا کے اسلحے مین بہی عالم ہے نور کا — چار آئینے مین حسن ہے رخسار حور کا
کیا بھید کھولدون مین خدا کے ظہور کا — سر پر نہین ہے خود یہ شعلہ ہے طور کا
در پردہ لن ترانی جو یہ باہوش کرے
موسیٰ کی روح بہی ارنی کہکے غش کرے

٥٤٣

کڑیان نہین زرہ مین یہ آنکھین ہین حور کی — عین علیؑ نے اسپہ توجہ ضرور کی
ہے یک نشانی مہر سلیمان حضور کی — انگشتری بنی جو کڑی کوئی دور کی
شاہی عطا کرین یہ فقیری پہ وار کے
پریان بنا کے چھوڑ دین صدقہ اوتار کے

٥٤٤

گوری کلائی اور وہ دستانہ نور کا — لپٹا ہے شمع طور سے یہ ہاتھ حور کا
باہم اگر ملین تو نمونہ ہو صور کا — پوچھین حساب خاک سے اہل قبور کا
بہتان ہے کہ ہین یہ حفاظت کے واسطے
پکڑے ہوئے ہین ہاتھ کو بیعت کیواسطے

٥٤٥

کاندہے پہ جنگ مین متحرک نہین سپر — لو وجد کر رہی ہے شب قدر عرش پر
کیون حسن بڑھ نہ جائے کہ افشان ہی جلوہ گر — ہے اک چاند چار ستارے ادہر ادہر
دلہن بنی ہوئی ہے مرادین حصول ہین
دامن پہ کچھ گرے ہوئے سہرے کے پھول ہین

۵۴۶

روباہ کیطرح سے جو اہل جفا بڑھے
للکار کر نبیرۂ شیر خدا بڑھے
پیچھے گرہ لوٹ کے عدو جب ذرا بڑھے
آئی جو شرم کہہ اوٹھے بے انتہا بڑھے

کب چشم شیر مبتدی جنگ پر نہ تھی
ہٹنے کو بڑھنا سمجھے تھے اتنی خبر نہ تھی

۵۴۷

لڑنے کا امر سنتے ہی مرنے لگے حسود
معنی مین نہی کے چھپی ہر اک کی ہست و بود
مالک کے پانو پر گری فوج سقر ورود
مختار خلد نے کیا نعرہ کہ یا ودود

دہشت کے مارے ہوش اڑے ہے ایک ایک کے
گاؤ زمین لرزتی تھی گھٹنون کو ٹیک کے

۵۴۸

رہوار کو دبا کے جو لی ہاتھ مین عنان
پھر کیا تھا اڑ چلا فرس اکبر جوان
اللہ رے اوج ثانی پیغمبر زمان
غل تھا کہ کوہ طور پہ موسیٰ ہوئے عیان

قبضہ حسام کا ید بیضا ہے ہاتھ مین
تلوار کیا ہے برق تجلی ہے ہاتھ مین

۵۴۹

اوس ناز مین کی کھنچتی ہے تمثال بے مثال
جوبن سے جسکے ہوتا ہے طاؤس پائمال
بجلی کی جست شیر کے تیور پری کی چال
دیکھو گے۔ ہان۔ نظر نہ لگانا رہے خیال

آئیگا نقشہ آنکھ مین کب اسپ شاہ کا
ہے مردمک کے ہاتھ مین کوڑا نگاہ کا

۵۵۰

پارہ تڑپ کے اڑ گیا باد صبا چلی
کافر یہ سمجھے۔ جانب لشکر قضا چلی
شاعر لگے پکارنے فکر رسا چلی
گھوڑا ہوا ہوا جو ذرا بھی ہوا چلی

مانند صاعقہ وہ ہوا مین روانہ تھا
موج ہوا کا سایہ اوسے تازیانہ تھا

۵۵۱

غنچے چٹک کے کہتے تھے باد صبا چلی
پریان نہر تک کے کہتی تھین تیغ ادا چلی

حورون نے دی صدا نگہ فتنہ زا چلی — چلا اوٹھے خضر مری عمر رسا چلی

مثل دعا فلک کیطرف وہ روانہ تھا
اوسکے لئے دعا کا الف تازیانہ تھا

۵۵۲
تا چرخ جاکے وہ فرس آیا جو وقت جست — سمجھے شفق اسی کا ہر اک جا ہی بند و بست
سجدے کو جھک گئے می غفلت سے تھی وہ مست — بھولے خدا کو جیسے کوئی سامری پرست

گمراہی کام کرنے لگی مکر و سحر کا
گھوڑا سبھونکی آنکھہ مین گوسالہ بنگیا

۵۵۳
راکب سے کہہ رہا تھا کدہر جاؤن کیا کرون — جی مین ہی غرب و شرق کے باہر پہرا کرون
سیر زمین تو ہو چکی سیر سما کرون — وان بہی جو تنگ آؤن تو محشر بپا کرون

وسعت سے تنگ ایسے چھلاوی کیواسطے
دونون جہان بس نہین کاوی کیواسطے

۵۵۴
وہ غمزے وہ اشارے وہ چالاکی سمند — ناز و ادا مین حور و پری سی بہی تہا دچند
اعضا درست۔ صاف بدن چست جوڑ بند — نازک میان۔ کشادہ بغل۔ شوخ۔ سربلند

زینت دوچند کیون نہو ساز و یراق کی
دلدل کی چال ڈہال ہے صورت براق کی

۵۵۵
وہ دم وہ سم وہ تھوتھنی وہ گردن حسین — وہ پیش و پس بھرا ہوا وہ چاند سی جبین
دونون کنوتیان ہین دو انگشت حور عین — بر صورت آفرین و چنین صورت آفرین

قطرے چمک رہے ہین عرق کے ایال مین
موتی پرودئے حور نے زلفون کے بال مین

گھوڑا ہے وہ پری کہ فدا جسپہ حور ہے — مول اسکو لین تو قیمت یوسف ضرور ہے
کیا کوئی مشتری بھی زلیخا شعور ہے — ہان ہو بہی تو وہ فہم و فراست سے دور ہے

اکبر سا خوشجمال خریدار چاہیئے
اسکے لئے تو حسن کا بازار چاہیئے

۵۵۷

جھومے نہ کیون یہ مست شرابِ طہور ہے
فرفر نہین ہے قلقلِ مینا ضرور ہے
آنکھین ہین لال نشہ سے دلمین سرور ہے
قلقل کے دلمین معنیٔ قمقم کا نور ہے
سنکر یہ شور اے اجل آئین نہ ہوش مین
رکھدے کفن کو پھاڑ کے مردونکے گوش مین

۵۵۸

رستم تھا اشہب پسر شیر کبریا
رن مین جہان جہان کہ پھرا غار پڑ گیا
اسفندیار کے لئے اک ناوکِ قضا
یون دبگئی کہ دم نکل آیا ہے خاک کا
لاشہ گرا زمین کا فلک کو یقین ہوا
گاو زمین کا دیدہ مزارِ زمین ہوا

۵۵۹

وہ تیز رو کہ پاسے اسے باد کیا مجال
اسکی تو گرد تک بھی پہنچتا نہین خیال
لکھون اگر ہرن کوئی شاخین نہ نکال
ہے نیم جست حدِ جنوبی سے تا شمال
غصے سے مرکب آگ ہے راکب مین نور ہے
گھوڑا وہ برق ہے جو تہ شمع طور ہے

۵۶۰

پیش ہر اہل شر ہمہ تن خیبر بنگیا
دو پر رکاب کے جو ملے طیر بنگیا
ضربِ خلیل یہ وہ بت دیر بنگیا
اوڑکر جو چلدیا تو فلک سیر بنگیا
ذرے کی طرح مہر بھی سم کے نشان مین تھا
اوٹھا زمین سے پانو تو سر لامکان مین تھا

۵۶۱

کیا ہو بیان جوہر شمشیر آبدار
جبریل سے کہو کہ نہ روکین سپر و پہ وار
ہمروی ذوالفقار ہے ہمخوی ذوالفقار
یہ خوف ہے کہ پر نہ کٹین اور تین چار
ایسا ہی حسام کا وقت ستیز ہے

موںھہ پر مرے نہ آؤ زبان میری تیز ہے

۵۶۲

ہون ایک میل راہ پہ سو منزلونمین ہون
رونق ہی ہر جگہہ مری سب محفلونمین ہون
پہلو مین دل ہون اور محبت دلونمین ہون
لیلی ہون ایک اور کئی محملون مین ہون
طرہ اگر ہون سر پہ تو گردنمین ہار ہون
دشمن بہی مجہپہ مرتے ہین وہ گلعذار ہون

۵۶۳

پیاسی ہون اور آب کا قطرہ گلومین ہون
ہونٹون پہ بات لطف بیان گفتگو مین ہون
مین وہ بہار ہون کہ ہر اک رنگ و بو مین ہون
رگہای تن مین خون ہون سرخی لہو مین ہون
شریانمین دوڑتی ہون کلیجونکے پار ہون
سب اک زبان ہین مین غضب ذوالفقار ہون

۵۶۴

مانند خضر رہبر راہ عدم ہون مین
جوہر سے سبز پوش ہون کیا اوسکو کم ہونمین
گہہ شوخئ نگاہ غزال حرم ہون مین
پنجہ ہون شیر کا کبہی اژدر کا دم ہونمین
یک جست اگر کرون تو پکڑ لاؤن برق کو
موںھہ کہولدون تو نگلون ابہی غرب و شرق کو

۵۶۵

اوترا جو شیر حسن کی شمشیر کا غلاف
سر کہینچکر دبک گئے دیوان کوہ قاف
کیا چار جوہر اسکو ملے تہے دم مصاف
موںھہ لال رنگ سبز نظر تیز ہاتہہ صاف
آگ آب خاک باد پہ قبضہ اوسی کا تہا
لو چار عنصرون پہ بہی سکہ اوسی کا تہا

۵۶۶

جسدم نیام شاہ سے تلوار اوگل پڑی
کاٹین کلائیان جو عدو کی تو کل پڑی
سر سے اوترکے سینہ سے باہر نکل پڑی
قبضہ مین دل جو آگیا شمشیر اوچھل پڑی
اکبر کی تیغ قالب شقی لے کے اڑ گئی
شیشہ کو اپنے ساتہہ پری لیکے اڑ گئی

۵۶۷

ملنے کو تیغ آئی عناصر ہوئے جدا — آگ آب سے الگ ہوئی اور خاک سے ہوا

گھبرا کے تن مین روح پکاری یہ کیا ہوا — تلوار بولی دیکھئے کہتی ہون دم تو کہا

سر پر گری چمک کے تو قالب لعین مین تھی

جھپکی نہ تھی پلک کہ نگہہ دور بین مین تھی

۵۶۸

خونخوار قلعہ گیر۔ عدو کش۔ قضا نما — جانباز۔ سر تراش۔ تن آزار۔ دلربا

پر آب۔ برق تاب۔ سبک رو۔ پری لقا — مونھہ لال۔ ہاتھہ صاف۔ نظر تیز کج ادا

آنچل عدو کی ڈھال کا چہرے پہ ڈالکے

مثل عروس چلتی ہے گھونگٹ نکالکے

۵۶۹

تیغ دو دم کے لب پہ لہو کی تھی کچھہ تری — معشوق پان خوردہ تھی سیفِ شجری

مونھہ سرخ رنگ سبز دو رنگی تھی یہ پری — سو رنگ ہون دہنک مین تو کب ہو برابری

وان شعید سے دکھاتا ہے رنگ آفتاب کا

کرتا ہے کام نور یہان بوتراب کا

۵۷۰

پابند اہل شر نہوے کار خیر کے — نالے جو وقت مرگ تھے باجے تھے دیر کے

نکلی حسام خون کے دریا کو پیر کے — دکھلاے لالہ زار مین انداز سیر کے

تلوار ہاتھہ مین تھی چمک چشم مہر مین

چلتا تھا یہ جہاز محیطِ سپہر مین

۵۷۱

برپا تھا حشر غلغلۂ دار و گیر تھا — تیغِ شرر فشان سے جلا جو شریر تھا

جو کوئی تھا جوان وہ دہشت سے پیر تھا — جو پیر تھا وہ دام اجل مین اسیر تھا

طاقت گریز کی تھی نہ یارا فرار کا

جنگل مین جیسے حال ہو بے دم شکار کا

۵۷۲

شانے سپر کے ساتھہ کٹے۔ زہ کمان کو ساتھ — چہرے خم کے ساتھہ کٹے۔ لب زبان کے ساتھہ

سینے جگر کے ساتھ کٹے۔ جسم جانکے ساتھ
گھوڑونکی گردن اڑگئی دست وعنانکے ساتھ

رن کی زمین لال تھی اکبر کے سامنے
پھولی شفق یہ مہر منور کے سامنے

۵۷۳

بے پیر بھاگنے لگے ڈر کر ادہر ادہر
چلے یہان کمان وہان جمد ہراد ہرادہر
دریاے خون مین پیرتے تھے سرادہرادہر
لاشے تڑپ رہے تھے برابر ادہر ادہر

نعرہ بھی تھا زبان پہ تیغ آزمائی مین
ہر دم ڈکارتا تھا غضنفر ترائی مین

۵۷۴

سر تھا کہین تو پاؤن کہین دل جگر کہین
مغفر کہین تھا تیغ کہین تھی سپر کہین
ڈالی تھی وہ بنا کہ نہ آئی نظر کہین
اس مبتدا کی رن مین نہ پائی خبر کہین

لیتی نہین یہ دم کہین کیا تیز چال ہے
روز ازل سے تا بہ ابد ایک حال ہے

۵۷۵

جھمک جھمک کے قتل عام کا بیڑا اوٹھا لیا
اوٹھ اوٹھ کے دشمنون کو بغل مین دبا لیا
چکنی ڈلی کیطرح سے مغفر کو کھا لیا
ہر ڈہال کو سمجھکے گلوری چبا لیا

کھایا تھا پان تیغ نے لب لال لال تھا
دھبہ نہین تھا خون کا مونھ مین اوگال تھا

۵۷۶

کیا اوسکی آب وتاب تھی اور کیا چمک دمک
دل مین لپک۔ کمر مین لچک۔ چہرہ مین چمک
گاہے سوز مین تھی گہے جانب فلک
بجلی کا ایک تار سما سے تھا تا سمک

کچھ لہر نور کی سی نظر آئی تار پر
غل مچگیا فلک سے خبر آئی تار پر

۵۷۷

چٹکی مچھنکے تار ہاے رگ جان نکالے ہین
مثل ستار سینۂ اعدا پہ ڈالے ہین
نظر مین اجل کی۔ چوب۔ دل اونکے پیالے ہین
یہ اک بجانیوالی۔ وہ سب گانیوالے ہین

زہرہ ہے مست مطربِ گردوں بھی دنگ ہے
شورِ شکستِ دل ہے کہ یہ جلترنگ ہے

۵۷۸
لشکر مین میہمان جو وہ کج ادا گئی
فولاد نے صدا دی کہان سے یہ آگئی
موتہہ کی کڑی تھی ایسی زرہ کو چبا گئی
اسکی نگاہ تو مرے جوہر کو کھا گئی
مہمان نے کھانا کھایا تو غائب رسالہ تھا
گھوڑا سوار اسلحہ سب اک نوالہ تھا

۵۷۹
جب افسرونکو مار لیا رول رول کے
سب مر رہے تھے بھوک لگی بول بول کے
لشکر پہ آئے تیغ دو دم تول تول کے
پھل کھا رہے تھے تیغ کا موتہہ کھول کھول کے
دو دن کے بھوکے پیاسے نے کھانا کھلا دیا
لشکر کو سارے تیغ کا پانی پلا دیا

۵۸۰
برسا سروں کا مینہہ تو ہوے دل سبھونکے سرد
یخ سے کہین خنک تھی جو اوڑتی تھی رن کی گرد
شل ہاتھہ پانو ہوگئے سب کے دمِ نبرد
سردی سے ہو رہا تھا فلک کے بھی سر مین درد
کانپی زمین اوکھڑ گئے فوج لعین کے پانو
مفلوج ہوکے گر گئے گاوِ زمین کے پانو

۵۸۱
پیدل ہزارون مارے گئے سیکڑون سوار
لشکر مین الحفیظ کی تھی چار سو پکار
تھا لال لال صفحۂ میدان کارزار
چلایا ابن سعد سیہ بخت و نابکار
کیون ہاتھہ دھو کے بیٹھ گئے اپنی جان سے
افسوس لاکھون ڈر گئے اس اک جوان سے

۵۸۲
وہ لوگ ہین کہان جو ہین جانباز و نیزہ باز
نکلے ہزارون فوج سے مکار حیلہ ساز
آئین ادہر ذرا مجھے کہنا ہے دلکا راز
ناگن کیطرح ہاتھونمین نیزے زبان دراز
بولا یہ وہ شقی سر اکبر اتار لو

کاوون سے گھیر لو اسے نیزون سے مار لو

۵۸۳
انعام اپنے پاس سے دونگا مین بیقدر
ہر ہر کی سونے چاندی سے بھر جائیگی سپر
غالب جو ہوگئی طمع مال و سیم و زر
باندھی کمر لعینون نے اکبر کے قتل پر

نیزے چبھوئے بڑھکے شبیہ رسول مین
زنبور کے تھے سیکڑون نیش ایک پھول مین

۵۸۴
اکبر کا سینہ پھول تھا نیزے تھے مثل خار
اس گلبدن کے جسم مین کانٹے چبھے ہزار
یون برچھیون مین تھا جگر شاہ نامدار
اغیار کی نگاہون مین جسطرح روی یار

آمد تھی موہنہ سے خون کی صدمہ وہ جان پہ تھا
لخت جگر ہر ایک کی نوک سنان پہ تھا

۵۸۵
جانے نہ پائے فوج مین تھی چار سو پکار
باگین اوٹھا کے گھوڑے دبا کے بڑھے سوار
نیزے ہلا ہلا کے چلے آگے نیزہ دار
ڈھالون مین موہنہ چھپائے ہوئے تھے سیاہکار

چارون طرف ہما کے وہ انبوہ زاغ تھا
ظلمت تھی گرد بیچ مین اک شب چراغ تھا

۵۸۶
قربان جرأت پسر ابن مرتضےٰ
زخمی کیا تھا جسنے اوسی پر جھپٹ پڑا
تلوار کی زبان سے سر کر دیا جدا
حیدر نے دی صدا کہ مرے شیر مرحبا

آنے لگا جو غش تو پکارا حسینؑ کو
بابا سنبھالو آکے اب اس نور عین کو

۵۸۷
اتنے مین ایک گرز لگا سر پہ ہی ستم
پہلو پہ شیشت کی چلی شمشیر تیز دم
خنجر سے مشق کی تو ہوئین پسلیان قلم
نکلیگا ہاے اب کوئی دم مین تڑپ کے دم

ہمصورت نبی جو گرا راہوار سے
نکلے سنبھالنے کو یداللہ مزار سے

۵۸۸

کفار کو خوشی ہوئی نقارے گرہ گرہ ائے | باجون سے آرہی تہی صدا ہائے ہائے ہائے
سنکر یہ شور حضرت شبیر تہر تہرائے | خم آگیا کمر مین تو آنکہو نمین اشک آئے

عالم سیاہ ہوگیا نظرون مین شاہ کی
ٹُٹنے کو ہے شبیہ رسالت پناہ کی

۵۸۹

کس موہنہ سے اب بیان کرون حالت حسینؑ | رونا وہ اہل بیت کا وہ رقتِ حسینؑ
مثل کمان خمیدہ ہوا قامتِ حسینؑ | دوڑے جگر پکڑ کے زہے ہمت حسینؑ

بے طاقتی پٹنے لگی گرد کی طرح
اوٹھہ اوٹھہ کے بیٹھہ بیٹھہ گئے درد کیطرح

۵۹۰

سیدہے ہوئے سنبھل کے تو گہبرا کے گر پڑے | رکہا کہین قدم تو کہین جا کے گر پڑے
اوٹھے جو ہاتہ ٹیک کے تہرا کے گر پڑے | یون ہی قریب نعش پسر آکے گر پڑے

اکبر جو محوِ غلغلۂ العطش ہوئے
موہنہ رکہکے موہنہ پہ وا ولدی کہکے غش ہوئے

۵۹۱

آئی صدا بکای محمد کی ناگہان | کیا دیکہتے ہین چونک کے شبیر خستہ جان
آغوشِ جدِ پاک مین فرزند ہے تپان | سینے مین کچہہ ٹٹول رہے ہین شہ زمان

پوچہا یہ کہکے درد نہان کی تلاش ہے
روکر کہا جگر مین سنان کی تلاش ہے

۵۹۲

تہے چور چور سر سے قدم تک تہین برچہیان | دم توڑتے تہے موت کی آتی تہین ہچکیان
ساقط ہوئی جو نبض پہرین دونون پتلیان | پہونچے جنان مین خاک پہ رگڑین جو ایڑیان

تصویر ہاشمی و ابی طالبی مٹی
آغوش مین نبیؐ کی شبیہ نبی مٹی

۵۹۳

رونے کا ہے مقام نہ کیون آنکہہ ڈبڈبائے | مومن یہ سنکے ماجرا آنسو نہ کیون بہائے

ہوتا ہے صدمہ روح پہ کیونکر نہ دل بھر آئے | کافر بھی دل کو تھام کے کہتے ہین ہائی ہائی

گو خلق یہ کہے کہ بڑا متقی ہے وہ
صدمہ نہ جسکے دل پہ ہو اس سی شقی ہے وہ

۹۴
آنکھون سے اب نکال لیا دلکی جوش کو | ہان ضبط کرے سینہ کی جوش و خروش کو
سن سنکے رونا بہرہ ملا چشم و گوش کو | بس بس خموش تاب نہین اہل ہوش کو

شبیر کے تولعل کا مدحت سرا ہے آج
موسنہ تیرا موتیون سے بھرین تو بجا ہی آج

۹۵
ہان اشہبِ قلم کی یہان باگ تھام لے | مائل درود پڑھکے علی کا تو نام لے
جز مدح اہل بیت زبان سے نہ کام لے | اسکا صلہ بہشت مین روزِ قیام لے

دل ہے غنی سخاوتِ زوجِ بتول سے
سب کچھ مجھے دلائین گے کہکر رسول سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرثیہ

۵۱

ڈنکا مرے مضمون کا ہو چرخ نہم پر
سکہ ہو فلوس پر ماہی زمین پر
ابرو ہو مری بیت رخ عرش برین پر
مصرع مرا کندہ ہو سلیماں کے نگین پر
یہ شور سنا جن و پری نے بھی ازل مین
بلقیس سخن آئیگی مائل کی بغل مین

۵۲

اے دبدبۂ لشکر جوان زور دکھا دے
اے طنطنۂ طبع رسا دھوم مچا دے
اے غلغلۂ شعر و سخن رنگ جما دے
اے ہمہمۂ شیر قلم سب کو ہلا دے
بجتے تو قیامت ہے بپا ہند و دکن مین
مردے شعرا کے نہ لرز جائین کفن مین

۵۳

یہ زور یہ دعویٰ یہ اُمنگین یہ طبیعت
ہاتھ آئی ہے فرزند یداللہ کی بدولت
وہ کون جگر گوشۂ سلطان رسالت
قرآنِ مبین - وحی خدا - آیۂ رحمت
ضربت بھی صفائی بھی ہے قبضے مین اوسکی
یہ ساری خدائی بھی ہے قبضے مین اوسکی

۵۴

ملجائے اگر حکم ابھی خاک ہو گردون
صحرا کو جو ایما ہو تو ہو جائے وہ جیحون
گردون ابھی بنجائے زمین ہمرہ قارون
جیحون کو اشارہ ہو تو بنجائے وہ ہامون

پتھر ہون صدف - بحر مین موتی بھی بدلجائین
پانی مین ٹٹولین تو ابھی لعل نکل آئین

۵۵

یک قدرت قادر ہو درختون سے نمایان
ہون جلوہ فزا اوسے جوانانِ گلستان
پتا کوئی ٹوٹے تو بنے تختِ سلیمان
محکوم نباتات رہین جملہ بنی جان

غنچہ کوئی چٹکے تو صدا سوے سبا جائے
بلقیس کو وہ رنگ کے مانند اڑا لائے

۵۶

گردیو کوئی حکم کے حلقے سے نکلجائے
وہ تازہ لبِ موجِ ہوا پڑھکے عمل جائے
تنکا وہین موسی کا عصا بنکے نگل جائے
شیشہ ہو کلی بہو لگے جن اتری تو جلجائے

اٹھے جو دھوان ابر بنے سارے چمن پر
مستی نظر آنے لگے سوسن کے دہن پر

۵۷

پتے کو جو ایما ہو تو بنجائے ابھی گل
جن آدمی بنجائین - نہین جای تامل
گل کو جو اشارہ ہو تو ہوجائے وہ بلبل
انسان کا نسب نامہ ہو پریونکا تسلسل

جو کام سلیمان سے نہو کر کے دکھا دین
پریونکو جو چاہین تو ابھی حور بنا دین

۵۸

پروانہ بنے خلد جو پروانہ ہو ترقیم
یون از سر نو سارے زمانیکی ہو ترمیم
ہو شمع سرِ طور ہر اک موجۂ تسنیم
کچھہ خیر سے امید نہو شر سے نہ ہو بیم

کاتب ابھی ہٹجائین عملنامے بھی پھٹجائین
یہ دونون جہان صورتِ اوراق الٹجائین

۵۹

قوت کا ہے یہ حال مگر زیست سے بیزار
پہلو مین نہ اکبر ہین نہ بازوے علمدار

بھوکے بھی ہین پیاسے بھی ہین اسکو طلبگار | مختاری مین مجبور ہین - مجبوری مین مختار

سب کچھ کفِ قدرت مین ہے کیا پا نہین سکتے
لیکن غمِ امت کے سوا کھا نہین سکتے

۱۰

ٹکڑے ہے دل زار غمِ لختِ جگر مین | اشکونکی جگہ خون ہے ہر دیدۂ تر مین
کچھ زور ہے بازو مین نہ کچھ نور نظر مین | بارِ غمِ اکبر سے خم آیا ہے کمر مین

جاتے ہوئے خیمے مین جو مولا کو غش آیا
سایہ نے وہین تھامنے کو ہاتھ بڑھایا

۱۱

سب بی بیان چلاتین کہ ہو خیر الٰہی | قادر ہے تو قدرت ہے تری نامتناہی
ایسا نہ ہو یہ شہر خموشان کو ہون راہی | غربت مین نہ آجاے غریبون پہ تباہی

لٹ جائے نہ گھر ہاشمی و مطلبی کا
باقی یہی ایک جز ہے رسولِ عربی کا

۱۲

رو کر یہ سکینہ نے کہا شاہ زمان سے | شب بھر مجھے نیند آئی نہین پوچھو امان سے
پہنچا دو وہان لائے ہو بیٹی کو جہان سے | اچھے مرے بابا مجھے لیچلئے یہان سے

فاقون سے مین کانٹا ہون ذرا تو لگا دیکھو
اینٹھی ہے زبان پیاس سے مونھ کھول کے دیکھو

۱۳

فاقون کا نہین غم کہ یہ میراث ہے بابا | ہان پیاس کی گرمی سے مرا دل ہے پگھلتا
کیا اور کرون عرض کہ طاقت نہین اصلا | تم ہاتھ سے دیکھو تو اچھلتا ہے کلیجا

قربان مین جاؤن جو قدم گھر مین دھرونگی
اقرار یہ کرتی ہون کبھی ضد نہ کرونگی

۱۴

یہ کوہ یہ صحرا یہ بلائین یہ مصیبت | راتونکو درندون کی صدا دن کو تمازت
فاقونکی وہ کثرت ہے تو پانی کی یہ قلت | کس طرح نہ بچے جان کہ جب ایسی ہو حالت

مجھ زار کو مٹی مین سلاؤ گے یہین کیا
ننھی سی مری قبر بناؤ گے یہین کیا

۵۱۵

یہ سنتے ہی بے ساختہ دل شہ کا بھر آیا
غم غم پہ تو غش غش یہ ہوا سکتے پہ سکتا
ایک آہ بھری تھام کے ہاتھون سے کلیجا
رنگ رخ گل بنکے اڑا ہوش سراپا
آنکھین جو کھلین جھکے ذرا پاس سے روئے
اوس ننھی سی حسرت پہ بڑی یاس سے روئے

۵۱۶

بیٹی نے کہا ای مرے بابا مرے سرور
مقبول پدر کیا نہین معروضۂ دختر
نزدیک سے میرے نہ ہٹو ہو کے مکدر
معلوم ہوا کی ہے خطا مین نے مقرر
گر دیجئے گا عفو کہ پھر کچھ نہ کہون گی
گر پیاس کا صدمہ بھی ہو بھاری تو سہونگی

۵۱۷

شہ نے کہا اے جان - سکینہ نے کہا جی
کی عرض کہ ہان - بولے یہ کب تمنے خطا کی
ہم عفو کرین کیا یہی اب چاہتا ہی جی
آزردہ کسی بات سے بابا نہین بی بی
ہان غم یہ ہے پانی تمھین لا کر نہ پلایا
شب کو بھی کلیجے سے لگا کر نہ سلایا

۵۱۸

مونہہ - مونہہ سے ملا کر مجھے زلفین تو سنگھاؤ
پانی کے لئے جاتا ہون آؤ ادھر آؤ
اس طرح نہ خون جگر آنکھون سے بہاؤ
مین شکوہ نہ آؤن تو پھوپھی کو نہ ستاؤ
منزل ہے بہت دور جہان آب ہے بی بی
اس دشت مین یک بوند بھی نایاب ہے بی بی

۵۱۹

اوس دن کی جو گرمی کا بیان آج رقم ہو
کاغذ کا جگر جلنے لگے شعلہ قلم ہو
خشکی سے بدلجائے سیاہی مین جو نم ہو
بنجائے دھوان حرف سے گر حرف بہم ہو
چنگاریان اوڑنے لگین کاتب کے بدن سے

پڑھ لے جو کوئی آگ نکل آئے دہن سے

۵۲۰

وہ دھوپ کڑی اور وہ جلتی ہوئی ریتی — کیا کوئی چلے پانو بھی رکھنے نہیں دیتی
جلجاتے ہین ہتیار کو چھوتے ہی پھنکیہتی — جسطرح کہ ہو خاک سیہ برق سی کھیتی
کہو دین جو زمین شکل عناصر کی بدلجائے
پانی کیطرح خاک مین سے آگ نکل آئے

۵۲۱

بن بنکے بخارا ڑہنے لگا نہر کا پانی — یہ ماجرا مشہور ہے موجون کی زبانی
دریا مین تلاطم ہے نہ گہٹ بڑہ نہ روانی — ہے جای مدد جزر فقط شعلہ فشانی
یون جہڑتی ہے آتش پر ماہی کی زرہ سے
کڑیان گرین جسطرح سپاہی کی زرہ سے

۵۲۲

کم پیاس نہ ہو موںہہ سے اگر مشک لگادین — ٹھنڈک نہ ہو برف آب گہڑونسی جو پلادین
سردی نہ ہو محسوس جو کافور کہلادین — تسکین نہ ہو دریا مین جو اپنے کو گرادین
غصے سے کسی نے جو پئے گہونٹ لہو کے
غٹ غٹ کی صدا جل گئی پردے مین گلو کے

۵۲۳

گر سبز شجر ہو نہین ممکن کہ وہ پہل جائے — بن بنکے شرر نشو و نما اوس سے نکل جائے
طائر جو کوئی شاخ پہ بیٹھا ہو تو جل جائے — غنچے کی بہی مٹھی مین جو زر ہو تو پگل جائے
چلتے ہی ہوا برگ ہر اک شعلہ فشان ہو
سب کو شجر الاخضر نارا کا گمان ہو

۵۲۴

بو پہول کی سونگہے تو وہین رنگ ہو کالا — سوزش ہو یہ کچھ ایسی کہ پڑے مغز مین چہالا
یک ماہی بے آب بنے سونگہنے والا — دے اسکو دکہائی نہ اندہیرا نہ اجالا
سایہ پہ گمان ہو کہ یہ ہے مہر منور
موںہہ کہولدے وہ دہوپ کو برف آب سمجھکر

۲۵

گرمی ہے بلا۔ چیل نہ کیون چھوڑدی انڈا
گرکر جو وہ ٹوٹے ہو عجب ایک تماشا
زردی وسفیدی سے ہو خود آبلہ پیدا
وہ آبلہ پھوٹے تو نمودار ہو شعلا
اوس شعلہ کے پرتو سے ہوا خاک ہو جلکر
وہ خاک وہین کھولتا پانی ہو پگلکر

۲۶

اِس گرمی مین آمادہ ہین لڑنیکے لئے شاہ
کیا ہمتِ شبیرؑ ہے العظمت للّٰہ
اب موت کی بن آئے اگر جنگ ہو دلخواہ
جز راہ جہنم نہ ملے بھاگنے کو راہ
گو بھوکے ہین پیاسے ہین ضعیفی کی بھی ان ہین
قوت مین مقابل نہ ملک ہین نہ تو جن ہین

۲۷

خیمے سے برآمد ہوئے سلطانِ امامت
مجرے کو جھکی فتح وظفر شوکت ونصرت
پابوس کو خم ہونے لگی چرخ کی رفعت
ہاتھونکو لگی چومنے آ آکے شجاعت
دلبند اسد اللہ کے جب اسپ پر آئے
یک شیر پہ بیٹھے ہوئے حیدر نظر آئے

۲۸

میدان مین جو آمد ہوئی سلطانِ زمن کی
دہشت وہ سمائی کہ زمین ہلگئی رن کی
نقارہ پہ سورج کے پڑی چوب کرن کی
شہنائی صدا دینے لگی صور کہن کی
ڈنکا ہوا بالائے فلک اوج تو دیکھو
پیچھے ہین ملائک کے پرے فوج تو دیکھو

۲۹

نامردون مین ابن شہ مردان کی ہے آمد
چنگاریونمین مہر درخشان کی ہے آمد
فرعونیون مین موسی عمران کی ہے آمد
دیو ونکے اکھاڑے مین سلیمانکی ہے آمد
فرش سرِ رہ دیدۂ ہر جن و پری ہے
خورشید فلک سر پہ نہین چتر زری ہے

۳۰

بالائے زمین عرش کے اختر کی ہے آمد
روشن ہوا رن۔ ماہ منور کی ہے آمد

ذرونکے سر و پہ رشۂ خاور کی ہے آمد — ظلمات مین نورِ رخِ داور کی ہے آمد

سورج کی کرن بن گئی ہر موج ہوا کی
جنگل بہی چمکتا ہے تجلی سے خدا کی

٥٣١
اقبال و ظفر دونون رکابین مین فرس کی — ہے تیغ دو دم آمد و شد اوسکی نفس کی
یون ٹوٹین صفین تیلیان جسطرح قفس کی — یون بہاگے لعین جیسے کہ آواز جرس کی

گہوڑے کی ڈپٹ سے تہ سم دبکو مرے تہے
لشکر تہا نہ افسر تہا صفین تہین نہ پرے تہے

٥٣٢
کاوا جو لگائے تو پسے ٹاپو نمین سرعت — ہون دونون جہان نقطۂ پرکار کیصورت
تاگہ جو سبک خیزی پہ آجائے طبیعت — پہولونکی رگون مین بہرے الدری نزاکت

ڈالی سے جدا گل نہ ہوا اور گل سے نہ زر ہو
بو ہوکے یہ اوڑ جائے ہوا کو نہ خبر ہو

٥٣٣
گردون نے کہا جہک کے ہوا سے یہ دمِ جنگ — ہے تجھکو مبارک ہو سلیمان کا یہ اورنگ
وہ بولی سرِ دوش نہین بوجہ کا کچھ ڈہنگ — یہ بولا سبک رو ہے نہ بہت مرکبِ خوش رنگ

تو یہ نہ سمجھ دوش پہ رہوار نہین ہے
کاندہے پہ فرشتہ ہی مگر بار نہین ہے

٥٣٤
قربان نبی جان ستے۔ اوسکی تہی ادا وہ — صدقہ جو اتارا تو پری بن کے اوڑا وہ
ہتا شور نکلجائے گا بالا سے سما وہ — دیوؤن نے کہا کون تو جنون نے کہا وہ

آنکھون مین جو آیا تو چلا تارِ نگہ پر
اوڑنے کا کیا قصد تو مژگان بنے شہپر

٥٣٥
رہوار بن شیر خدا بہی تہا عجب چیز — سم مین کفل گول پری چہرہ سبک خیز
راکب کے خیالونکو سمجہتا تہا وہ مہمیز — انسانکو ذرا دیکھ تو حیوان کی تمیز

گردن کو اُٹھائے ہوئے چلتا تھا فلک پر
دم لوٹتی تھی اوسکی پر و بال ملک پر

۵۳۶
چمکا دیا گھوڑے نے فلک کا بھی مقدر
ہر برج ہوا زین کے پرتو سے منور
قطرے جو پسینہ کے گرے بن گئے اختر
ہے دم کی تجلی کا گمان کاہکشان پر
گردون پہ مہ نو ہے کہان بدر کہان ہے
یک نعل کی تصویر ہے اک سم کا نشان ہے

۵۳۷
بجلی کی تڑپ اسمین خیالونکی روانی
مبہم یہ کھلا بھید شعاعون کی زبانی
نقشہ جو اوتارے تو ہو روشن کہِ عالی
دنیا کا اوجالا یہ اوسیکی ہے نشانی
دو نور کے ٹکڑے ہے جو سر چرخ برین ہین
پرتو ہین رکابونکے - مہ و مہر نہین ہین

۵۳۸
یون جھومتا تھا اسپ کہ جسطرح کوئی مست
یہ عرش کا غل تھا مری کرسی ہی بہت پست
کرتا تھا سر چرخ برین شوخیونسی جست
رکھدے تو اگر پانو تو پس جاؤن سر دست
اک نقش ہے مہر - اسپ فلک سیر کی سم کا
یہ تار جو برقی ہے سو اک بال ہے دم کا

۵۳۹
اس صف مین در آیا کبھی اوس صف مین در آیا
گا ہے نہ دکھائی دیا گا ہے نظر آیا
اس غول مین جھپٹا کبھی اوس غول میں آیا
یک برق کا پتلا ادھر آیا ادھر آیا
تھم جانے مین تھا قطب تو گردش مین وہ کل تھا
کشتی تھا جو طوفان مین کشتی مین وہ پل تھا

۵۴۰
یک دیو سیہ آگے بڑھا لشکر شر سے
آگاہ تھا بے مغز لڑائی کے ہنر سے
باندھے ہوئے زنجیر کئی من کی کمر سے
بو کیر کی مغفر کی طرح لپٹی تھی سر سے
تھی ڈھال پس پشت تھا نیزا اکف یل مین

کاندھے پہ گران گرز تھا شمشیر بغل مین

٥٤١

طینت مین بُرائی تو بُرائی پہ طبیعت | خلطونمین بغاوت تو عناصر مین شقاوت

دیکھے جو کبھی شکل زحل کو بھی ہو وحشت | سر چھوٹا - بڑی ڈاڑھی - حماقت کی علامت

تعریف کچھ ایسی ہے کہ سنتے ہی ہنسی آئے

پر خواب مین دیکھے جو کوئی دم ہی نکلجائے

٥٤٢

قد ناٹا سا - مونھہ خرس کا - رنگت مین سیہ فیل | بینی پہ نظر کیجیے تو زاغ کی تمثیل

کانونکو جو دیکھو تو ادھر چیل ادھر چیل | نطفہ یہ اوسی کا ہے کہ ڈوبا جو تہ نیل

فرعون مین جو کبر تھا اسمین بھی بھرا ہے

جنگل مین مرے گا یہ وہ دریا مین مرا ہے

٥٤٣

گھوڑے کو کدا کر یہ پکارا ادھر آؤ | فرزند ید اللہ تو ہو زور دکھاؤ

ہان جلد قدم اپنے رکابونپہ جماؤ | لو میان سے تلوار کوئی ضرب لگاؤ

بچپن سے اسی جنگ کا مشتاق ہون مین بھی

ابلیس سے سیکھا ہے ہنر طاق ہون مین بھی

٥٤٤

فرزند ید اللہ نے کی سنکے یہ تقریر | سبقت مرا شیوہ نہین او ظالم بے پیر

تو نیزہ ہلا - گرز اوٹھا - کھینچلے شمشیر | دی مین نے اجازت نہ کر اب جنگ مین تاخیر

مجھکو یہ ہوس ہے تری حسرت بھی نکلجائے

شاگردی ابلیس کی نخوت بھی نکلجائے

٥٤٥

یہ دیکھ کمر مین مری شمشیر دو دم ہے | اب اسپہ بھی مین ہاتھہ نہ ڈالونگا قسم ہے

تائید خدای دوجہان کیا مجھے کم ہے | قوت مری ہمت مری اوسکا ہی کرم ہے

بے جنبش تیغ آج مٹادون ترا خاکا

شاگرد تو شیطان کا - مین شیر خدا کا

٥٤٦
یہ سنتے ہی مردود نے نیزے کو سنبھالا — کاوے پہ ہنرور نے ادہر اسپ کو ڈالا
مارا دل شبیر پہ جب تاک کے بھالا — خالی گیا حربا۔ جو ہوے کج۔ شہِ والا

برچھے کو وہین چھین لیا ہاتھ بڑہا کر
لشکر کی طرف پھینکدیا اوسکو دکھا کر

٥٤٧
تھرانے لگا غیظ سے کف موںہہ مین بھر آیا — جور و نگھٹا تھا جسم پہ نشتر نظر آیا
ہیبت سے تڑپتا ہوا موںہہ تک جگر آیا — مجبور ہوا ہاتھ وہین گرز پر آیا

سیدہا ہوا رانونمین وہ گھوڑے کو دبا کر
استادہ ہوا پا نور کابونپہ جما کے

٥٤٨
جب وار کیا اوسنے عمود اپنا اوٹھا کر — قربان ہوا فرق مبارک پہ وہ آ کر
شبیر بڑہے آستین اپنی جو چڑہا کر — کی گرز نے یہ عرض وہین سر کو جھکا کر

اے بندہ نواز آپسے امید کرم ہے
مارو نہ طمانچہ مرے کلے مین ورم ہے

٥٤٩
تقریر یہ سنکر متبسم ہوئے مولا — دو انگلیونسے ہاتھ کو ظالم کے دبایا
کیا زور تھا ہر عضو مین پیدا ہوا رعشا — پنجے سے جدا ہونے لگا گرز کا قبضا

چٹکی سے اوٹھا کر کیا پیوند زمین کا
بچون کا کھلونا تھا فقط گرز لعین کا

٥٥٠
خجلت سے پسینہ مین نہانے لگا ظالم — دانتونمین لب نحس دبانے لگا ظالم
شبیر سے موںہہ اپنا چھپانے لگا ظالم — قبضے کی طرف ہاتھ بڑہانے لگا ظالم

تھی سنکر یہ تلوار بھی جائیگی جو خالی
بہاگونگا بھی تو موت نہین چھوڑنیوالی

٥٥١
منگوا کے پیا۔ آب لیا دم بھی گھڑی بھر — شمشیر کو بھی تیز کیا سنگ چٹا کر

مہلت جو ملی بیٹھ گیا جھک کے فرس پر — آواز یہ دی اب یہ مری تیغ ہی وہ سر

کہتا ہون یہ سو بار کہ ہشیار خبردار
بجلی یہ جلا دے گی خبردار خبردار

۵۵۲
تلوار چمک کر جو سر شاہ پر آئی — رہوار نے کی جست جگہ پہلو مین پائی
اندھا ہوا ظالم - نہ دیا کچھ بھی دکھائی — ہرنے پہ لگا زین کے سر موتھہ کی وہ کھائی

ہیبت سے لرزنے لگا ہر بند شقی کا
مولا نے لیا جلد کمربند شقی کا

۵۵۳
جھٹکا جو دیا - اوسنے فرس کو نہین چھوڑا — اونچا جو کیا اوسکو لٹکنے لگا گھوڑا
دونون کو اوٹھایا ہے - یہ کیا زور ہی توڑا — شہباز کے چنگل مین ہی کنجشک کا جوڑا

پٹکا جو اوٹھا کر تو ملے خاک مین دونون
پہنچے ملک الموت کے فتراک مین دونون

۵۵۴
چلایا ابن سعد قیامت کی گھڑی ہے — اس شیر کی روباہ ہون پہ اب آنکھ پڑی ہی
گر جائیگی لشکر کی جو دیوار کھڑی ہے — دل چھوٹا ہوا جاتا ہی گو فوج بڑی ہے

حملہ یہ اگر کھینچکے تلوار کرے گا
یک ہاتھ مین دو ظالمون کو چار کرے گا

۵۵۵
ہان دور ہی سے ملکے بہم تیر چلاؤ — چھایا ہی اگر خوف تو نزدیک نہ جاؤ
زخمی جو وہ ہو جاے تو پھر نیزے لگاؤ — گھوڑے سے جو گر جائے تو سر کاٹ کے لاؤ

یہ سنتے ہی مینہ تیرونکا برسانے لگے سب
حملہ جو کیا شیر نے تھرانے لگے سب

۵۵۶
غصہ سے دم جنگ اوگل پڑتی تھی تلوار — لیکن نہ ملا تھا اوسے حکم شہ ابرار
پھر میانمین گھس جاتی تھی خود ہی وہ وفادار — چپ چپ کے یونہین سر کو نکالا تھا کئی بار

شمشیر نے جوہر عجب انداز سے دکھلائے
جسطرح کوئی پردہ نشین جھانک کے ہٹ جائے

۵۵۷

باہر ہوئی تلوار نیام شہ دین سے
پیدا ہے چمک چہرۂ معشوق حسین سے
ظاہر ہوا پیغام لب روح الامین سے
نکلا ہے براق نبوی خلد برین سے

قدرت کے مضامین سے تعلی نکل آئی
ایمن کے بیابان سے تجلی نکل آئی

۵۵۸

بالا ہے ہوا زلف اڑ رہی حور جنانکی
قبضے مین ادائین ہین حسینان جہانکی
نکلی ہے نظر آنکھ سے اک آفت جانکی
ہے چال مین چھل بل کسی معشوق جوانکی

مارینگی ہزارونکو تھرکتی نظر اسکی
پیسے گی کروڑونکو لچکتی کمر اسکی

۵۵۹

جب حکم ہوا مثل پری آئی پرونمین
پی پیکے لہو لال ہوئی بدگہرونمین
سایہ جو پڑا پھرنے لگا جن نظرونمین
سوراخ کئے نوک سے اپنی جگرونمین

رشتہ نہ رہا زیست کا کاٹا سروتن کو
باقی نہ رکھا تار رگ جان بھی کفن کو

۵۶۰

اعدا نے سنی تھی یہ صدا تیغ دودم مین
تم دم سے مجھے دوگے تو نہ آؤنگی مین دم مین
دم مارو نہ ہرگز کہ مین آئی کوئی دم مین
سر کاٹکے خون چاٹکے پھینکونگی عدم مین

مین حلق مین آتی ہون نہ سمجھو کہ اجل ہے
تم شوق سے کھالو کہ یہ جانبازی کا پھل ہے

۵۶۱

کوندی صفت برق جو تیغ شہ ابرار
جلنے لگے اشجار پگلنے لگے کہسار
سایہ کی چمک دیکھکے ناری ہوئی النار
وہ آگ لگائی تھی کہ جنگل تھا دھوان دھار

جبریل نے جب کی نظر اوسکے شررونپر

دم کرنے لگے نادِ علی پڑھ کے پرون پر

۵۶۲

کیا دہار تھی کیا باڑ تھی کیا آب تھی کیا تاب
کیا غیظ تہا کیا قہر تہا کیا رعب کیا داب
زہرے علم و تیغ و سنان کی بہی ہوئے آب
سرگرز جہکاتے تھے بجالانے کو آداب
غصہ سے قضا لال تھی اون بدگہرون پر
یہ دست کرم پہیرتی تھی سب کے سرون پر

۵۶۳

چار آئینہ مین اوسکی عجب جلوہ گری تھی
تلوار نہ تھی آئینہ خانہ مین پری تھی
سونہہ لال تہا لاکہون کے لہو مین جو بہری تھی
کچھہ فوج جو باقی تھی چراغِ سحری تھی
گل دیکھے جو ڈہالون کے وہ پہولی نہ سمائی
اون پہولون مین پہل اپنا لگا کر نکل آئی

۵۶۴

بینائی لہو ہوکے بہی چشم زرہ سے
شفقہ بیٹہہ رہی تہین سپرین بیٹہہ کے چہپے
قربان کمان ہوتی تھی چلاتے تھے چلے
لب کہولے لگے سوفار امان مانگ رہے تھے
سر کہولے لگے روتے تھے علم فوج لعین مین
کٹ کٹ کے نشان گرتے تھے خجلت سے زمین مین

۵۶۵

گرتی تھی چمک کر۔ کبہی اوٹھتی تھی لچک کر
بیخود کبہی ہوتی تھی۔ کبہی کہاتی تھی چکر
کچھہ راز تہا پر کہہ نہین سکتی تھی کہ تہا ڈر
ہر دم تہا انا سیف ید اللہ زبان پر
تلوار کو صوفی کی طرح وجد جو آیا
دستانہ نے بیعت کے لئے ہاتہہ بڑہایا

دم بہی ندیا مارنے شمشیر علی نے
دم بہر نکلے آتے نہ تھے قرنا کو قرینے
خاموش ہے کیون اتنا بہی پوچہا نہ کسی نے
نقارونکی ہیبت سے پہٹے جاتے تھے سینے
تھی بات یہی چوب پہ گو چوب پڑی تھی
آواز نہ نکلی کہ اجل سر پہ کہڑی تھی

٥٦٧
دم لے نہ سکے خوف سے بوق و دہل و کوس — جانون کی خبر لانے لگا موت کا جاسوس
الٹی جو چلی چال الٹ کر گرے منحوس — مرکب جو ہوئے سیدھے تو راکب ہوئے معکوس
پانو اوٹھ گئے سر اونکے جو مٹی مین گڑے تھے
تلوار کی تعظیم کو وہ سر سے کھڑے تھے

٥٦٨
ترچھی جو پڑی دم نہ لیا خود و سپر مین — سیدھی جو چلی سر سے اوتر آئی جگر مین
آڑی جو ہوئی تھا یہ ہنر تیغِ دو سر مین — یون آئی کہ جیسے لچک آتی ہے کمر مین
جانبازونکو اس چال کی مطلق نہ خبر تھی
وہ کھیلکے نکلی تو نہ سر تھا نہ کمر تھی

٥٦٩
کاندھے پہ جو آئی صفتِ کاتبِ اعمال — کاغذ کیطرح کٹ گیا۔ لحم استخوان اور کھال
یکدست قلم ہو گئے اعضائے بد افعال — دیتی تھی لہو۔ جا بجا مرکب رگِ قیفال
کاتب کا لقب کیون نہ ہو غارتگر ہستی
اس زور سے لکھا کہ پٹھا دفتر ہستی

٥٧٠
یون راست ہوئی تیغ شہنشاہ حجازی — استادہ ہو جسطرح سے مصلے پہ نمازی
چلنے کے لیے جب ہوا حکمِ شہ غازی — سر پھینکتی تھی لیکے برنگِ گل بازی
اوڑہتے تھے جو گردون پہ زمین چھوڑ کرنگی
سورج پہ اونھین بہونتی تھی سیخ کرنگی

٥٧١
کشتے جو ہزارون ہوئے لاکھون ہوئے بسمل — جو منچلے مشہور تھے سب ہو گئے بزدل
پھیلانے لگے دست امان آ کے مقابل — جسطرح سے ہاتھون کو بڑھا دیتے ہین سائل
دریوزہ گری کرنے لگے فوج کے افسر
کشکول گدائی کے بنے خود الٹ کر

٥٧٢
کاسے جو کٹے سر کے تو چھیدا جگرون کو — چھیدا جگرون کو تو تراشا کمرون کو

آگے جو بڑہی مار کے ان کینہ ورونکو
جبریل چہپانے لگے سدرہ مین پرونکو

شمشیر چلی ہوگیا برگشتہ زمانا
موقوف زمین پر تہا فرشتونکا بہی آنا

۵۷۳
گہبرا کے کیا بند دریچون کو فلک کے
تہرانے لگے دیو پہاڑونمین دبک کے
پریونکی طرح ہوش اڑے جن وملک کے
طبقے متزلزل تہے سما اور سمک کے

اور آگے بڑہی تیغ جو میدان ہوا خالی
تہراتے تہے قطبین جنوبی و شمالی

۵۷۴
مشرق نے کہا کانپکے کسطرح بچے جان
مغرب نے کہا چاند سے کیون پہرتا ہے انجان
دعوت جو دی مغرب تو ابہی مین ہون مہمان
بنتی ہون کلف مین میرا ہوجا تو نگہبان

خورشید سے مہ نے کہا یان جانکا ڈر ہے
تو پاس بلالے مجہے منزل مین خطر ہے

۵۷۵
خورشید گریزان ہوا دستار پٹک کر
بولی یہ زمین کہینچ لے اے گنبد اخضر
ماہی سے کہا گاو نے دے جائے تہ پر
گردون نے کہا مجہکو بچالے مرے داور

آنکہونمین اجل کی بہی پہری شکل فنا کی
کیا کوئی بچے تیغ تہی یہ دست خدا کی

۵۷۶
اسلام کے پاؤن پہ گرا کفر لرز کر
تہراتے تہے یاجوج پس سد سکندر
دجال لگا کانپنے عیسے کا ہوا ڈر
اوندہا گرا ابلیس مع طوق زمین پر

جو جو تہے بلا اونپہ بلا آکے پڑی تہی
باندہے ہوئے ہاتہونکو قیامت بہی کہڑی تہی

۵۷۷
کہتا تہا قلم لوح کو چہاتی سے لگا کر
وہ کہتی تہی مٹجائیگا جو نقش ہے دل پر
محفوظ رہون تیغ سے کسطرح یہ ہے ڈر
یہ کہتا تہا ہان میرا بہی کٹجائیگا اب سر

لو لوح و قلم کو بھی حفاظت کی پڑی تھی
تلوار کی دیکھو تو کمان آنکھ لڑی تھی

٥٧٨

سیارے گرے پڑتے تھے ثابت تھی تباہی
تقدیر کے مانند ہر اک چیز خود الٹی
باقی رہی کچھ قدر قضا کی نہ قدر کی
کرسی پہ کبھی عرش کبھی عرش پہ کرسی

ہر شے کو اوٹھاتے ہوئے پھرتے تھے ملائک
وہ فرش پہ تھی عرش پہ گرتے تھے ملائک

٥٧٩

جبریل یہ بولے مرے پر سے نہ لپٹ جائے
چلائے سرافیل کہیں صور نہ کٹ جائے
میکال پکارے کہ نہ رزق آگے سے ہٹ جائے
غل تھا ملک الموت کا مجھ پر نہ الٹ جائے

مرغان اولی اجنحہ گھبرائے ہوئے تھے
گھبرانے کی جا تھی کہ وہ کچھ پائے ہوئے تھے

٥٨٠

تھامے تھا سقر کوئی - کوئی خلد سنبھالے
شمشیر نے چلنے کو ادھر پانو نکالے
رضوان نے کیا حوروں کو اللہ کی حوالے
ہر شے نے کہا جان مری نذر ہو آ لے

گوش ملک الموت میں کچھ بولے لگے چھیٹی
تھی قہر خدا غیظ سے مونہہ کھولے لگے چھیٹی

٥٨١

اژدر کو کیا چاک تو شیروں کو لتاڑا
دنیا سے ہوا ہو گیا پریوں کا اکھاڑا
چھوڑا نہ کسی کو اسے مارا اوسے گاڑا
جن اوڑ کے جو بھاگے تو وہیں اونکو پچھاڑا

دیووں کو اوٹھا لیتی تھی سینگ اونکے پکڑ کر
سر مہ انہیں کرتی تھی پہاڑوں پہ رگڑ کر

٥٨٢

موت آگئی اک ہاتھ جو ٹخنے پہ لگایا
یاجوج پہ بھی سد سکندر کو گرایا
دجال کو اعجاز مسیحا نظر آیا
شیطان کو بھی موت کے پنجے نے دبایا

ابلیس یہ چلایا نہ اب جان مری لے

تو چھوڑ مین آدم کو ابھی کرتا ہون سجدے

۵۵۳

ہنسکر کہا اللہ رے ترا مکر ترا زور
موت آئی جو سر پر تو حسد دل سے ہوا دور
مین جانتی ہون خوب تو ملعون ہے مغرور
سجدہ ترا اس وقت خدا کو نہین منظور
خود طوق نے لعنت کے گلا اوسکا دبایا
گندم کے کہلانے کا مزا آج چکھایا

۵۵۴

سو چاک ستے قلبِ فلکِ عربدہ جو مین
کام آنسکے تار شعاعی بھی رفو مین
زخموں نکلے پڑے ہار ستارو نکے گلو مین
نہلا کے چلی مغرب و مشرق کو لہو مین
وہ ضرب لگائی کہ مٹا گاؤ کا نقشا
سکہ تہا فلوس پر ماہی پہ اسی کا

۵۵۵

نکلی جو زمین سے تو نہ طبقے تھے زمین کے
گزری جو فلک سے تو گری کٹکے ستارے
معدوم ہوے جنت و دوزخ کے تماشے
اونچی جو ہوئی اور گئے عرش پہ حملے
جب بیٹھ کے کرسی پہ اوٹھی خون مین بھری تھی
مانندِ قلم لوح کی چھاتی پہ دہری تھی

۵۵۶

چھوٹے نہ فرشتے بھی جو تسبیح مین بڑے تھے
میکال بھی جبریل بھی مرمر کے گڑے تھے
تھا صور ہی سالم نہ سرافیل کہڑے تھے
مروے کیطرح سے ملک الموت پڑے تھے
یہ کاٹ چکی تو نہ زمین تھی نہ زمان تھا
جز ذات خدا کوئی مکین تھا نہ مکان تھا

۵۵۷

یہ قوتِ باطن کی حقیقت کا ہے اظہار
ظاہر مین تو کچھ اور نظر آتے ہین آثار
یک جان پہ ٹوٹے ہین کئی لاکھ ستمگار
بہتا ہے لہو پڑتی ہے تلوار پہ تلوار
سر ضعف سے تا زین فرس گرچہ جہکا ہے
لب شکر خدا کرتے ہین دل محو خدا ہے

۵۸۸

یک گرز لگا پھر اوسی جھکتے ہوئے سر پر — خون بہنے لگا۔ سانس رکی - آگیا چکر
دوڑا جو گلا کاٹنے کو شمر ستمگر — تھرانے لگا عرش ہلی قبر پیمبر

یک غلغلہ برپا ہے قیامت کا جہاں میں
یک زلزلہ پیدا ہے زمین اور زمان میں

۵۸۹

گھوڑے سے امام دوجہان خاک پر آئے — جلتی ہوئی ریتی پہ محمدؐ نظر آئے
قبروں سے رسولانِ سلف دوڑ کر آئے — گردون سے فرشتے بھی تڑپ کر اتر آئے

بھولے تھے وہ تسبیح فقط دھن تھی بکا کی
شبیر کا غم بھی تو عبادت ہے خدا کی

۵۹۰

ہے ہے وہ لگا نیزہ شقی ازلی کا — فوارہ اوڑا خون حسین ابن علی کا
سینہ نہ بچا تیغ سے اللہ کے ولی کا — دروازہ کھلا سرِ خفی راز جلی کا

بہتا ہے لہو ضعف سے تن کانپ رہا ہے
سر کٹنے کے سبب چڑتا ہے بدن کانپ رہا ہے

۵۹۱

گر دے کئی دے دیکھے تھا شمر کا خنجر — یک خط نہ پڑا سبط پیمبر کے گلے پر
تھا بوسہ گہِ مصطفوی حلق مُطہّر — کس طرح اوسے کاٹتا ملعون ستمگر

خنجر جو بہت تیز تھا بھولا ہنر اپنا
اعجاز محمدؐ نے دکھایا اثر اپنا

۵۹۲

جب خود نہ چلا خنجر فولاد ادب سے — یہ پیسکے دانتوں کو ہوا آگ غضب سے
جھنجلا کے لگا کہنے شہنشاہ عرب سے — فرمائیے تو سیکھا ہے یہ شعبدہ کب سے

ملعون سیہ قلب کب اس راز کو سمجھا
بیدین نے یک شعبدہ اعجاز کو سمجھا

۵۹۳

حضرت نے یہ فرمایا کہ اے شمر بد اطوار — شبیر میں کیا شعبدہ بازوں کے ہیں آثار

نافہم پہ کھلتے نہین اللہ کے اسرار
ساحر ہی کہا کرتے تھے نانا کو بھی کفار
گر شعبدہ گر مجھکو بنایا تو عجب کیا
صابر کو تری بات سے ہو رنج و تعب کیا

۹۴

میرا یہ گلا بوسہ گہہ مصطفوی ہے
اسپر نہ تری تیغ چلیگی نہ چلی ہے
پلٹا کے لٹا مجھکو اگر تری خوشی ہے
طاقت نہین جنبش کی - اری پیاس بڑی ہے
خیر اوٹھتا ہون سجدے کیلئے تیغ علم کر
گردن کی طرف سے تو مرے سر کو قلم کر

۹۵

کس مونہہ سے بیان ہو کہ کیا شمر نے کیا کیا
گردن کو پکڑ کر وہین پلٹا کے لٹایا
سید پہ نبی زادہ پہ کچھ رحم نہ آیا
خنجر کو بڑے زور سے ظالم نے پھرایا
سر کٹکے جدا ہو گیا فرزند علی کا
امت ہی کے ہاتھون سے بہا خون نبی کا

۹۶

سر کاٹکے گھر لوٹنے کی فکر پڑی ہے
آفت کی مصیبت کی قیامت کی گھڑی ہے
سیدانیون کی روح کو تکلیف بڑی ہے
ٹکڑے ہے جگر قلب مین برچھی سی گڑی ہے
سید کا نبی زادہ کا گھر لوٹ رہے ہین
فردوس کو یہ اہل سقر لوٹ رہے ہین

۹۷

سیدانیون کی چادرین چھنتی ہین سرون سے
بالون مین چھپاتے ہین وہ چہرے نظرون سے
ہین کان سکینہ کے بھی خالی گہرون سے
اس طفل پہ بھی ظلم ہوا کینہ ورون سے
روئی جو سکینہ تو طمانچے پڑے مونہہ پر
نیلا سا ورم آگیا اوس چاند سے مونہہ پر

۹۸

جو چیزین کہ خیمہ مین تھین جھک جھک کے اوٹھائین
کل قیدیونکے واسطے زنجیرین منگائین
طرزین ستم و ظلم کی جتنی تھین دکھائین
عابد کے لئے ہتکڑیان بیڑیان آئین

مصروف فرشتے بھی ہوئے آہ و بکا مین
ہے سب کا امام ابن امام آج بلا مین

۹۹
کیسی وہ بلا جس سے ہی دل پاش جگر پاش
بہائی کا جگر قطع ہوا جیسے کٹے قاش
بچونکو کئی دن سے نہ اک چمچہ ملی آش
نیزے پہ ہی سر باپ کا بے گور و کفن لاش
مان بہنونکے نزدیک نہ برقع نہ ردا ہے
زینب کا بھی مونہہ سر ہی کی بالونسے چھپا ہے

۱۰۰
بیمار کے پانوونمین پڑین بیڑیان بہاری
جو درد کہ دلمین ہے وہ رگ رگ مین ہی ساری
لب خشک ہین مونہہ زرد ہی خون آنکھونسے جاری
یک سانس بھی لیتے نہین دی گریہ وزاری
جلتا ہے جگر مونہہ پہ کچھہ گرم دھوان ہے
پھر صبر ہے - پھر شکر خدای دو جہان ہے

۱۰۱
ایوب کا جو صبر ہے مشہور زمانہ
یہ نخل ہے - وہ شاخ - یہ خوشہ ہی - وہ دانہ
ممکن نہین اس صبر سے ہو شانہ بشانہ
یہ لفظ ہے - وہ حرف - یہ قرآن - وہ فسانہ
اس سے ہو مقابل یہ کہان مونہہ ہی کسی کا
یہ صبر ہے فرزند حسین ابن علے کا

۱۰۲
میرا یہ بیان درد فزا روح گزا ہے
اس بزم کے ہر گوشہ مین رونیکی صدا ہے
جو سننے کو آیا ہے وہ مصروف بکا ہی
کیون غم سے نہ بیخود ہون یہ غم سب سے جدا ہی
اس مرثیہ گوئی کا صلا مجھکو ملے گا
فردوس ہے کیا چیز خدا مجھکو ملے گا

۱۰۳
مائل مرا کو مرثیہ گوئی نہین پیشہ
میدان غزل ہی نہین اس شیر کا بیشہ
پر نخل قلم رکھتا ہے ہر رنگ کا ریشہ
رندانہ سخن ہی نہ لکھا مین نے ہمیشہ
ہین کیاریان سرسبز گلستان سخن کی
بلبل کو ہوا کھانے دو ہر ایک چمن کی